سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

پیر 28، منگل 29، بدھ 30، جمعرات 31۔مارچ اور جمعۃ المبارک یکم اپریل 2005

(یوم الاثنین 17، یوم الثلاثاء 18، یوم الاربعاء 19، یوم الخمیس 20، یوم الجمعہ 21۔ صفر المظفر 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : انیسواں اجلاس

جلد 19، (حصہ اول) شمارہ جات 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

پیر' 28-مارچ 2005

جلد 19 ، شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
1-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2-	ایجنڈا	3
3-	ایوان کے عہدیدار	5
4-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	11
5-	چیئرمینوں کا پینل	13
	حلف	
6-	نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف	14
	تعزیت	
7-	مرحومین کے لئے دعائے مغفرت	15
	سوالات (محکمہ ہاؤسنگ' شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
8-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	16
9-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	56
10-	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	88
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
11-	مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	101

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
	مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ بابت دی کنگ ایڈورڈ	12۔
102	میڈیکل یونیورسٹی مسودہ 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا	
	مسودہ قانون دی یونیورسٹی آف ساؤتھ ایشیا لاہور مسودہ 2004	13۔
	اور مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف سینٹرل پنجاب لاہور،	
103	مسودہ 2004 کے بارے میں رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	
	مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ	14۔
	بابت مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب سول سرونٹس	
103	مسودہ 2005 کے بارے میں رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	
	رپورٹ (توسیع)	
	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ۱ کی رپورٹ	15۔
104	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	
	توجہ دلاؤ نوٹس	
	فیصل آباد پولیس کے ہاتھوں بے گناہ نوجوانوں	16۔
105	کی ہلاکت پر حکومتی کارروائی	
	تحاریک استحقاق	
	اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ	17۔
111	پنجاب اسمبلی میں پیش کرنے میں تاخیر	
	جناح ہسپتال لاہور کے شعبہ آرتھوپیڈک کے ڈاکٹر	18۔
112	کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	
	شیخوپورہ میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر پولیس	19۔
115	کا بلا اجازت داخل ہو کر مہمانوں کو گرفتار کرنا	
	تحاریک التوائے کار	
	ایوبیو اے کے اعلیٰ سرکاری ملازمین سے لینڈ مافیا	20۔
123	کا زمین ہتھیانے کا منصوبہ (۔۔۔جاری)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

سرکاری کار روائی

مسودات قانون (جو پیش کئے گئے)

21۔ مسودہ قانون بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی لاہور مصدرہ 2005 ---------- 130

22۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ برائے انسداد رشوت ستانی پنجاب مصدرہ 2005 ---------- 130

23۔ مسودہ قانون (ترمیم) غیرمنقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2005 ---------- 131

24۔ ہنگامی قانون صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مجریہ 2005 ---------- 131

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

25۔ ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2003 کا پیش کیا جانا ---------- 132

منگل' 29۔مارچ 2005

جلد 19 ، شمارہ 2

26۔ ایجنڈا ---------- 133

27۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 135

پوائنٹ آف آرڈر

28۔ اراکین اسمبلی کو ادویات کی فراہمی کا طریق کار ---------- 136

سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

29۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------- 139

30۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 170

31۔ غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب ---------- 198

پوائنٹ آف آرڈر

32۔ ٹاؤن شپ لاہور میں قبرستان کی سرکاری زمین کی واگزاری ---------- 198

33۔ شاہدرہ لاہور میں تین خواتین کا دن دیہاڑے قتل ---------- 200

34۔ مشیران و معاونین خصوصی کا اختیارات سے تجاوز ---------- 203

35۔ تحل کے کاشتکاروں کو آبیانے کی چھوٹ ---------- 207

تحاریک استحقاق

36۔ حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی اور ان پر عملدرآمد
کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر ---------- 216

37۔ تھانہ فقیر والی (بہاولنگر) کے ایس ایچ او کا ارکان اسمبلی
کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال ---------- 218

تحاریک التوائے کار

38۔ ایونیو 1 کے اعلیٰ سرکاری ملازمین سے لینڈ مافیا
کا زمین ہتھیانے کا منصوبہ (---جاری) ---------- 221

پوائنٹ آف آرڈر

39۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلباء کے مسائل پر ہمدردانہ غور ---------- 235

40۔ جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کا ازالہ ---------- 237

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

41۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2001 کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ---------- 258

42۔ مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی، راولپنڈی
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ---------- 258

43۔ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی سپیشل رپورٹ ---------- 258

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

-44 مسودہ قانون (ترمیم) نہریں و نکاس آب پنجاب مصدرہ 2001 259

-45 مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2005 271

بدھ' 30-مارچ 2005

جلد 19 ، شمارہ 3

-46 ایجنڈا 279

-47 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ 281

پوائنٹ آف آرڈر

-48 سرکاری ملازمتوں پر بھرتی 282

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

-49 نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات 287

-50 نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) 325

-51 غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 355

پوائنٹ آف آرڈر

-52 تھل کے کاشتکاروں کو آبیانے کی چھوٹ 361

تحاریک استحقاق

-53 اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر (---جاری) 367

-54 حکمت عملی کے اصولوں اور ان پر عملدر آمد کی
سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر 373

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

تحاریک التوائے کار

55۔ بورڈ آف ریونیو کا بھاری رشوت وصول کر کے
میسرز کوہ نور کو سستے داموں زمین فروخت کرنا ---------- 378

56۔ سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں اضافہ ---------- 381

بحث

57۔ ماحولیات پر عام بحث ---------- 392

جمعرات ' 31۔مارچ 2005

جلد 19 ، شمارہ 4

58۔ ایجنڈا ---------- 453

59۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 455

پوائنٹ آف آرڈر

60۔ آئینی حدود کے تحت احتجاج ---------- 456

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

61۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------- 460

62۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 503

63۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 531

توجہ دلاؤ نوٹس

64۔ کمالیہ امتحانی مرکز گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ا
میں طالب علم کا قتل ---------- 538

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

جمعۃ المبارک، یکم اپریل 2005

جلد 19، شمارہ 5

65۔ ایجنڈا ---------- 541

66۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 543

سوالات (محکمہ صحت)

67۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------- 544

68۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 584

59۔ غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ---------- 618

پوائنٹ آف آرڈر

70۔ دفعہ 144 کا نفاذ ---------- 619

تحاریک استحقاق

71۔ تحصیل چیچہ وطنی میں معزز رکن اسمبلی کے ساتھ
ایس۔ایچ۔او تھانہ غازی آباد کا ناروا سلوک ---------- 624

تحاریک التوائے کار

72۔ وزیر مال کی جانب سے تحاریک التوائے نمبر 938/2004
اور 22/2005 کے بارے میں رپورٹیں
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں) ---------- 627

73۔ ادارہ بہبود فنڈ حکومت پنجاب کی جانب سے بیوگان
کو ماہانہ امداد دینے میں پس و پیش ---------- 629

74۔ سال انڈسٹریز بہاول پور کے قریب
اوور ہیڈ برج کی تعمیر میں تاخیر ---------- 634

75۔ فیصل آباد کے طلبا و طالبات کا مستقبل تاریک ہونے کا احتمال ---------- 635

سرکاری کارروائی

76۔ صوبائی محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت

سال 03-2002 پر بحث ---------- ----- 642

77۔ انڈکس

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No. PAP-Legis-1(99)/2005/7134. Dated 24, March 2005. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 28-03-2005 at 3.00 P.M. in the Assembly Chambers Lahore."

Dated Lahore, the
24th March 2005

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 28-مارچ 2005

1- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

2- سوالات (محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

3- توجہ دلاؤ نوٹس

4- سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

(i) مسودہ قانون بیکن ہاؤس، نیشنل یونیورسٹی لاہور مصدرہ 2005

(ii) مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ برائے انسداد رشوت ستانی پنجاب مصدرہ 2005

(iii) مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2005

رپورٹ

i) ہنگامی قانون صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مصدرہ 2005

ii) سال 2003 کے بارے میں ادارہ محتسب پنجاب کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

صوبائی اسمبلی پنجاب

1 - ایوان کے عہدیدار

(1)	جناب سپیکر	،	چودھری محمد افضل ساہی
(2)	جناب ڈپٹی سپیکر	،	سردار شوکت حسین مزاری
(3)	قائد ایوان	،	چودھری پرویز الٰہی
(4)	قائد حزب اختلاف	،	جناب قاسم ضیاء

2 - چیئرمینوں کا پینل

(1)	رائے اعجاز احمد	،	پی پی-171
(2)	ملک جلال دین ڈھکو	،	پی پی-222
(3)	ملک نذر فرید کھوکھر	،	پی پی-192
(4)	راجہ ریاض احمد	،	پی پی-65

3 - کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	وزیر سی ایم آئی ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کو آرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	وزیر کوآپریٹوز
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	وزیر ریونیو' ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	وزیر جیل خانہ جات
(9)	سردار نعیم اللہ خان شاہانی	وزیر سپورٹس
(10)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	وزیر آبکاری و محصولات
(11)	چودھری ظہیر الدین خان	وزیر مواصلات و تعمیرات/ انفارمیشن*
(12)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	وزیر جنگلات
(13)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	وزیر بہبود خواتین و انسانی حقوق
(14)	چودھری محمد اقبال	وزیر خوراک/ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی
(15)	رانا شمشاد احمد خان	وزیر ٹرانسپورٹ
(16)	چودھری شوکت علی بھٹی	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(17)	جناب محمد بشارت راجہ	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی/ داخلہ' جنگلی حیات* اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2002' مورخہ 9۔جنوری 2005' وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (6۔جنوری تا 18۔جنوری 2005) تفویض کئے گئے۔

(18) میاں عمران مسعود	، وزیر تعلیم
(19) جناب محمد اجمل چیمہ	، وزیر صنعت
(20) سید اختر حسین رضوی	، وزیر محنت و افرادی قوت
(21) جناب ارمغان سبحانی	، وزیر قوت برقی
(22) سید سعید الحسن	، وزیر اوقاف و مذہبی امور
(23) ڈاکٹر طاہر علی جاوید	، وزیر صحت
(24) جناب عبدالعلیم خان	، وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(25) میاں محمد اسلم اقبال	، وزیر سیاحت
(26) سردار حسن اختر موکل	، وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(27) سید رضا علی گیلانی	، وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(28) رانا محمد قاسم نون	، وزیر زرعی مارکیٹنگ
(29) جناب حسین جہانیاں گردیزی	، وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم
(30) جناب محمد ارشد خان لودھی	، وزیر زراعت/ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ
(31) جناب غلام محی الدین چشتی	، وزیر ایچیف وحپ
(32) سردار حسنین بہادر دریشک	، وزیر خزانہ
(33) سید ہارون احمد سلطان بخاری	، لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(34) میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	، وزیر زکوٰۃ وعشر
(35) جام محمد ہاشم غلیجہ	، وزیر [illegible] پروری
(36) جناب محمد اعجاز شفیع	، وزیر بیت المال
(37) مخدوم اشفاق احمد	، وزیر تحفظ ماحولیات
(38) مسز نسیم لودھی	، وزیر بہبود آبادی
(39) مس قدسیہ لودھی	، وزیر خصوصی تعلیم
(40) مسز جوئس روفین جولیس	، وزیر اقلیتی امور

4 - پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(4)	چودھری نذر حسین گوندل	تعلیم
(5)	ملک محمد آصف بھا	بیت المال
(6)	جناب محمد وارث کلو	کالونیز
(7)	ملک رضا شاہد وسیر	انفارمیشن ٹیکنالوجی
(8)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(9)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا*	
(10)	بریگیڈیر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(11)	حاجی مدثر قیوم ناہرہ	ماہی پروری
(12)	چودھری خالد اصغر گھرال	سپورٹس
(13)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	قانون
(14)	مس حمیدہ وحید الدین	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(15)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	مواصلات و تعمیرات
(16)	بیگم ریحانہ جمیل*	

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722، مورخہ 7۔ اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(17)	جناب اعجاز احمد سہول	، آبکاری و محصولات
(18)	جناب جاوید منظور گل	، کانکنی و معدنیات
(19)	آغا علی حیدر	، ثقافت و امورِ نوجوانان
(20)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	، اشتمال
(21)	ملک محمد احمد خان(ایڈووکیٹ)	، پارلیمانی امور
(22)	دیوان اخلاق احمد	، آبپاشی و قوت برقی
(23)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	، محنت و افرادی قوت
(24)	جناب طاہر حسین خان طیبزئی	، خصوصی تعلیم
(25)	ملک محمد اجمل جوئیہ	، پی۔ای۔ایس۔ایس۔آئی
(26)	جناب ظہور احمد خان ڈاہا	، خزانہ
(27)	جناب ولایت شاہ کھگہ	، زراعت
(28)	جناب آفتاب احمد خان	، ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(29)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(30)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	، جنگلات
(31)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	، صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(32)	جناب طارق احمد گورمانی	، جنگلی حیات
(33)	میاں امتیاز علیم قریشی	، زکوٰۃ و عشر
(34)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	، سی۔ایم۔آئی۔ٹی اینڈ آئی اینڈ سی

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(35)	اللہ وسایا خان عرف چنو خان لغاری	، ٹورازم اینڈ ریزارٹ ڈویلپمنٹ
(36)	سید محمد قائم علی شاہ	، مذہبی امور و اوقاف
(37)	ملک اللہ بخش سمتیہ	، ٹرانسپورٹ
(38)	مہر فضل حسین سمرا	، جیل خانہ جات
(39)	جناب احمد نواز	، ریلیف
(40)	سید نذر محمود شاہ*	
(41)	جناب محمود احمد	، خوراک
(42)	سردار محمد دریا خان فیاض	، امداد باہمی
(43)	بیگم زینت خان	، ترقی خواتین
(44)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	، صحت
(45)	محترمہ لبنیٰ طارق	، سیاحت
(46)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	، امور داخلہ
(47)	محترمہ شہلا راٹھور	، سماجی بہبود
(48)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	، تحفظ ماحولیات
(49)	محترمہ روبینہ نذر سہری	، لیوٹا
(50)	محترمہ ظلِ ہما عثمان	، منصوبہ بندی و ترقیات
(51)	محترمہ زاہدہ سرفراز	، بہبود آبادی
(52)	مس نگہت سلیم خان	، ہائر ایجوکیشن
(53)	مس شگفتہ انور	، انٹی کرپشن
(54)	جناب پیٹرک جیکب گل	، اقلیتی امور

5 - ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6- ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	جناب سعید احمد
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری-I	ڈاکٹر آفتاب مقبول جونیہ
(3)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	جناب عنایت اللہ لک
(4)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	ملک مقصود احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس)

پیر' 28 -مارچ 2005

(یوم الاثنین' 17-صفر المظفر 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

سورۃ ال عمران آیت:164

حقیقت میں اللہ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جبکہ انہی میں سے ایک پیغمبر اُن میں بھیجا جو اُن کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔

وما علینا الاالبلاغ۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں گزشتہ دو اجلاسوں کے بعد آج یہاں اس اجلاس میں شامل ہوا ہوں۔ میرا ایکسیڈنٹ 17۔اگست مورخہ2002 کو ہوا تھا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اور شوکت مزاری صاحب نے سب سے پہلے میری تیمار داری کی۔ آپ کے علاوہ ڈاکٹر شفیق صاحب، سعید اکبر نوانی اور دیگرجن دوستوں نے میری تیمارداری کی، میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر آباد کے چوک میں میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ میں جی ٹی روڈ پر جا رہا تھا اور سامنے سے U.N.O کی گاڑی یک دم enter ہوئی، ہم سو کی سپیڈ پر تھے تو ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ ان کا قصور تھا۔ فرسٹ ایڈ کے بعد میں سیالکوٹ چلا گیا تو بعد میں میرے خلاف U.N.O والوں نے جو ہماری honourable Army اور G.H.Q کے under ہے میرے خلاف مقدمہ درج کروا دیا۔ میں نے ڈی۔ آئی۔جی سے ٹیلیفون پر بات کی اور میں نے کہا کہ اگر میں ایم۔پی۔اے نہ ہوتا تو شاید پولیس مجھے موقع پر ہی گرفتار کر لیتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر فاضل ممبران کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو سکتا ہے تو پھر عام عوام کے ساتھ ان کا سلوک کیا ہو گا؟

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو بات انھوں نے یہ کہی ہے کہ U.N.O آرمی کے under ہے تو میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں کہ ہر معاملے میں پاکستان آرمی کو involve کرنے کی عادت کو چھوڑ دیں۔ U.N.O کا پاکستان آرمی کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جس طرح بگو صاحب نے فرمایا ہے کہ نہایت افسوسناک واقعہ ان کے ساتھ ہوا۔ ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں محفوظ رکھا لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پولیس نے ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا ہے تو

میں اس کو ذاتی طور پر دیکھوں گا اور اپنے بھائی کو مطمئن کروں گا۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ رائے اعجاز احمد پی پی۔ 171
2۔ ملک جلال دین ڈھکو پی پی۔ 222
3۔ ملک نذر فرید کھوکھر پی پی۔ 192
4۔ راجہ ریاض احمد پی پی۔ 65

جناب قاسم ضیاء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' قاسم ضیاء صاحب!

جناب قاسم ضیاء، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں اتنی مہنگائی ہو چکی ہے۔ اس مہنگائی سے ہمارے ملک کے پسے ہوئے طبقات کی حالت زار کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ اگر چولہے نہیں جلیں گے تو پھر ملک چلے گا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ رولز کو معطل کر کے اس پر بحث کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے تو ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ کھل کر بات کریں' یہ اپنا موقف پیش کریں حکومت اپنا موقف پیش کرے گی۔ لیکن جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں معاملات طے ہوئے ہیں اور اس بات سے اتفاق کیا گیا

ہے کہ 31 تاریخ کو لاء اینڈ آرڈر اور price rise پر بحث کرلیں۔ اس کے لئے دن مقرر ہو چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گا کہ یہ معاملہ اسی دن take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: 31 تاریخ کو اس پر بحث ہو گی۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پریس گیلری کے لوگ بائیکاٹ کر گئے ہیں۔ اس کی وجہ ویج بورڈ ایوارڈ ہے۔ اس کے متعلق میں لاء منسٹر صاحب سے یہ کہوں گا کہ یہ Journalists کا بڑا اہم معاملہ ہے۔ آپ کسی کو بھیجیں کہ وہ پریس کے لوگوں کو واپس لائیں۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: میں چودھری اقبال صاحب سے گزارش کروں گا کہ پریس گیلری سے جو حضرات واک آؤٹ کر گئے ہیں' ان کو واپس لے آئیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ منتخب رکن شیخ علاؤ الدین پی پی-181 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں اور اس کے بعد رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلے پر شیخ علاؤ الدین ایم۔پی۔اے نے حلف لیا
اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کیا گیلری سے کوئی آدمی کیمرے سے تصاویر لے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، گیلری میں جو معزز صاحبان بیٹھیں ہیں' ان سے میری گزارش ہے کہ گیلری میں بیٹھ کر فوٹو گرافی نہیں ہو سکتی۔ پلیز! ذرا محتاط رہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے جو تحاریک التوائے کار دی جاتی ہیں۔ ان کو بالکل بلڈوز کر دیا جاتا ہے۔ پتا نہیں آپ کے علم میں یہ بات لائی جاتی ہے یا نہیں؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، قوانین اور ضابطے کے مطابق ہی کارروائی ہوتی ہے۔ جس میں کوئی تھوڑا بہت سقم ہوتا ہے۔ وہ تحاریک ایوان میں نہیں آتیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میری بات سنیں۔ ایسے معاملات ایوان میں discuss نہیں ہو سکتے۔ آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ اس سلسلے میں پہلے بھی چیمبر میں بات ہوئی ہے۔

راجہ ریاض احمد، میں نے چیمبر میں آپ سے اس لئے بات کی ہے کہ ایک ہی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر، ادھر چیمبر میں ہی کر لیں گے۔ ابھی کارروائی چلنے دیں۔

تعزیت

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھی میجر کھیار صاحب کی بیوی وفات پا گئی ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، کھیار صاحب کی بیوی فوت ہوئی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! نجف عباس سیال صاحب کی والدہ صاحبہ فوت ہوئی ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے اور جاوید کھچی صاحب کی والدہ کے لئے بھی دعا کر لی جائے۔

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر، جی، گردیزی صاحب!
وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ، جناب سپیکر! ہمارے سابقہ ممبر شاہ نواز کرمانی صاحب فوت ہو گئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔
جناب سپیکر، سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس موقع پر سب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات (محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، آج محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، سوال نمبر 332 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص صاحب کے ایماء پر دریافت کیا)

جوبلی ٹاؤن کے گرڈ سٹیشن چارجز

*332۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ L.D.A اتھارٹی واپڈا اتھارٹیز کی طرف سے طے کردہ 50 فیصد گرڈ سٹیشن چارجز سارے کے سارے جوبلی ٹاؤن کے الاٹیز سے وصول کر رہی ہے۔ جب کہ رولز کے مطابق 25 فیصد ایل۔ڈی۔اے اتھارٹی اور بقایا 25 فیصد الاٹیز اس وقت ادا

کرنے کے پابند ہیں جب وہ بجلی کا نیا کنکشن حاصل کرتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو سارے کے سارے گرڈ سٹیشن چارجز الاٹیز سے وصول کرنا نہ صرف قانوناً ناجائز ہے' بلکہ سراسر ظلم بھی ہے۔ کیا حکومت اس زیادتی کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ایل۔ ڈی۔ اے واپڈا کی طرف سے طے کردہ 50 فیصد گرڈ سٹیشن چارجز سارے کے سارے جوبلی ٹاؤن کے الاٹیز سے وصول کر رہی ہے۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں کوئی ایسا rule نہیں ہے کہ ایل ڈی اے اتھارٹی اور الاٹیز دونوں 25 فیصد ادا کریں گے۔ بلکہ محض الاٹیز کی آسانی کے لئے کل فی مرلہ چارجز (1042روپے) کا 50فیصد قبضہ دینے کے وقت اور بقایا 50فیصد بلڈنگ پلان کی منظوری کے وقت جمع کروائے جانے کی تجویز گورنر پنجاب کو پیش کی گئی۔ جس کی روشنی میں 50فیصد گرڈ سٹیشن چارجز الاٹی سے وصول کئے جارہے ہیں اب تک محکمہ کو جوبلی ٹاؤن گرڈ سٹیشن چارجز کی مد میں 17 لاکھ 98ہزار روپے وصول ہو چکے ہیں۔

(ب) الاٹمنٹ لیٹر کی کلاز 5 شق 11 کی روشنی میں گرڈ اسٹیشن کے 50فیصد چارجز جو کہ 1042 روپے فی مرلہ بنتے ہیں۔ الاٹیوں سے وصول کرنا قانوناً جائز ہے۔ گرڈ سٹیشن سے متعلقہ مسئلے کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ یہ مسئلہ ایل ڈی اے نے گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے یہ مسئلہ چیف سیکرٹری پنجاب کے سپرد کیا تاہم واپڈا والوں نے چیف سیکرٹری پنجاب کے ساتھ میٹنگ میں 50 فیصد چارجز کم کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ چونکہ واپڈا ایک مرکزی محکمہ ہے۔ اس لئے ایل ڈی اے کو 50فیصد شراکتی حصہ ادا کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے اضافی اخراجات کا نوٹس جاری کرنا پڑا جوکہ قانوناً درست ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جس طرح ہمارے اپوزیشن لیڈر جناب قاسم ضیاء صاحب نے بھی پہلے بات کی تھی کہ مہنگائی کو جناب وزیر قانون نے تسلیم کیا ہے۔ یہ سوال اسی مہنگائی کے متعلق ہے۔ جوبلی ٹاؤن کے رہائشیوں سے یہ معاہدہ کیا گیا تھا کہ ان سے پچاس فیصد چارجز واپڈا اس مد میں وصول کریں گے لیکن اب یہ ان سے سو فیصد وصول کر رہے ہیں۔ میرا گیلانی صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ واپڈا والوں نے چیف سیکرٹری پنجاب کے ساتھ میٹنگ میں پچاس فیصد چارجز کم کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی تھی۔ میں ان سے یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ یہ میٹنگ کب ہوئی تھی؟ کیا اس میٹنگ کے بعد آپ نے واپڈا والوں کے ساتھ کوئی pursue کیا کہ لوگوں پر اس بوجھ کو کم کیا جائے۔ الاٹیز سے یہ جو پچاس فیصد لے رہے ہیں اس کو کم کرنے کے لئے واپڈا والوں کے ساتھ کوئی بات کی جائے۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، شکریہ۔ جناب سپیکر! صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ اس سوال کا جواب میں پچھلے ایک اجلاس میں پہلے ہی دے چکا ہوں لیکن کچھ باتیں میں بتانا چاہوں گا وہ یہ ہیں کہ 2000 میں ایک پالیسی بنی تھی جس میں واپڈا نے 25 فیصد ' ایل ڈی اے کو 50 فیصد اور الاٹی کو 25 فیصد واپڈا کے چارجز دینا تھے۔ اس میں جو بات کی جارہی ہے کہ ایل ڈی اے نے الاٹیز سے سو فیصد وصولی کیوں کی ہے اور کرنا شروع کی ہے؟ 50 فیصد ادائیگی ایل ڈی اے دے گا' 25 فیصد واپڈا اور 25 فیصد الاٹی دے گا یہ آج کی پالیسی ہے یہ 2000 کی پالیسی نہیں ہے۔ 2000 کی پالیسی یہ ہے کہ 25 فیصد ' 50 فیصد اور 25 فیصد تھی۔ آج یہ مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت واپڈا کی شرط 42 ملین روپے تھی وہ ہم نے ایل ڈی اے نے پیسے ادا کر دیئے ہیں۔ اب ایل ڈی اے خود تو اپنی جیب سے نہیں دے گا۔ اس نے تو الاٹی سے ہی پیسے وصول کرنے ہیں۔ یہاں پر ہر جگہ ہر سوسائٹی الاٹی سے ہی وصول کرتی ہے کیونکہ یہ ایک سسٹم ہے۔ جناب سپیکر! ایل ڈی اے نے اس وقت 42 ملین واپڈا کو ادا کر دیئے۔ آج 2003ء میں یہ درخواست کر رہے ہیں کہ اب 25 سے 50

فیصد ہم آپ کو دیں گے اور 25 فیصد الائی اور 25 فیصد ایل ڈی اے دے گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے تو 2000 میں دے دیئے۔ یا تو واپڈا اس حساب کے مطابق ایل ڈی اے کو وہ پیسے واپس کرے جو کہ واپڈا نہیں کرتا اور ہماری کئی meetings بھی ان کے ساتھ ہو چکی ہیں۔ سات دفعہ ہم نے واپڈا کے ساتھ رجوع کیا ہے ،ہم نے کئی مرتبہ ان سے بات چیت کی ہے مگر وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کی ایک پالیسی ہے کہ جب تک کسی بھی سوسائٹی کو energize نہیں کیا جائے گا۔ اس سے پہلے تک جو بھی پالیسیز exist کرتی ہیں وہ Null & Void ہیں کیونکہ ان کے حقوق reserved ہیں۔ اس وجہ سے ہم ان کے پیسے واپس نہیں کر سکتے۔ یا تو واپڈا والے ہمیں پیسے واپس کر دیں تو ہم ان کو واپس کرتے ہیں۔ مگر ہمارے پیسے چلے گئے ہیں وہ پیسے تو ہم الائیز سے وصول کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی چودھری اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپڈا جو لوگوں سے گرڈ کاسٹ لے رہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایک مرکزی محکمہ ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی negotiate کیا جائے کہ جو گرڈ کاسٹ ہے وہ لوگوں سے وصول نہ کرے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ واپڈا لوگوں کو بجلی مہیا کرتا ہے اور ان سے بل لیتا ہے۔ نہ تو واپڈا اس ریٹ سے بل لیتا ہے جس سے وہ بجلی خریدتا ہے بلکہ کافی منافع سے بل لیتا ہے۔ جب وہ منافع کے لئے بجلی لیتا ہے تو گرڈ کاسٹ لوگوں سے نہیں لینی چاہیے۔ کیونکہ جو گرڈ کا سامان لگتا ہے یہ واپڈا کی پراپرٹی ہے تو جو واپڈا کی اپنی ہے اس پر وہ کس چیز کی کاسٹ لے رہا ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! جو بات یہاں کی گئی ہے وہ سراسر فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق کی ہے کہ واپڈا کو ایسا کرنا چاہئیے۔ اس میں میرا جواب دینا نہیں بنتا کیونکہ انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کے لئے آپ سے رجوع کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ان سے بات تو کر سکتے ہیں۔ معزز ممبر نے کہا ہے کہ ان سے negotiation کر لیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جی۔ انہوں نے in general بات کی ہے ہم in general پالیسی پر تو شاید بات نہ کر سکیں لیکن ہم ایل ڈی اے وِن پر تو بات کر رہے ہیں اور آج سے نہیں کر رہے 2003 سے کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! یہ بڑی صاف بات ہے اور چودھری اعجاز صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ ایک واپڈا کی اپنی ملکیت ہے۔ جو گرڈ وہاں پر لگاتا ہے اس کی وہ اپنی ملکیت ہے وہ پبلک کی نہیں ہے کوئی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ جب ملکیت واپڈا کی ہے تو وہ پبلک سے کس چیز کے پیسے لیتے ہیں؟ انہوں نے میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے تو ان سے فرمایا تھا کہ یہ مجھے بتا دیں کہ جو میٹنگ چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ ہوئی تھی وہ کب ہوئی تھی اور اس کے بعد انہوں نے کس کے ساتھ میٹنگ کی اور کب کی؟ انہوں نے اس بات کا مجھے جواب ہی نہیں دیا!

جناب سپیکر، جی منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! 2003ء میں میٹنگ کی گئی تھی اور اس کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ تھا کہ واپڈا سے جو loss تھے ان کو عملدر آمد کے لئے کہا گیا اور انہوں نے کہا کہ ہم یہ بات قبول نہیں کر سکتے لہذا میٹنگ کا نتیجہ یہی نکلا اور انہوں نے کہا کہ آپ الاٹیز سے پیسے وصول کریں ہم واپڈا سے پیسے نہیں لے سکتے۔ لہذا یہ فیصلہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 666 (معزز رکن سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر دریافت کیا)

P.H.A میں پینے کے پانی کا بے جا استعمال

*666- سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (Parks & Horticulture Authority) پانچ ملین گیلن پینے کا پانی ماہانہ استعمال کرتی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ زمین کی اوپر کی سطح (subsoil) کا پانی یا نہری پانی جس کی لاگت بہت کم ہے۔ وہ استعمال نہیں کرتی۔ اس طرح وسیع مقدار میں پینے کا پانی استعمال کرنے کی مرتکب ہو رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا اتھارٹی نے واسا کے 21.4 ملین سے زائد کے بل ادا کرنا ہیں؟

(ج) لاہور میں اتھارٹی پارکس کے ترقیاتی کام کس فارمولا کے تحت انجام دیتی ہے۔ ٹاؤن شپ (قائد اعظم ٹاؤن) میں کون کون سے پارکس اور گرین بیلٹ اتھارٹی نے تعمیر کئے ہیں اور اگلے سال میں مزید کتنے پارکس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی پانچ ملین گیلن پینے کا پانی استعمال کرتا ہے اور نہ ہی متذکرہ مقدار پانی استعمال ہونے کی بنیاد معلوم ہے P.H.A کی اولین ترجیح پانی لگانے کے لئے نہر کا پانی ہی ہے۔ جہاں تک ممکن ہے اور جس جگہ یہ پانی میسر ہے۔ اس پر انحصار کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ٹیوب ویل اور انجیکٹر پمپ نصب کئے ہوئے ہیں۔ جن سے اوپر کی سطح کا ہی پانی ملتا ہے۔ صرف گنجان آبادی والے علاقوں میں جہاں نہری پانی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے لئے واسا کے نلکوں سے پانی لیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار P.H.A سے منسلک نہیں بلکہ مدتوں سے L.D.A اور واسا بھی اسی طرح سے پانی پارکوں کے لئے دستیاب کرتا آیا ہے۔ اگر حکومت کوئی نیا منصوبہ بنائے تو

P.H.A اس کو نافذ کر دے گا۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ واسا نے اپنے ٹیوب ویل اور دفاتر P.H.A کی جگہ پر تعمیر کئے ہوئے ہیں جن کا کرایہ ابھی تک ادا نہ کیا اور اس معاملہ کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ کیونکہ P.H.A نے بھی کاؤنٹر کلیم دیا ہوا ہے۔

(ج) ٹاؤن شپ (قائداعظم ٹاؤن) میں چھوٹی بڑی 140 پارکیں ہیں۔ ان میں سے P.H.A نے تقریباً 40 کے قریب پارکس و گرین بیلٹ تعمیر و رینوویٹ کئے ہیں۔ تاہم P.H.A اپنی محدود آمدنی کے باوجود پارکوں کو ترجیحی بنیاد پر تعمیر کرے گی۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا اتھارٹی نے واسا کے 21.4 ملین پیسے دینے ہیں۔ اب جز (ب) کے جواب میں دیکھیں کہ درست نہ ہے کیونکہ واسا نے اپنے ٹیوب ویل اور دفاتر P.H.A کی جگہ پر تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ جن کا کرایہ ابھی تک ادا نہیں کیا گیا ہے۔ اس معاملے کا فیصلہ ہونا باقی ہے کیونکہ P.H.A نے بھی کاؤنٹر claim دیا ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پہلے تو یہ بتائیں کہ انہوں نے واقعی 21.4 ملین پیسے دینے ہیں اس کے بعد یہ بتائیں کہ P.H.A کا claim کتنے کا ہے اور یہ اس معاملے کو کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ پچھلے پانچ چھ سال میں نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! یہ مسئلہ پی۔ایچ۔اے اور واسا کے درمیان درپیش ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پی۔ایچ۔اے ایک autonomous body بن چکی ہے۔ واسا کے ساتھ اس کا لنک نہیں رہا۔ پہلے جو چیزیں واسا اور پی۔ایچ۔اے اکٹھا کرتا تھا آج وہ distinguish کر گیا ہے اس لئے جناب سپیکر جو رقم کی ادائیگی کی بات کی گئی ہے اس میں پی۔ایچ۔اے نے بھی ایک ایسی ہی بات کی ہے کہ واسا نے ان کی پیمنٹ بھی دینی ہے اور واسا نے پی۔ایچ۔اے کو کہا ہے کہ آپ نے پانی کی مد میں 21.4 ملین دینے ہیں۔ اس طرح ایک

disputed situation پیدا ہو گئی ہے جس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے جس کی میٹنگ 7 اپریل کو رکھی گئی ہے۔ جو اس مسئلہ کا حل نکالے گی کہ جو واسا کی رقم بنتی ہے وہ اس کو دی جائے اور جو پی۔ایچ۔اے کی رقم بنتی ہے وہ اس کو ادا کی جائے یا اس میں کوئی درمیانی راستہ اختیار کیا جائے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! انہوں نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب دے دیا ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ اگر بات بھی نہیں کرنے دیتے تو پھر ہم گھر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ تو اس کا جواب دے دیا ہے۔آپ نے کیا بات کرنی ہے؟ فرمائیں!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! واسا والوں نے کہا ہے کہ 21.4 ملین پیسے لینے ہیں۔ وزیر صاحب یہ جائیں کہ پی۔ایچ۔اے نے کتنے لینے ہیں؟

جناب سپیکر، وہ یہ کہہ رہے ہیں اور ان کا جواب یہ ہے کہ واسا والوں کا claim ہے کہ پی۔ایچ۔اے کے ذمے ہمارے اتنے پیسے بنتے ہیں اور پی۔ایچ۔اے والوں کا claim ہے کہ واسا والوں نے ہمارے پیسے دینے ہیں لیکن کتنے ہیں اس بات کا تعین کرنے کے لئے انہوں نے میٹنگ رکھی ہوئی ہے اس کے بعد فیصلہ ہو گا کہ ان کے بنتے ہیں' واسا کے بنتے ہیں' پی۔ایچ۔اے کے بنتے ہیں اور کتنے بنتے ہیں۔ یہ میٹنگ اسی لئے رکھی گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں finding دی گئی ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ 21.4 ملین روپے ادا کرنے ہیں۔ اب یہ finding اسی صورت میں درست ہو سکتی ہے کہ ان کے پاس وہ

بیلنس ہو کہ انہوں نے کتنا دینا ہے اور انہوں نے کتنا دینا ہے۔ جب تک یہ کلیئر نہ ہو گا کہ یہ غلط ہے۔ میں بطور ممبر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ درست ہے کہ 21.4 ملین روپے انہوں نے دینے ہیں۔ جب تک یہ نہیں بتائیں گے کہ P.H.A نے کتنے دینے ہیں اور واسا کا claim کیا ہے؟ اس کا difference کتنا بنتا ہے۔ یہ سوال بڑا سادہ ہے اس کا جواب دیں۔ یہ یہاں پر یہ نہ لکھتے کہ یہ درست نہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فگر درست نہیں ہے لہذا یہ درست فگر بتائیں یا پھر محکمہ کی طرف سے جواب غلط آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن نے اگر سوال کا جواب پڑھا ہو تو اس میں ایک بات واضح طور پر لکھی گئی ہے کہ پانچ ملین گیلن پانی P.H.A نے واسا کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ P.H.A یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے پانچ ملین گیلن سے بہت کم پانی استعمال کیا ہے۔ یہ بات متنازعہ ہے اس لئے جب تک یہ فائنل نہیں ہو گا کہ کتنا پانی استعمال ہوا ہے تو پھر میں ان کو کیسے بتا سکتا ہوں؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب دوسرے وزراء کی طرح تیاری سے نہیں آتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ ٹاؤن شپ قائد اعظم ٹاؤن میں 140 پارکیں ہیں اور اس میں سے P.H.A نے تقریباً 40 پارکوں کی تعمیر اور renovate کیا۔ جناب والا! جب ہم اس قسم کے جوابات پڑھتے ہیں تو ہمیں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ جنوبی پنجاب کاؤں کے حوالے سے بہت زیادہ کنٹری بیوٹ کرتا ہے۔ پچھلے دو تین اجلاسوں میں ہم M.P.As نے فورٹ منرو کے متعلق لکھ کر دیا مگر اس پر کوئی توجہ نہ ہوئی۔ بہاولپور کے وسط میں گلزار صادق کے نام سے ایک Park ہے۔ جناب سپیکر! نام تو اس کا Park ہے لیکن وہ بالکل آثار قدیمہ اور ریگستان کا منظر پیش کرتا ہے اور حکومت کی اس حوالے سے

کوئی توجہ نہیں ہوتی کہ پسماندہ علاقوں میں بھی اس قسم کی چیزیں رکھی جائیں۔ وہاں کے لوگوں کا بھی حق ہے کہ وہ greenery دیکھیں، پھول دیکھیں۔

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف P.H.A کو پورے پنجاب تک extend کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! جو حالات نظر آرہے ہیں اس سے تو لگتا ہے کہ P.H.A کو ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا جبکہ معزز ممبر پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ پہلے P.H.A کو یہاں سنبھال لیں تو اس کے بعد ہم ارادہ کریں گے کہ اس کو پورے پنجاب میں لے جائیں۔

محترمہ صباء صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ صباء صادق، جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ ابھی انہوں نے یہاں پر بات کی ہے کہ P.H.A سے واسا نے جو واجبات لینے ہیں اس کی ریکوری کے لئے ایک کمیٹی بنائیگئی ہے اور وہ کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی کہ ریکوری کیسے کرنی ہے؟ جناب سپیکر! میں لاہور کے حوالے سے آپ کی خدمت میں یہ بات لانا چاہوں گی۔ جیسا کہ ابھی قاسم ضیاء صاحب نے بات کی کہ مہنگائی کی وجہ سے عوام بے حال ہو چکے ہیں۔ اسی طرح واسا کے واجبات لاہور کے شہریوں کے لئے وہ یکدم بڑھا دیئے گئے ہیں جبکہ ان کو پانی کی فراہمی، پینے کے صاف پانی کی فراہمی انتہائی خطرناک حد تک کم ہو گئی ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گی اور ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ واسا کے بلوں میں اضافہ کیوں کیا گیا اور اگر سرکاری محکموں نے واسا کے واجبات ادا کرنے تھے تو اس کا جرمانہ عوام سے تاوان کی صورت میں کیوں لیا گیا؟ میری دوسری گزارش ہے کہ لاہور میں پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہو رہا تو کیا وزیر صاحب ہنگامی بنیادوں پر ارادہ رکھتے ہیں کہ لاہور کے نواحی علاقوں میں پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کا کیا بندوبست کر رہے ہیں؟ اگر آپ واسا کا پانی چیک کروائیں تو یہ صاف پانی نہیں ہے۔ غیر معیاری پانی شہری

استعمال کر رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سوال پی۔ایچ۔اے کے متعلقہ ہے اور محترمہ واسا کی بات کر رہی ہیں۔ اس نئے نئے سوال کی ضرورت ہے اور اس پر بڑی تفصیل سے جواب بھی دیا جا سکتا ہے۔ لہذا محترمہ ایک نیا سوال دیں اور میں اس کا جواب دے دوں گا اور اگر جناب والا کا فرمان ہو تو میں ابھی بھی اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ میں پہلے بھی اس کا جواب دے چکا ہوں جو کہ محترمہ کی نظر سے نہیں گزرا ہو گا۔ میں محترمہ کو اس کی تفصیل خود مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب اس کا پہلے جواب دے چکے ہیں۔ آپ چیمبر میں تشریف لے جائیں تو آپ کو تفصیل سے جواب دے دیں گے۔

محترمہ صباء صادق، جناب سپیکر! سوال کے جواب میں واجبات نہیں بڑھانے گئے تھے یہ latest پوزیشن ہے۔وہ سپلائی کا ذکر تھا میں اس سے اچھی طرح باخبر ہوں۔

جناب سپیکر، اس سوال میں واجبات کا ذکر نہیں تھا۔ یہ اضافی بات ہے۔ محترمہ کا سوال یہ ہے کہ اتنی شرح سے واجبات کیوں بڑھا دیئے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ واجبات بڑھانے کا واسا سے متعلقہ سوال ہے۔

جناب سپیکر، یہ محکمہ تو آپ کا ہی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! یہ محکمہ تو میرا ہی ہے مگر ان کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ جنرل انفارمیشن دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! وہ 42 فیصد increase ہے اس کے لئے مجھے پورے ایک سوال کا جواب دینا پڑے گا۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چوہان صاحب! جواب منسٹر نے دینا ہوتا ہے یا پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہوتا ہے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ پوائنٹ آف آرڈر پر جواب تو نہیں دے سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ جناب سپیکر! وزیر موصوف چونکہ سوالوں کا جواب دے رہے ہیں۔ آپ اس کو ضمنی سوال سمجھ لیں یا ایک request سمجھ لیں۔ یہ پورے شہر کا مسئلہ ہے کہ فیصل آباد میں واسا نے چھ چھ ماہ سے یا ایک ایک سال سے صارفین کو بل نہیں بھجوائے۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب نے پہلے بھی بتا دیا ہے کہ جو سوال چل رہا ہے وہ واسا سے متعلقہ سوال نہیں ہیں۔ لہذا آپ اسی سوال سے متعلقہ ہی سوال کر سکتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! جو ضمنی سوال پہلے ہو چکا ہے یہ اس سے ہٹ کر ہے۔ آپ براہ مہربانی میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر، آپ سوال سے متعلقہ ہی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ آپ کا سوال اس سے متعلقہ نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! اسی سوال کے جز(ج) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ٹاؤن شپ میں قریباً 140 پارک ہیں۔ 40 پارکس کو انہوں نے renovate کیا ہے بتایا سو کو کب تک renovate کر دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پورے لاہور میں پارکس کے حوالے سے P.H.A

کا عمل دخل بہت زیادہ ہے۔ لاہور کینال کا پوش ایریا مال روڈ سے ٹھوکر تک بڑا well-established ہے اور اس کو بہت اچھی طرح سے renovate کیا ہوا ہے ' lights بھی لگی ہوئی ہیں۔ لیکن میں نے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ مغل پورہ سے جلو تک اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں۔ وہاں پر لاکھوں روپے سے سڑک کے کنارے سٹریٹ لائٹس لگائی گئیں تھیں لیکن وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور اس وقت کوئی بھی پول سیدھا نہیں ہے اور لائٹیں نہ چلانے کی وجہ سے گورنمنٹ کا لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ پہلے نمبر پر تو ان لائٹس کو جلایا جائے اور دوسرے نمبر پر پارکس کی دیکھ بھال کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! ان کی بات کافی حد تک درست ہے اور میں جلو پارک تک پارکس کے حالات کا معائنہ کرنے خود گیا تھا اور وہاں پر یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ کافی لوگوں نے encroachment کی ہوئی ہیں جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ وہاں پر بھیڑ بکریوں والی بات ہے اور اس بات کا نوٹس لیا گیا ہے اور ہدایات بھی جاری کی گئیں کہ encroachments ختم کی جائیں اور encroachers کو جرمانہ کر کے سخت سزا دی جائے کیونکہ PHA کی طرف سے یہ تیسری دفعہ نوٹس جاری کیا گیا ہے مگر ابھی تک اس پر implementation نہیں تھی لہذا اس پر سختی سے کارروائی کی گئی ہے اور وہاں پر متعلقہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو وارننگ دی گئی ہے کہ آئندہ اگر دو ماہ کے اندر اندر یہ چیزیں improve نہ ہوئیں تو He will be answerable to me.

حاجی محمد اعجاز ، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میری باتوں کا اعتراف کرتے ہوئے متعلقہ حکام کو ہدایات دی ہیں تو میں ان کا مشکور ہوں اور انہیں واقعی appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے میری باتوں کو تسلیم کیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف صاحب کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ) ، جناب سپیکر on his behalf

جناب سپیکر، لالہ جی! سوال کا نمبر پکاریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)۔ سوال کا نمبر 1166 (معزز رکن نے جناب محمد آجاسم شریف ایم۔پی۔اے کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

P.H.A کے زیر انتظام نئے پارکس کی تفصیل

*1166۔ **جناب محمد آجاسم شریف**، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور شہر میں P.H.A نے ریس کورس/گلشن اقبال پارکس کے علاوہ کون کون سے نئے پارکس بنائے ہیں؟

(ب) ان نئے پارکس میں ترقیاتی منصوبے کن کن فرموں سے مکمل کروائے گئے ہیں۔ ان فرموں کے نام، لاگت منصوبہ اور تکمیل مدت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان نئے پارکس میں ترقیاتی منصوبے مکمل کروانے کے لئے کس کس اخبار میں اشتہار دیئے گئے۔ ان کے نام، تاریخ اور تراشا فراہم کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ اس تفصیل میں اس جز کا کوئی نہیں جواب دیا گیا۔ جز (الف) یہ ہے کہ لاہور شہر میں پی۔ایچ۔اے نے ریس کورس، گلشن اقبال پارکس کے علاوہ کون کون سے نئے پارکس بنائے ہیں؟ ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، جز (الف) میں کیا لکھا ہوا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیل میں جز (الف) کے جواب میں کیا لکھا گیا ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اس میں کچھ نہیں لکھا گیا۔

جناب سپیکر، جی منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کے پاس اس کی کاپی موصول نہیں ہوئی ہو گی مگر میں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں اور یہ تفصیل کے ساتھ لف ہے اور معزز ممبر مجھ سے کاپی حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایک کاپی معزز رکن کو بھجوا دیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میرے پاس تفصیل ہے لیکن اس میں جز (الف) کے جواب کا کہیں بھی کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس جز کے جواب کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن ایوان کی میز پر جو کاپی رکھی گئی ہے وہ میرے پاس ہے مگر اس میں جز (الف) کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ کے پاس کاپی ہے تو اس کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! اس میں سارے جواب بڑی تفصیل کے ساتھ لف ہیں جو پڑھے نہیں جا سکتے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے ایوان کی میز پر جو جواب رکھا ہے تو وہ پورے سوال کا نہیں بلکہ صرف جز (الف) کا جواب پڑھ دیں کہ وہ کیا ہے تاکہ وہ سن لیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! مزے کی بات یہ ہے کہ جواب ہی یہ ہے کہ ساری تفصیل لف ہے اور وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! جواب یہ تو نہیں ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! اگر آپ کہیں گے کہ میں اس کی تفصیل پڑھ دوں یعنی پارکس کے بارے میں ہو تو وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! نئے پارکوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مین بلیوارڈ گلبرگ میں' داتا دربار کے سامنے پارک کی تعمیر' موچی دروازے' سرکلر گارڈن پر کھیلنے کا میدان' جیل روڈ کی گرین باؤنڈریز کا ترقیاتی کام' وسن پورہ پاک سکیم نمبر 2' معصومیہ۔۔۔

محمد شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ وہ کام ہیں جو ان پارکس میں کئے گئے ہیں لیکن جناب سپیکر! سوال (الف) یہ ہے کہ گلشن اقبال پارک اور ریس کورس پارک کے علاوہ کوئی نیا پارک بنایا گیا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب نہیں دے رہے۔ یہ جو جز (ب) میں ہے تو وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ رہے ہیں کہ اس پر اتنا تخمینہ آیا اور اتنی لاگت آئی اور فلاں اخبار میں اس کا اشتہار دیا گیا لیکن جز (الف) کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ریس کورس اور گلشن اقبال پارک کے علاوہ آپ نے لاہور میں کوئی نیا پارک بنایا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیں۔

محترمہ نشاط افزاء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! میرے بھائی سوال کا جواب پوچھ رہے ہیں تو منسٹر صاحب کی طرف سے آنے والے جواب کا سر ہے نہ منہ اور نہ ہی پاؤں ہے۔ آپ اتنا بے معنی جواب دے رہے ہیں کہ وہ میز پر پڑے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ہم ایوان میں جواب پوچھ رہے ہیں۔ یہ نہیں پوچھ رہے کہ آپ کی میز پر کیا پڑا ہوا ہے؛ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ صرف کاغذی کارروائیاں کرتے ہیں۔ صرف میزوں پر پڑی رہتی ہیں جس کا زمین پر کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اس لئے برائے مہربانی میری گزارش ہے کہ آپ کام صحیح کیا کریں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! میں جواب بھی اسی ایوان میں دے رہا ہوں اور

میرے خیال میں اس وقت آپنی گفت و شنید میں مصروف تھیں جو سن نہیں رہیں۔ گزارش صرف یہ ہے کہ ہمارے جو نئے پارکس بنے ہیں اس کی تفصیل اگر یہ سننا چاہیں تو وہ میں ان کو دے رہا ہوں۔ اگر ان کو سمجھ آئے تو وہ اور بات ہے اور نہ آئے تو میں انہیں دوبارہ سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔ 18 نئے پارکس بنائے گئے ہیں جن میں داتا دربار کمپلیکس کے سامنے گراؤنڈ' موچی دروازہ سرکلر روڈ پر کھیلنے کا میدان' حسین چوک گلبرگ پر فوارے کے کام' شامی چوک لاہور کینٹ پر فوارے کا کام۔۔۔۔

ملک شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ پارکس ہیں یا فوارے؟

جناب سپیکر، یہ نئے پارکس ہی بتا رہے ہیں۔

ملک شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! پارکوں کا نام فوارہ رکھ دیا گیا ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں فوارے لگائے ہیں یا دیکھ بھال کی ہے تو اگر دیکھ بھال کی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ پارکس ہی ہیں یا جہاں فوارے لگائے گئے ہیں۔

ملک شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تو پھر اس کو pending کر لیں۔ یہ تفصیلاً جواب لے لیں اور اس کے بعد جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! آپ ابھی بھی چاہتے ہیں تو میں پورے پڑھ دوں یا پھر۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ چاہتے ہیں آپ پورے ہی پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، ان کو پرانے پارکس یاد آجاتے ہیں اس لئے میں رک جاتا ہوں۔ جناب سپیکر! ان کی مکمل تعداد 18 ہے اور یہ 18 نئے پارکس ہیں۔ میں نے بتایا کہ یہ ہم نے بنوائے ہیں۔ اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں خود آ کر چیک کر لیں۔

جناب سپیکر، آپ ان کے نام ہی پڑھ دیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ اگلے سوال پر آجائیں کیونکہ ہمیں سمجھ آ گئی ہے کہ ان کے پاس وہ جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جو سوال آپ نے پوچھا ہے کہ ان دو پارکوں کے علاوہ کتنے نئے پارک بنائے گئے ہیں تو اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ 18 بنائے گئے ہیں اور ان کے نام بتائے گئے ہیں لہذا پلیز۔ آپ وہ سنیں۔ جی وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! اگر یہ میری پوری بات سنیں گے تو انہیں پارکس کی سمجھ آئے گی۔ گزارش یہ ہے کہ مین بلیو وارڈ گلبرگ' داتا دربار کمپلیکس کے سامنے گراؤنڈ کی دیکھ بھال کے لئے' موچی دروازہ' حسین چوک پر فوارہ۔۔۔۔

(اپوزیشن کی طرف سے مختلف آوازیں کہ "یہ فوارے ہیں یا پارک")

جناب سپیکر! یہ وہ ترقیاتی کام ہے جو کہ پارکس کو نئے اور بہتر بنانے کے لئے ہوا ہے۔ یہ ایڈیشنل چارجز ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ پرانے ہیں تو پرانے کو نیا کرنا بھی تو پارک کی ہے نا۔ اگر ایک چیز بالکل abandoned پڑی ہے اور اگر اس کو پارک بنایا گیا ہے تو وہ نیا بنا ہے نا۔ اور اگر یہ اس کو پرانا ہی سمجھ رہے ہیں تو پھر میرے خیال میں مجھے یا پھر میرے فاضل رکن کی گلاسز مجھے لگانی پڑیں گی یا پھر ان کو لگانی پڑیں گی۔ بہتر تو پھر یہی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری محمد شوکت کا ہے۔

چودھری محمد شوکت، میرا سوال نمبر 1269۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

واسا لاہور میں ورک چارج ملازمین کی تعداد، نام اور دیگر تفصیل

*1269۔ چودہری محمد شوکت، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا لاہور میں اس وقت کتنے ورک چارج ملازمین ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں اور کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؛

(ب) کیا واسا لاہور میں ورک چارج ملازمین کو مستقل کئے جانے کی مثالیں موجود ہیں۔ اگر ہیں تو اب تک کتنوں کو اور کن کن کو مستقل کیا گیا ہے اور اس کے لئے کیا معیار مقرر ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا لاہور میں اس وقت 880 ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں۔ اس میں آپریشن ونگ میں 72 کام کر رہے ہیں۔ انجینئرنگ ونگ میں 79 کام کر رہے ہیں اور ریونیو میں 59، فنانس ڈائریکٹوریٹ میں 20 ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان تمام ورک چارج ملازمین کے نام، جہاں وہ کام کر رہے ہیں اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) واسا کے ورک چارج ملازمین کو تاحال ریگولر کرنے کی کوئی مثال موجود نہیں۔ کیونکہ یہ ڈیلی ویجز پر تعینات ہوتے ہیں اور ان کی ریگولر تعیناتی قانون کے مطابق کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد شوکت: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اس کو ریگولر کرنے کی پہلے کوئی مثالیں موجود نہیں ہے اس لئے وہ daily wages پر تعینات ہوتے ہیں اور ریگولر تعیناتی کے الگ سے قانون ہیں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ وہاں لوگ پانچ پانچ، دس دس، گیارہ گیارہ سال سے تعینات ہیں اور ان کے اوپر ہر وقت تلوار بھی لٹکی رہتی ہے اور ان کو کھڑے کھڑے فارغ بھی کر دیا جاتا ہے اس لئے یہ قانون

ہونا چاہیے کہ ایک خاص عرصہ بعد ان کو ریگولر کیا جائے۔ اس بارے میں وزیر موصوف کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! ہمارے پاس گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ریگولر کرنے کی کوئی provision نہیں ہے اور ایسا ابھی ہو بھی نہیں سکتا۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ ہم اگر اگلے دس سال کو مدنظر رکھیں تو جن کو regularize کیا جائے گا اگر اس کا تخمینہ لگایا جائے تو ان کے الاؤنسز وغیرہ پنجاب کے بجٹ کے برابر ہوجائیں گے اس لئے ہم اس کو discourage کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس پنجاب کا بجٹ ایک طرف ہے اور اگر ان کو regularize کیا جائے گا تو یہ ایک الگ سے بجٹ بن جائے گا اس لئے اس پالیسی میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں لائی جارہی ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ تا حال ملازمین کو regularize کرنے کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ جناب سپیکر! قانون موجود ہے مگر مثال موجود نہیں اب حال یہ ہے کہ یہ مزدوروں کو daily wages دے رہے ہیں آج کل گورنمنٹ نے نیا طریقہ اختیار کیا ہے کہ یہ contract پر بھرتی کرتے ہیں میری ان سے یہ درخواست ہے اور میں ان سے ضمنی سوال بھی کروں گا کہ کیا یہ ان لوگوں کو، یہ اگر daily wages لگائیں تو جو یہ contract پر بھرتی کر رہے ہیں ان کی تنخواہیں ان سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان کو contract پر بھی بھرتی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! ابھی گورنمنٹ آف پنجاب نے نئی ریکروٹمنٹ پالیسی

مشتہر کی ہے جس میں ہم نے 100 پوسٹیں نکالی ہیں جو daily wages پر ہی ہیں اور اس پر بھرتیاں ہو رہی ہیں اور اسی طرح ہم آہستہ آہستہ کوئی difference لے کر آ سکتے ہیں لیکن اُن کو regularize کرنا یہ ناممکن سی بات ہے یہ نہیں ہو سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ اس وقت 880 ملازمین ورک چارج پر کام کر رہے ہیں وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ یہ 880 ملازمین کب سے ورک چارج پر کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' وزیر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! یہ ملازمین 2002 سے کام کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جب ان کو پتا ہے کہ پانچ سال سے ملازمین کو ورک چارج پر کام کروا رہے ہیں تو انہیں regularize کرنے میں کیا قباحت ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ان ملازمین پر تلوار لٹک رہی ہے اگر ضرورت ہے تو پھر ان کو کیوں نہیں regularize کیا گیا؟ اکثر ملازمین افسران کے گھروں میں کام کرتے ہیں ہر افسر نے اگر وہ 1980 میں رہا ہے تو اس نے ایک ملازم رکھا ہوا ہے جو اس کا follow up آتا ہے وہ اس کو pay کرتا رہا ہے this is actual story ورنہ یہ ورک چارج رکھتے ہیں جب ایک پروجیکٹ آتا ہے اس پر رکھنے کے بعد وہ فارغ ہو جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے یہ وہ ملازمین ہیں جو ان کی ذاتی رہائشوں پر' ذاتی فارموں پر اور ان کی مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ! فرمائیں آپ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میرا ایک general question ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! اگر یہ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں تو قانون کا احترام کیا جائے اور کروایا جائے اس کی گرفت مضبوط ہو پھر ہم اپنے مسئلے مسائل کا حل کروا سکتے ہیں۔ کہیں بھی قانون نہیں ہے جو کسی کا دل چاہتا ہے وہی کرتا ہے لوگ اپنی مرضی سے قوانین بناتے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو میں یہاں کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ جب تک implementation نہیں ہو گی قانون کوئی معنی نہیں رکھتا اور مسئلے مسائل حل نہیں ہو سکتے اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسئلے مسائل حل ہوں تو پھر implementation ہو ورنہ قوانین بنانے کا کچھ فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ مہربانی' اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز رکن نے جناب محمد آجاسم شریف ایم پی اے کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: میرا سوال نمبر 1361 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

P.H.A لاہور میں پانی کا بےجا استعمال اور اخراجات

*1361۔ جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں فروری 2003 کے تیسرے ہفتے میں شدید بارشوں کے دوران وافر پانی کے باوجود P.H.A کے افسران / اہلکاران گرین بیلٹس کو پانی لگاتے رہے؟

(ب) اس کارروائی میں کتنے ٹینکر پانی اور کتنا ڈیزل استعمال ہوا۔ اس کی لاگت اور ذمہ دار افسران / اہلکاران کے نام و عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) کیا محکمہ نے اس قومی ضیاع پر کوئی کارروائی کی ہے' اگر کی ہے تو انکوائری کی تفصیل فراہم کی جائے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) فیروز پور روڈ کے سنٹر میڈین میں گھاس اور پودوں کو یوریا ملا پانی لگایا جا رہا تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی چونکہ گھاس اور پودوں کو یوریا وافر مقدار میں چاہیے ہوتا ہے۔ اس لئے یوریا ملا پانی لگایا گیا۔

(ب) صرف ایک ٹینکر یوریا ملا پانی استعمال ہوا۔ مذکورہ کام کے لئے تقریباً 5لیٹر ڈیزل استعمال ہوا۔ اس کی قیمت -/120روپے ہے ڈرائیور راجہ رفیق سپروائزر جاوید حامد موقع کے اہلکار تھے۔

(ج) انتظامیہ نے فوری کارروائی کرتے ہوئے بغیر انکوائری ڈرائیور کو معطل کیا لیکن حقائق معلوم ہونے پر کہ یوریا ملا پانی پودوں اور گھاس کی ضرورت کے مطابق اور شیڈول کے مطابق لگایا گیا تھا۔ ڈرائیور کو بحال کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ کام محکمے کے مفاد میں تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فروری میں جو بارش ہوئی ہے لاہور میں جو گھاس اور پودوں کو یوریا ملا پانی دینے کے لئے' انہوں نے جو کہا کہ ایک complaint آئی ڈرائیور راجہ رفیق اور سپروائزر حامد جاوید تو ان کا جواب ''(ج) میں ہے کہ یوریا ملا پانی پودوں اور گھاس کی ضرورت کے مطابق اور شیڈول کے مطابق لگایا گیا تھا۔ جناب والا! یہ صرف پانچ لیٹر جس کی قیمت 120 روپے لکھی گئی ہے۔ پورے لاہور شہر میں صرف ایک ڈرائیور نے جو کہ پورے لاہور شہر کی ضرورت تھی اس پر عمل کیا ہم اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن باقی پورے لاہور میں جنہوں نے یوریا ملا پانی پودوں اور گھاس کو نہیں دیا ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر۔ جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی۔ جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے کیونکہ کسی کے behalf پر بات کی ہے لہذا شاید یہ سوال پوری طرح سے نہیں سمجھ سکے۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک schedule ہوتا ہے پودوں کو پانی دینے کا اس کے لئے جگہ define کی جاتی ہیں۔ conveyance کی کمی کی وجہ سے جو جگہ پہلے schedule میں آتی ہیں انہیں پہلے پانی دیا جاتا ہے جو بعد میں آئیں گی انہیں بعد میں پانی دیا جائے گا جو پرسوں کی ہوں گی انہیں پرسوں پانی دیا جائے گا۔ یہاں پر سوال یہ کیا گیا ہے کہ بارش میں پانی کیوں دیا جارہا ہے؛ بارش میں ایک ہی ٹرک جو کہ اس جگہ schedule تھا کہ اس نے یوریا ملا پانی دینا ہے وہ ٹرک وہاں پر پانی دے رہا تھا اور میں سمجھوں گا کہ یہ اتفاقاً ایسا ہوا میرے فاضل رکن بھی وہاں موجود تھے انہوں نے وہ ٹرک دیکھا' شکایت کی گئی اور شکایت کو سنے بغیر ڈرائیور suspend کر دیا گیا اس پر کارروائی شروع کی جب اس نے explain کیا کہ جناب! میرے پاس موجود schedule کے مطابق آج کا دن میرا ادھر یوریا ملا پانی فراہم کرنے کا دن تھا لہذا میں یہاں پر موجود تھا اس لئے وہ کیس واپس لے لیا گیا اور اس کو بحال کر دیا گیا جناب والا! یہ ہیں اصل حقائق۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جی' ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ جناب سپیکر! جز(ج) میں جیسا کہا کہ بغیر انکوائری کے ڈرائیور کو suspend کیا وہ جتنے دن بھی suspend رہا بہت ذہنی اذیت کے ساتھ رہا ہو گا یعنی صرف اتنے سے معاملے پر اس کو suspend کر کے اس مشکل میں ڈالا گیا اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں وفاقی کابینہ میں پوری فوج ظفر موج ڈاکوؤں اور چوروں پر مشتمل ہے میری گزارش ہے کہ ان کو بھی suspend کیا جائے اور ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر۔ وفاقی کابینہ کا تعلق اس سے نہیں ہے۔ جی مہربانی اگلا سوال جناب فیض اللہ کموکہ صاحب وہ تشریف نہیں رکھتے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ سوال نمبر 1443 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب فیض اللہ کموکہ کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندا نالہ ڈھڈی والا کی ناقص تعمیر و مرمت

***1443۔ جناب فیض اللہ کموکہ،** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا فیصل آباد نے گندا نالہ ڈھڈی والا جو کہ جڑانوالہ روڈ سے لے کر ستیانہ روڈ تک لمبا ہے، کی تعمیر و مرمت کی لاگت کیا تھی؟

(ب) یہ نالہ تعمیر ہونے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نالے کی اندرونی دیواریں بیٹھ چکی ہیں اور ہر وقت حادثے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کی اتھارٹی کو بار ہا شکایات کے باوجود کوئی اقدام نہ کیا گیا ہے۔ کیا حکومت اس کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی ایکشن لے رہی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ھاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) واسا نے جڑانوالہ روڈ ڈھڈی والا سے مدھو آنہ ڈرین (جو کہ بائی پاس روڈ سے بھی آگے ہے) تک نالہ کی مرمت کی ہے۔ جس کی لاگت 36.478 ملین روپے تھی۔ یہ کام F.W.O کو دیا گیا تھا۔

(ب) یہ نالہ 1982، یعنی اکیس سال پہلے تعمیر ہوا تھا۔ اس کی مرمت / بہتری F.W.O نے دو سال قبل کی ہے۔

(ج) چونکہ نالہ میں انڈسٹریل ضائع شدہ پانی کافی عرصہ سے بہہ رہا ہے۔ اس لئے زہریلی گیسوں اور پانی سے بنیادیں بعض جگہوں سے خراب ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ نالہ کی صفائی اور مرمت کے بعد اس کے کنارے پر سڑک تعمیر کر دی گئی ہے اور کافی ٹریفک اس پر چلتی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک دو جگہ پر ٹریکٹر ٹرالی دیوار توڑ کر نالے میں گر گئی تھی اور نالے کو نقصان ہوا۔ اس کے علاوہ ٹریفک لوڈ کی وجہ سے کئی اور جگہوں سے دیواریں گر گئی ہیں۔

(د) چونکہ نالے کو تعمیر ہوئے بیس سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس لئے بنیادوں کو چند ایک مقامات پر نئے سرے سے تعمیر کرنے کا revised PC-1 منظوری کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ کام ابھی فائنل نہ ہوا ہے۔ F.W.O کو کہا گیا ہے کہ دیواریں ٹھیک کی جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ساڑھے چھتیس ملین روپے میں نالے کی مرمت کا contract دیا گیا تھا کیا وہ contract مکمل ہو چکا ہے اگر ہوا ہے تو کب ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس نالے کی میں تھوڑی تفصیل عرض کردوں کہ یہ نالہ 1982 کو تعمیر کیا گیا تھا اس کو 23 سال گزر چکے ہیں کیمیائی معدنی خراج کی وجہ سے نالے کی دیواریں بوسیدہ ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے وہ destroy کر گیا تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں اس کو بنانے کے لئے A.D.P میں درخواست دی تھی جو کہ اس سال کے لئے منظور ہو چکی تھی اور اب وہ جون میں بنانے کا ارادہ ہے اور اس پر جو لاگت ہے۔ ہمیں define کر کے مل جانے گی مگر ابھی فی الحال اس کو A.D.P میں دیا گیا ہے۔ اس سال کے A.D.P میں وہ ہے۔ آپ کا وہ سارا اس میں مل جائے گا۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو یہ information نہیں ہے یا پھر وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کہ اصل میں اس نالے کو بنے ہوئے بیس' بائیس سال ہو گئے ہیں لیکن اس کی تعمیر و مرمت کے لئے ساڑھے چھتیس ملین روپے میں کنٹریکٹ دیا گیا' جو دو سال پہلے ایوارڈ کیا اور کام شروع ہوا۔ ابھی تک اس کنٹریکٹ کے تحت وہاں پر فائنل کام نہیں ہوا لیکن جیسے جیسے F.W.O والے بناتے جا رہے ہیں ویسے ویسے وہ پیچھے سے ٹوٹتا جا رہا ہے اور محکمے کی آپ پھرتیاں دیکھیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ساڑھے چھتیس لاکھ تو ہضم ہو گیا ہے اب اس کا revised PC-I کہ دوبارہ جہاں سے اس کی مرمت شروع کی تھی وہاں سے پھر مرمت کرنے کے لئے PC-I بھیج دیا گیا ہے۔ ساڑھے چھتیس ملین روپیہ گورنمنٹ کا لگایا گیا ہے۔ اب اس کی دیواریں گر گئی ہیں اور وہ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے اور ان کا جواز یہ ہے کہ ٹریفک کا ہیوی لوڈ اس کے ساتھ گزرتا ہے' اس لئے ٹوٹ گیا ہے۔ یہ گورنمنٹ کے پیسے کا زیاں ہے۔ اس کی انکوائری لگائی جائے اور ساڑھے چھتیس ملین روپیہ کی لاگت پر انکوائری ٹیم مقرر کر کے اس کے حقائق ایوان میں پیش کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی' وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ایک طرف تو فاضل رکن نے یہ خود بات کی ہے کہ اس نالے کو بنے ہوئے تیئس سال ہو چکے ہیں۔ ایک طرف یہ بات کر رہے ہیں کہ F.W.O کی غلطی ہے' وہ آگے سے روڈ بنا رہے ہیں اور پیچھے سے ٹوٹ رہی ہے۔ ایک طرف یہ بھی admit کر رہے ہیں کہ اس نالے کے اندر سے کیمیائی مادے کیمیکلز اور ہیوی ٹریفک بھی گزرتی ہے جس کی وجہ سے روڈ damage ہوتی ہے۔ ایک چیز بنتی ہے تو اس کی ایک مدت ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس نے خراب ہونا ہی ہے۔ میں یہاں پر جو بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ F.W.O کے ہم نے پچیس لاکھ روپے دینے تھے جو ان کے بقایا رہتے تھے۔ ہم نے اس پچیس لاکھ روپے کو روک دیا اور ہم نے ان کو پچھلے دو سال پہلے کہا کہ آپ اس کام کو مکمل کریں تو ہم آپ کو وہ بقایا پچیس لاکھ روپے دے دیں گے۔ لہذا انھوں نے اس کو مکمل کرنے کا ہم سے وعدہ بھی کیا ہے اور وہ

اس کو مکمل کریں گے تو ان کو بقایا پچیس لاکھ روپے ملیں گے۔ اس لئے وہ ان کے نالے کا آٹھ سے دس لاکھ روپیہ estimate بنتا ہے' وہ آٹھ سے دس لاکھ کا کام کریں گے تو ان کو وہ پچیس لاکھ روپے ملے گا۔ اس میں ہمیں کوئی نئی چیز بنانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ چیز وہ خود بنانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! یہ مرمت کے لئے پیسے تھے۔ اس سے نیا نہیں بنایا گیا۔ میں بھی سمجھتا ہوں۔ اس کی مرمت کے لئے جو ساڑھے چھتیس لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا' وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا اور پیچھے سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ اب اگر وہی کنٹریکٹ مکمل نہیں ہوا تو دوبارہ revised PC-I میں جو estimate ہے وہ کس لئے بھیجا گیا ہے؟ جب تک وہ پیسا خرچ نہیں ہوتا' وہ مکمل طور پر نہیں بنتا' اس کی انسپکشن نہیں ہوتی اس وقت تک ایک بھی پیسا اس کے لئے رکھنا زیادتی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' ملک صاحب! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ساڑھے چھتیس ملین روپے میں سے پچیس لاکھ روپے محکمے نے ابھی F.W.O کو ادائیگی کرنی ہے اور محکمہ نے F.W.O کو کہا ہے کہ آپ کا کام تسلی بخش نہیں ہے' جہاں کوئی مرمت وغیرہ کی مزید ضرورت ہے آپ اس کو مکمل کریں تو پھر آپ کو پچیس لاکھ روپے دیں گے۔ اب پچیس لاکھ روپے میں باقی ماندہ کام مکمل کریں گے تو پھر ان کو payment ملے گی۔ جی' جناب ریاض شاہد صاحب!

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ! میں نے ریاض شاہد صاحب کو floor دیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

جناب محمد ریاض شاہد، جناب سپیکر! یہ ستیانہ روڈ کے جس گندے نالے کی بات ہو رہی ہے' یہ جگہ وزیر صاحب نے تو دیکھی نہیں کہ کون سی ہے؟ یہ تیئس سال کی بات کرتے ہیں تو کئی کئی سو سال سے جو تعمیرات ہوئی ہیں وہ اب تک قائم ہیں لیکن یہ تیئس سال میں کہتے ہیں کہ گندہ نالہ بہہ گیا ہے' اس کی اینٹیں ختم ہو گئی ہیں' اس کی دیواریں ٹوٹ گئی ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ

تیئس سال پہلے جب یہ نالہ بنا تھا تو اس وقت بھی اس کی انکوائری ہوئی تھی اور یہ سارا گھپلا کیا گیا تھا اور اب بھی اس کی تعمیر و مرمت پر جو پیسے لگائے گئے ہیں' وزیر صاحب وہاں آدمی بھیجیں' کسی انجینئر کو بھیجیں' وہاں تو اس طرح کا کوئی کام ہوا ہی نہیں۔ وہ تو گندہ نالہ ہے اور کچا ہے۔ اس پر پلستر بھی نہیں ہوا۔ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اب جو PC-I بنا ہے' وزیر موصوف بتائیں کہ وہ گندے نالے کے لئے بنا ہے یا سیور کے لئے بنا ہے' جیسے نل والا روڈ پر بڑا سیور بنا ہے؟ آپ یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' شکریہ

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! بات تیئس سال پہلے نالے کی کی جا رہی ہے' بنانے والے کون تھے؟ یہی' گھپلے کی بات کی گئی تو کس نے کیا؟ انہی میں سے کسی نے کیا۔ اس میں اگر کوئی بات ہوئی ہے تو آج اس کا جو میں جواب دے رہا ہوں وہ اس نالے کے استعمال پر بتا رہا ہوں کہ ہر نالے کے اندر کوئی کیمیائی مواد نہیں جاتا۔ فیصل آباد ہمارا انڈسٹریل ایریا ہے' وہاں پر کیمیکلز کی ڈسچارج کے لئے نالہ دیا گیا ہے۔ اگر اس نالے کی میعاد باقی نالوں سے کم ہے تو اس میں ان کو کچھ information ہونی چاہیے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے تو یہ انکوائری جو ہے---

جناب سپیکر، انکوائری کا تو وہ کہتے ہیں کہ پہلے ہی ہو چکی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! اس انکوائری کا ہی جواب میں نے دیا ہے کہ ہم نے F.W.O والوں کو bound کیا ہے کہ آپ نے اگر یہ چیز بنائی ہے تو اس کا ذمہ آپ ہی پر بنتا ہے کہ اب یہ اتنی جلدی کیوں ختم ہوئی ہے؟ اگر آپ اس کو دوبارہ مرمت نہیں کریں گے تو

We will not allow them to take that 25 lac of rupees or so. We will not give them that, we assure sir. Thank you very much.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' شکریہ۔ جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا ان سے صرف ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو پراجیکٹ کی بات کر رہے ہیں' ان کے پاس PC-4 ہے؟ اگر ان کے پاس PC-4 ہے تو وہ ہاؤس میں دے دیں۔ کیا ان کے پاس اس کا P.C-4 ہے؟

جناب سپیکر، نہیں' ابھی تو وہ ساتھ لے کر نہیں آئے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ کل پیش کر دیں۔ کل لے آئیں۔ آپ دیکھیں کہ ادھر ہی یہ بات آجاتی ہے۔ اس کا PC-4 دیکھیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! اگر یہ فرماتے ہیں کہ P.C-4 چاہیے تو وہ ابھی میں لے کر نہیں آیا اور اگر آپ کہتے ہیں کہ میں لے کر آجاؤں تو میں ان کو پیش کر سکتا ہوں' جا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' ہاؤس میں لانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنے چیمبر میں کل یا پرسوں' اسی اجلاس کے دوران کسی دن ان کو دکھا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، آپ' آجائیے گا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ PC-4 کا بتا دیں کہ ہے کیا؟

جناب سپیکر، جی' ان کو پتا ہے۔ آپ انھیں ان کے چیمبر میں مل لیجیے گا۔ جی' محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں۔ منسٹر صاحب' آپ میری بات کی طرف متوجہ ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ پلیز۔ خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب نے ابھی معیار کی بات کی ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کروں گی کہ میری پچاس لاکھ روپے سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک

سڑک بنی۔ وہ بھی مجھے اتنی مصیبتوں سے پچاس لاکھ روپیہ ملا۔ میں ان کے معیار کی بات کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہاؤسنگ سے متعلقہ بات کریں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! یہ اسی کے ساتھ link کر رہا ہے۔ ابھی میں وہاں افتتاح کرنے نہیں گئی اور وہاں کے لوگوں نے پہلے ہی اودھم مچا دیا ہے کہ ساری سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ ان کے کام کا معیار کیا ہے؟ یہ کس طرح کے کام ہو رہے ہیں؟ یہ کس طرح کی خوشحالی لا رہے ہیں اور یہ کس طرح کے خواب ہمیں دکھا رہے ہیں؟ ابھی وہاں اس سڑک کا افتتاح نہیں ہوا اور وہ پچاس لاکھ روپے سے بنی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ (قطع کلامیاں) جی، چوہدری صاحب! آپ فرمائیں۔

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2211 ہے جو کہ گوجرانوالہ کی حد تک بہت اہم ہے یا تو اس کو out of turn لے لیا جائے یا پھر اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ تو اپنی باری پر ہی آنے کا ناں۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان عصر سنائی دی)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے صوبہ پنجاب کی عوام پر ایک ناروا اور بے جا پابندی ہلمٹ کی صورت میں لگا دی ہے جس سے عام آدمی جو کہ مہنگائی میں پہلے ہی پسا ہوا ہے وہ بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ جناب والا! یہ انتہائی اہم issue ہے۔ پورے پنجاب کے عوام اس بابت تذبذب کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب فیض اللہ کموکہ صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: سوال نمبر 1444۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے جناب فیض اللہ کموکہ کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

خان ماڈل کالونی تا ستیانہ روڈ فیصل آباد سڑک کی ناقص تعمیر

*1444۔ جناب فیض اللہ کموکہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایف۔ڈی۔اے نے گندہ نالہ ڈھڈی والا کے ساتھ خان ماڈل کالونی سے لے کر ستیانہ روڈ تک جو سڑک تعمیر کروائی اس کی لمبائی اور لاگت کیا تھی؛

(ب) یہ سڑک کتنا عرصہ پہلے تعمیر کی گئی اور ابھی اس کا کتنا کام باقی ہے؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے؛

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایف۔ڈی۔اے کے افسران اور ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو وجہ بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ منصوبہ فیصل آباد ضلعی حکومت فیصل آباد کے خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت F.D.A و ڈیپازٹ ورک کے طور پر تفویض کیا گیا مذکورہ سڑک کی لمبائی 2000 فٹ ہے اور اس پر تخمینہ لاگت -/13,65,000 روپے ہے۔

(ب) یہ سڑک جولائی 2001 میں شروع ہوئی اور دسمبر 2001 میں تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ بقایا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن مخصوص حالات کے پیش نظر فائنل ادائیگی ٹھیکیدار کو نہ کی گئی ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے۔ کہ تکمیل کے بارے میں ٹھیکیدار کی کوئی

کوتاہی نہ ہے۔ بلکہ محکمہ جات مثلاًFAUP اور WASA محکمہ ڈویلپمنٹ بصورت واٹر سپلائی لائن و شکستگی واٹر چینل نمبر 4 کی وجہ سے فائنل ادائیگی احتیاطاً روک دی گئی تھی۔ متعلقہ محکمہ جات نے FAUP حد تک واٹر سپلائی لائن لگانے کے بعد سڑک بحال کر دی ہے۔ لیکن WASA نے ابھی تک اپنی چینل کو محفوظ نہ کیا ہے۔ جونہی WASA اپنی چینل کو مضبوط اور محفوظ کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سڑک کے ٹھیکیدار سے چھوٹا موٹا بحالی کا کام دوبارہ کروا کر فائنل ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔ تصریحات کے مطابق تعمیر ہوئی ہے اور عارضی کھدائی کی وجہ سے کچھ بحالی درکار تھی۔ وہ بھی ہو چکی ہے اور WASA چینل کی وجہ سے جو مزید بحالی درکار ہے وہ بھی کروائی جائے گی۔ چونکہ محکمہ کام جاری ہے۔ اس لئے چھوٹی موٹی بحالی کا کام مناسب وقت پر کر دیا جائے گا۔

(د) فی الحال ایف۔ڈی۔اے کے افسران و ٹھیکیدار کے خلاف کوئی کارروائی درکار نہ ہے۔ کیونکہ کام قانون و تصریحات کے مطابق کیا گیا ہے۔ اگر تکمیل منصوبہ کے بعد کوئی کمی یا کوتاہی پائی گئی تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! فیصل آباد شہر میں بہت سارے واٹر چینل' نالے بالکل open ہیں۔ مثلاً کریسنٹ شیخوپورہ روڈ والا نالہ' نڑ والا روڈ نالہ' ستیانہ روڈ والا نالہ یہ سب open ہیں۔ ان کو اوپر سے cover نہیں کیا گیا۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ان نالہ جات کو اوپر سے cover کرنے کے لئے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے' اگر ہے تو کب تک اس منصوبے کو شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : نہیں' جناب سپیکر ! ان نالہ جات کو اوپر سے cover کرنے کے بارے میں ابھی تک ہمارا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ ویسے فاضل رکن کا فرمان ٹھیک ہے' میں

ان سے متفق ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان نالہ جات کو اوپر سے cover ہونا چاہیے۔ اگر فاضل رکن particularly area define کر دیں تو ہم اس پر غور ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ وزیر صاحب سے اس بات مل لیں۔

محترمہ عابدہ جاوید : جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ٹاؤن شپ میں دو نالے ہیں۔ اس میں ایک برساتی نالہ کالج روڈ پر ہے جس کے پشتے بننا شروع ہونے تھے لیکن پھر اسے ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ کام کیوں مکمل نہیں ہوا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ فاضل رکن نے کس سوال پر ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر : وہ ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : جناب سپیکر! جو سوال زیر غور ہے وہ مختلف علاقے کا ہے جبکہ محترمہ ایک دوسرے علاقے کی بات ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں۔ That is not linked with this area.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری عبدالغفور خاں صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری محمد شوکت صاحب کا ہے۔

چودھری محمد شوکت :سوال نمبر 1791، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

P.H.A کا اختیارات سے تجاوز

*1791۔ چودھری محمد شوکت، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی P.H.A کے قیام کا مقصد صوبے میں باغات کی دیکھ بھال اور ان کی تعمیر و مرمت تک محدود ہے' جو کہ اسے پنجاب حکومت کی جانب سے دیئے جانے والے فنڈز کے علاوہ باغات سے ہونے والی آمدنی سے کرنا ہوتا ہے؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ P.H.A نے آمدنی کے لئے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے سڑکوں' گلیوں اور عمارات پر لگے بورڈوں سے ٹیکس وصول کرنے کے علاوہ لیٹرینوں' فوڈ سٹریٹس' بسنت اور میلوں ٹھیلوں تک بڑھالیا ہے؛

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو P.H.A کو حدود کا پابند کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا مقصد باغات کی دیکھ بھال اور تعمیر و مرمت ہے۔ جو باغات سے ہونے والی آمدنی سے کیا جاتا ہے۔ حکومت کی طرف سے فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے۔ علاوہ ازیں ایل۔ڈی۔اے اور ضلعی حکومت سے فنڈز ملتے ہیں اور اشتہاری بورڈز کی تنصیب سے بھی آمدنی ہوتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے فیصلے کے مطابق آوٹ ڈور پبلسٹی سے آمدنی کے حقوق بھی P.H.A کو حاصل ہیں۔ P.H.A کی تعمیرکردہ لیٹرینیں ضلعی حکومت کے حوالے کر دی گئی ہیں۔فوڈ سٹریٹوں کا قیام حکومت کی ہدایت پر عمل میں آیا اور یہ کام حکومت نے P.H.A کو سونپا۔ اسی طرح جشن بہاراں اور قومی دنوں کے موقع پر P.H.A حکومت کی پالیسی اور حکم کے مطابق پروگرام منعقد کرتی ہے۔

(ج) P.H.A اپنے قانونی دائرہ کار اور حکومت کے احکامات کے مطابق کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؛

چودھری محمد شوکت: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 19-3-2003 کو داخل کیا اور آج تقریباً پونے دو سال بعد یہ ایوان میں آیا ہے۔ یہ بڑا مسئلہ ہے کہ جب تک ہاؤس میں جواب آتا ہے تو

صورت حال تبدیل ہو چکی ہوتی ہے۔

جناب والا! ہمارے پی۔ایچ۔اے کے سابقہ ڈائریکٹر کامران لاشاری صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا تھا کہ پی۔ایچ۔اے کے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے میلے ٹھیلے 'بسنت' لیزر بینیں جلانے کے سلسلے کو پھیلایا اور اس طرح انہوں نے آمدن کے طریقے ایجاد کئے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ کچھ بورڈز جو کہ پی۔ایچ۔اے سے متعلقہ نہیں تھے ان سے متعلق بھی محکمہ کے ٹھیکیداروں نے بدمعاشی کے ساتھ پیسے اکٹھے کئے۔ محکمہ نے بعض جگہوں پر سرکاری طور پر encroachments کی ہیں۔ گو کہ آج وہ صورت حال یقیناً نہیں ہے لیکن پھر بھی کافی حد تک ایسا ہو رہا ہے۔ لہذا وزیر موصوف اس بابت وضاحت فرمائیں کہ آیا اس صورت حال میں کوئی تبدیلی آئی ہے اور آئندہ سے محکمہ کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے کام کرے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : جناب سپیکر! معزز رکن نے encroachments کے حوالے سے بات کی ہے لیکن انہوں نے کوئی areas define تو نہیں کئے کہ جو کہ پی۔ایچ۔اے کے زمرے میں نہیں آتے اور وہاں پر پی۔ایچ۔اے نے مداخلت کی ہے۔ انہوں نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ ان encroachments کو remove کروایا جائے۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ معزز رکن وہ areas define کر دیں کہ جہاں پر پی۔ایچ۔اے نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ اگر وہ اس بات کی نشاندہی کر دیں کہ پی۔ایچ۔اے نے اپنی حدود سے تجاوز کر کے کوئی بورڈز لگائے ہیں تو میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ وہ بورڈز وہاں سے فوراً ہٹا دیئے جائیں گے اور متعلقہ افسران کے خلاف انکوائری بھی کی جائے گی۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ چودھری شوکت صاحب ! آپ وزیر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل کر نشاندہی کر دیں وہ اس بابت پورا ایکشن لیں گے۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، سوال نمبر 2125 ۔ جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سی۔این۔جی گائیڈ لائن میں درج کنال کی جگہ

مربع فٹوں کی ترمیم

*2125۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں ایک کنال رقبہ مربع فٹ پیمائش میں برابر نہ ہے۔ مثلاً لاہور میں ایک کنال رقبہ 4500مربع فٹ اور فیصل آباد میں 5400 مربع فٹ بنتا ہے۔ پھر بھی سی۔این۔جی گائیڈ لائن جاری کردہ بمطابق چٹھی نمبر S0(D-II)5-2/81(CNG) تاریخ 20-01-03 میں درکار رقبہ ایک کنال درج کیا گیا ہے؛

(ب) کیا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد اور لاہور میں سی۔این۔جی سٹیشن لگانے والوں سے ایک جیسا برتاؤ کرنے کے لئے گائیڈ لائن میں ایک کنال کی جگہ 4500مربع فٹ کی ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) فیصل آباد و لاہور میں سی این جی اسٹیشن لگانے والوں سے ایک جیسا برتاؤ ممکن نہیں۔ کیونکہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق لاہور میں کنال 4500 مربع فٹ جب کہ فیصل آباد میں 5445مربع فٹ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اس کا جواب صرف دو لائنوں کا ہے۔ وزیر صاحب نے لازماً اس جواب کو پڑھا ہو گا۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ Is there any logic or reason کہ انھوں نے اس کا negative answer دیا ہے؛ اس کی کوئی logic or reason بتا دیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : جناب سپیکر ! اس جواب کو دو جملوں میں ضرور لکھا گیا ہے مگر یہ ایک بڑی تفصیلی بات ہے۔ اگر فاضل رکن چاہتے ہیں کہ میں اس بابت تفصیل بتاؤں تو میں عرض کروں گا کہ جب سے پاکستان بنا ہے بلکہ اس سے پہلے کا یہ ایک نظام چلا آرہا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! اگر جواب مختصر دیا گیا ہے تو آپ ضمنی سوالات میں اس بابت وضاحت طلب کرلیں۔

رانا ثناء اللہ خان : وزیر موصوف جو فرمانے لگے ہیں وہ بھی مختصر ہی بات ہو گی۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ جی' وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : رانا صاحب نے ضمنی سوال تو نہیں کیا البتہ مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ دو سطروں میں جواب کیوں لکھا گیا ہے؟ جناب سپیکر ! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہاں لاہور کا کنال ہے وہ باقی جگہوں کی کنال سے مختلف ہے۔ اس لئے باقی ایکڑ کی نسبت یہاں کا ایکڑ بھی مختلف ہے۔ یہاں پر جو ہم define کرتے ہیں یہ 50 Yards کا ہے۔ یہاں پر ایک کنال 4500 مربع فٹ کی ہے۔ جبکہ باقی جگہوں پر 5445 مربع فٹ کی کنال ہے۔ اگر آج اس میں ترمیم کی جائے تو لاہور والے سارے پٹرول پمپس ، سی این جی سٹیشن والے اس ایشو کو لے آئیں گے کہ ہمیں بھی 5445 مربع فٹ کی جگہ دی جائے۔ اگر ہم نے اس نرخ کا سلسلہ شروع کر دیا تو پھر ریونیو کا سارا ریکارڈ تبدیل کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ ان کی اسی بات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ حکومتی سطح پر معاملات کو سوچنے سمجھنے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ اب یہ ریکارڈ کے حوالے سے before Pakistan and before partition پہنچ گئے ہیں۔ بات مختصر ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سی۔ این۔ جی سٹیشن کے لئے N.O.C جاری کرتا ہے۔ N.O.C میں لفظ ہے ایک کنال۔ اب کنال کا فیصل آباد اور لاہور میں تقریباً ایک ہزار square feet کا فرق ہے۔ اب اس سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ آپ ایک جگہ پر 4500 square feet پر N.O.C جاری کرتے ہیں اور اسی کے لئے دوسری جگہ پر 5500 square feet demand کرتے ہیں۔ تو آپ اس میں lowest figures پر similarity لے آئیں اور جہاں پر ایک کنال ہے وہاں 4500 square feet کا لفظ آجائے۔ یہ صرف ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر کی بات ہے۔ Secretary Housing can do it. اس میں partition سے پہلے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں ریونیو ریکارڈ تبدیل کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ معاملہ صرف ایڈمنسٹریٹو آرڈر کے ذریعے حل ہو سکتا ہے اور اس میں similarity آسکتی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پنجاب کے کچھ اضلاع ایسے ہیں کہ وہاں ایکڑ ہے اور ایکڑ 8 کنال کا ہوتا ہے اور کلہ 8 کنال 18 مرلے کا ہوتا ہے۔ پورے ضلع فیصل آباد میں کلہ جات ہیں۔ لاہور کے بارے میں مجھے یقین نہیں ہے لیکن ان کے کہنے کے مطابق ایکڑ ہیں۔ ویسے بہاولپور، بہاول نگر اور رحیم یار خان میں ایکڑ ہیں اور فیصل آباد میں کلہ جات ہیں۔ تو یقینی بات ہے جب آپ کنال پر square feet نکالیں گے تو فیصل آباد کی کنال کے square feet زیادہ ہوں گے چونکہ وہ کلہ 8 کنال 18 مرلے کا ہے اور یہاں پر ہم نے 8 کنال کو 8 حصوں میں تقسیم کرنا ہے تو یقیناً اس کا رقبہ تھوڑا زیادہ ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! نہ تو یہ کلہ خرید کرنے کی بات ہے اور نہ ہی ایکڑ۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ سی۔ این۔ جی سٹیشن کو نصب کرنے کے لئے ان کی کمپنی نے ایک specific area

دیا ہے کہ کم از کم اتنے square feet رقبہ ہونا چاہیے۔ اب اگر وہ لاہور میں 4500 square feet پر ہو سکتا ہے تو پھر فیصل آباد میں کیوں نہیں ہو سکتا' بہاولپور اور ملتان میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ دوسری بات یہ ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے صرف N.O.C جاری کرنا ہے۔ اس میں خریداری یا ریکارڈ کو تبدیل کرنے کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یا تو یہ square feet کے حساب سے کریں کہ پانچ یا چھ ہزار square feet ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان، یہی میرا مقصد تھا۔

جناب سپیکر، لیکن اگر یہ کنالوں میں کریں گے تو اگر فیصل آباد میں ایک کنال ہو گی تو وہ زیادہ ہو گی اور لاہور میں ہو گی تو کم ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے تو صرف اس تفاوت کی نشاندہی کی تھی۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ ڈیپارٹمنٹ اس sense کو لے کر اس پر غور کر کے اس پر ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر کرتا۔ اس میں ریکارڈ میں جانے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وزیر ہاؤسنگ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس بارے میں تفصیلاً بتایا۔ مگر رانا صاحب کا سوال ایک کنال پر محیط ہے۔ تو میں اس پر تھوڑا سا بتاتا چلوں۔ جناب والا! اس پر rationalize کرنے کی ضرورت ہے اور جیسے رانا صاحب نے فرمایا کہ اس کو 4500 square feet میں تبدیل کیا جائے۔ چونکہ سی این جی اب شروع ہوئی ہے تو ہم already سی این جی کو rationalize کر کے اس پر ایک پالیسی لے کر آ رہے ہیں جس میں particularly لاہور کے لئے 4500 square feet کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ put ہو چکا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی اس پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ پبلک ہیلتھ کے بقیہ سوالات کے جوابات بھی ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گلی نمبر 1 مدینہ کالونی کھاڑک نکاسی آب کے لئے بڑے پائپ کی تنصیب

*1783۔ چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مین گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں گندے پانی کی نکاسی کے لئے ایک فٹ قطر کے سیوریج پائپ ڈالنے کا کام شروع کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مین گلی نمبر 1 سے ملحقہ پانچ سات گلیوں میں بھی سیوریج پائپ ڈالے جا رہے ہیں۔ جن کا گندا پانی نکاسی کے لئے مین گلی نمبر 1 سے منسلک کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے مین گلی نمبر 1 کے سیوریج سسٹم کے بند رہنے کا اندیشہ ہے؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت درج بالا مین گلی نمبر 1 میں ایک کی بجائے دو فٹ قطر کے سیوریج پائپ ڈالنے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ واسا لاہور میں مین گلی نمبر 1 محمد حسین میموریل ہسپتال مدینہ کالونی گرڈ اسٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں گندے پانی کے نکاس کے لئے ایک فٹ قطر کے

سیوریج پائپ ڈالنے کا کام شروع کیا ہے بلکہ نئی ضرورت کے مطابق اس گلی میں 9انچ قطر کا سیوریج پائپ لگایا جاچکا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ اس مین گلی نمبر1 سے ملحقہ 5,7 گلیوں میں سیوریج پائپ ڈالے جا رہے ہیں۔ جن کا گندا پانی نکاسی کے لئے مین گلی سے منسلک کیا جارہا ہے۔ بلکہ نئی ضرورت کے مطابق گلی نمبر1 سے ملحقہ صرف 2 گلیوں میں جزوی طور پر9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے گئے ہیں۔ لہذا مین گلی نمبر1 کے سیوریج سسٹم کے بند ہونے کا اندیشہ بے بنیاد ہے۔

(ج) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ لہذا واسا لاہور کے مین گلی نمبر 1 کی بجائے دو فٹ قطر کے سیوریج پائپ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع پاکپتن کی پراجیکٹ ڈویژن میں شمولیت

*2195۔چودھری جاوید احمد : کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پراجیکٹ ڈویژن میں کیا ضلع پاکپتن شامل ہے؟ اگر نہیں تو کب شامل کیا جارہا ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

گزارش ہے کہ PCWSS-PROJECT' ایشیائی ترقیاتی بنک و حکومت پنجاب اور دیہی عوام کی شراکت کی بنیاد پر شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کی کل لاگت 4284.00 ملین روپے ہے اور اس کی تکمیل کی مدت 4 سال ہے۔ اس منصوبے کے تحت پنجاب کے ان علاقوں میں جہاں پینے کا پانی یا تو کڑوا ہے یا بآسانی میسر نہیں ہے۔(یعنی بارانی علاقے) فراہمی آب و نکاسی آب کی تقریباً 750 سکیمیں مکمل کی جائیں گی جن میں سے 250 فراہمی آب کی بحالی کی سکیمیں ہیں جو کسی وجہ سے بند پڑی ہیں۔ اور ان کے چلانے سے ایک بڑی آبادی کو پینے کا میٹھا پانی میسر آسکتا ہے۔ ان تمام سکیموں کی شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ وہاں کی آبادی سکیم پر آنے والی لاگت کا65فیصد خرچ

خود برداشت کریں اور اس کے علاوہ سکیم کی تکمیل کے بعد اس کی دیکھ بھال کا خرچہ بھی خود اٹھائیں۔ پراجیکٹ میں شامل علاقہ جات ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون اور رہنمائی سے منتخب کئے گئے ہیں۔ ضلع پاکپتن ان 26اضلاع میں شامل نہیں ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بنک سے مزید علاقہ جات کی شمولیت کا معاملہ اٹھایا جا رہا ہے۔

گوجرانوالہ میں ہیپاٹائیٹس پر کنٹرول کے لئے صاف پانی کی فراہمی

*2211۔چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں ہیپاٹائیٹس "بی" اور "سی" کی شرح صوبہ کے دیگر شہروں سے زیادہ ہے جس کی بڑی وجہ گندگی' ماحولیاتی آلودگی اور گندہ پانی ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیپاٹائیٹس کی ایک وجہ فیکٹریوں' کارخانوں کے زہریلے مواد کو باہر پھینکنے کے لئے مناسب ڈرینج نہ ہے اور پینے کے پانی کے پائپ سیوریج کے پائپوں سے منسلک ہو کر آلودہ پانی کی فراہمی ہے؛

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔ جس کی بڑی وجہ شہر میں بڑے جوہڑ موجود ہیں۔ جوہڑوں کا گندہ پانی زمین میں جذب ہو رہا ہے۔ چونکہ شہر میں صرف 54 فیصد سیوریج کی سہولت موجود ہے جبکہ 46 فیصد آبادی کے پاس یہ سہولت نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔ واسا گوجرانوالہ شہر میں 30 فیصد آبادی کو پانی مہیا کر رہا ہے۔ بقایا 70 فیصد آبادی زمین سے اپنے ذاتی پمپ / ہینڈ پمپ لگا کر پانی حاصل کر رہے ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا نے شہر کیا سیوریج اور واٹر سپلائی کا10سالہ اور تین سالہ ماسٹر پلان تیار کر کے تحصیل گورنمنٹ، ضلعی گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کو بھجوایا ہوا ہے۔
اس مالی سال میں مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز ادارہ ہذا (واسا گوجرانوالہ) کو تحصیل گورنمنٹ، ضلع گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ سے دستیاب نہ ہونے ہیں۔

ایم۔ڈی واسا لاہور کی ناقص کارکردگی

*2272، رانا تجمل حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ WASA لاہور کے M.D کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے۔ جس کی وجہ سے لاہور کے عوام سیوریج پائپ لائن اور واٹر سپلائی لائن کا آمیزش شدہ بدبو دار پانی پینے پر مجبور ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زنگ آلود، بدبو دار اور گندہ پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ، جگر، ہیپاٹائیٹس A، B، C جیسی موذی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں؛

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت واٹر سپلائی اور سیوریج کے نظام میں بہتری کے لئے موجودہ M.D انعام قادر کو تبدیل کر کے کسی اور کو یہ عہدہ سونپنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ عوام کو زنگ آلود، بدبو دار اور گندہ پانی پلانے کی بجائے صاف پانی مہیا ہو سکے؛ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) یہ درست نہیں کہ واسا کا پانی اور سیوریج کا نظام ایم ڈی واسا کی غفلت کی وجہ سے ناقص ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ واسا کا پانی اور سیوریج کا نظام معمول کے مطابق کام کر رہا ہے۔ تاہم اگر کہیں کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوراً اس پر اقدام کر کے شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ جس میں فوری نوعیت کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ یعنی

پانی کی ٹیسٹنگ، لائنوں کی فلشنگ اور کلورینیشن وغیرہ وغیرہ اور جہاں تک فنڈز دستیاب ہو سکیں واسا اپنے پرانے پائپ تبدیل کرتا رہتا ہے اور لوگوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ واسا معمول کے مطابق پانی کی ٹیسٹنگ کرتا ہے۔ اس کے لئے واسا کے پاس ایک ماڈرن لیبارٹری بھی ہے۔ جس کے ٹیسٹ رزلٹ پر فوری طور پر عمل کیا جاتا ہے۔ مزید واسا صارفین کی توجہ ان کے بوسیدہ سروس اور گھریلو پائپ کو تبدیل کروانے کے لئے کرتا رہتا ہے اور اس کے علاوہ گھریلو ٹینکیاں بھی وقتاً فوقتاً صاف کروانے کی اپیل کرتا رہتا ہے۔ عوام کے بوسیدہ سروس پائپوں کی تصویر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے کہ صرف زنگ آلود پانی کی وجہ سے ہی لوگ پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو کہ متعدد بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ جہاں تک ہیپاٹائٹس A,B&C کا تعلق ہے۔ ان میں سے B اور C کا پانی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صرف ہیپاٹائٹس A کیوجہ پانی کے علاوہ ناقص خوراک اور دوسری گندگی بھی ہے۔ W.H.O کی جدید ریسرچ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جزو بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ کیونکہ واسا عوام کو صاف اور W.H.O معیار کے مطابق پانی مہیا کرتا ہے۔

این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم کے پارکس /تفریحی پارکس پر تجاوزات کا مسئلہ

*2335۔ جناب سمیع اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم فلیٹس کے تفریحی پارک اور ملحقہ پارک کسی اتھارٹی کے پاس نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارکوں کے اندر تجاوزات قائم کر لی گئی ہیں۔ پارکوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اہلکار سال بھر نہیں آتا۔ اگر کوئی آتا ہے تو صرف منتھلی لینے آتا ہے' اس دھندے میں کئی محکموں کے اہلکار ملوث ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے سروسز روڈ مکمل طور پر بند ہو چکے ہیں۔ مختلف کاروباری لوگوں نے ناجائز تجاوزات قائم کر رکھی ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا فلیٹس کے تفریحی پارک اور ملحقہ پارک سے ناجائز تجاوزات ختم کر کے پارکوں کو اصل حالت میں لانے کا پروگرام رکھتی ہے' تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ یہ پارک محکمہ P.H.A کے زیر تحویل ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ P.H.A کے زیر تحویل پارکوں میں کسی جگہ کوئی تجاوزات نہیں ہیں۔ بلکہ عملہ پارکوں میں کام کرتا ہے اور منتھلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس دھندے میں کوئی اہلکار ملوث نہیں ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہاں پر گاہے بگاہے ناجائز تجاوزات کے خلاف کارروائی ہوتی رہتی ہے اور زیر دفعہ 34-33 ایل۔ڈی۔اے ایکٹ 1975، چالان مجاز عدالت میں ارسال کئے جاتے ہیں۔ ناجائز تجاوزات کی وجہ سے موقع پر سروس روڈ بند کر دی گئی تھی۔ جس کو مورخہ 13-06-2003 کو اسٹیٹ برانچ نے کارروائی کر کے بحال کر دیا ہے اور تمام ناجائز تجاوزات ہٹا دیئے گئے ہیں اور چالان بعدالت جناب سینئر جوڈیشل مجسٹریٹ' ایل۔ڈی۔اے بھجوا دیئے ہیں۔

(د) تفریحی پارک اور ملحقہ پارک میں کسی قسم کی تجاوزات نہیں ہیں۔ بلکہ پارک صحیح حالت میں ہے اور P.H.A ان کو مزید بہتر کرنے کی کوشش میں ہے۔

واسا لاہور کے نصب کردہ ٹیوب ویلوں کی تعداد، تفصیلات اور موجودہ صورتحال

*2365۔ محترمہ طلعت یعقوب، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جولائی 1997 سے 31۔دسمبر 2002 تک واسا لاہور نے لاہور کی حدود میں نئے ٹیوب ویل نصب کئے ہیں۔ ان کی تعداد کیا ہے۔ کہاں کہاں نصب کئے گئے ہیں اور ان پر کیا کیا لاگت آئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا عرصہ کے دوران کافی تعداد میں ٹیوب ویل خراب ہوئے ہیں۔ اگر ہاں تو کتنے اور وہ کہاں کہاں نصب تھے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے ٹیوب ویل ٹھیک کر دیئے گئے، وہ کہاں کہاں نصب تھے اور ان میں کتنی کتنی لاگت آئی۔ نیز بقایا ٹیوب ویل ٹھیک نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ یکم جولائی 1997 سے 31۔دسمبر 2002 تک واسا لاہور نے لاہور میں 41 نئے ٹیوب ویل نصب کئے ہیں۔ یہ ٹیوب ویل جن علاقوں میں لگائے گئے ہیں۔ ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ البتہ واسا کے ٹیوب ویل دوران آپریشن کسی فنی خرابی یا بجلی کے تعطل کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ واسا حکام کم از کم وقت میں ان خراب ٹیوب ویلوں کو ٹھیک کر کے چالو حالت میں لے آتے ہیں۔ تا کہ عوام الناس کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(ج) جز (ب) کا جواب نہیں میں ہے۔ البتہ واسا پوری طرح کوشاں ہے کہ تمام کے تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں رہیں اور عوام الناس کے لئے فراہمی آب کو یقینی بنایا جا سکے۔

گوجرانوالہ شہر میں نکاسی آب کا مسئلہ

*2499۔ لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) ، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے۔ شہر کی گلیاں اور بازار آلودہ اور گندے پانی سے اٹے پڑے ہیں۔ جس کی وجہ سے مقامی لوگ تیزی سے مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ واسا غریب عوام کو گٹر ٹیکس اور سیوریج ٹیکس کی مد میں سینکڑوں روپے ماہانہ کا بل بھیج رہا ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں ہزاروں روپیہ جرمانہ کیا جا رہا ہے؛ لیکن اس کے عوض غریب عوام کو صاف ستھرا پینے کا پانی اور صفائی وغیرہ کی سہولت نہ دی جا رہی ہے؛

(ج) کیا حکومت گوجرانوالہ شہر کا سیوریج سسٹم ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(د) گوجرانوالہ کی صفائی اور سیوریج سسٹم کے لئے حکومت نے موجودہ سال کے بجٹ میں کتنی رقم رکھی ہے۔ اس کی تفصیل بیان فرمائیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ کچھ علاقوں میں سیوریج 1960 کی دہائی میں بچھایا گیا تھا جو کہ اب ناکارہ اور ناکافی ہو چکا ہے۔ 1980 میں راولپنڈی اور سیالکوٹ بائی پاس بننے کے بعد تقریباً 28 گاؤں جن میں کوئی بنیادی سہولت نہ تھی شہر کا حصہ بن گئے ہیں۔ گوجرانوالہ شہر میں صرف 45 فیصد آبادی کو سیوریج کی سہولت میسر ہے جبکہ 46 فیصد آبادی میں سہولت ہی موجود نہ ہے اور گندہ پانی نشیبی علاقوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ واسا گوجرانوالہ نومبر 1997 میں معرض وجود میں آیا اور عملے کی بے پناہ محنت سے اور فنڈز کی عدم دستیابی کے باوجود اس پرانے ناکارہ اور ناکافی سیوریج سسٹم کو چلا رہا ہے۔

(ب) مجاز اتھارٹی کی منظوری سے 1999 سے سیوریج چارجز لاگو کئے گئے ہیں۔ واسا 1 تا10 مرلے کے گھر سے صرف 60 روپے پانی اور 15 روپے سیوریج چارجز ماہانہ کے حساب سے بل وصول کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ جن گھروں میں پانی کا کنکشن نہ ہے۔ ان سے صرف 30 روپے ماہانہ کے حساب سے سیوریج چارجز وصول کرتا ہے۔ یہ ریٹس پنجاب کے باقی تمام واسا کے ریٹس سے کم ہیں۔ کیونکہ واسا تقریباً 28 لاکھ ماہانہ بجلی کے بل واپڈا کو ڈسپوزل چلانے کے مد میں ادا کر رہا ہے۔ متعدد اشتہارات' اعلانات اور نوٹس بانٹنے کے باوجود لوگوں نے سیوریج اور پانی کے بل جمع نہ کرائے ہیں اور اب تک تقریباً 15 کروڑ روپے واجب الوصول ہیں۔ اس سلسلہ میں تقریباً 3250 چالان جن کی مالیت تقریباً 15,97,310 روپے بنتی ہے سینئر سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ عدم ادائیگی کی صورت میں صارفین سے مروجہ قوانین کے تحت 10% سرچارج وصول کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں گورننگ باڈی کی منظوری کے بعد واسا نے ایک پیکج کا اعلان کیا ہے۔ جس کے مطابق نادہندگان کو سہولت دی گئی ہے کہ مورخہ 15۔ستمبر 2003 تک اپنے بقایا جات ادا کرنے کی صورت میں انہیں 30 فیصد چھوٹ ہو گی۔ اسی طرح مورخہ 15۔اکتوبر 2003 تک 15 فیصد اور مورخہ 15 نومبر تک ادائیگی کی صورت میں 10 فیصد چھوٹ ہو گی۔ واسا صرف 30 فیصد آبادی کو پانی کی سہولت میسر کرتا ہے۔ باقی 70 فیصد آبادی اپنا ذاتی ہینڈ پمپ یا ڈونکی پمپ کے ذریعے پانی حاصل کرتی ہے۔

(ج) واسا گوجرانوالہ شہر میں سیوریج کے نظام کو درست کرنے کے لئے نیا سیور بچھانے کے لئے تین سالہ پلان تیار کیا گیا ہے۔ لیکن پچھلے ترقیاتی سال میں واسا کو سیوریج کی ترقی کے لئے صوبائی' ضلعی اور تحصیل حکومت نے کوئی فنڈ نہ جاری کئے۔

(د) اس ترقیاتی سال میں صوبائی' ضلعی اور تحصیل حکومت نے کوئی رقم نہ رکھی ہے۔ حال ہی میں وزیراعلیٰ پنجاب نے مورخہ 6۔جولائی 2003 کو اپنے دورہ گوجرانوالہ کے موقع پر تین سالہ پلان کے پہلے فیز کے لئے واٹر سپلائی اور سیوریج کی ترقی کے لئے واسا کو 25 کروڑ کی گرانٹ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تخمینہ اور PC-1 تیار کر کے متعلقہ

اتھارٹی کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ اس فیز 1 کی تکمیل کے بعد سیوریج کے مسائل کافی حد تک کم ہو جائیں گے۔

P.H.A لاہور میں ورک چارج ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*2525۔ محترمہ عابدہ جاوید، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) P.H.A لاہور میں سال 2001 سے جون 2003 تک جو ورک چارج یا دیگر ملازم بھرتی کئے۔ ان کی تفصیل فراہم فرمائیں؛

(ب) جس جس اخبار میں اشتہار شائع ہوا' اخبار کا نام (تاریخ) بیان فرمائیں' نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؛

(ج) اگر بھرتی پر پابندی ختم تھی۔ تو تاریخ اور نوٹیفکیشن کرنے والی اتھارٹی کا نام بیان فرمائیں۔ نہیں تو غیر قانونی بھرتی کی وجہ بیان فرمائیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) عرصہ مذکورہ میں ادارہ ہذا نے کوئی باقاعدہ بھرتی نہ کی ہے تاہم ریٹائر ہو جانے یا نوکری چھوڑ جانے کی صورت میں کام کی اہمیت کے پیش نظر الیکٹریشن' آپریٹر' چوکیدار' ہیلپر وغیرہ وغیرہ کی خالی جگہوں پر کچھ اشخاص کو جزوقتی طور پر رکھا گیا ہے۔ جو ادارہ کی باقاعدہ ملازمت میں شمار نہیں ہوتے۔ ملازمین کی مقررہ تعداد جوں کی توں رہی جس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مجاز عدالت N.I.R.C کے حکم کے مطابق 56 ورک چارج اشخاص کو ریگولر کیا گیا ہے۔

(ب) عارضی طور پر رکھے گئے اشخاص باقاعدہ ملازمت کے زمرے میں نہیں آتے چنانچہ اخبار میں دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

(ج) یہ تمام ملازمین ریگولر نہیں ہیں اس لئے باقاعدہ ملازمت کے زمرے میں نہیں آتے چنانچہ بھرتی پر پابندی اس سے متعلقہ نہ ہے۔

واسالاہور۔سیوریج سسٹم کی صفائی کرنے والی گاڑیوں کی تفصیل

*2598۔ جناب سمیع اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) واسالاہور کے زیر انتظام سیوریج صاف کرنے والی کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) ان گاڑیوں میں سے شاہدرہ سب ڈویژن کے لئے کتنی گاڑیاں مختص ہیں؟

(ج) کیا واسا لاہور شاہدرہ میں ان گاڑیوں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر ھاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) اس وقت واسا لاہور کے پاس قابل استعمال 16یونٹ کی فلیٹ ہے۔ جس میں 10 سکرلاری اور 6جیٹر مشینیں ہیں جو کہ لاہور شہر کے وسیع سیوریج سسٹم کے لئے یہ مشینری ناکافی ہے۔ واسا کے لاہور کے سیوریج سسٹم کی صفائی کے لئے کم از کم 42 یونٹ کی فلیٹ چاہیے جن میں (21سکر، 21 جیٹر) جو کہ صرف شہری حدود کے سیوریج کی صفائی کے لئے ہی کافی ہونگی۔

(ب) ایکسئین راوی ٹاؤن-II کے زیرنگرانی شاہدرہ سب ڈویژن بھی آتی ہے۔ جس کے پاس دو سکر لاری اور ایک جیٹر مشین ہے جو کہ بوقت ضرورت شاہدرہ سب ڈویژن میں استعمال ہوتی ہیں۔

(ج) جیسا کہ جواب (الف) میں بتایا گیا ہے کہ فنڈز کی دستیابی پر واسا مشینری پروکیور کرے گا اور شاہدرہ سب ڈویژن کو اس کی ضرورت کے مطابق سیوریج صاف کرنے والی گاڑیاں فراہم کردے گا۔

ایسٹرن زون فیصل آباد میں فراہمی آب کا مسئلہ

*2637۔ محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا فیصل آباد ایسٹرن زون میں موجود علاقوں وارث پورہ' علامہ اقبال کالونی' ڈی ٹائپ کالونی میں پینے کے پانی کی مسلسل فراہمی میں ناکام رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وجہ بیان فرمائیں؛

(ب) آج کل جب کہ پانی کی سپلائی بند ہے۔ تو کیا حکومت بلوں کی وصولی معطل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) وارث پورہ' علامہ اقبال کالونی اور ڈی ٹائپ کالونی کو واسا مسلسل پانی سپلائی کر رہا ہے۔ جس کے اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

صبح 0430hrs تا 0700hrs اڑھائی گھنٹے

دوپہر 1200hrs تا 1315hrs سوا گھنٹہ

شام 1730hrs تا 2000hrs اڑھائی گھنٹے

(ب) آج کل پانی سپلائی کیا جا رہا ہے۔ اس لئے بل بند نہیں کئے جا سکتے ہیں۔

کچی آبادی گوجرانوالہ کے لئے گٹر ٹیکس کی بے جا وصولی

*2775۔ چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا گوجرانوالہ نے گٹر ٹیکس لگا دیا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچی آبادی گوجرانوالہ کے مکین جو گٹر ٹیکس ادا نہیں کرتے محکمہ واسا ان کے گٹر بند کر دیتا ہے؛

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کچی آبادی کے مکینوں کو مناسب مراعات مہیا کرنے کے بعد گٹر ٹیکس وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے واسا گوجرانوالہ یکم جولائی 1999 سے سیوریج چارجز ان آبادیوں سے وصول کر رہا ہے جن آبادیوں میں سیوریج کی سہولت موجود ہے۔ کیونکہ واسا گوجرانوالہ نے گندے پانی کو شہر سے باہر نکالنے کے لئے مختلف مقامات پر ڈسپوزل سٹیشن بنائے ہیں۔ اس مد میں واسا ہر ماہ واپڈا کو تقریباً 28 لاکھ روپے بجلی کا بل ادا کر رہا ہے۔

(ب) درست ہے چونکہ گوجرانوالہ کے رہائشی جن کو سیوریج کی سہولت میسر ہے۔ وہ صرف 10 فیصد سیوریج بل ادا کر رہے ہیں۔ لہذا مبلغ پندرہ کروڑ روپے نادہندگان سے واجب الوصول ہیں اور 3225 نادہندگان کے چالان جن کی مالیت 1,15,00,000 روپے ہے۔ سینئر سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ جہاں تک گٹر بند کرنے کا سوال ہے نادہندگان کو بار بار نوٹس / بل جاری کئے جاتے ہیں مگر گوجرانوالہ کے 90 فیصد مکین سیوریج چارجز ادا کرنے سے اعلانیہ انکاری ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر بعض نادہندگان کے کنکشن منقطع کر دئیے جاتے ہیں اور بعد از ادائیگی کنکشن فوری طور پر بحال کر دیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ جہاں مناسب سیوریج کی سہولیات میسر ہیں۔ گندہ پانی سیوریج سسٹم کے ذریعہ سے ڈسپوزل اسٹیشن سے پمپ کیا جاتا ہے۔ اس علاقہ کے لوگوں سے بھی سیوریج چارجز وصول کئے جائیں گے۔

داخلہ ٹکٹ / بغیر داخلہ ٹکٹ لاہور کے پارکوں اور سیر گاہوں کی تفصیل

*2783۔ محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں ایسے پارکوں، سیر گاہوں کی تعداد کیا ہے جہاں ٹکٹ لگائی گئی ہے؛

(ب) لاہور میں کتنے ایسے تفریحی مقامات (پارک، سیر گاہیں) ہیں جو بغیر ٹکٹ کے ہیں؛

(ج) کیا حکومت لاہور شہر میں مزید پارک، سیرگاہیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے زیر انتظام صرف چار پارکوں میں داخلہ ٹکٹ لگائی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ریس کورس پارک 2۔ گلشن اقبال پارک

3۔ نیشنل بنک پارک 4۔ کامران بارہ دری

(ب) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے زیر انتظام مزید کسی پارک میں ٹکٹ لگانے کی فی الحال ضرورت نہ ہے۔

(ج) نئے پارک نئی رہائشی سکیموں میں مختص کئے جاتے ہیں۔ جب حکومت کوئی نئی سکیم بنانے اور پارک کے لئے جگہ مختص کرے گی تو مذکورہ محکمہ اس پر پارک بنا دے گا۔

مکہ فاؤنڈیشن اور رحمت میموریل ٹرسٹ گرین ٹاؤن لاہور، الاٹمنٹ اراضی کی شرائط، مقاصد اور مالکان کی تفصیلات

*2895۔ جناب محمد ریاض شاہد، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گرین ٹاؤن میں مکہ فاؤنڈیشن اور رحمت میموریل ٹرسٹ کو تعلیمی مقاصد کے لئے کتنی کتنی زمین کس قیمت پر الاٹ کی گئی؟

(ب) ان اداروں کے مالکان / انتظامیہ کی فہرست پیش کی جائے؟

(ج) الاٹمنٹ کی شرائط کیا تھیں؟

(د) یہ ادارے اپنے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں سے داخلہ فیس اور ماہانہ فیس کس کس حساب سے وصول کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکول تجارتی بنیادوں پر چلا رہے ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول الاٹمنٹ کی شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؛ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گرین ٹاؤن (قائد اعظم ٹاؤن) میں تعلیمی مقاصد کے لئے مندرجہ ذیل زمین مکہ فاؤنڈیشن کو الاٹ اور رحمت میموریل ٹرسٹ کو پٹہ پر دی گئی۔

1۔ مکہ فاؤنڈیشن کو 66.66 کنال زمین بحساب -/20,000 روپے فی کنال مورخہ 2-11-87 کو محکمہ ہاؤسنگ نے دی ہے۔

2۔ رحمت میموریل ٹرسٹ 256 کنال بحساب -/50 روپے فی کنال مورخہ 6-2-80 کو محکمہ ہاؤسنگ نے پٹہ پر دی ہے۔

مکہ فاؤنڈیشن کو الاٹمنٹ بذریعہ سیکرٹری مکہ فاؤنڈیشن کی گئی اور رحمت میموریل ٹرسٹ کو لیز بذریعہ جنرل سیکرٹری رحمت میموریل ٹرسٹ دی گئی۔

(ب) ان دونوں اداروں کی انتظامیہ (Trustees) کی فہرست 8 اور 13 افراد پر مشتمل ہے۔ جن کے اسماء بالترتیب (F/A) اور (F/B) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) ان دونوں اداروں کی الاٹمنٹ اور پٹہ کی شرائط الاٹمنٹ اور لیز لیٹر میں درج ہیں۔ جو (F/C) اور (F/D) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) الاٹمنٹ لیٹر اور لیز لیٹر میں داخلہ فیس یا ماہانہ فیس پر کوئی قدغن نہ لگائی گئی ہے۔ اس لئے سوال متعلقہ ایل ڈی اے نہ ہے۔

(ہ) مکہ فاؤنڈیشن کے الاٹمنٹ لیٹر میں یہ ذکر ضرور موجود ہے کہ مکہ فاؤنڈیشن رفاہ عام کا پراجیکٹ ہے۔ جب کہ چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ کو جاری کئے گئے لیز لیٹر میں خصوصی طور پر اس کا ذکر نہ ہے۔ تاہم جیسا کہ جز(د) کے جواب میں بتایا جا چکا ہے کہ الاٹمنٹ اور پٹہ دیتے وقت کوئی مخصوص قدغن نہ لگائی گئی ہے۔ اس لئے اس بارے میں اب کوئی رائے قائم کرنا یا کارروائی کرنا دشوار ہے۔

(و) جواب بمطابق جز(ہ)

مکہ فاؤنڈیشن لاہور کے زیر انتظام دی پنجاب پبلک سکول کی اراضی، قیمت خرید اور شرائط کی تفصیلات

*2896. جناب محمد ریاض شاہد، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرین ٹاؤن میں مکہ فاؤنڈیشن کو (دی پنجاب پبلک سکول کے لئے) کتنی زمین فراہم کی گئی۔ اس وقت ان کے قبضہ میں کتنی زمین ہے اور زمین انہیں کن شرائط پر دی گئی؛

(ب) زمین کس قیمت پر الاٹ کی گئی۔ کیا وہ رقم ادا کی جا چکی ہے؛ اگر ادا کی جا چکی ہے تو کتنی اور کس تاریخ کو ادا کی گئی؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سکول میں کلاس نہم اور دہم کے طلبہ سے داخلہ کے وقت 10 ہزار اور ماہانہ -/1205 روپے فیس وصول کی جا رہی ہے؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کو تجارتی بنیادوں پر چلانا الاٹمنٹ کی شرائط میں شامل نہیں تھا؛ اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ ادارہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گرین ٹاؤن (قائد اعظم ٹاؤن) میں مکہ فاؤنڈیشن کو اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے میمو نمبر SO-D1/HP&PP-10-8/88 مورخہ 6-6-89 کے تحت محکمہ ہاؤسنگ نے 12-6-89 کو 66.66 کنال اراضی کا الاٹمنٹ لیٹر جاری کیا۔ الاٹمنٹ کی شرائط الاٹمنٹ لیٹر میں درج ہیں۔ مذکورہ بالا اراضی مکہ فاؤنڈیشن کو سکول کی لیب اور فری ہسپتال کے قیام کے لئے مخلوط قیمت پر الاٹ کی گئی ہے۔ جو کہ پلاٹ قیمت -/20,000 روپے فی کنال کے حساب سے مجموعی طور پر -/13,33,334 روپے بنتی تھی

جو کہ ادا کر دی گئی ہے۔ الاٹمنٹ کی کاپی (F/A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زمین -/20,000 روپے فی کنال کی مقرر شدہ قیمت پر الاٹ کی گئی۔ جیسا کہ الاٹمنٹ لیٹر میں درج ہے۔ یہ رقم مجموعی طور پر مبلغ -/13,33,334روپے بنتی تھی جو کہ مورخہ 20-6-89 کو الائی نے اندر میعاد ادا کر دی۔ رسید (F/B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) الاٹمنٹ لیٹر F/A میں داخلہ فیس یا ماہانہ فیس پر کوئی قدغن نہ لگائی گئی ہے۔

(د) الاٹمنٹ لیٹر میں یہ ذکر ضرور موجود ہے کہ رفاہ عام کا پراجیکٹ ہے جب کہ جاری کئے گئے لیز لیٹر میں خصوصی طور پر اس کا ذکر نہ ہے۔ تاہم جیسا کہ جز(ج) کے جواب میں جتایا جا چکا ہے کہ الاٹمنٹ اور پٹہ دیتے وقت کوئی مخصوص قدغن نہ لگائی گئی ہے۔ اس لئے اس بارے میں اب کوئی رائے قائم کرنا یا کارروائی کرنا دشوار ہے۔

منیر آباد، بہاول نگر میں آب رسانی کے لئے ٹینکی کی تعمیر کا مسئلہ

*2903، محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منیر آباد' بہاول نگر کی عوام کے لیے 1988ء میں پینے کے پانی کی ٹینکی تعمیر کرنے کے لئے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ایک کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا' مگر حکومت پنجاب نے اس کی تعمیر روک دی اور خود تعمیر کرنے کا وعدہ کیا تھا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کے وعدہ کے باوجود مذکورہ آبادی میں آج تک پینے کے لئے پانی کی ٹینکی تعمیر نہیں کی گئی؛

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادی کے لئے ٹینکی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بہاولنگر میں منیر آباد کی آبادی کے لیے 1988ء میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت واٹر سپلائی سکیم مکمل کی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) مذکورہ آبادی میں واٹر سپلائی سکیم مع ٹینکی مکمل ہے اور آبادی کو پانی سپلائی کیا جا رہا ہے۔ کسی نئی سکیم کی فی الحال ضرورت نہ ہے۔

فضل کالونی بند روڈ لاہور، فراہمی آب کا مسئلہ

*2909۔ جناب نوید عامر جیوا، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فضل کالونی بند روڈ لاہور کو سرکاری پانی مہیا نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے آبادی کے مکینوں کو کئی متعدی بیماریوں نے گھیر لیا ہے اور صاف پانی کے حصول میں سخت دشواری کا سامنا ہے؛

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) یہ درست ہے کہ واسا کا وہاں پر کوئی واٹر سپلائی سسٹم نہیں ہے۔ مزید یہ علاقہ بند کے پار دریا کے کنارے واقع ہے البتہ وہاں پر مکینوں نے جزوی طور پر کچھ حصے کے لئے ٹیوب ویل لگایا ہوا ہے جس کی خرابی پر وہ خود ہی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

(ب) چونکہ یہ علاقہ دریا کے کنارے پر واقع ہے اس لئے واسا نے وہاں پر کوئی منصوبہ نہیں بنایا۔ البتہ ان بند پار علاقوں کے لئے ایک تکنیکی بنیادوں پر ایک جامع منصوبہ کی ضرورت ہے جس کے لئے واسا consultant کی خدمات کے لئے کوشاں ہے۔

واسا گوجرانوالہ کی طرف سے پانی و سیوریج کے ریٹس میں اضافے اور بلوں کی آمدن و خرچ کی تفصیل

*2916۔ رانا شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا گوجرانوالہ نے پچھلے دو سال میں متعدد بار پانی اور سیوریج کے بلوں میں اضافہ کیا ہے۔ جس نے غریب آدمی کی کمر توڑ دی ہے۔ حالانکہ بعض علاقوں میں پانی کی فراہمی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور سیوریج سسٹم بھی ناکارہ ہے؟

(ب) واسا گوجرانوالہ شہریوں سے جو رقم بل کی صورت میں وصول کرتا ہے وہ کس مد میں خرچ کی جاتی ہے۔ پچھلے دو سالوں میں واسا نے شہریوں سے کتنی رقم وصول کی اور وہ رقم کہاں خرچ کی گئی۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پچھلے دو سال میں انڈسٹریل، گھریلو اور کمرشل پانی اور سیوریج کے بلوں میں کتنا اضافہ کیا گیا ہے۔ موجودہ ٹیرف اور پچھلے ٹیرف برائے موازنہ فراہم کئے جائیں؟

(د) کیا واسا گوجرانوالہ خود ہی نئے ٹیرف بنا کر زیادہ بل وصول کرنیکا اختیار رکھتا ہے۔ اگر ہاں تو کس قانون کے تحت، اگر نہیں تو جو ایسا کر رہے ہیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔ واسا گوجرانوالہ نے پچھلے دو سالوں میں پانی اور سیوریج کے بلوں میں کوئی اضافہ نہ کیا ہے۔ جہاں تک غریب آدمی پر بوجھ کا سوال ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ واسا گوجرانوالہ ہر سالانہ تقریباً 90 ہزار پانی اور سیوریج کے بل جاری کرتا ہے۔ جن میں سے 10ہزار بل صارفین جمع کرواتے ہیں۔ جب کہ محکمانہ اخراجات کہیں زیادہ ہیں۔ صرف بجلی کی مد میں واسا گوجرانوالہ 7 کروڑ روپے واپڈا کو ادا کر رہا ہے۔ جب کہ 15 کروڑ روپے نادہندگان صارفین سے واجب الوصول ہیں۔ جس کے لئے ان کو بار بار نوٹس بھیجے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ متعلقہ اتھارٹی کی منظوری کے بعد صارفین کو ایک

خصوصی رعایتی پیکج دیا گیا ہے کہ مورخہ 03-10-15 تک بقایاجات کی ادائیگی کی صورت میں 30 فیصد کی چھوٹ ہو گی اور مورخہ 03-11-15 تک ادائیگی کی صورت میں 15 فیصد چھوٹ ہو گی اور مورخہ 03-12-15 تک ادائیگی کی صورت میں 10 فیصد چھوٹ ہو گی لیکن اس کے باوجود لوگوں نے بل جمع نہ کروائے ہیں۔ اب تک صرف 260 نادہندگان نے اس پیکج سے فائدہ اٹھایا اور اپنے بقایا جات جمع کروائے جو مبلغ -/5,21,000 روپے ہیں۔ مزید یہ کہ واسا نے 3250 نادہندگان کے چالان تیار کر کے سینئر سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کئے ہیں۔ واسا صرف 30 فیصد آبادی کو پینے کا پانی اور 54 فیصد آبادی کو سیوریج کی سہولت مہیا کر رہا ہے۔ باقی 70 فیصد آبادی پینے کے صاف پانی اور 46 فیصد آبادی سیوریج سسٹم سے محروم ہے جبکہ بعض آبادیوں میں 30 سے 40 سال پرانا سیوریج سسٹم ہے۔ جو کہ میونسپل کارپوریشن سے ورثہ میں ملا ہے۔ ناکارہ ہو گیا ہے۔ لیکن واسا گوجرانوالہ اپنے سٹاف کی ان تھک محنت و تگ و دو سے اس سسٹم کو چلا رہا ہے۔ اب حال ہی میں وزیراعلیٰ پنجاب نے واسا کو 25 کروڑ گرانٹ دی ہے اس کے ذریعہ سے اس سسٹم کو بہتر کیا جائے گا۔

(ب) واسا گوجرانوالہ نے پچھلے دو سالوں میں تقریباً -/4,65,62,000 روپے ریکوری کی ہے۔ جب کہ بجلی کا بل 14 کروڑ روپے، ملازمین کی تنخواہ -/5,15,29,000 روپے، آپریشن و مینٹیننس کی مد میں -/3,05,02,000 روپے خرچ ہوئے گورنمنٹ آف پنجاب سے قرضے کر ادا کئے گئے۔

(ج) پچھلے دو سالوں میں انڈسٹریل گھریلو اور کمرشل پانی اور سیوریج کے بلوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ بلکہ کمرشل اور انڈسٹریل پلاٹوں کا سروے کر کے 6500 ناجائز کنکشن ریگولر کئے جا چکے ہیں۔

(د) پہلے 1976 کی شہری ترقیاتی ایکٹ کے مطابق پانی اور سیوریج کے ریٹس میں اضافہ کرنے کے لئے گورننگ باڈی کی منظوری کے بعد سیکرٹری ہاؤسنگ سے منظوری لی جاتی تھی۔ اب نئے شہری ترقیاتی ایکٹ 2002 (ترمیمی) کے مطابق واسا گوجرانوالہ نے اگر

ٹیرف / ریٹ میں اضافہ یا کمی کرنا ہو تو اس کی منظوری واسا کی گورننگ باڈی سے لی جاتی ہے۔ جس کے چیئرمین تحصیل ناظم سٹی ہیں اور پھر تحصیل کونسل سٹی سے منظور کروائے جاتے ہیں۔ حال ہی میں 6دسمبر 2003 تحصیل کونسل سٹی گوجرانوالہ نے پانی اور سیوریج کے ٹیرف / ریٹ میں اضافہ گورننگ باڈی کی سفارش پر کرنے کی منظوری دی ہے۔ ریٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مدینہ کالونی کھاڑک لاہور، فراہمی آب کے لئے ٹیوب ویل کی تنصیب

*2940۔ قاضی احمد سعید، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پل گندہ نالہ کھاڑک ملتان روڈ لاہور پر نصب واحد ٹیوب ویل سے کھاڑک کی آبادی کو پینے کے لئے پانی مہیا کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھاڑک کی آبادی میں ہزار گنا اضافہ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے مذکورہ ٹیوب ویل کے قریب کے مکینوں کو بھی رات کے چند گھنٹوں کے علاوہ سارا دن پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مدینہ کالونی (ملحقہ کالونیاں) کھاڑک لاہور جن کی آبادی پچاس ہزار سے بھی اوپر ہے، پانی کے بلز کی ادائیگی کے باوجود مذکورہ ٹیوب ویل سے دور ہونے کی وجہ سے دن رات پینے کے پانی سے محروم رہتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور نے مدینہ کالونی کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 2 (محمد حسین ویلفیئر ہسپتال) گندہ نالہ کے قریب خالی پڑی ہوئی واسا کی زمین پر ٹیوب ویل لگانے کی منظوری دی تھی۔ لیکن تاحال ٹیوب ویل نصب نہیں کیا گیا؟

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مدینہ کالونی کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 2 گندہ نالہ کے قریب ایل۔ ڈی۔ اے واسا کی پڑی ہوئی خالی جگہ پر ٹیوب ویل نصب

کرکے علاقے کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ کھاڑک کے نزدیک ٹیوب ویل اعوان ٹاؤن' مہران بلاک اور نشتر بلاک' ٹیوب ویلوں کے علاوہ کھاڑک کی آبادی کو پانی مہیا کرتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ واسا کا زیر زمین پانی کی سپلائی کا نظام آپس میں منسلک ہے۔ جس کی وجہ سے کسی ایک ٹیوب ویل کے خراب ہونے کی صورت میں پانی کی سپلائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھاڑک کی آبادی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ رات کے چند گھنٹوں کے علاوہ سارا دن پانی میسر نہیں ہوتا۔ درحقیقت کھاڑک میں دن کے اوقات میں گراؤنڈ فلور پر مناسب پریشر کے ساتھ پانی ملتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مدینہ کالونی اور (ملحقہ کالونیاں) کھاڑک کی آبادی کافی گنجان ہے۔ لیکن واسا جن مکینوں سے بل وصول کر رہا ہے۔ ان کو مناسب مقدار میں پانی مل رہا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ واسا لاہور نے گلی نمبر 2 (محمد حسین ویلفیئر ہسپتال) گندہ نالہ کے قریب ٹیوب ویل لگانے کی منظوری دی تھی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کیونکہ موجودہ ٹیوب ویل اس علاقے کو پانی مہیا کرنے کے لئے کافی ہے۔

لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کے دونوں اطراف گندے پانی کے لئے سیوریج کی تنصیب

*2943۔حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر پنجاب نے 1999 میں آرڈر جاری کیا تھا کہ لاہور میں سے گزرنے والی نہر میں گندا پانی نہ پھینکا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر کے دونوں اطراف میں گندا پانی ڈالنے کے لئے (گٹرلائن) سیور یج بچھانے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اگر ہاں تو کب تک اس منصوبہ پر کام شروع ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔ واسا لاہور شہر سے گزرنے والی نہر میں کوئی گندا پانی نہیں پھینک رہا۔ یہ وہ آبادیاں ہیں۔ جو کہ بغیر کسی منظوری کے نہر کے دونوں اطراف بن گئی تھیں اور ان آبادیوں نے اپنا سیوریج نہر میں ڈال دیا۔

(ب) واسا نے نہر کے دونوں اطراف آبادیوں کے گندے پانی کے نکاس کے لئے فتح گڑھ سے لے کر ہربنس پورہ پل تک سیوریج ڈالنے کا منصوبہ بنا کر حکومت کو ارسال کیا تھا۔ جس کی منظوری گورنمنٹ نے 19 اکتوبر 2002ء کو دی تھی جس کا تخمینہ 6 کروڑ 30لاکھ روپے تھا۔ اس پر عمل درآمد فنڈز کی دستیابی پر کیا جائے گا۔

فردوس مارکیٹ لاہور۔ پلازہ کی تعمیر سے پیدا ہونے والے مسائل

*2944۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فردوس مارکیٹ لاہور کے ملحقہ علی آرکیڈ کے نام پر ایک پلازہ زیر تعمیر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلازہ رہائشی علاقہ میں تعمیر کیا جارہا ہے۔ اور اس کے ارد گرد پارکنگ کی جگہ نہ ہے؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پلازہ کی تعمیر کا N.O.C کب اور کس نے دیا ہے اور کیا اس پلازہ کے تعمیر ہونے سے اردگرد کی آبادی کو مشکلات درپیش

نہیں ہونگی اور کیا حکومت مذکورہ پلازہ گنجان آبادی میں ہونے کی وجہ سے N.O.C منسوخ کرنے کے لئے تیار ہے؛

وزیر ھاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ فردوس مارکیٹ کے ملحقہ خان آرکیڈ کے نام سے پلازہ زیرتعمیر ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پلازہ رہائشی علاقہ میں زیرتعمیر ہے۔ اس کے اردگرد پارکنگ کے لئے کوئی جگہ خالی یا پلاٹ موجود نہ ہے۔ لیکن پلاٹ مذکورہ جو کہ پارک روڈ (فردوس مارکیٹ سے پلاٹ نمبر 37 بلاک جے گلبرگ III مزار چوک سڑک) پر واقع ہے کو مجاز کمرشلائزیشن کمیٹی نے مجوزہ فیس کی ادائیگی پر مورخہ 04-12-2002 کو کمرشل استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جو کہ کمرشلائزیشن کے لئے منظور شدہ سڑکوں میں شامل ہے۔ (Annexure-I) مالک کی جانب سے مورخہ 16-12-2002 کو نقشہ جات جمع کروانے گئے تھے جو کہ تاحال زیر کارروائی ہیں۔ مگر کمرشلائزیشن فیس کی بروقت عدم ادائیگی اور ہمسایہ کی شکایت کی وجہ سے منظور نہ کئے گئے ہیں۔ نقشہ جات میں بلڈنگ بائی لاز ترمیم شدہ بلڈنگ ریگولیشن 1997، کی دفعہ 66(A)2 کے مطابق بیسمنٹ اور گراؤنڈ فلور کی سطح پر پارکنگ مہیا کی گئی ہے۔ جو کہ 20عدد گاڑیاں' 45عدد موٹر سائیکل اور 46 عدد سائیکل کے لئے کافی ہے۔ لیکن موقعہ پر بلا حصول اجازت غیر قانونی تعمیر کی وجہ سے پارکنگ کم ہو گئی ہے۔

(ج) پلازہ ہذا کی تعمیر کے سلسلہ میں ایل۔ڈی۔اے کی جانب سے کوئی N.O.C جاری نہ ہوا ہے اور نہ ہی زیر تعمیر پلازہ کا ابھی تک نقشہ منظور کیا گیا ہے۔ البتہ موقع پر بلا منظوری نقشہ تعمیر شروع ہونے پر بمطابق قانونی کارروائی اور نوٹس ہائے زیر دفعہ 40 A&B ایل۔ڈی۔اے ایکٹ 1975 کا اجراء عمل میں لایا جا چکا ہے۔ مالک نے مورخہ 3-09-13 کو عدالت سے رجوع کیا۔ جس پر عدالت نے مورخہ 03-09-13 کو اتھارٹی کو موقعہ پر مسماری و مداخلت تعمیر سے منع کر دیا۔ اس وقت معاملہ جناب عبدالقیوم خان صاحب

سول جج لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ (Annexure-II) جس میں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 20-10-03 مقرر ہے۔ مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے بعد قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

F.D.A کی طرف سے بنائی گئی ہاؤسنگ سکیموں کی تمام تفصیلات

*2966، محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1985 سے 1993 تک فیصل آباد میں ایف۔ڈی۔اے نے کتنی رہائشی سکیمیں تعمیر کی ہیں۔ رقبہ اور پلاٹوں کی تعداد الگ الگ بتائی جائے؛

(ب) ایف۔ڈی۔اے کے تحت بنائی گئی رہائشی سکیموں میں بیوہ، کم آمدنی اور چھوٹے ملازمین کے لئے بھی کوئی پلاٹ مختص تھے۔ اگر مختص تھے تو کتنے فی صد؛

(ج) مذکورہ سکیموں میں کتنے فی صد کوٹا کس کس کا تھا اور کتنے فی صد پلاٹ قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ کئے گئے؛

(د) کیا مستقبل میں بھی ایف۔ڈی۔اے کوئی رہائشی سکیم بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارے نے 1985 سے 1993 تک تین رہائشی سکیمیں اور 376 فلیٹس تعمیر کئے۔ تفصیل بابت نام سکیم، رقبہ اور مختلف کوٹاجات تفصیلی جدول کی شکل میں تیار کر کے ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) کم آمدنی، بے سہارہ افراد، بیوگان اور کچی آبادیوں کے مکینوں کو 2400 پلاٹ (3 مرلہ) اور 376 فلیٹس الاٹ کئے گئے۔

(ج) مدینہ ٹاؤن توسیع سکیم اور قائد اعظم بلاک میں مہیا کردہ کل 120 پلاٹس بذریعہ نیلام عام فروخت کئے گئے۔ جب کہ احمد نگر کے 2400 پلاٹ، بیوگان، بے سہارہ اور کچی آبادی

کے مکینوں کو الاٹ کئے گئے۔ تفصیل (جدول) میں قابل ملاحظہ ہے۔ جدول ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) ایف۔ڈی۔اے میں نئی ہاؤسنگ سکیم ایف ڈی اے سٹی کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

L.D.A کی رہائشی سکیم ایونیو -I میں پلاٹوں کی قیمت میں کمی کا مسئلہ

*2973، محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے ایک رہائشی سکیم ایونیو I کے نام سے جو کہ خالصتاً سرکاری و نیم سرکاری ملازمین کے لئے بنائی ہے؟

(ب) مذکورہ سکیم کتنے رقبہ پر مشتمل ہے۔ نیز 20,10 مرلہ کے کتنے پلاٹ بنائے گئے ہیں۔ سکیم کے لئے اراضی خریدی گئی ہے یا محکمہ کی ذاتی ملکیت ہے۔ اگر خریدی گئی ہے تو فی مرلہ / فی کنال قیمت خرید کیا ہے۔ مالک اراضی کا نام بھی بتایا جائے؟

(ج) مذکورہ سکیم میں 20,10 مرلہ کے پلاٹوں کی اصل قیمت اور ترقیاتی اخراجات فی مرلہ کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں 20,10 مرلہ پلاٹ کے لئے ابتدائی درخواست کے ساتھ ایک لاکھ آٹھ ہزار اور 20 مرلہ پلاٹ کے لئے 2 لاکھ 16 ہزار جمع کروانے کی شرط عائد کی گئی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بقیہ رقم 6 برابر اقساط میں جمع کروانے کی شرط عائد کی گئی ہے۔ جو کہ 10 مرلہ، 20 مرلہ پر سہ ماہی بالترتیب 27 ہزار، 54 ہزار جو کہ 9 ہزار اور 18 ہزار ماہانہ بنتے ہیں؟

(و) کیا یہ ممکن ہے کہ ایک سرکاری اور نیم سرکاری ملازم جو سکیل 1 تا 22 کا ہے، جس کی ماہانہ بنیادی تنخواہ 2 ہزار سے 18 ہزار تک ہے، مذکورہ سکیم سے پلاٹ خرید سکے؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں پلاٹوں کی قیمت اتنی زیادہ رکھی گئی ہے جو کہ چھوٹے اور بڑے سے بڑے ملازم کی پہنچ سے دور ہے؟

(ح) اگر جزو (الف تا ز) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم میں پلاٹوں کی قیمت کم کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک'نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی'

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے سرکاری ملازمین کے لئے رائیونڈ روڈ پر ٹھوکر نیاز بیگ سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک رہائشی سکیم ایل ڈی اے ایونیو۔ ون بنائی ہے۔

(ب) مذکورہ سکیم کا کل رقبہ 15895 کنال ہے۔ اس میں دس مرلے کے کل پلاٹ 6242 اور 20مرلے کے کل 5463 پلاٹ ہیں۔ ایل ڈی اے مذکورہ سکیم کے لئے اراضی بمطابق لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894، ایکوائر کر رہا ہے۔ ایکوائر شدہ رقبہ کی قیمت مطابق نوٹیفکیشن منجانب سیکرٹری سیٹلمنٹ بورڈ آف ریونیو حکومت منجاب لاہور کی منظوری کے مطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے موضع وار حسب ذیل مقرر کی ہے۔

نمبر شمار	نام موضع	رقبہ M	رقبہ K	تعداد مالکان	قیمت (روپے) فی کنال
1-	بھوبتیاں (راوی بند کے ساتھ	00	209	1615	200000
	جملہ رقبہ	13	6944		1,05,120
2-	مصلے	06	5741	580	80,000
3-	چوھنگ جنگرائیں	02	187	25	1,31,680
4-	رکھ پورہ	02	2504	148	50,000
5-	جلیانہ	11	27	19	80,000
6-	رکھ کھبہ (ہمراہ راؤنڈ)	12	24	225	3,00000
		جملہ رقبہ	10	2126	2,15,980

مذکورہ قیمت کے علاوہ 15% Acquisition Charges لئے جائیں گے۔ نقل نوٹیفکیشن(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جملہ اراضی کی اوسط قیمت مبلغ 1,10,500/- روپے فی کنال بنتی ہے۔ ان مالکان کی فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایل۔ڈی۔اے ایونیو۔ ون میں ایک کنال کے پلاٹ کی قیمت یکمشت ادائیگی کی صورت میں 4,96,000/- روپے اور دس مرلہ کے پلاٹ کی قیمت 2,48,000/- روپے مقرر کی گئی تھی جبکہ اقساط کی صورت میں یہ قیمت بالترتیب 5,40,000/- اور 2,70,000/- روپے ہے۔ مذکورہ قیمت غیر نفع بخش بنیاد پر مقرر کی گئی ہے اور اس میں اراضی کی قیمت اور ترقیاتی اخراجات شامل ہیں۔

(د) درست ہے۔

(ہ) درست ہے۔

(و) یہ ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ز) مذکورہ سکیم میں پلاٹوں کی قیمت اراضی کی قیمت خرید اور تعمیراتی کاموں کے ابتدائی تخمینے کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کی گئی ہے۔ تفصیلی تخمینے اور ترقیاتی کاموں کی حتمی قیمت کے تعین کے بعد پلاٹوں کی قیمت میں کچھ اضافہ ہونا ممکن ہے۔ تاہم قیمت کو کم سے کم رکھا گیا ہے تاکہ یہ سرکاری ملازمین کی پہنچ سے باہر نہ ہو جائے۔

(ح) اراضی کی قیمت خرید اور تعمیراتی کاموں کے ابتدائی تخمینے کو مدنظر رکھتے ہوئے پلاٹوں کی قیمت کم سے کم رکھی گئی ہے۔ یہ قیمت بازار میں دستیاب باقی سکیموں کے پلاٹوں سے کافی کم ہے اور اس لئے اس میں مزید کمی ممکن نہ ہے۔

ڈھولن وال ملتان روڈ لاہور۔ ناکافی سیوریج سسٹم کی وجہ سے مسائل

*3003۔ محترمہ مصباح کوکب، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈھولن وال ملتان روڈ لاہور کے رہائشی گزشتہ دس سال سے سیوریج سسٹم کے ناکافی ہونے سے بری طرح پریشان ہیں۔ کیونکہ مین سیوریج سے چھوٹی لائنوں / پائپوں کے ذریعے گندا پانی علاقہ کی گلیوں اور رہائشیوں کے گھروں میں بھر جاتا ہے اور کھڑا بھی رہتا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے حالات میں علاقہ کے رہائشی متعدد بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؛

(ج) کیا واسا نے ان رہائشیوں کی پریشانی کے ازالہ کے لئے مین سیوریج پائپ لائن کو درست کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے۔ اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی؛

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ڈھولنوال ملتان روڈ کے رہائشی گزشتہ دس سال سے سیوریج سسٹم کے ناکافی ہونے سے بری طرح پریشان ہیں۔ چونکہ مین سیوریج سے چھوٹی لائنوں اور رہائشیوں کے گھروں میں گندا پانی بھر جاتا ہے اور کھڑا بھی رہتا ہے۔

درحقیقت علاقہ ڈھولنوال ملتان روڈ چھوٹے چھوٹے گھروں پر مشتمل گنجان آباد علاقہ ہے اور زیادہ تر علاقہ کی گلیاں ابھی تک کچی اور ٹوٹی ہوئی ہیں اور اکثر مکینوں نے مویشی پال رکھے ہیں۔ واسا کا سیوریج کا نظام درست حالت میں ہے اور درست کام کر رہا ہے۔ جب کبھی سیور بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے۔ تو اس شکایت کا فوری ازالہ کر دیا جاتا ہے۔ علاقہ میں واسا کے سیور بند ہونے کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کے مویشیوں کا گوبر اور کوڑا سیور میں ڈالنا ہے۔ علاوہ ازیں علاقہ کے لوگوں کے گھروں کی

پرائیویٹ گلی اور ٹوٹی ہوئی ہودیاں اکثر بند رہتی ہیں۔ جو علاقہ کی گلیوں میں گندے پانی کے کھڑا ہونے کا سبب بنتی ہے۔ ان وجوہات کا واسا کے سیوریج کے نظام کے ناکافی ہونے سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ ایسے حالات میں علاقہ کے رہائشی متعدد بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

(ج) چونکہ واسا کی مین سیوریج لائن درست حالت میں ہے اور درست کام کر رہی ہے اور واسا شیڈول کے مطابق اس کی صفائی بھی کرتا ہے۔ لہذا واسا نے مین سیوریج پائپ لائن کو درست کرنے کا کوئی منصوبہ نہ بنایا ہے۔

سبزہ زار لاہور کے بلاکس میں مساجد کے لئے مختص اراضی کی تفصیل

*3081، محترمہ کنول نسیم، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رہائشی سکیموں میں جس طرح ڈسپنسریاں، سکولز وغیرہ کے لئے جگہ مختص کی جاتی ہے۔ وہاں مساجد کے لئے بھی جگہ مختص کی جاتی ہے؟

(ب) سبزہ زار سکیم لاہور کے بلاکس K,L,M,N,O,P,Q میں مساجد کے لئے کون کون سی جگہ متعین کی گئی ہے اور ہر ایک کا رقبہ کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) جی ہاں۔ ہر سکیم میں مساجد کے لئے پلاٹ مختص کئے جاتے ہیں۔

(ب) -1 بلاک P میں پلاٹ نمبر 882 رقبہ 960.00 مربع میٹر

-2 بلاک M میں پلاٹ نمبر 370 رقبہ 1148.00 مربع میٹر

3۔ بلاک K میں رہائشی پلاٹ نمبر 206 سے 209 کا کل رقبہ .827.21Sq) (Meters پر مجاز اتھارٹی نے مسجد بنانے کی اجازت دی ہے جبکہ بلاک Q.N.II میں مساجد کے لئے جگہ مختص نہ ہے۔

فیصل آباد۔ واسا کے بلوں اور کثافت آلودہ پانی کی سپلائی کا مسئلہ

*3106۔جناب محمد نواز ملک، کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واسا کے بلوں کے بقایا جات میں 35فیصد رعائت دے کر جمع کروانے کا شیڈول دیا گیا۔ مگر فیصل آباد کو یہ رعائت کیونکر نہیں دی گئی۔ ایک ہی صوبہ میں دو قوانین کیوں رائج ہیں؛

(ب) اگر فیصل آباد واسا یہ رعائت دے رہا ہے تو کب اور کتنے وقت کا شیڈول دیا جانے گا؟

(ج) کھلے مین ہولوں اور گندے نالوں میں گر کر ہلاک ہونے والوں کے لئے محکمہ امداد اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ موجودہ سال میں فیصل آباد واسا کے نالوں میں گر کر کتنے لوگ ہلاک و زخمی ہوتے ہیں؛

(د) واٹر سپلائی کی سارے شہر فیصل آباد سے گندا اور کثافت آلود ہونے کی شکایت پر کیا کارروائی کی گئی ہے۔ شہر میں واٹر سپلائی پر موٹر پمپ لگانے کی آئینی حیثیت کیا ہے۔ اس پر کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور گھریلو سپلائیاں معطل کر کے کمرشل یونٹس کو پانی کس قسم کے تحت مہیا کیا جاتا ہے۔ پانی کی مقدار بڑھانے کے لئے کب تک نئے ٹیوب ویل نصب ہو جائیں گے؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں واسا کے بلوں کے بقایا جات میں 30فیصد رعائت دے کر جمع کروانے کا شیڈول دیا گیا ہے۔ مگر اس رعائت سے واسا لاہور کو مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو

سکے ہیں۔ بہت کم ڈیفالٹرز نے رعائت کے لئے رجوع کیا جب کہ زیادہ تر ڈیفالٹرز نے کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی بقایاجات کی ادائیگی کی۔

(ب) درج بالا وجوہات کی وجہ سے فیصل آباد واسا یہ رعائت نہ دے رہا ہے۔

(ج) موجودہ سال میں واسا کے حفاظتی / احتیاطی انتظامات کے باوجود مین ہولز اور گندے نالوں میں گر کر ہلاک ہونے والوں کی تعداد چار ہے۔ زخمی ہونے والوں کی کوئی رپورٹ / اطلاع واسا کو موصول نہ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کے لئے کوئی امداد نہیں دی جاتی۔

(د) واٹر سپلائی لائنیں جو بُری حالت میں ہوں ان کو قواعد کے مطابق فوراً تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ تا کہ شہریوں کو ممکن حد تک صاف پانی دیا جا سکے۔ عام طور پر گندہ اور کثافت آلودہ پانی صارفین کے اپنے گھریلو کنکشن پائپ جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہو چکے ہیں کی وجہ سے ہوتا ہے جو وقت کے ساتھ زنگ آلود ہو کر ٹوٹ جاتے ہیں اور جس وقت واٹر سپلائی بند ہوتی ہے تو گندا پانی ان کنکشنوں سے واسا کی لائن میں داخل ہو کر باقی سسٹم کو بھی خراب کرتا ہے۔ بہرحال ایسی اطلاع ملنے پر فوراً سائل کا کنکشن درست کر کے شکائت دور کر دی جاتی ہے۔ واٹر سپلائی پر موٹر لگانا غیر قانونی ہے۔ موٹر پمپ لگانے والے صارف کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ واسا کے پانی کی سپلائی کا الگ مربوط نظام ہے اور اسی سے کمرشل یونٹس کو بھی پانی دیا جاتا ہے اور اس وجہ سے گھریلو صارفین کی سپلائی معطل نہیں ہوتی۔ حکومت جاپان کے مقرر کردہ کنسلٹنٹ نے نئے ٹیوب ویل کے لئے مختص کی گئی جگہ کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے اور رپورٹ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ پروگرام کے مطابق دسمبر 2003ء کے آخر تک رپورٹ حکومت جاپان کو پیش کر دی جائے گی۔ جس کی منظوری کے بعد تقریباً دو سال کے عرصہ میں پراجیکٹ مکمل ہونے کا امکان ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

واسا انٹرنل آڈٹ کے سٹاک ویریفائر کے سکیل کی اپ گریڈیشن

122۔چودھری محمد شوکت، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے واسا کے انٹرنل آڈٹ سیکشن کے سٹاک ویریفائر 1974 سے سکیل 5 میں کام کر رہے ہیں اور ان کی کوئی لائن آف پروموشن نہیں ہے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملازمین نے اپنا سکیل اپ گریڈ کروانے کے لیے 18 مرتبہ مجاز اتھارٹیز کو درخواستیں و یادداشتیں پیش کیں جس کے نتیجے میں مارچ اور اگست 1991 میں ایم ڈی واسا نے یہ کیس سلیکشن کمیٹی واسا کے سپرد کیا' جس نے یہ سفارش کی کہ ان ملازمین کو بھی سکیل 14 دے دیا جائے۔ مگر ان سفارشات پر بھی عمل درآمد نہیں کیا گیا؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی ناظم لاہور نے 29-6-02 کو اس کیس پر لکھا کہ ایک ہفتہ کے اندر Put-up کیا جائے مگر تاحال ان آرڈرز پر عمل نہ کیا گیا؟
(د) حکومت کب تک ان ملازمین کو سکیل 14 دینے کے لئے تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔
(ب) یہ درست ہے کہ ملازمین نے اپنا سکیل اپ گریڈ کرانے کے لئے مجاز اتھارٹی کو درخواستیں دائر کی تھیں جس کے نتیجے میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے یہ سفارش کی تھی کہ ان ملازمین کو گریڈ 14 دے دیا جائے۔ یہ کیس ایڈمن ڈائریکٹوریٹ کو برائے جائزہ بھجوایا گیا۔ واسا میں ایسے کئی کیسز ہیں جہاں واسا ملازمین کی لائن آف پروموشن نہیں ہے۔ ایسے تمام ملازمین کے کیسز مرتب کرنے کے بعد ایل۔ڈی۔اے

کو مع سفارشات سال 2002 میں بھجوا دیئے گئے جس پر ایل ڈی اے نے کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں معاملہ زیر غور ہے۔

(ج،د) یہ درست ہے کہ ضلع ناظم لاہور نے کیس پیش کرنے کے لئے کہا تھا جس پر ایل۔ ڈی۔ اے نے ایسے تمام ملازمین کے کیسز کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی بعد از غور و خوض اپنی سفارشات مرتب کرنے کے بعد اتھارٹی کو برائے منظوری پیش کرے گی۔

D.G ہاؤسنگ، رہائشی سکیمیں اور ان میں دستیاب سہولیات کی تفصیلات

186۔راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب شہزاد جمیل شیخ گزشتہ بارہ سال سے بطور ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے اب تک 102 کے قریب رہائشی سکیمیں مکمل کی ہیں۔ بتایا جائے کہ ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔ کیا حکومت تحصیل مری، کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں کوئی ہاؤسنگ سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ان قائم کردہ ہاؤسنگ سکیموں میں بہم رسانی آب / نکاسی آب و سڑکات اور بجلی کی ترسیل کی سہولیات فراہم کرتا ہے؛

(د) صوبہ میں موجود تکمیل شدہ رہائشی سکیموں کی بابت بتایا جائے کہ ان میں دستیاب سہولیات کس حالت میں ہیں اور آیا سکیم کے الاٹیوں کو چالو حالت میں دستیاب ہیں؟

(ہ) حسن ابدال' تلہ گنگ' گوجر خان (II)' 3مرلہ گجرات' پتوکی' سانگلہ ہل' فاروق آباد' نارنگ' مرید کے' حافظ آباد (II)' ماموں کانجن' منچن آباد' خیر پور ٹامے والی' 3مرلہ ساہیوال' 3مرلہ مظفرگڑھ' راجن پور' منڈی بہاؤالدین' فورٹ منرو' دنیا پور' بہاولنگر کی رہائشی سکیموں کی بابت خصوصی طور پر بتایا جائے کہ ان میں مذکورہ سہولیات درست اور چالو حالت میں ہیں یا نہیں اور بجلی کی ترسیل کی کیا صورت ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل' ہاؤسنگ نے الاٹیوں کی شکایات کے باوجود مذکورہ سکیموں کا کبھی دورہ نہ کیا ہے اور اگر کیا ہے تو انسپکشن رپورٹ منسلک کی جائے؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل اور اس کی فیملی کے زیر استعمال ایک سرکاری پجارو اور دو سوزو کی کاریں مع ملازمین ہیں' نیز D.G صاحب کتنی گاڑیاں رکھنے کے مجاز ہیں؟

(ح) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ 12سالوں کے دوران 50%سے زائد سکیمیں ناقابل رہائش ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس میں حکومت کو کتنا نقصان ہوا' اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس بابت کیا تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ہاؤسنگ و فیزیکل پلاننگ پنجاب نے 30۔جون 2004 تک 98 ایریا ڈویلپمنٹ سکیمیں مکمل کیں جن پر مبلغ 2065.961 ملین روپے لاگت آئی۔ محکمہ ہذا مری میں ایک ایریا ڈویلپمنٹ سکیم ترتیب دے رہا ہے جس پر عمل درآمد رواں مالی سال کے دوران ہو گا۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) موجودہ پالیسی کے مطابق تکمیل شدہ سکیمیں متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو منتقل کی جاتی ہیں۔ ایسی 98 سکیموں میں سے 72ٹرانسفر ہو چکی ہیں جبکہ بقایا سکیموں کی بابت مذاکرات ہو رہے ہیں۔ تکمیل شدہ سہولیات کا انتظام و انصرام متعلقہ میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے۔

(ہ) مندرجہ ذیل سکیمیں متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو برائے انتظام و انصرام دی جا چکی ہیں۔

سانگلہ ہل' فاروق آباد' فورٹ منرو' بہاولنگر' 3 مرلہ ساہیوال بقایا سکیموں کی منتقلی کے لئے پیش رفت ہو رہی ہے۔

مندرجہ ذیل سکیموں میں بجلی کی ترسیل کا کام واپڈا کے سپرد ہے۔

حسن ابدال' تلہ گنگ' دنیا پور' سانگلہ ہل' فاروق آباد' مرید کے' حافظ آباد(2)' فورٹ منرو' بہاول نگر' گوجر خان (2) بقایا سکیموں میں اس سلسلہ میں واپڈا سے رجوع کیا جا چکا ہے۔

جیسے جیسے مذکورہ سکیموں میں آباد کاری ہو گی متعلقہ سہولتیں مہیا کر دی جائینگی۔

(و) یہ درست نہ ہے۔ الاٹیوں کی شکایات کے لئے ضلعی اور ریجنل سطح پر محکمہ کے دفاتر اور افسران موجود ہیں۔ جو بروقت مسائل حل کرتے ہیں۔ ضرورت کے مطابق ڈائریکٹر جنرل بھی متعلقہ ضلع کا دورہ کرتے ہیں اور جائز شکایات کے ازالہ کے لئے موقع پر کارروائی کرتے ہیں۔

(ز) ڈائریکٹر جنرل ایک سرکاری گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں اور قواعد کے مطابق ان کے زیر استعمال صرف ایک سرکاری گاڑی ہے۔

(ح) یہ دست نہ ہے۔

واسالاہور۔ پروموشن پالیسی / پروموشن پر پابندی کی وجوہات اور آفیسرز کے اضافی چارج کا مسئلہ

207۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا لاہور میں کئی سالوں سے افسران کی پروموشن نہیں ہو رہی جب کہ موجود افسران کو بیک وقت دو دو ایڈیشنل چارج دیئے گئے ہیں جس سے محکمے کی کار کردگی بہت بُری طرح متاثر ہو رہی ہے؟

(ب) کون کون سے افسران ایڈیشنل چارج پر کام کر رہے ہیں اور کب سے اور کیا اس انتظام سے محکمانہ کار کردگی متاثر نہ ہو رہی ہے؟

(ج) واسا میں پروموشن کی کیا پالیسی ہے؟ کتنے عرصہ سے پروموشنز بند ہیں؟ اور پروموشن نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ھاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا' ایل ڈی اے میں جب بھی کوئی واضح (Clear cut) پوسٹ خالی ہوتی ہے اور یہ ایل ڈی اے ریگولیشنز 1978ء کے تحت بذریعہ پروموشن کی جانی ہوتی ہے' یہ اس پوسٹ کی کیٹگری میں افسروں کی سنیارٹی' ریکارڈ اور موزونیت کے مطابق پُر کی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کچھ افسروں کو اضافی چارج دیا گیا۔ یہ اضافی چارج ان پوسٹوں پر دیئے جاتے ہیں جن پر ریگولر افسران چھٹی پر چلے جاتے ہیں یا ڈیپوٹیشن پر دوسرے محکموں میں تعینات کئے جاتے ہیں یا کہیں کوئی سنیارٹی کا جھگڑا یا کوئی قانونی پیچیدگی ہو۔ یہ درست نہ ہے کہ اضافی چارج دینے سے محکمہ کی کار کردگی متاثر ہو رہی ہے۔

(ب) چند افسران کو وقتی طور پر مجاز اتھارٹی کی منظوری سے ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے۔

(ج) واسا میں ملازمین کی ترقی ایل ڈی اے ریگولیشنز 1978ء کے مطابق عمل میں لائی جاتی ہے۔ جب بھی کوئی اسامی جو کہ محکمہ کے افسروں کی پروموشن کے ذریعے پُر کی جانی ہوتی ہے۔ ان ملازمین کا کیس سنیارٹی کارکردگی اور ان کے سروس ریکارڈ کے مطابق محکمانہ پروموشن کمیٹی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو کہ ملازمین کی سنیارٹی اور موزونیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سفارشات مرتب کرتی ہے اور ان سفارشات پر مجاز اتھارٹی آرڈر کرتی ہے۔ واسا میں ترقی کے عمل میں کوئی پابندی نہ ہے۔ سال 2004ء میں درج ذیل ملازمین کو اسامیوں پر ترقی دی گئی۔

نمبر شمار	عہدہ	سکیل	تعداد افسران / ملازمین جن کو ترقی دی گئی۔
1۔	ڈائریکٹر	19	5
2۔	ڈپٹی ڈائریکٹر / ایکسین	18	2
3۔	اسسٹنٹ ڈائریکٹر / اے ڈی کمپیوٹر / SDO	17	14
4۔	سٹاف آفیسر / سب انجینئر / سینئر اکاؤنٹنٹ	16	9
5۔	ڈیٹا انٹری آپریٹر	15	1
6۔	اسسٹنٹ	11	5
7۔	ٹیلی فون سپروائزر	10	1
8۔	ہیوی مشینری ڈرائیور	9	2
9۔	سوئی گیس انجن آپریٹر / سینئر کلرک	7	20
10۔	ڈیج رائیڈر	5	4
11۔	سینئر پمپ آپریٹر	4	10
12۔	اسسٹنٹ سپروائزر / اے ٹی ایم	3	10
	کل تعداد		90

کچھ ملازمین کی ترقی نہ ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ موزوں اسامی کا دستیاب نہ ہونا۔

2۔ جن کی جگہ ترقی ہونی ہے وہ چھٹی پر ہیں۔

3۔ دوسرے محکموں میں ڈیپوٹیشن پر تعینات ہیں۔

4۔ سنیارٹی کا جھگڑا۔

5۔ ڈسپلنری کیسز برخلاف متعلقہ افسران

پینے کے پانی میں سنکھیا اور فلورین کی ملاوٹ اور تدارک کے لئے حکومتی اقدامات

275۔ محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اخباری خبر کے مطابق جن 14 سے زائد اضلاع کے پینے کے پانی میں سنکھیا کی مقدار پائی گئی ہے:۔

I۔ ان اضلاع کے نام کیا ہیں؟
II۔ حکومت سنکھیا کی مقدار میں کمی کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟
III۔ جہاں سنکھیا زدہ پانی پایا جاتا ہے وہاں کی عوام کو کون سی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟

(ب) دوسری بات فلورین کی آلودگی سے متعلق ہے جو راوی کے نزدیک شمالی لاہور میں پائی گئی ہے اور جو متعدد جسمانی نقائص کا باعث بن رہی ہے کہ:۔

I۔ فلورین کی آلودگی پنجاب کے کون کون سے اضلاع میں پائی جاتی ہے؟
II۔ اس کے تدارک کے بارے میں کیا کیا جا رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) یونیسف کی رپورٹ کے مطابق جن اضلاع میں پینے کے پانی میں سنکھیا کی مقدار پائی گئی ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

I۔ سرگودھا، گجرات، جہلم، رحیم یار خان، ملتان، بہاولپور، قصور، شیخوپورہ، فیصل آباد، راولپنڈی

II۔ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز نے پانی سے آرسینک ختم کرنے کے لئے کم لاگت والے مٹی کے گھڑے کی طرز پر ٹیکنیک متعارف کرائی ہے جو کہ آرسینک کو اپنے اندر جذب کرکے پانی کو صاف کر دیتی ہے۔

III۔ جہاں پانی میں سنکھیا کی مقدار زیادہ پائی جائے وہاں ضلعی حکومتیں / تحصیل انتظامیہ متبادل صاف پانی مہیا کرنے کا انتظام کرے۔

(ب)

I۔ یونیسف کی رپورٹ کے مطابق فلورائیڈ کی موجودگی پنجاب کے مندرجہ ذیل اضلاع میں پائی جاتی ہے۔ سرگودھا' ساہیوال' لاہور' شیخوپورہ' سیالکوٹ' قصور' جھنگ' فیصل آباد' میانوالی۔

II۔ ضلعی حکومتوں / تحصیل انتظامیہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ متاثرہ علاقوں میں صاف پانی کا متبادل انتظام کریں۔

واسا لاہور، پانی کے بلوں کی وصولی کے لئے اخباری اشتہارات اور وصولی کی تفصیلات

291۔ رانا تجمل حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا لاہور کی طرف سے یکم جولائی 2003 تا 30۔اپریل 2004 پانی کے بقایا جات کی وصولی کے بارے میں نوٹس (وارننگ) بذریعہ اشتہارات اخبارات میں دیئے گئے؛

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ اشتہارات کی وجہ سے کوئی وصولی ہوئی اگر ہاں تو کتنی نیز مذکورہ اشتہارات کی مد میں کل کتنی ادائیگی کی گئی ہے؛

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ واسا نے اپنے نادہندگان سے بقایا جات کی وصولی کے بارے میں جولائی 2003 تا اپریل 2004 اخبارات میں اشتہارات شائع کروائے تھے۔

(ب) اخبارات میں اشتہارات دینے کے بعد واسا کو جولائی 2003 سے اپریل 2004 تک بقایا جات کی مد میں مبلغ آٹھ کروڑ اٹھانوے لاکھ روپوں کی وصولی ہوئی اور اشتہارات کی مد میں تقریباً مبلغ دس لاکھ روپے ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کو ادا کئے۔

گوجر پورہ ہاؤسنگ سکیم لاہور،
پلاٹ پر ناجائز قبضے کا مسئلہ

298۔ملک اصغر علی قیصر، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خسرہ نمبر 1442 کھیوٹ نمبر 493 کھتونی نمبر 866 کا منتقلہ حصہ 1350/24750 رقبہ تعدادی چھ مرلے واقع حد بست موضع کوٹ خواجہ سعید تحصیل کینٹ لاہور کے مالک کو یہ رقبہ گوجر پورہ ہاؤسنگ سکیم لاہور میں شامل ہونے کی وجہ سے پلاٹ نمبر 115- ڈی۔ٹو گوجر پورہ ہاؤسنگ سکیم لاہور میں اڑھائی مرلے کا پلاٹ دیا گیا تھا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب الاٹی پلاٹ نمبر 115۔ڈی۔ٹو کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے موقع پر پہنچا تو اس پر پہلے ہی کسی اور نے مکان بنا رکھا تھا؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹ نمبر 115۔ڈی۔ٹو کا الاٹی جب نئے الاٹ شدہ پلاٹ کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے وہاں پہنچا تو اس پلاٹ پر بھی مکان تعمیر ہو چکا تھا؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹ نمبر 115۔ڈی۔ٹو کے الاٹی کو نیا پلاٹ 118۔ڈی۔ٹو گوجر پورہ لاہور میں تیسری مرتبہ الاٹ ہوا تھا۔جب الاٹی ایل ڈی اے کے عملہ کے ساتھ موقع پر پہنچا تو اس پلاٹ پر بھی مکان تعمیر شدہ تھا؛

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سب کچھ ایل ڈی اے کے عملہ کی ملی بھگت سے ہوا ہے؛

(و) کیا حکومت جز الف میں مذکورہ خسرہ نمبر 1442 کے مالک کو پلاٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) جی ہاں۔ سائل کو اس کے رقبہ تعدادی (6M) کے عوض پلاٹ نمبر 115 D/2 ایگر۔منٹ کیا گیا تھا۔

(ب) یہ جی ہاں بمطابق رپورٹ شعبہ اسٹیٹ مینجمنٹ پلاٹ پر پہلے سے تعمیر موجود تھی۔

(ج) جی ہاں سائل کو پلاٹ نمبر 118 بلاک D/2 دوبارہ ایگریمنٹ کیا گیا۔ مگر پلاٹ پہلے ہی کسی اور کو ایگریمنٹ ہو چکا تھا۔ درخواست گزار کے جونیئر ہونے کی وجہ سے اسے قبضہ نہ دیا گیا۔

(د) یہ درست ہے کہ سائل کو پلاٹ نمبر 118 بلاک D/2 دیا گیا' مگر اس پر مکان تعمیر شدہ تھا۔

(ہ) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے۔

(و) درج بالا حالات کے پیش نظر سائل کو گجر پورہ ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹ نمبر 502 بلاک A/2 الاٹ کر دیا گیا ہے۔ جس کی کاپی برائے اطلاع پیش خدمت ہے۔ لہذا سائل کو ہدایت فرمائی جانی ضروری ہے کہ اس ضمن میں بقیہ کارروائی مکمل کرکے موقع پر قبضہ حاصل کرے اور مروجہ قوانین کے تحت تعمیر مکمل کرے۔

پینے کے پانی میں سنکھیا کی ملاوٹ
اور تدارک کے لئے حکومتی اقدامات

312۔ محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ان اضلاع کی نشاندہی فرمائیں جہاں پینے کے پانی میں سنکھیا پایا جاتا ہے' سنکھیا کی مقدار کیا ہے؟

(ب) حکومت لوگوں میں اس خطرناک مسئلے کے بارے میں شعور بیدار کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لیہ کے فلٹر مشین پلانٹ میں سنکھیا کے اجزاء پائے گئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی،

(الف) یونیسف کی رپورٹ کے مطابق جن اضلاع میں پینے کے پانی میں سنکھیا کی مقدار پائی گئی ہے ان اضلاع کے نام یہ ہیں،۔ سرگودھا، گجرات، جہلم، رحیم یار خان، ملتان، قصور، شیخوپورہ، فیصل آباد، راولپنڈی اور یہ (رپورٹ یونیسف لف ہے) جب کہ ضلع یہ میں پانی میں سنکھیا کی مقدار 10 سے P.P.B 50 ہے جو کہ W.H.O کے میعار کے اندر ہے۔

(ب) لوکل گورنمنٹ اتھارٹیز / نان گورنمنٹ تنظیمیں اور ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن سنکھیا کے مضر اثرات کے بارے میں لوگوں میں آگاہی پیدا کر رہی ہیں۔

(ج) یہ کے فلٹر مشین پلانٹ میں بمطابق P.C.S.I.R لیبارٹری سنکھیا کے اجزاء 30 پارٹس پر ملین پانی میں موجود ہیں۔

تحصیل جہانیاں۔ ADB کی گرانٹس سے تعمیر ہونے والی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

317۔میاں نوید جہانیاں، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل جہانیاں میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی گرانٹ سے میٹھے پانی کی سپلائی، سیوریج اور سولنگ کی سکیمیں چل رہی ہیں۔ ان سکیموں کے نام کیا ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں میں انتہائی حد تک ناقص میٹریل استعمال کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس بدعنوانی کو چیک کرنے کے لئے کمیٹی تشکیل دینے اور اس کی مکمل چھان بین کرنے، اور کمیٹی کی رپورٹ معزز ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) تحصیل جہانیاں میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی گرانٹ سے میٹھے پانی کی سپلائی اور نالی سولنگ کی کل چار سکیمیں چل رہی ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں،۔

1۔ سب پراجیکٹ واٹر سپلائی اینڈ سینیٹیشن چک نمبر 133/10-R
2۔ سب پراجیکٹ واٹر سپلائی اینڈ سینیٹیشن چک نمبر 147/10-R
3۔ سب پراجیکٹ واٹر سپلائی اینڈ سینیٹیشن چک نمبر 105/10-R
4۔ سب پراجیکٹ واٹر سپلائی اینڈ سینیٹیشن چک نمبر 159/10-R

یہ بات درست نہ ہے کہ ان سکیموں میں ناقص میٹریل استعمال کیا جا رہا ہے۔ تمام کام تخمینہ و محکمانہ تصریحات اور قواعد و ضوابط کے مطابق مکمل کیا جا رہا ہے اور کام کے معیار کا پورا خیال رکھا جا رہا ہے۔ تمام سکیموں پر ایشین ڈویلپمنٹ بنک اور حکومت کے منظور کردہ طریق کار کے مطابق گاؤں کے تقریباً دس نمائندہ افراد پر مشتمل نگران کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ جو حکومت کی طرف سے تفویض کردہ ذمہ داری کے مطابق کام کی مسلسل نگرانی کر رہی ہیں۔ مذکورہ بالا تمام گاؤں کی نگران کمیٹیاں تعمیراتی کام کے بارے میں مطمئن ہیں۔ اس سلسلے میں کمیٹیوں کا تحریری بیان ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ان نگران کمیٹیوں کے علاوہ محکمہ کے انجینئر اور ایشیائی ترقیاتی بنک سے منظور کردہ تعمیراتی خصوصی نگران Construction Supervision Specialists ہر کام کی باقاعدہ نگرانی کرتے ہیں۔

(ب) حکومت سے متعلق ہے۔

ریس کورس پارک لاہور میں خواتین جم کے مسائل اور حکومتی اقدامات

318۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریس کورس پارک لاہور کے اندر خواتین کے لئے ایک جم بنایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جم میں ناقص مشینری لگائی گئی ہے اور وہ اب قابل استعمال نہ رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جم میں دھوپ روکنے کے کوئی انتظامات نہ ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جم میں ہر ایکسر سائز کی کم از کم دو قابل استعمال مشینیں مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) تمام مشینیں معیار کے عین مطابق ہیں اور حسب ضرورت باقاعدگی سے مرمت اور دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

(ج) خواتین جم کا رقبہ 35X42 مربع فٹ ہے جس میں ٹوسٹر مشین' جوگنگ مشین' ٹوسٹر چیسٹ' بنچ' گرل بیک ڈیک اقسام کی مشینیں نصب ہیں۔ یہ تمام حصہ گردونواح سے درختوں سے گھرا ہوا ہے جو کہ پردے کا کام کر رہا ہے۔ چونکہ خواتین کا جم صبح اور شام کے وقت استعمال ہوتا ہے اس لئے اس پر چھت کی ضرورت نہ ہے۔ خصوصی توجہ مردوں کے جم کی طرف بھی دلائی جاتی ہے جو کہ ریس کورس میں ہی واقع ہے اور وہ بھی اوپر سے کھلا ہے۔

(د) مذکورہ جم میں جتنی مشینیں نصب ہو سکتی تھیں کر دی گئی ہیں مزید توسیع کی گنجائش نہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک انتہائی اہم معاملہ وزیر قانون اور معزز ایوان کی توجہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ پرسوں شام مغرب سے

متصل میرے گھر ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے۔ میرے بچوں نے باہر جانا تھا۔ انھوں نے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی باہر نکالیں۔ ڈرائیور نے گاڑی گیراج سے نکالی اس نے گاڑی کو صاف کیا اور گاڑی کے اندر ہی بیٹھ گیا کہ بچے آجائیں تو ان کو لے کر جائے گا۔ اس کام کے اندر پانچ سات منٹ لگے ہوں گے۔ اس دوران دو ڈاکو آئے اور انھوں نے ڈرائیور کو گاڑی سے کھینچنے کی کوشش کی تو ڈرائیور نے resist کیا تو انھوں نے اس پر فائر کیا۔ یہ اس کی زندگی تھی کہ فائر مس ہو گیا۔ انھوں نے دوبارہ اسے کاک کیا لیکن گولی ان سے باہر گر گئی۔ ڈرائیور خوف زدہ ہو گیا تو انھوں نے اسے گاڑی سے باہر پھینکا اور گاڑی snatch کر کے چلے گئے اور تاحال گاڑی کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔ یہ درست ہے کہ مقامی پولیس اس کے اندر محنت کر رہی ہے لیکن میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس ایوان کے حوالے سے وہ ان معاملات کی redressal کے ذمہ دار ہیں۔ لہذا مجھے میری گاڑی واپس دلوائی جائے اور ڈاکوؤں کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے۔ جناب والا! جب گاڑیاں نکلتی ہیں تو remote area میں چلی جاتی ہیں لہذا اس کے لئے پنجاب اور پاکستان کی سطح پر کوئی سیل بنایا جائے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون اس بارے میں بات کریں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ جب نماز کے بعد آئیں گے تو لا منسٹر صاحب جواب دے دیں گے۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس 15 منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز عصر کے لئے ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(رانا اعجاز احمد' جناب چیئرمین بعد از نماز عصر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب چیئرمین: ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ مجلس استحقاقات کی رپورٹیں پیش کریں۔

ملک نذر فرید کھوکھر، جناب چیئرمین! میں تحریک استحقاق نمبر 13 پیش کردہ چودھری محمد ارشد' ایم۔پی۔اے اور تحریک استحقاق نمبر 35 پیش کردہ چودھری عبدالغفور خان' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹیں پیش ہوئیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر مظفر علی شیخ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ بابت
دی کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مسودہ 2005
کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! میں The King Edward Medical University Bill 2005. Bill No 2 of 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ پیش ہوئی۔ چودھری محمد ارشد مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون،دی یونیورسٹی آف ساؤتھ ایشیا لاہور مصدرہ 2004 اور مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف سینٹرل پنجاب لاہور مصدرہ 2004 کے بارے میں رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد ارشد: جناب چیئرمین! میں

1 The University of South Asia Lahore Bill 2004. Bill No 31 of 2004

2 The University of Central Punjab Lahore (amendment) Bill 2004. Bill No 26 of 2004 moved by Syed Ihsan Ullah Waqas MPA.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رپورٹیں پیش ہوئیں۔ جی، شیخ اعجاز صاحب!

مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ بابت مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2005 کے بارے میں رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میں The Punjab Civil Servant amendment Bill 2005. Bill No 1 of 2005. کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش ہوئی۔ جی، چودھری محمد عظیم گھمن!

رپورٹ(توسیع)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد عظیم گھمن، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جنوری 2005 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے "۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12 جنوری 2005 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے "۔

(تحریک منظور ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب چیئرمین : اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ' تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان!

فیصل آباد پولیس کے ہاتھوں بے گناہ نوجوانوں کی ہلاکت پر حکومتی کارروائی

307 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 5۔فروری 2005 سے پانچ روز قبل دو نوجوان عمران بابر ولد بہادر علی اور عارف صدیق ولد محمد صدیق، پولیس تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد کے ہاتھوں ہلاک ہونے اور ان کی ہلاکتوں کو پولیس مقابلے کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ان نوجوانوں کا متذکرہ وقوعہ سے فوری قبل کوئی واردات کر کے فرار ہونا، قبل ازیں کسی واردات میں ملوث ہونا بوقت وقوعہ کسی آتشیں اسلحہ سے مسلح ہونا اور کسی قسم کا ریکارڈ یافتہ مجرم ہونا باوجود تمام تر سعی ثابت نہ کر سکی ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نوجوان پولیس ناکے پر نہ رکے جس پر پولیس ملازمین نے انھیں تھپڑ رسید کئے۔ مقتولین پولیس سے گتھم گتھا ہو گئے۔ نتیجتاً پولیس نے دونوں کو عمداً قتل کر کے پولیس مقابلہ قرار دے دیا؛

(د) کیا حکومت پنجاب اس سنگین وقوعہ قتل عمداً کے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرنے، اعلیٰ سطحی تفتیش کروا کر عدل و انصاف کی فراہمی ممکن بنانے کو تیار ہے اور اب تک کیا کارروائی انجام دی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 31-1-2005 کو دو نوجوان جو کہ آتشیں اسلحہ سے مسلح موٹر سائیکل پر سوار تھے۔ کنسٹیبلان فرخ وسیم 3262 اور خالد حسین 3521 جو کہ گشت پر تھے نے مشکوک جان کر روکنا چاہا تو ملزمان نے پولیس کنسٹیبلان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں ایک کنسٹیبل فرخ وسیم موقع پر شہید ہو گیا اور کنسٹیبل خالد حسین شدید مضروب ہوا۔ یہ پولیس مقابلہ جس میں کنسٹیبل فرخ وسیم

شہید اور کنسٹیبل خالد حسین شدید مضروب ہوا۔ خالد حسین کنسٹیبل نے شدید مضروبی حالت میں جوابی فائرنگ کر کے دونوں ملزمان کو بھی ہلاک کر دیا۔ ہلاک ہونے والوں کے نام بعد میں عمران بابر اور عارف صدیق معلوم ہوئے۔ اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 67 مورخہ 31-1-05 بجرم PPC 788/302/324/353/34 تھانہ پیپلز کالونی درج ہوا۔

(ب) ملزمان کے پاس پسٹل 30 بور repeater 12 بور اور خنجر تھے انہوں نے پولیس کنسٹیبلان کے اشارہ کرتے ہی ان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اور ایک کنسٹیبل کو شہید کر دیا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ملزمان مجرمانہ ذہنیت کے تھے۔ شہر فیصل آباد میں کافی وارداتیں، ڈکیتی، راہزنی ہو چکی ہیں جو کہ نامعلوم ملزمان نے کی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ملزمان بھی کئی وارداتوں میں ملوث ہوں مگر موقع پر ہلاک ہو جانے کی وجہ سے ان کی مجرمانہ سر گرمیوں کے بارے میں انکشافات نہ ہو سکے۔ تاہم یہ بات عیاں ہے کہ ہلاک ہونے والے ملزمان مجرمانہ ذہنیت اور مہلک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کسی سنگین واردات کی نیت سے جا رہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے پولیس پر جان لیوا فائرنگ کی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس سلسلے میں مقدمہ رجسٹر ہو کر ایس پی انوسٹی گیشن کی نگرانی میں تفتیش اے ایس پی پیپلز کالونی عمل میں لا رہے ہیں جن کو ہدایت کی گئی ہے کہ مقدمہ کو میرٹ پر یکسو کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (ج) اور (ب) میں یہ سوال کیا تھا کہ یہ دونوں نوجوان جو اس واقعے میں ہلاک ہوئے ہیں وہ عدم ریکارڈ یافتہ تھے اور وقوعہ سے فوری قبل کسی واردات کو کر کے فرار ہونا یعنی وہ دونوں ملزمان کا انتہائی معزز اور شریف فیملی سے تعلق ہے اور وہ کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ تھے اور ان کے خلاف قطعی طور پر آج تک کسی تھانے میں یعنی دفعہ 107 کا بھی کوئی مقدمہ درج نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ ہماری پولیس اور دوسری لاء ان فورسنگ ایجنسیز کا طریقہ کار ہے کہ چاہیے تو یہ کہ جب تک کوئی انسان مجرم ثابت نہ ہو جائے اس کے ساتھ

مجرموں جیسا سلوک نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں پر کام الٹ ہے کہ جب تک کوئی خود کو یہ ثابت نہ کر دے کہ وہ مجرم نہیں ہے اس وقت تک اس شہری کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ پورا شہر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ واقعہ کیسے ہوا؟ اب انہوں نے یونین کونسلز میں نیا سسٹم متعارف کرایا ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک موٹر سائیکل اور دو کنسٹیبلان کی پکی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ یونین کونسل کے ملازمین نے ان کو روکا وہ ان کے اشارے پرنہیں رکے جس پر انہوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو پکڑ لیا۔ وہاں پر یہ ملزمان بھی دو تھے اور کنسٹیبلان بھی دو تھے۔ وہاں پر ان کا clash ہوا' وقوعہ پر موجود لوگوں کے مطابق کنسٹیبلان نے ان کو گالیاں نکالیں' تھپڑ مارے اس کے بعد وہ الجھ پڑے جس سے یہ معاملہ آگے بڑھا اور ایک کنسٹیبل اور دونوں لڑکے ہلاک ہوئے۔ پہلے ہوا یہ ہے کہ ایک ملزم جب ان کے گلے پڑ گیا تو اس وقت ایک کنسٹیبل نے فائر کیا' جب اس نے فائر کیا تو دوسرے ملزم نے وہ گن چھین کر ایک کنسٹیبل پر فائر کر دیا۔ بعد میں جب ایلیٹ فورس کی گاڑی آئی اور ان کو پتا چلا کہ ایک ملزم کے ہلاک ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرا زخمی کنسٹیبل بھی ہسپتال پہنچے سے پہلے ہلاک ہو گیا ہے تو انہوں نے دوسرا ملزم جس کو کوئی زخم نہیں تھا اور ویسے پکڑا ہوا تھا اس کو بھی انہوں نے اسی انتقام میں ہلاک کر دیا۔ میرا اس توجہ دلاؤ نوٹس کا مقصد یہ ہے کہ کم از کم اس رویے کو کہ کسی شہری کو پولیس والے روکیں اور باوجود اس بات کے کہ وہ کسی واردات میں جا نہیں رہا' صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ وہ رکا نہیں ہے اس پر فائرنگ کر دی جائے۔ اس طرح کے واقعات پہلے بھی ہوئے ہیں کہ کوئی موٹر سائیکل پر ہے یا گاڑی پر ہے اس کو اشارہ کیا' وہ نہیں رکا تو اس کو پیچھے سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے واقعات کی جوڈیشل انکوائری ہونی چاہیے تاکہ جس فریق کی طرف سے تجاوز پایا جائے اس کو سزا ملے' سرزنش ہو تاکہ اس قسم کے واقعات کا آئندہ تدارک ہو سکے۔ اب وہی مارنے والے ہیں' وہی investigation کرنے والے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں پہلی گزارش اپنے معزز بھائی کی خدمت میں یہ

کروں گا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پولیس مقابلہ کس کو کہتے ہیں جب کہ اسی وقوعہ میں ایک پولیس کنسٹیبل شہید ہوا ہے دوسرا زخمی ہوا ہے۔ یہ پولیس مقابلہ نہیں تھا تو کیا تھا۔ اگر صرف دونوں ملزمان کو قتل کرنا مقصود تھا تو پھر پولیس ملازمین کو قتل کس نے کیا ہے؟ یہ بات ثابت ہوتی ہے اور راناصاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جب پولیس نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا' وہ نہیں رکے' بھاگے اور پولیس نے فائر کیا۔ آگے سے جوابی فائرنگ ہوئی' ملزمان میں سے ایک ہلاک ہو گیا اور ایک پولیس والا شہید ہوا تو یہ پولیس مقابلہ ہی تھا۔ رہی بات یہ کہ اب اس بات کا تعین کیا جائے کہ غلطی کس کی ہے یا ابتدا کس کی طرف سے ہوئی ہے؟ اس سلسلے میں پہلے سے ہی تحقیق ہو رہی ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ اس سلسلے میں پولیس نے سیشن جج صاحب کو جوڈیشل انکوائری کے لئے بھی تحرک کر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب کا فرمانا یہ ہے کہ اس میں انکوائری کروائی جائے تو وہ میں confirm کر لیتا ہوں۔ لیکن اس وقت تک جو معلومات میرے علم میں ہیں اس کے مطابق پولیس نے جوڈیشل انکوائری کے لئے تحرک کیا ہوا ہے۔ ہم اس کی جوڈیشل انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جوڈیشل انکوائری کروا لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کی بات پر وضاحتاً یہ عرض کروں گا کہ یہ قطعاً غلط ہے کہ پولیس کنسٹیبل کے ہلاک ہونے سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ پولیس مقابلہ تھا۔ پولیس کنسٹیبل کے ہلاک ہونے پر ہمیں اتنا ہی افسوس ہے جتنا کہ ان دوسرے دو نوجوانوں کے ہلاک ہونے پر ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ تینوں قتل کسی پولیس مقابلے کا نتیجہ نہیں بلکہ پولیس کا vulgarity اور ٹارچر رویے کا نتیجہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تینوں انتہائی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا تعین ہونا چاہیے کہ آیا یہ پولیس مقابلہ تھا یا ان کنسٹیبلان کا رویہ جو انہوں نے اپنایا اور اس وقوعہ کے نتیجے میں یہ تین قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا۔ اب وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ میں confirm نہیں کر سکتا۔ مجھے شاید پتا ہے کہ اس کا تحرک ہو چکا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس کی حالت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ پہلے جب اس کو induct کیا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب کا چیف ایگزیکٹو ، وزیر اعلیٰ آ کر اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دیا کریں گے۔ اب اس میں پھر Amendment ہو گئی اور پکی ڈپٹی وزیر قانون صاحب کی لگ گئی ہے کہ ہر توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب یہی دیں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کبھی بھی اس کا جواب دینے کے لئے نہیں آنا۔ اب حالت یہ ہے کہ آپ نے اس کا جواب تیار کروایا ہو گا ، آپ نے اس پر بریفنگ لی ہو گی اور آپ اس بات کو confirm نہیں کر سکتے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کے آرڈر ہو گئے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ اس بات کو confirm کرتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ سیشن جج فیصل آباد کو جوڈیشل انکوائری کے لئے یہ معاملہ refer ہو چکا ہے تو میرے کہنے کا مقصد بھی تو یہی ہے۔

جناب چیئرمین ، راجہ صاحب! جوڈیشل انکوائری کروا لیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب! اس کی جوڈیشل انکوائری ہو جائے گی۔ میں ہاؤس میں اپنی چیئر کی طرف سے یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کی انکوائری ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب چیئرمین! میں نے یقینی بات اس لئے نہیں کی تھی کہ میں نے متعلقہ پولیس سے in writing مانگا ہوا ہے کہ آپ نے سیشن جج صاحب کو انکوائری کے لئے جو لکھا ہے اس کی کاپی مجھے دیں تاکہ میں کوئی مصدقہ بات کہہ سکوں۔ اگر انہوں نے اس وقت تک نہیں بھی لکھا تو پھر بھی میں آپ کے حکم کی تعمیل میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے گی۔

جناب چیئرمین ، شکریہ۔ تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ، جی ، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد ، جناب چیئرمین! قتل کو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ پولیس مقابلہ ہے۔

جناب چیئرمین ، آپ کو انکوائری آفیسر لگا دیا جائے؟

راجہ ریاض احمد، جناب! میری عرض سنیں میں اسی شہر میں رہتا ہوں۔ میں آپ کو حقائق سے آگاہ کرتا ہوں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ ان دونوں نوجوانوں کے باپ کروڑ پتی ہیں' تاجر طبقے سے ان کا تعلق ہے۔ ایک آدمی کی صرف ایک مہینہ پہلے شادی ہوئی تھی اور وقوع کے ایک دن پہلے اس کے باپ نے شادی کے تحفے میں نئی گاڑی لے کر دی۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ جب سڑک پر جا رہے تھے' پولیس والوں نے ان کو روکا' یہ رک گئے پولیس والوں سے تلخ کلامی کی۔ اس تلخ کلامی کے نتیجے میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ جب جھگڑا شروع ہوا تو پولیس نے فائرنگ کی اور میں یہاں پر ہاؤس میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ جو پولیس ملازم فوت ہوا ہے وہ پولیس کی فائرنگ سے فوت ہوا ہے اور اس کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ اگر ان لڑکوں کی طرف سے کوئی فائر ہوا ہو' اگر ان کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو جو آپ سزا کہیں ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ اس کی جوڈیشل انکوائری ہونی چاہیے۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ اگر اس کی انکوائری کے لئے آپ نے پولیس کو مقرر کیا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے حق میں فیصلہ کریں گے۔ یہ ظلم ہے۔ اس پر جوڈیشل انکوائری کروائی جانے میں تو یہ کہوں گا کہ راجہ بشارت صاحب آج ہمت کریں اور ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور جوڈیشل انکوائری کے ساتھ ساتھ ہم بھی اس کی انکوائری کریں اور آ کر اس ہاؤس کو بتائیں۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین، اسی لئے تو کہا تھا کہ آپ کو اس کا انچارج لگا دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق سید رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ یہ بدھ تک ملتوی کر دی جائے لہذا اسے بدھ تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! وقفہ نماز سے پہلے اپنے گھر میں ہونے والی ڈکیتی کے بارے میں آپ کے سامنے بات رکھی تھی۔ وزیر قانون نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کب تک میری گاڑی برآمد کروا کر دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! معزز رکن نے وقفہ سے پہلے یہ بات فرمائی تھی تو میں ابھی جب مغرب کی نماز کا وقفہ ہو گا تو میں انشاء اللہ تعالیٰ بات کر لیتا ہوں اور جو بھی ہو سکا کریں گے۔

محترمہ نجمی سلیمی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں!

محترمہ نجمی سلیمی، جناب چیئرمین! میں ایک اہم سانحے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین، تحریک استحقاقات چل رہی ہیں اور اس طرح مخصوص وقت ختم ہو جانے کا آپ کو میں وقت دوں گا۔ آپ پہلے تحریک پیش کر لینے دیں آپ میری بہن ہیں میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں آپ کو وقت دوں گا۔ جی تحریک استحقاق نمبر 5 جناب پرویز رفیق صاحب کی ہے ---- وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 7 جناب محمد وقاص صاحب کی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ

پنجاب اسمبلی میں پیش کرنے میں تاخیر

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین پاکستان کے تحت حکومت پنجاب اس امر کی پابند ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ صوبائی اسمبلی میں پیش کرے لیکن تاحال

اس اہم ادارے کی رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی گئی جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب چیئرمین! یہ تحریک چودھری اقبال صاحب سے متعلق ہے لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 8 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

جناح ہسپتال لاہور کے شعبہ آرتھو پیڈک کے ڈاکٹر کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24 فروری 2005 کو بوقت 8.30 بجے صبح جناح ہسپتال لاہور کے میڈیکل آرتھوپیڈک شعبہ میں علاج کے لئے گئی کیونکہ مجھے شدید درد ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے میں نارمل چل پھر بھی نہیں سکتی تھی۔ جب میں مذکورہ شعبہ میں پہنچی تو ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر خرم منظور دو آدمیوں کے ساتھ محو گفتگو تھا۔ میں نے ڈاکٹر مذکور کو اپنی تکلیف کے بارے میں بتانا ہی چاہا تھا کہ میرے بات کاٹتے ہوئے غصے سے بولے آپ کو اندر کس نے آنے دیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں ایم۔ پی۔ اے ہوں۔ اپنا وی آئی پی کارڈ دکھایا اس نے کہا کہ میں کسی ایم۔ پی۔ اے کو نہیں جانتا۔ تضحیک آمیز لہجے میں کارڈ ایک طرف رکھ دیا اور کہنے لگا آج میں آپ کو چیک نہیں کر سکتا۔ آپ منگل کو آئیں میں نے کہا ڈاکٹر صاحب! مجھے بڑی تکلیف ہے۔ میں چلنے پھرنے سے بھی عاجز ہوں بڑی شدید درد ہو رہی ہے۔ اور میں بڑی دور بہاولنگر سے صرف علاج کے لئے آپ کے پاس آئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہ ہے۔ اگر آپ نے

چیک اپ کروانا ہے تو منگل کو آئیں ورنہ بہاولنگر سے ہی علاج کروالیں۔ میں نے دوبارہ درخواست کی کہ ڈاکٹر صاحب جتنی دیر آپ نے میرے ساتھ بحث کی ہے اتنی دیر میں تو آپ نے چیک بھی کر لینا تھا اس بات سے موصوف بگڑ گئے اور کہنے لگے " آپ تو ایک ایم۔ پی۔ اے ہیں اگر دس ایم پی ایز بھی ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ چلی جائیں" میرے اور تمام ایم پی اے کے خلاف ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ میں بغیر چیک اپ کروائے دردنئے مایوسی کی حالت میں واپس آ گئی۔ ڈاکٹر کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ short statement دینا چاہیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس دو آدمی بیٹھے تھے وہ ان کے ساتھ گپ شپ کر رہے تھے۔ میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ آپ مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں۔ وہ کہنے لگا کہ بی بی! آپ منگل کو آئیں۔ میں نے کہا کہ جناب! میں یہاں کی رہائشی نہیں ہوں میں دو سو کلومیٹر کا سفر طے کر کے بہاولنگر سے یہاں بغرض علاج آئی ہوں۔ میں تقریباً تین سال سے اس مرض میں مبتلا ہوں۔ اسمبلی کے بیشتر اراکین میری بیماری کے بارے میں بھی جانتے ہیں کہ مجھے کیا تکلیف ہے؟ لیکن ڈاکٹر نے میری ایک نہ سنی اور کہنے لگے کہ آپ بہاولنگر سے ہی علاج کروالیں۔ میں نے کہا کہ وہ تو میری اپنی مرضی ہے کہ میں علاج کہاں سے کرواتی ہوں؟ وہ کہنے لگے کہ میں معذرت چاہتا ہوں مجھے راؤنڈ پر بھی جانا ہے اور اگر میں آپ کو چیک کرتا ہوں تو مجھے آپ کے ٹیسٹ کرنے پڑیں گے' اس لئے میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ جتنی آپ نے بحث کی ہے اتنے میں تو آپ مجھے چیک کر لیتے کیونکہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ سے پانچ منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں لوں گی لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ڈاکٹر نے مجھے چیک نہ کیا۔

جناب چیئرمین! اگر ہمارے ایم۔ پی۔ اے صاحبان کی یہ صورتحال ہے کہ جن کا استحقاق بھی بنتا ہے اگر ان کی یہ حالت ہے تو پھر عام عوام کے ساتھ کیا ڈیلنگ کرتے ہوں گے۔ ہم

سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے۔ اگر ان ڈاکٹرز کے رویئے پر کوئی check نہیں رکھیں گے تو میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ برا رویہ جو کہ عوام کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے وہ اس کو maintain رکھیں گے۔ ان ڈاکٹرز نے ڈیوٹی پر تو بیٹھنا نہیں ہوتا ان کے اپنے پرائیویٹ کلینک چلتے ہیں۔ اسی طرح سے انہوں نے اپنے ٹاؤٹ رکھے ہوتے ہیں جن کا وہ کام کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس ڈاکٹر کو اور دوسرے متعلقہ لوگوں کو بھی نصیحت ہو کہ آئندہ ایم پی اے صاحبان سے اسطرح کا سلوک نہیں کرنا۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر صحت صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب چیئرمین! چونکہ اس طرف سے ایک خاتون نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ صحت کی پارلیمانی سیکرٹری چونکہ خاتون ہیں اور ڈاکٹر بھی ہیں لہذا ان کی طرف سے جواب آنا چاہئے۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! شکریہ ہماری معزز ممبر نے جو ابھی فرمایا ہے وہ بڑا افسوس ناک ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ان کو نہیں دیکھا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب ' وزیر صحت اور میں خود بھی وزٹ کرتی ہوں اور ہماری زیادہ سے زیادہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ ڈاکٹر اپنے اخلاق کو درست کریں۔ ہم نے ڈاکٹر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ابھی راؤنڈ کر کے آیا تھا اور میں نے انہیں کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی دیکھتا ہوں اس کے بعد ایک serious patient آ گیا اور مجھے اس کو چیک کرنے کے لئے جانا تھا لیکن ہم معزز ممبر کی بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں لہذا اس کو تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، تحریک منظور کی جاتی ہے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو دو ماہ کے اندر اپنا فیصلہ دے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب چیئرمین! آپ دو ماہ کا وقت دے رہے ہیں لیکن میری تکلیف دیکھیں کہ میں یہاں پرسلیپر پہن کر آئی ہوں کیونکہ ڈاکٹر نے مجھے heal والا جوتا پہننے سے منع کیا ہے۔

جناب چیئرمین، اس کی مدت ایک ماہ کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک جناب شعیب صدیقی صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محترمہ صغیرہ اسلام کی ہے۔

شیخوپورہ میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر پولیس کا بلااجازت داخل ہو کر مہمانوں کو گرفتار کرنا

محترمہ صغیرہ اسلام، شکریہ۔جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 4 مارچ 2005 کو بوقت سہ پہر 3 بجے میں اپنے آبائی گھر واقع گنگ روڈ شیخوپورہ میں اپنے عزیز رشتے داروں کے ہمراہ موجود تھی کہ یکدم A.S.P شیخوپورہ اعجاز احمد خان ہمراہ اپنے دیگر مسلح پولیس افسران و اہلکاران میرے گھر داخل ہوا اور گھر کے اندرونی دروازے میں کھڑے میرے دو بھتیجے شعیب اور عثمان کو گرفتار کرنے کے بعد ڈرائنگ روم میں کھانا کھاتے ہوئے دیگر مہمانوں کو بھی گرفتار کر لیا تو جرمنی سے آئے ہوئے میرے عزیزوں نے جب پولیس گردی کے اس واقعہ سے متعلق پولیس سے پوچھنا چاہا کہ آپ بغیر اجازت گھر میں داخل ہو کر انہیں کیوں اور کس جرم کے تحت گرفتار کر رہے ہیں تو پولیس والوں نے انہیں بھی گرفتار کر کے تھانہ صدر شیخوپورہ کی حوالات میں بند کر دیا اور ان تمام افراد کے خلاف ہوائی فائرنگ کے جرم کا مقدمہ درج کر لیا۔ متذکرہ تاریخ کو پولیس گردی کے اس واقعہ کے وقت میں گھر پر موجود تھی کسی قسم کی کوئی فائرنگ نہ ہوئی ہے۔ محض میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لئے پولیس کا سہارا لیا گیا ہے اور پولیس نے چادر اور چار

دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے میری موجودگی میں میرے عزیز رشتے داروں کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کیا جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ کوئی short statement دینا چاہیں گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب چیئرمین! میں عرض کروں گی کہ 4 مارچ کو یہ واقعہ ہوا تو میں وہاں پر موجود تھی کہ A.S.P بمع اپنے تمام سکواڈ جو اس کے ساتھ تھے بغیر کسی نوٹس کے اور بغیر دروازے پر دستک دیئے میرے گھر کے اس حصے میں آیا جہاں پر ساری خواتین بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھیں۔ مجھے اس بات پر دکھ ہے کہ نہ تو میرا گھر کوئی criminal لوگوں کی آماجگاہ ہے اور نہ ہی میرے گھر میں کوئی غلط قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ میرا تعلق ضلع شیخوپورہ کے ایک معزز گھرانے سے ہے۔ اس واقعے سے اپنے سسرال کی نظر میں میری انتہائی insult ہوئی ہے کیونکہ وہ میرے سسرال کا گھر تھا اور میں ایک بیوہ عورت ہوں۔ جس کو اگر اس کے سسرال میں پولیس جا کر میرے رشتے داروں کو میری بیٹی کے خاوند کو یعنی میرے داماد کو اور میرے داماد کے بڑے بھائی کو پولیس گرفتار کر کے تھانے لے جاتی ہے اور اس سے بڑی میری نہیں بلکہ پورے ایوان کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہیں ہے۔

(اپوزیشن کی جانب سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب چیئرمین! دروازے پر کھڑے ہوئے میرے دو بھتیجے شعیب اور عثمان جس کو وکی کہتے ہیں اور وہ ڈاکٹر ہارون الرشید کا مریض ہے جو کہ ذہنی طور پر ٹھیک نہیں ہے تو پولیس نے جس طریقے سے اسے کھینچ کر پولیس کی گاڑی میں ڈالا تو وہ انتہائی دکھ کی بات ہے اور اس کے بعد اس کی حالت پہلے سے کہیں خراب ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے داماد نے باہر آ کر دروازے پر پوچھا کہ آپ انہیں کیوں پکڑ رہے ہیں اور انہوں نے کیا کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ "ایناں نوں چک کے گڈی وچ سٹو، جیہڑا پھمن آیا اے" جناب چیئرمین! وہ میری بیٹی کا ہی نہیں اس سارے ایوان میں جتنے بیٹیوں والے ہیں سب بیٹیاں ایک جیسی ہیں۔

(حکومتی ارکان کی طرف سے مسکراہٹی آوازیں)

جناب چیئرمین! ان لوگوں کے لئے شرم کی بات ہے کہ ان کے دانت نکل رہے ہیں۔ اگر میری جگہ پر آپ کا داماد ہوتا اور اسے پکڑ کر پولیس لے جاتی تو آپ کا کیا حال ہوتا؛ آپ کو ہنسنے کی جگہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے۔ اس منسٹر کو سمجھائیں کہ بیٹیوں اور دامادوں کی عزت کیا ہوتی ہے؛ ان کو تو اتنی بھی تمیز نہیں کہ ایوان میں بیٹھتے کیسے ہیں؛ جناب چیئرمین! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس وقت تو جو ہونا تھا وہ ہوا لیکن اس وقت زیادہ ہوا کیونکہ ایک منسٹر اس بات پر دانت نکال رہا ہے کہ یہ بی بی اپنے داماد کی بات کر رہی ہے۔ ان کو پتا نہیں کہ بہنیں اور بیٹیاں کیا ہوتی ہیں۔ |************************|

جناب چیئرمین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنی بہن سے پوری ہمدردی رکھتا ہوں اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں اس واقعہ پر جو ان کے ساتھ رونما ہوا ہے وہ قابل افسوس ہے اور میں میرٹ پر اس کیس کے متعلق یا اس تحریک استحقاق کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی سلسلے میں میڈم نے ایک درخواست D.I.G متعلقہ کو بھی دی جو انہوں نے ایڈیشنل ایس پی کو انکوائری کے لئے مارک کی ہوئی ہے۔ میں محترمہ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ایک تو میں concede کرتا ہوں اور آپ کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا۔ اسے منظور ہونا چاہئے اور کمیٹی کے پاس جانا چاہئے۔ دوسرا میں محترمہ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اس درخواست پر انکوائری اب ایڈیشنل ایس پی نہیں کریں گے بلکہ لاہور کرائمز برانچ سے اس کی انکوائری کروائی جائے گی اور اگر کوئی بھی پولیس آفیسر اس بات کا مرتکب پایا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین، تحریک استحقاق منظور کی جاتی ہے اور کمیٹی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس کی رپورٹ ایوان میں ایک ماہ کے اندر پیش کرے۔

محترمہ نجمی سلیم، پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب چیئرمین، جی محترمہ فرمائیں!

محترمہ نجمی سلیم، بہت شکریہ جی! جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ کل ایسٹر کے مبارک موقع پر موضع کھمبہ جو رائیونڈ روڈ پر واقع علاقہ نواب صاحب کے پاس ایک گاؤں ہے' میں apostolic church سے ساڑھے دس بجے عبادت کے بعد بے گناہ لوگ جب باہر نکلے تو کچھ مذہبی دہشت گردوں نے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہاں پر 22 سالہ نوجوان موقع پر ہی ہلاک ہوا اور اس نوجوان کی ڈیڈ باڈی ابھی بھی وہاں پر موجود ہے اور بہت سارے دوسرے لوگ زخمی ہوئے ہیں اور وہاں پر لوگ اتنے زیادہ مشتعل ہیں کہ وہ ڈیڈ باڈی کو یہاں لانا چاہ رہے تھے لیکن انہیں روکا گیا ہے کہ وزیر قانون اس پر کیا حکم صادر فرماتے ہیں اور اس بارے میں وہ کیا ہدایات دیتے ہیں؟ یہ خود ان سے بات کریں اور انہیں یقین دہانی کروائیں کیونکہ پہلے بھی جب ایسے واقعات ہوئے ہیں تو اس فلور پر ہی بات ہوئی تھی کہ اقلیتوں کو تحفظ فراہم کیا جائے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہ گرجا گھروں پر آج بھی اسی طرح حملے جاری ہیں اور وہاں پر عوام کو کوئی بھی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ میں اس ایوان میں وزیر قانون کی خصوصی توجہ چاہوں گی اور ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی اور ان سے مطالبہ کرتی ہوں کہ ان لوگوں نے کون سا ایسا جرم کیا ہے کہ جب عبادت کے بعد ان لوگوں پر بے دریغ گولیاں برسا کر حملہ کیا گیا ہے اور جس کے نتیجے میں یہ بچہ شہید ہوا ہے؛ جس کی لاش ابھی تک وہاں موجود ہے اور میں اسی جگہ سے آئی ہوں اور انہیں روکا گیا ہے۔ اب آپ اس فلور پر کیا کہتے ہیں اور آپ خود ان سے بات کریں؛ وزیر اعلیٰ صاحب یا ان کی ٹیم کے کسی ممبر کو ان سے کوئی اظہار ہمدردی نہیں ہے۔ اگر کہیں اور کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب خود پہنچتے ہیں اور یہ اتنے سینئیر اور جونیئر منسٹرز ہیں لیکن کسی کو کوئی توفیق نہیں ہوئی کہ وہاں جا کر ان سے اظہار ہمدردی کر سکیں اور جیسے ان کے صدر صاحب' وزیر اعظم صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب

اقلیتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں بہت تحفظ ہے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اقلیتیں خود کو غیر محفوظ کیوں تصور کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے کہ جب ان کے ساتھ اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب سے میں چاہوں گی کہ وہ ابھی مجھے جواب دیں اور ان کے پاس جا کر ان کے ساتھ بات کر کے یقین دہانی کروائیں otherwise اگر لاء اینڈ آرڈر کا کوئی مسئلہ پیش آیا تو پھر آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! ابھی محترمہ نے یہ بات کی ہے اور ابھی۔۔۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! ابھی محترمہ نے یہ بات کی ہے اور ابھی میرے نوٹس میں آئی ہے اس سے پہلے میرے نوٹس میں اس واقعے کی اطلاع نہیں تھی۔ میں محترمہ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اقلیتوں کے حقوق کے لئے جس حد تک بھی ممکن ہو سکتا ہے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ گرجا گھروں کے باہر بھی عبادت کے دنوں میں اگر انہوں نے جو بھی دن notify کئے ہوتے ہیں اور انتظامیہ کو بتائے ہوتے ہیں وہاں پر پولیس تعینات کی جاتی ہے لیکن یہ ابھی واقعہ ہوا ہے اور ابھی میرے نوٹس میں آیا ہے اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ ابھی نماز کے وقفے کے دوران یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں' میں ان کی موجودگی میں ڈسٹرکٹ انتظامیہ سے بھی پوچھتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی اس سلسلے میں ممکن ہو سکا وہ کارروائی کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب چیئرمین! یہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ آپ کے آئین اور مذہب میں ہے کہ ہر ایک کو رہنے سہنے کا حق حاصل ہے اور مجھے افسوس ہے کہ اتنا بڑا واقعہ رونما ہوا ہے اور وزیر قانون کے علم میں نہیں حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ روشن خیالی آئی ہے تو یہ دیکھیں کہ آپ

نے کس طرح Fundamentalist کو حکومت دے دی ہے۔ آپ Constitution کا آرٹیکل 25 دیکھ لیں یہ فاضل رکن کیا کہہ رہی ہیں اور لاء اینڈ آرڈر دیکھ لیں۔ وزیر موصوف ابھی گاڑی کا کہہ رہے تھے میں نے کہا کہ وزیر قانون کو تو اپنی گاڑی نہیں ملی انہوں نے کیا قانون بنانا ہے؟ ان کی ڈسٹرکٹ انتظامیہ کو دیکھیں۔

If I am in his place, I would have sacked District Government who had informed such incident to the Minister for Law----

جناب چیئرمین، شکریہ، جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر sectarian واقعہ ہوتا یا دہشت گردی کا واقعہ ہوتا یا اور اس قسم کا واقعہ ہوتا تو naturally ہمارا جو صوبائی سطح پر Crisis Management Cell ہے ان کی طرف سے اطلاع آتی ہے۔ ابھی میرے دوست اقلیتی رکن نے فرمایا کہ وہاں پر قبرستان کا جھگڑا ہے۔ قبرستان کے جھگڑے پر دو پارٹیوں کے درمیان جھگڑا ہوا ہے اور یہ کوئی sectarian یا اس طرح کا جھگڑا نہیں ہے اس لئے میری محترمہ سے یہ گزارش ہو گی کہ کوئی جائیداد کا جھگڑا، کسی راستے کا جھگڑا یا قبرستان کا جھگڑا ہو جائے تو خدارا! اس کو دو فرقوں کے درمیان کا جھگڑا مت بنائیں جس قسم کا issue ہے اس کو اسی قسم کا رہنے دیں لیکن میں ہمدردی کے طور پر اور جس طرح آپ نے یہاں فرمایا ہے اس کے حکم کے مطابق میں اس بات کی تحقیقات بھی کراؤں گا اور پوچھوں گا اور متعلقہ فریقین کی دادرسی بھی کی جائے گی لیکن خدارا! اس کو sectarian issue نہ بنایا جائے۔

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو ابھی اس کے بعد بھی اجلاس چلے گا۔

محترمہ نجمی سلیم، جناب چیئرمین! میں جواب دینا چاہتی ہوں جیسا کہ وزیر قانون نے ابھی یہ کہا کہ یہ sectarian issue نہیں ہے۔ یہ مکمل طور پر مذہبی دہشت گردی کا ایک واقعہ ہے کیونکہ ان دہشت گردوں نے attack کیا ہے اس وقت جب یہ پرامن اور بے گناہ لوگ عبادت سے

فارغ ہو کر چرچ سے باہر آ رہے تھے۔

جناب چیئرمین، محترمہ! میں نے گزارش کی ہے کہ آپ چیمبر میں تشریف لے جائیں اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو اجلاس آج بھی چلے گا اور کل بھی چلے گا' آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی ، جناب چیئرمین! چاچڑ شریف ضلع رحیم یار خان میں ایک کشتی الٹ گئی ہے جس میں سوار پچاس آدمی ہلاک ہو گئے ہیں اس سے چند دن پہلے ڈیرہ غازی خان میں سو افراد ہلاک ہوئے ہیں اور پچاس افراد رودِ کھوئی کی نذر ہو گئے ہیں وہاں پر بھی طوفان آیا ہے جب وہاں سے کشتی گزر رہی تھی۔ ایک سو افراد ان دو اضلاع میں ہلاک ہوئے ہیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ ان کی زندگی کا وقت تو صرف یہی تھا وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں لیکن ہم حکومت وقت کو دیکھتے آئے ہیں اور اخبارات میں بھی کئی دفعہ پڑھا ہے کہ اگر لاہور میں کہیں کوئی کچی چھت گر گئی ہے اور افراد ہلاک ہو گئے ہیں تو گورنر صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب بھی وہاں موقع پر پہنچتے ہیں اور اظہار ہمدردی بھی کرتے ہیں جو کہ ایک اچھی بات ہے اور وہاں پر پانچ لاکھ روپے یا دس لاکھ روپے فی کس امداد بھی کرتے ہیں چلو! ان کی جان تو واپس نہیں آسکتی لیکن جو سانحہ ہو جاتا ہے اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں اس امداد سے ان کو کچھ سہارا مل جاتا ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے اور میں حکومت سے اس فورم پر یہ اپیل کر رہا ہوں کہ ایک سو افراد ہلاک ہو گئے ہیں آپ یہ دیکھیں کہ کتنے ہزار لوگ متاثر ہوئے ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے سوائے ہمارے صوبائی وزیر کے جو اس وقت مائیک دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ موقع پر پہنچے ہیں لیکن آپ عالم دیکھیں کہ مرنے والوں کو صرف بیس ہزار روپے فی کس بیت المال سے دیئے جائیں گے۔ جناب والا! یہ کتنا بڑا مذاق ہے میری گزارش یہ ہے کہ یہ بہت بڑے سانحے ہوئے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب اور گورنر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ درد دل رکھتے ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب گجرات کے حادثے کی طرح رحیم یار خان بھی

جائیں اور لودھراں کے جلسوں کو چھوڑیں آنے والا وقت پتا نہیں کیا کرتا ہے رحیم یار خان جائیں' چاچڑ شریف جائیں' ڈیرہ غازی خان جائیں اور پانچ لاکھ روپے فی کس کے حساب سے ان کو مالی امداد دی جائے زخمیوں کا فری علاج کیا جائے اور ان کے لئے دو لاکھ روپے فی کس کے حساب سے اعلان کیا جائے۔ آخری بات یہ کہ میں آپ کو ایک اور واقعہ بھی سنا دیتا ہوں کہ سیالکوٹ میں بم دھماکہ ہوا اگلے دن ساری دنیا وہاں پہنچی اور وزیروں کی فوج ظفر موج بھی موقعے پر پہنچی اور وزیراعلیٰ صاحب نے پانچ پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے چند دن بعد ملتان میں حادثہ ہوا اور چوک رشید آباد میں بم دھماکہ ہوا وزیراعلیٰ صاحب وہاں نے صرف دو لاکھ روپے کا اعلان کیا۔ سیالکوٹ میں حادثہ ہو تو پانچ لاکھ روپے فی کس اور ملتان کا مر جائے تو یا دو لاکھ روپے یا بیس ہزار روپے' جنوبی پنجاب والوں کی لاشوں کو اتنا سستا نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر جاوید صاحب! آپ تشریف رکھیں جی وزیر موصوف آپ بات کرنا چاہتے تھے؟

وزیر ماہی گیری، جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی clarification کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے اچھی بات کی لیکن انہوں نے کہا کہ چاچڑ شریف کے سانحہ پر ہلاک ہونے والوں کے لئے بیس بیس ہزار روپے کا اعلان کیا گیا ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ایک ایک لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے اور میں وہاں موقع پر بھی گیا تھا اور میں نے وزیراعلیٰ صاحب کے behalf پر اعلان کیا تھا جو لوگ اس واقعے میں لاپتا یا ہلاک ہوگئے ہیں ان کی مالی امداد کے لئے ایک ایک لاکھ روپے دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، کیا آپ دونوں اس جگہ پر گئے تھے؟

وزیر ماہی گیری، جناب چیئرمین! میں چاچڑ شریف میں گیا تھا جو میرے ضلع میں ہے۔

تحاریک التوائے کار

ایونیو اکے الاٹی سرکاری ملازمین سے لینڈ مافیا کا زمین ھتھیانے کا منصوبہ

(----جاری)

جناب چیئرمین: جی' آپ تشریف رکھیں اب تحریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک رانا آفتاب احمد خان کی ہے اس تحریک کا نمبر 771 ہے اس کو pending کیا گیا تھا جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس کو اس لئے pending کیا گیا تھا کہ صوبائی حکومت کی طرف سے Housing sector کو regulate کرنے کے لئے ایک پالیسی آنی تھی وہ پالیسی آ چکی ہے اس کی کاپی میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی دے دی تھی اور اخبارات میں بھی آ چکی ہے اور جن خدشات کا اظہار اس تحریک التوائے کار کے ذریعے کیا گیا تھا ان تمام خدشات کے سدباب کے لئے اقدامات کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مزید اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ land requisitioning کے حوالے سے یہ بات تھی ابھی land requisitioning کی وہاں پر بات نہیں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی' رانا آفتاب احمد صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! وزیر قانون نے اتنے آرام سے بات کہہ دی ہے یہ اتنا چھوٹا مسئلہ نہیں ہے اور یہ issue میں نے اٹھایا تھا کہ land developers کیا کر رہے ہیں اس میں ایشو land requisition کا بھی تھا ساتھ اس میں یہ تھا کہ چھ سو کنال زمین ہوتی ہے تین ہزار کنال کی وہ کالونی announce کر دیتے ہیں کاغذوں میں یہ چلتی ہے۔ جیسے کالونیوں کی چل رہی ہیں۔ میں کوئی developer نہیں ہوں اور نہ میرا کوئی idea ہے۔ یہاں پر issue raise ہونے

کے بعد کافی لوگوں نے اس تحریک التوائے کار سے ذاتی فائدہ بھی اٹھایا ہے اور ان لوگوں کو بلیک میل کیا گیا ہے' issue جب آنے گا' I don't want to name those people. جو ہوا ہے مگر یہ organized crime ہو رہا ہے' آپ کہتے ہیں کہ اس کو dispose of کریں' اس کو dispose of نہ کریں۔ آپ اس پر تین چار ممبروں پر مشتمل ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں' ہم آپ کو ریکارڈ دکھائیں کہ اس تحریک التوائے کار کے بعد لوگوں نے' آپ کے ممبران نے کیسے زمینیں بیچی ہیں اور کیسے بلیک میل کیا ہے' کیسے ان پر انھوں نے اقرار نامہ بیع کیا ہے تا کہ وہ آپ کے علم میں آسکے اور آپ land aquisition کر کیسے سکتے تھے؟ Private developers کا پبلک کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کو پرائیویٹ ownership ملتی ہے۔ What is the public getting benefit out of it? اس پر میری گزارش ہے' میں نے کبھی آپ کو نہیں کہا کہ آپ کمیٹی بنائیں۔ آپ اب خاص طور پر اس مسئلے کے حل کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں محرک ہوں' سمیع اللہ محرک ہے۔ ہم آپ کو اس کمیٹی میں بتائیں گے کہ کس طرح یہ لاہور میں ہو رہا ہے۔ آپ کے کئی فاضل ممبران اس میں بے نقاب ہوں گے۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ کس طرح انھوں نے لوگوں سے پلاٹ لے کر دو دو' تین تین لاکھ روپے منافع پر بیچ دیئے ہیں۔ آپ کے آدھے ممبر اس وقت یہ پراپرٹی کا کام کر رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ یہاں پر پنڈورا باکس کھولوں لیکن یہاں پر بڑے بڑے شرفاء کے نام آئیں گے۔

جناب چیئرمین: اگر یہ کمیٹی میں جائے گی' بات تو پھر بھی ہاؤس میں ہونی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! کمیٹی کی بات یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ آپ کمیٹی بنائیں۔ اس کا پھر فائدہ کیا ہوا' مجھے آپ بتائیں؟ ہم نے تحریک التوائے کار دی ہے اور آپ میری بات سن کر ختم کر رہے ہیں۔ آج ملک محمد احمد صاحب کیوں نہیں بولتے؟

جناب چیئرمین: جی' آپ راجہ صاحب کے دفتر میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ ملک محمد احمد صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، ہمارا کوئی concern نہیں ہے۔ آپ take up کریں۔ کمیٹی بنوائیں۔ ہمارا تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ آپ باتیں کریں۔ ہم یہاں جواب دینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ہم تو بالکل سفید کپڑوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ ریاض احمد، اس میں بڑے بڑے معززین کے نام آئیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس نے پلاٹ لے کر کتنے میں بیچا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ جی' راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین؛ اس وقت زیر بحث issue اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے ہے اور اگر اس تحریک التوائے کار کے متن کو دیکھا جائے تو وہ total concern ایک developer کے متعلق ظاہر کیا گیا تھا کہ اس developer کو حکومتی سطح پر land aquire کرنے کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اور عام زمینداروں کی زمین کو aquire کر کے سستے داموں ان کو دی جائے گی۔ پھر آگے وہ مہنگے داموں اس کو بیچیں گے۔ اس کا total concern یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اس کے پیش نظر میں نے یہاں پر سٹیٹمنٹ یہ دی تھی' منسٹر ریونیو ہمارے ساتھ تھے' منسٹر ہاؤسنگ تھے' ہم سب نے مل کر ایک ہاؤسنگ سیکٹر کو regulate کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس میں اس بات کا تعین کیا گیا کہ گورنمنٹ کسی پرائیویٹ ڈویلپر کو اس طرح زمین ایکوائر کر کے نہیں دے گی جب تک وہاں پر ضرورت اس بات کی نہ ہو کہ removal of difficulty کے لئے اور وہ بھی بیس فیصد سے زیادہ نہیں ہو گی۔ یہ کیس خاص طور پر اس میں نہیں آتا اور ان کو کوئی زمین ایکوائر کر کے نہیں دی جا رہی۔ یہ تو تحریک التوائے کار کے حوالے سے ہے لیکن اس کے علاوہ جو issue ہے کہ اس تحریک التوائے کار کے آنے کے بعد یا وہ نوٹیفکیشن جو سیکشن (4) کا ایک جاری ہوا تھا اس کے جاری ہونے کے بعد کتنی زمین کی transaction ہوئی یا کسی کو بلیک میل کر کے سستی زمین مہنگے داموں خرید لی گئی۔ یہ ایک علیحدہ issue ہے۔ اس کے لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ معزز رکن میرے ساتھ بیٹھ

جائیں' منسٹر ریونیو کے ساتھ بیٹھ جائیں اور بیٹھ کر ہمارے نوٹس میں لائیں' جس طرح پہلے گورنمنٹ نے ایک عام زمیندار کے مفاد کا تحفظ کیا ہے' ہم آئندہ کے لئے بھی اسی طرح کریں گے اور کسی بھائی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی حکومت کے متعلق یہ غلط فہمی ہونی چاہیے کہ ہم undue کسی کو فائدہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس قسم کا کوئی incident ہمارے نوٹس میں لائیں گے تو کارروائی کی جائے گی لیکن particular یہ تحریک التوائے کار ختم ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے کہ جو آپ چاہتے تھے اس کے مطابق حکومت عملدرآمد کر چکی ہے۔ اب آپ ایک نیا issue سامنے لانا چاہتے ہیں' آئیں! ہمارے ساتھ بیٹھیں' اگر اس میں وزن ہوا' کوئی حقیقت ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں بھی حکومت اقدامات کرے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون نے جو کہا ہے کہ آپ ایک procedure کی بات کرتے ہیں' وزیر کالونیز کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں نے اسی floor of the House پر ایک sale by private treaty فیصل آباد کا raise کیا تھا کہ آپ نے ایک پانچ لاکھ روپے میں sale by private treaty کر دی ہے۔ میں نے اسی floor of the House پر دس لاکھ روپیہ فی مرلہ اس کی offer لگائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں written دیں' میں نے ان کو written بھیجی۔ یہ پھر چھ ماہ بعد مجھے جواب دیتے ہیں کہ You should show your bonafide' میں نے ان کو کہا کہ آپ مجھے آرڈرز دیں اور within 48 hours میں آپ کو اس کے پیسے دیتا ہوں۔ یہ سب غلط کہہ رہے ہیں۔ I am just speaking right from the heart کہ یہ ادھر جو دھوکہ لوگوں کے ساتھ کر رہے ہیں' یہاں پر پولیٹیکل بلیک میلنگ ہو رہی ہے وہ cross the floor کر رہے ہیں' issue یہاں سے raise ہوتا ہے' میں اور سمیع اللہ خان نے یا راجہ ریاض احمد نے یا رانا ثناء اللہ نے وہ issue raise کیا ہے' ہمارا کوئی نہیں ہے۔ رو کھڑی صاحب کو ہم نے یہ ایک issue raise کیا ہے' We were the movers اور ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ یہ فیصل آباد اور چک جھمرہ سے کب ہو کر آ گئے ہیں؛ چک جھمرہ کا راجہ ریاض اور ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کب ہو کر آ گئے ہیں' اس لئے We don't want to get into that ! اگر آپ کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے'

We are making this record for the future. Time will come for the accountability. We will be incharge and do that accountability.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: یہ dispose of کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 807 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ pending کر دی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ pending کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میری ایک گزارش سن لیں۔

جناب چیئرمین: وہ میں نے dispose of کر دی ہے۔ آپ اس issue پر نئی تحریک التوائے کار لے آئیں۔ کل out of turn پڑھ لیں گے اور اس پر ایک کمیٹی بنا لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی ملک احمد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! بجا طور پر چیئر نے اس کو dispose of کر دیا۔ منسٹر صاحب نے assurance دے دی۔ 'I am not a party into it' نہ ہمیں جو منسٹر صاحب نے assurance دی ہے اس کے ساتھ کوئی ان کو embarrassment invite کرنے کی بات ہے۔ 'Obviously I am standing from the government benches' میرا کوئی ایسا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی میں کوئی ایسی بات کرنا چاہوں گا لیکن ایک fact ہے اگر ہم اس کو چھپائیں گے تو یہ ایک dishonesty ہو گی اور اس floor of the House پر ہم یہ dishonesty commit کر نہیں سکتے۔ پہلی بات جو ہے وہ یہ کہ لینڈ ایکوائر کی گئی۔ اب لینڈ جو

ایکوائر کر لی گئی اس کو justify کون کرے گا؟ سیکشن (4) کا وہ نوٹیفکیشن چھ ماہ سے نو ماہ تک active رہا۔ اب وہ جو ٹائم تھا اس کے درمیان جو دو دو لاکھ روپے میں ایکڑ لوگوں سے loot and plunder کیا گیا اس کا حساب کون دے گا؟ آج تو laws بن گئے لیکن کیا وہ laws retrospective ہیں؟ کیا وہ criminal liability کے لئے کسی کے اوپر apply ہوں گے؟ ایک deed میرے ساتھ بھی کی جاتی ہے 'میں وہاں پر لینڈ owner ہوں' کہ ایک ایگریمنٹ کیا جاتا ہے اور وہ گم جاتا ہے۔ آٹھ آٹھ 'نو نو مہینے' ایک سال تک آپ اس آدمی کو دفتر میں ڈھونڈ نہیں سکتے۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین، وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ نئی تحریک التوائے کار سے آئیں ہم اس پر غور کر لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، وزیر قانون صاحب صرف دو باتوں کی وضاحت کر دیں۔ I am standing here as an effective member' رانا صاحب نے بات کی کہ شرفاء بے نقاب ہوں گے ' ہونے چاہئیں؛ May be we were the party in that shape شاید ہماری بات ہو رہی ہو۔ Let's say بات کریں ہم خود claim کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کیا اس act کا جو انھوں نے قانون پاس کیا اس کا retrospective effect ہے؟ اگر اس کا retrospective effect ہے تو کیا وہ criminally کسی کو liable کرے گا۔ اگر کسی بندے نے defraud کیا ہے وہاں پر جعلی Notifications کے ذریعے properties acquire کی ہیں اور agreements کرنے کے بعد ان agreements کو honour نہیں کیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر سب کو شیشہ دکھانا ہے تو یہ تصویر جو رانا آفتاب صاحب نے پیش کی یہ نیوز اخبار کی ایک رپورٹ پر مبنی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار اس سے اخذ کی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے اندر جو

details دی گئی ہیں اگر تحریک التوائے کار کو اس کے ساتھ in line لائیں تو جو allegations ہیں وہ تو آج بھی stand کرتے ہیں۔ وہاں پر تو کوئی پلاٹ نام کی چیز exist نہیں کرتی اور لوگوں کی properties پر ناجائز قبضہ کر کے developments جاری ہیں۔ تو یہ کس قسم کا انصاف ہو گا؟ If I say کہ یہ کسی غریب آدمی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے I am the part of the government تو یہ زیادتی میرے ساتھ ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! میں نے تحریک dispose of کر دی ہے۔ نئی آنے گی تو فیصلہ کر لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا ملک صاحب کے ساتھ اس معاملے میں کوئی dispute نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نئی سے آئیں پھر اس پر فیصلہ کر لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: نئی کیا لے آئیں، نئی کا کیا فائدہ ہو گا؟

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری بزنس لیتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: یہ زیادتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: یہ سراسر زیادتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: ہم آپ کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر راجہ ریاض احمد، جناب سمیع اللہ خان اور
رانا آفتاب احمد خان صاحب ہاؤس سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو پیش کئے گئے)

مسودہ قانون بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی، لاہور مصدرہ 2005ء

MR CHAIRMAN: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Beaconhouse National University, Lahore Bill 2005.

MR. CHAIRMAN: The Beaconhouse National University, Lahore Bill No. 4 of 2005 has been introduced in the House under Rule 91/5 of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.
Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ برائے انسداد رشوت ستانی پنجاب مصدرہ 2005ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Anti-Corruption Establishment (Amendment) Bill 2005.

MR. CHAIRMAN: The Punjab Anti-Corruption Establishment (Amendment) Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91/5 of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration for report within one month. Minister for Excise & Taxation!

مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2005

MINISTER FOR EXCISE & TAXATION: I introduce the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2005.

MR. CHAIRMAN: The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91/5 of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Excise and Taxation for report within one month. Minister for Law!

ہنگامی قانون، صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مجریہ 2005

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the Punjab Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2005.

MR. CHAIRMAN: The Punjab Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance 2005 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a bill introduced in the House under Rule 91/6 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Transport with the direction to submit its report within one month. Minister for Law!

رپورٹ(جو پیش ہوئی)

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ

بابت سال 2003 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the Year 2003.

MR. CHAIRMAN: The Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the Year 2003 has been laid.

آج کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے' اب اجلاس بروز منگل مورخہ 29- مارچ 2005 صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

منگل' 29-مارچ 2005

(یوم الثلاثہ' 18- صفر المظفر 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : انیسواں اجلاس

جلد 19 : شمارہ 2

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 29 ۔مارچ 2005

1 ۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

2 ۔ سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

3 ۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

(i) مسودہ قانون (ترمیم) نہریں و نکاسی آب' پنجاب مصدرہ 2004

(ii) مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات' صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2005

(iii) مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑی ہانے مصدرہ 2004

(iv) مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات' صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2005

4 ۔ قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس)

منگل 29 مارچ 2005

(یوم الثلاثاء 18 صفر المظفر 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝٣٥
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ
تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ

سورۃ ابراھیم آیات:35 تا 36

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراھیم نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو اس سے بچائے رکھ کہ ہم لوگ مورتی پوجا کرنے لگیں۔ اے میرے پروردگار ان (مورتیوں) نے بہت آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے سو جو کوئی میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہی ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرے تو تو بڑا مغفرت والا ہے' بڑا رحمت والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم () اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ مال اور کالونیز کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اراکین اسمبلی کو ادویات کی فراھمی کا طریق کار

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔بیماری کی صورت میں ایم پی ایز کو ادویات ملتی ہیں اور دوائی کوئی کھانے والی چیز نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کسی کو بیماری نہ لگائے۔بیماری کی حالت میں اگر کوئی ممبر بلڈ پریشر یا شوگر کی دوائی لیتا ہے۔ یہاں جو دوائی ممبران کو فراہم کی جاتی ہے اس کو دو طریقوں سے' ایک تو اس پر مارکر پھیر پھیر کر اس کو ختم کیا جاتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ قینچی کے ساتھ wrapper کو کاٹ کاٹ کر ہمیں دیا جاتا ہے۔میں نے ان سے یہ سوال کیا کہ یار یہ کیا بات ہے؟ آپ کیوں ایسے کرتے ہیں؟ کیونکہ بعض اوقات ایسی میڈیسن میں سے گولی نکلنا مشکل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے wrapper کو کاٹا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایم ایس میو ہسپتال اور ایڈیشنل ایم ایس یہ سمجھتے ہیں کہ ایم پی ایز دوائیاں بیچتے ہیں اس لئے ہم اس طرح کرتے ہیں۔میں نے کہا چلیں! اگر ہمارے متعلق ان کے اتنے اچھے خیالات ہیں تو میں نے ان سے یہ کہا کہ کیا میڈیکل آفیسرز کو بھی دوائی اسی طرح سے دی جاتی ہے؟جناب سپیکر! یہ ہماری بڑی توہین ہے۔جس طرح میں نے کہا ہے کہ دوائی کھانی تو نہیں ہوتی یہ تو مجبوری ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے تو کسی کو بیمار نہ کرے لیکن اگر کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو مجبوری کی بناء پر وہ دوائی استعمال کرتا ہے۔جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ بہت بری بات ہے کہ اگر کوئی ہمارے متعلق یہ view رکھتا ہے کہ ہم ایسے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر صحت صاحب تو اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر قانون صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،شکریہ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے اس اہم مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ یہ افسوس ناک بات ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس متعلقہ آفیسر نے یہ بات کی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں یہاں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اراکین کی عزت اور احترام کا خیال نہیں رکھتے یا ان کے متعلق اس قسم کے جس طرح میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ بے بنیاد سے تاثرات قائم کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے خیال میں جب تک ہم ایسے افسران کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ بات سلجھنے والی نہیں ہے۔اس لئے میں جناب ارشد بگو صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ Let us make it a trial case. ایک اس کو مثال بنائیں دیکھیں پھر کیا ہوتا ہے۔جس افسر نے بھی آپ سے بات کی ہے اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں وزیرصحت سے بھی بات کروں گا اور اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر،فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ویسے تو میں نے بگو صاحب سے بھی جب وہ بات کر کے بیٹھے ہیں تو میں نے ان سے بھی یہ عرض کیا ہے کہ بڑا مناسب ہوتا اگر وہ یہ بات چیمبر میں آپ کے ساتھ discuss کر لیتے۔لیکن اب جب کہ یہ بات on the floor of the House ہو گئی ہے اور وزیر قانون نے بھی اس کا بڑا positive جواب دیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے متعلق رولز آپ کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ under rule 74 کسی بھی معاملے کو to examine, investigate and report کے

لئے متعلقہ استحقاق کمیٹی کو refer کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس معاملے کو test-case بنانا چاہیے۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو یہاں پر further discuss کرنے سے بہتر اور مناسب ہو گا کہ آپ اس معاملے کو اپنے صوابدیدی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے refer کریں اور جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے investigate کرنے کے بعد آپ کو رپورٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ پہلے محکمانہ طور پر اس پر انکوائری ہو جانی چاہیے۔ وزیر قانون نے یقین دہانی کروا دی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی ضرورت محسوس ہوئی تو پھر دیکھ لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! تو پھر وزیر قانون صاحب خود دیکھ لیں۔ محکمانہ طور پر تو پھر وہی لوگ investigation کریں گے یا انکوائری کریں گے جن کے متعلق وہ شکایت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں! سارا محکمہ تو ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اچھے لوگ بھی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، یا تو اچھے لوگ آپ پہلے ڈھونڈھ لیں۔ چلیں ایسے کرلیں اس معاملے کو پہلے کمیٹی کو refer کر دیں اور وہ اچھے لوگ ڈھونڈھ کر آپ کو رپورٹ کر دیں اور آپ ان سے انکوائری کروا لیں۔

جناب سپیکر، نہیں! وزیر قانون nominate کر دیں گے کہ کون لوگ انکوائری کریں گے؟

رانا ثناء اللہ خان ، تو پھر یہ خود انکوائری کر لیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، چوہان صاحب! اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا! میں اس سلسلے میں چھوٹی سی رائے دوں گا کہ کیا اس طرح سے نہیں ہو سکتا کہ بگو صاحب اس مسئلے پر تحریک استحقاق لے آئیں اور اس مسئلے کو

استحقاق کمیٹی میں بھیج دیا جائے اور اس افسر کو استحقاق کمیٹی میں بلایا جائے اور وہاں بیٹھ کر ساری بات کی جائے۔

جناب سپیکر، کمیٹی کے سامنے بلا کر کیا ایکشن ہوگا؟ کمیٹی اس کو dismiss تو نہیں کرے گی۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن محکمانہ انکوائری۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا! میں بگو صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ کہ یہ اس سلسلے میں تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے اس سلسلے میں بڑا positive جواب دیا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ مبذول کروائی جائے اور اس پر عمل درآمد ہو جائے۔ یہ اتنا بڑا issue نہیں ہے۔ جس طرح وزیر قانون نے کہا ہے کہ ہم اس کو test case بنائیں گے۔ دیکھ لیتے ہیں اگر نہ ہوا تو پھر دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر، درست ہے۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

صوبہ میں کن کن اضلاع میں کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے

*2: رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے نومبر 2002 تک صوبے کے کن کن اضلاع میں کن افراد کو کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ کتنی اراضی الاٹ اور پٹہ پر دی گئی نیز دیگر کن مقاصد کے تحت زمین و پلاٹ الاٹ کئے گئے؛

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد ' ادارہ کو زمین / پلاٹ الاٹ کئے گئے یا پٹہ پر دیئے گئے' وہ کن شرائط کے تحت دیئے گئے اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم اور کن تاریخوں میں احکامات جاری ہوئے؛

وزیر کالونیز:

(الف) صوبے کے 25 کالونی اضلاع میں 12235 افراد کو 88379 ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ 1691 افراد کو 17238 ایکڑ زمین وزیر اعظم سکیم کے تحت الاٹ کی گئی۔ 1332 افراد کو 13190 ایکڑ اراضی پٹہ پر دی گئی۔ 3384 افراد کو 1424 ایکڑ زمین جناح آبادی کے تحت پلاٹ کی شکل میں دی گئی۔ 6 مختلف کمپنیوں اور G.H.Q کو 836 ایکڑ زمین دی گئی۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ مال کی چٹھی نمبری 1975-97/4247-CLI مورخہ 9-اکتوبر 1999 کو اراضی پٹہ پر دیئے جانے پر پابندی عائد کر دی تھی۔ جو ابھی تک برقرار ہے۔ تاہم جن اداروں اور افراد کو قواعد میں نرمی کر کے زمین پٹہ پر دی گئی اس کی تفصیل جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 2 کے بارے میں آپ نے last sitting میں کہا تھا کہ اس کی مجھے detail مل جائے گی اور اس کے بعد میں اس پر supplementary question کر سکوں گا۔ آج صبح 9:30 بجے سے میں اسمبلی میں ہوں لیکن مجھے ابھی تک اس کی detail نہیں ملی۔ مجھے جب تک اس کی تفصیل نہیں ملتی میں اس پر کیا ضمنی سوال کر سکتا ہوں؟ یہ کہتے ہیں کہ اس کی تفصیل بہت لمبی ہے' لمبی ہے یا چھوٹی ہے آپ نے اس کو under rules permit کیا ہے۔ untill I see those documents میں کیسے supplementary question کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی' منسٹر کالونیز!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب کی بات کا جواب منسٹر صاحب دیں۔ میں یہ بات بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں یہ درج ہے کہ "تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" یہ غلط ہے ایوان کی میز پر نہیں رکھی گئی۔ میں نے بھی صبح enquire کیا ہے کہ اس کی کوئی تفصیل ایوان میں رکھی گئی ہے تو سیکرٹریٹ نے یہ inform کیا کہ ہمیں تفصیل دی ہی نہیں گئی تو ہم ایوان کی میز پہ کیا رکھیں گے؛ منسٹر صاحب کے سٹاف کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ جی ہمارے پاس ہے ہم خود ہی اس کا جواب دے لیں گے لہذا ہم تفصیل آپ کے hand over نہیں کرتے۔ اس

طرح سے جز (ب) میں بھی کہ "تفصیلی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس میں جتنا ریکارڈ آیا ہے اس میں go through کرنا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کو ہزاروں ایکڑ اراضی الاٹ کی گئی ہے تو اس سوال کے جواب کو آپ رول 161 کے تحت public importance کا ایک معاملہ قرار دیتے ہوئے اس پر ایک discussion رکھیں۔ اس کے لئے میں نے ایک نوٹس تیار کیا ہے اور وہ میں دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ گزارش یہ ہے کہ اس سوال سے متعلقہ information اس وقت ہمارے پاس موجود ہے کیونکہ اس معاملے کو یہاں پر تفصیل سے پیش کرنا پڑتا ہے۔ اس کی 64 ہزار کے لگ بھگ کاپیاں بنتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ہم نے وہ نہیں کیا۔ رانا صاحب کو اس سوال سے متعلقہ جو بھی information چاہیے میرے پاس اس وقت موجود ہے اس کے لئے میں حاضر ہوں۔ ریکارڈ میرے پاس موجود ہے اور ہم کوئی چیز چھپا نہیں رہے۔ جیسے یہ کہہ رہے ہیں اور ان کا خدشہ ہے کہ اس میں کوئی غیر معمولی لوگوں کے نام ہیں جن کو چھپایا جا رہا ہے یا اسمبلی کے ایوان پر اس کو نہیں لایا جا رہا ہے تو ہم ان کا بھی اور اسمبلی کا بھی احترام کرتے ہیں۔ تمام ریکارڈ میرے پاس موجود ہے جس وقت وہ ملاحظہ فرمانا چاہیں میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! issue یہ نہیں ہے کہ یہ اب لے آئے ہیں۔ آپ کے Rules of Procedure کے مطابق یہاں ایوان کی میز پر information آنی چاہیے۔ آپ دیکھ لیں کہ اڑھائی سال سے اس کی information منسٹر صاحب کے پاس ہی پڑی ہوئی ہے۔ یہ سوال نمبر 2 ہے۔ ہم جتنی دیر تک اس کو دیکھیں گے نہیں، How can we say? دیکھنا یہ ہے کہ کن کن لوگوں کے نام ہیں؟ ہمیں الہام تو کوئی نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹس میں 25 کالونیوں کے لئے زمین

الاٹ کر دی ہے' ہم نے این۔جی۔اوز کو دے دی ہے' rules relax کر دیتے ہیں' ہم نے دیکھنا ہے کہ کس وجہ سے rules relax ہوتے ہیں؟ جیسے رانا صاحب نے کہا' رولز 61 کے تحت آپ اس question کو general discussion کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ یہ ریکارڈ ہمیں دے دیں ہم بیٹھ کر دیکھ لیں گے اور آپ اس کے لئے اسی سیشن میں کوئی ٹائم رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے غالباً 64 ہزار pages کی بات کی ہے۔ اس میں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں ٹوٹل 12235 افراد ہیں جنہیں 88 ہزار ایکڑ اراضی دی گئی ہے۔ اس کے بعد 1691 افراد' 6 کمپنیز اور جی ایچ کیو ہے تو اتنے افراد کے نام کے لئے 64 ہزار pages تو نہیں چاہئیں۔ ہم تو ان کے نام اور تفصیل چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ٹوٹل کتنے pages بنتے ہیں؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! صرف نام ہی نہیں دینے ہوتے' اس کی کاپیاں بھی بنانی ہوتی ہیں اس لئے وہ کافی لمبا چوڑا معاملہ بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ رانا آفتاب احمد خان اور رانا ثناء اللہ خان کو ایک کاپی provide کر دیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں کاپی provide کر دیتا ہوں۔ لیکن انہوں نے جو suggestion دی ہے کہ اس پر general discussion کے لئے کوئی دن مخصوص کر دیا جائے تو اس کے لئے میں حاضر ہوں' آپ جو دن مخصوص کریں گے ہم اس پر debate کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جس دن لاء اینڈ آرڈر اور مہنگائی پر discussion ہے' ساتھ یہ بھی رکھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ سارے issues ایک ہی جگہ پر اکٹھے نہ کریں۔ اس کے لئے آپ نے two days clear notice دینا ہے۔ اس کو آپ Monday, Friday یا پھر Tuesday پر لے جائیں۔

جناب سپیکر، رولز کے مطابق تو next Wednesday بنتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! next Wednesday تک اجلاس چلے گا؟ پہلے لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ اس کے لئے rules بھی relax ہو سکتے ہیں۔ آپ two days clear والی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے rules relax کر کے کل کے لئے رکھ لیں۔ اور اگر Wednesday کو کرنا ہے تو پھر لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں کہ اس دن اجلاس ہے؟

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اجلاس next Wednesday تک چلے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس دن اجلاس ہو گا۔

جناب سپیکر، انشاء اللہ ہو گا۔ اس معاملے پر next Wednesday کو ایک گھنٹہ بحث ہو گی اور اس سے پہلے انہیں منسٹر صاحب ایک کاپی فراہم کر دیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ اچھا ہوگیا ہے کیونکہ بعض question ایسے ہوتے ہیں جن میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ جو جواب دیتا ہے اس میں information lengthy ہوتی ہے اور اس میں لکھ دیا جاتا ہے کہ ایوان کی میز پر تفصیل رکھ دی گئی ہے لیکن وہ تفصیل صرف متعلقہ فاضل ممبر کو دی جاتی ہے۔ جب کوئی مسئلہ ہاؤس میں آتا ہے تو پورے ہاؤس میں اسے discuss ہونا ہوتا ہے اور فاضل ممبران نے اس پر discussion کرنی ہوتی ہے تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جس فاضل ممبر کا وہ سوال ہو اس کو کم از کم دو دن پہلے تفصیلات فراہم کر دی جائیں تاکہ کم از کم وہ فاضل ممبران lengthy تفصیلات کو پڑھ کر اس پر اچھے طریقے سے discussion کرے۔

جناب سپیکر، تو پھر یہ question hour چلنا چاہیے؟ اس پر جب discussion ہونی ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔ سوال تو سارے کالونیز سے متعلقہ ہیں۔ کالونیز کے متعلقہ جب بحث ہو جاتی ہے تو پھر سوالات کی تو

ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! رولز کی requirement یہ ہے کہ discussion صرف ایک question پر ہونی ہے اور باقی question hour اسی طرح چلے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی' ٹھیک ہے۔ next ہے سید احسان اللہ وقاص صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf سوال نمبر 545 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص ایم۔پی۔اے کے ایماء پر دریافت کیا)

صوبہ میں پٹواریوں کی تعداد اور انہیں حاصل مراعات

*545۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبے بھر میں پٹواریوں کی تعداد اس وقت کیا ہے۔ انہیں کیا مالی مراعات حاصل ہیں؟

(ب) کیا پٹواریوں کو بستہ الاؤنس یا سٹیشنری کے لئے بھی ماہانہ کوئی رقم دی جاتی ہے' اگر دی جاتی ہے تو اس کی شرح کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت تمام ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے تو کیا پٹواری ہی اس نظام کو چلائیں گے؟ اگر پٹواری اس نظام کو چلائیں گے تو ان کی تربیت کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر مال:

(الف) صوبہ میں محکمہ مال کی 8504 اسامیاں پٹوار ہیں۔ دیگر ملازمین کی طرح انہیں بھی مالی مراعات حاصل ہیں۔

(ب) پٹواریوں کو بستہ الاؤنس کے لئے -/5 روپے ماہانہ اور فی انتقال -/3 روپے ادا کیا جاتا ہے۔ دیگر الاؤنس میں ہاؤس الاؤنس -/310روپے ماہانہ' میڈیکل الاؤنس -/210 روپے ماہانہ' سپیشل ایڈیشنل الاؤنس-/350 روپے ماہانہ اور فکسڈ ٹریولنگ الاؤنس-/30 روپے ماہانہ ہے۔

(ج) حکومت تمام ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس نظام کو چلانے کے لئے علیحدہ سٹاف کام کرے گا۔ ساتھ ساتھ پٹواریوں کو بھی مرحلہ وار تربیت دی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں یہ کہا گیا تھا کہ صوبے بھر میں پٹواریوں کی تعداد اس وقت کیا ہے' انہیں کیا مالی مراعات دی جاتی ہیں؛ انہوں نے اس کا بڑا مختصر جواب دیا ہے کہ صوبے میں محکمہ مال کی 8504 اسامیاں پٹوار ہیں۔ دیگر ملازمین کی طرح انہیں بھی مالی مراعات دی جاتی ہیں۔ انہیں جو مراعات دی جاتی ہیں انہیں چاہیے تھا کہ اس سوال کے جواب میں ان کو بیان کرتے لیکن انہوں نے اس میں نہیں کیں' جز (ب) میں بیان کر دی ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال جز (ج) سے متعلق ہے کہ کیا حکومت تمام ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ وزیراعلیٰ پنجاب نے تین چار مہینے پہلے کافی فورمز پر یہ کہا کہ وہ اس کو کمپیوٹرائزڈ کرنا چاہتے ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ محکمہ مال کے کسی سلسلے میں کیا کسی ضلع کو کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی، منسٹر ریونیو!

وزیر مال، جناب سپیکر! کمپیوٹرائزیشن کے لئے فنڈز بھی دے دیئے گئے ہیں۔ یہ پہلے محکمے کے اندر ہو رہا تھا لیکن چونکہ آئی ٹی کی علیحدہ منسٹری بن گئی ہے' انہیں یہ چارج دے دیا گیا ہے۔ اس پر کافی کچھ ہوا ہے۔ لاہور تحصیل کا نمونے کے طور پر کچھ کام ہو چکا ہے۔ وہ اس کو ٹیسٹ کر رہے ہیں کہ کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ جب وہ مکمل ہو جائے گا تو پھر کچھ اضلاع کی preference دے دی گئی ہے کہ پہلے انہیں شروع کیا جائے۔ پھر اس کے مطابق باقی اضلاع آہستہ آہستہ کمپیوٹرائزڈ کئے جائیں گے۔ یہ complicated مسئلہ ہے۔ ایک نظام کو دوسرے نظام میں جانا ہے تو اس لئے بڑی احتیاط سے کام لیا جا رہا ہے۔ بہرحال چیف منسٹر صاحب نے کمپیوٹرائزیشن کے بارے میں کہا تھا تو کام ہو رہا ہے اور اگر یہ ہو کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک سال پہلے کہا تھا اور جلدی کر دیا جائے تو اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے اس میں احتیاط کے طور پر ہم اس کو لے رہے

ہیں اور نمونے کے طور پر جب یہ چیز بنے گی تو باقی اضلاع اور پورے پنجاب میں یہ complete ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، اس کو کب تک کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر، آپ اندازاً بتا دیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! جب اس قسم کا کوئی نیا کام شروع کیا جاتا ہے' میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم احتیاط سے کر رہے ہیں۔ میں یہاں ہاؤس میں کہہ دوں کہ یہ سال میں مکمل ہو جائے گا یا چھ مہینے میں' وہ نہ ہو تو پھر میرے دوست یہ کہیں گے کہ آپ نے سٹیٹمنٹ دی تھی۔

جناب سپیکر، آپ نے اندازاً ہی بتانا ہے۔

وزیر مال، اندازاً اس پر چھ مہینے سے ایک سال لگے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ کیا جواب ہوا کہ ہم چونکہ احتیاط سے کام کر رہے ہیں اس لئے کوئی limit نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وہ تقریباً سال تک کا کہہ رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جواب کے اندر انہوں نے لکھا ہے کہ پٹواریوں کو جو مراعات دی جاتی ہیں' اس میں الاؤنس کے لئے 5 روپے ماہانہ اور انتقال کی فیس 3 روپے اور ٹریولنگ الاؤنس 30 روپے ماہانہ ہے۔ میں ان سے گزارش یہ کروں گا کہ یہ 5' روپے 3 روپے اور 30 روپے کتنا عرصہ پہلے fix ہوئے تھے اور کیا ان کا آج کے دور کے اندر ان کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں۔

وزیر مال، میں اس وقت یہ تو نہیں بتا سکتا کہ کس تاریخ کو اور کس سال میں یہ آرڈر ہوا تھا' یہ ایک نیا سوال ہے۔ انہوں نے کہا ہے میں انفارمیشن دے دوں گا لیکن جو کچھ موجودہ چل رہا ہے' وہ ان کو بتا دیا گیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: یہ اندازاً بتا دیں۔

جناب سپیکر: یہ کافی دیر پہلے کا ہے۔

وزیر مال: جناب! ہاؤس میں جو چیز کہی جائے اس کو یقینی ہونا چاہیے۔ اب میں اندازے لگاتا رہوں تو یہ نامناسب ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہاں جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ انتقال کی فیس فی انتقال 3 روپے گورنمنٹ اسے ادا کرتی ہے لیکن ہم سب کو یہ بات معلوم ہے کہ انتقال کی من مانی رقم ہر پٹواری وصول کرتا ہے۔ کبھی ان سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کیا سلسلہ ہے تو وہ straight away صاف انداز میں کہہ دیتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ جو سرکٹ ہاؤس ہیں' جو وزیراعظم اور وزراء کے دورے ہیں ان پر جو لاکھوں روپے خرچ ہوتا ہے وہ ہمارے ذمہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہم غریب عوام کا خون چوس کر ان وزراء اور بڑے افسران کے دوروں کو بھگتاتے ہیں۔ کیا حکومت اس حوالے سے کوئی منصوبہ بندی کر سکتی ہے کہ یہ سرکٹ ہاؤسز وغیرہ کے لئے کوئی الاؤنس مقرر کر دیا جائے بجائے اس کے کہ پٹواری الٹی چھری لے کر غریبوں کو ذبح کرتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مال!

وزیر مال: جناب! یہ سوال یاضمنی سوال تو نہیں ہے۔ میں کہوں گا تو پھر یہ ناراض ہو جائیں گے۔ جیسے ان کی لانگ مارچ چل رہی ہے' اس کا خرچہ کون دیتا ہے؟ اسی طرح سے یہ بھی کام چلتا رہتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے وزراء کی بات کی ہے تو سب کو collectively نہ لیا جائے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ روکھڑی صاحب اس بات کو categorically deny کریں گے اور ایسا کرنا چاہیے تھا۔ میں کم از کم اپنی ذات کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں کہیں دورے پر جاتا ہوں تو میں ڈسٹرکٹ اتارٹی تک کو اطلاع

نہیں دیتا' جو کہ میرے محکمے سے directly concerned ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ prefer کرتے ہیں کہ اپنے کسی ایم۔پی۔اے بھائی کے پاس چلے جائیں۔ اپنے کسی ساتھی جو اس ڈسٹرکٹ میں موجود ہیں' اس کے گھر جائیں اور اس کے گھر کھانا کھانے اور چائے پینے کو prefer کرتے ہیں۔ اس کی بجائے کہ افسران پر کسی قسم کا بوجھ بنایا جائے۔ میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ جب بھی جاتے ہیں اپنے ساتھیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ ان کے گھروں میں کھانا کھاتے ہیں اور ان کے پاس جاتے ہیں اور میں کسی افسر کا کھانا کھانا حرام سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! روکڑی صاحب نے ایک انتہائی اہم سوال کو بالکل مذاق میں بدل دیا ہے۔ مجھے راجہ صاحب کی بات سے تو اتفاق ہو سکتا ہے کہ منسٹر صاحبان اپنے ساتھیوں کے پاس جاتے ہوں گے۔ اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ اچھی بات ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ پٹواری صاحبان آفیشلز کی پھٹیکیں بھگتتے ہیں اور اب ان کے ساتھ ساتھ ضلعی ناظمین بھی ہیں۔ میں اس بات کو بطور شہادت پیش کرتا ہوں اور میں اعلانیہ طور پر بتاتا ہوں کہ کوئی آدمی آ جائے تو ضلعی ناظم جتنے فنکشنز کرتے ہیں۔ ان کی چٹ پٹواری تحصیل دار کو تھما دیتے ہیں اور وہ عوام سے وصول کر کے انھیں دیتے ہیں۔ جب اتنا بڑا واقعہ ملک کے اندر حقیقت کے طور پر موجود ہے تو اس کو حقائق پر لینا چاہیے اور اس کے خاتمے کے لئے کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا چاہیے کہ کیا تردد کرنا چاہیے؟ بجائے اس کے کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح راجہ صاحب نے فرمایا ہے۔ میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں اور ہمیں پتا ہے کہ ہمارے وزراء جہاں بھی جاتے ہیں تو ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کی ہدایات بھی ہیں اور اپنی contentions بھی ہیں کہ سارے اخراجات اپنی جیب سے کرتے ہیں اور کسی پٹواری سے

کوئی خرچہ نہیں لیا جاتا' کسی سرکٹ ہاؤس میں جتنا خرچہ ہوتا ہے وہ سارا اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ میں categorically یہ statement دینا چاہتا ہوں۔

میں دوسری بات یہ کروں گا کہ اصغر علی گجر صاحب نے ضلعی ناظمین کے حوالے سے فرمایا ہے تو جو نیا سسٹم آیا ہے اس میں ابھی تک ہم پوری طرح نہیں جا سکے کہ ضلع ناظم کا فورم ضلع ناظم نہیں ہے ضلعی گورنمنٹ ہے اس لئے ضلعی گورنمنٹ کی جو بھی independent accountability ہے' وہاں ہر جگہ پر اپوزیشن موجود ہے' وہاں ان کے لوگ بھی موجود ہیں۔ ضلعی ناظمین کے conduct کو چیلنج کرنے کے لئے یہاں پر یہ فورم proper نہیں ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے بارے میں جو بھی ڈسکس کرنا ہے تو وہاں فورم موجود ہے۔ میں اس بارے میں categorically یہ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا کوئی ایسا وزیر نہیں ہے۔ ہاں! یہ ان حکومتوں کی بات کر رہے ہیں' جن میں کبھی یہ بھی پارٹی رہے ہیں۔ یہ پرانی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 1946۔

چولستان میں اراضی کی حالیہ الاٹمنٹ کی تفصیل

***1946۔ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کا کام شروع ہے؟

(ب) کیا اس علاقہ میں زمین کی الاٹمنٹ سے قبل اس مقصد کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں تو کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں۔ ان کے نام' ولدیت اور پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان درخواستوں کی چھان بین محکمہ کے کن کن ملازمین نے کی۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کے لئے کوئی لسٹ تیار کی گئی ہے تو اس لسٹ کی کاپی فراہم کی جائے؟ نیز یہ لسٹ محکمہ کے کن افسران کی زیر نگرانی تیار کی گئی تھی؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست ہے کہ چولستان میں سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کا کام سال 2002 میں شروع ہوا اور اب تک 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اس علاقے میں زمین کی الاٹمنٹ سے قبل درخواستیں طلب نہ کی گئیں بلکہ سال 1978 میں پندرہ سالہ عارضی کاشت سکیم کے تحت چولستانی افراد سے درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ 21745 چولستانی افراد نے درخواستیں جمع کروائیں جن کی چھان بین ایک کمیٹی نے کی جو اس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی۔ کمیٹی نے چھان بین کے بعد 17215 افراد کو الاٹمنٹ کا حق دار قرار دیا ان افراد میں سے 11431 افراد کو رقبہ الاٹ کر دیا گیا باقی 5784 چولستانی افراد کو الاٹمنٹ نہ ہو سکی اور نہری رقبہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے 1984 میں 15 سالہ سکیم کی الاٹمنٹ بند کر دی گئی۔ معزز رکن ان کے نام' ولدیت اور پتا جات کی تفصیل دفتر ترقیاتی ادارہ چولستان بہاولپور یا بورڈ آف ریونیو میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں کیونکہ مواد ضخیم ہے لف نہ کیا جا سکتا ہے۔

(ج) یہ درخواستیں 1978 میں متعلقہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کے دفاتر میں وصول کی گئی تھیں' ان کی چھان بین متعلقہ سب ڈویژن کے اسسٹنٹ کمشنر کی سربراہی میں کی گئی۔ چھان بین کے بعد مستحق چولستانی افراد کی درخواستیں دفتر ترقیاتی ادارہ چولستان بہاولپور بھجوائیں۔ جہاں ازسر نو ان کی چھان بین کی گئی۔ چھان بین کی کمیٹی میں نمائندہ محکمہ رینجر' نمائندہ محکمہ جنگلات اور نمائندہ چولستان شامل تھے۔

(د) بچ جانے والے 5784 درخواست کنندگان کے نام رجسٹر A/B کلاس میں درج کئے گئے تھے۔ یہ رجسٹر اس وقت کے A.C.O چولستان میر عبدالرحمان کی نگرانی میں تیار کئے گئے تھے۔ معزز رکن یہ رجسٹر دفتر ترقیاتی ادارہ چولستان بہاولپور یا بورڈ آف ریونیو میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں کیونکہ مواد ضخیم ہے اور لف نہ کیا جا سکتا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، اس میں پورا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کیا جواب نہیں آیا؟

ملک محمد اقبال چنڑ، میرا سوال یہ ہے کہ کتنے چولستانیوں کو الاٹمنٹ ہوئی ہے اور صحیح چولستانی کا نام بتائیں اور ان کی لسٹ فراہم کریں۔ انھوں نے اپنے جواب کے جز(د) میں بتایا ہے کہ "بچ جانے والے 5784 درخواست کنندگان کے نام رجسٹر A/B کلاس میں درج کئے گئے تھے۔ یہ رجسٹر اس وقت کے ACO چولستان میرعبدالرحمٰن کی نگرانی میں تیار کئے گئے تھے۔ معزز رکن یہ رجسٹر دفتر ترقیاتی ادارہ چولستان بہاولپور یا بورڈ آف ریونیو میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں کیونکہ مواد ضخیم ہے اور لف نہ کیا جا سکتا ہے اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ جیسے پہلے آپ نے رانا آفتاب احمد صاحب کے ایک سوال کو بدھ کے لئے رکھا ہے تو میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ مجھے اس کی لسٹ فراہم کریں۔ میں نے یہ بتانا ہے کہ اصل حقدار چولستانی کون ہیں؟ چولستانی کی تعریف کیا ہے؟ چولستانی کی تعریف یہ ہے کہ وہ چولستان کا رہائشی ہو اور وہ چولستان کا مالیہ ادا کرے۔ اب یہاں سے upper پنجاب کے کافی لوگ چولستان میں جعلی الاٹمنٹ کرا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس سوال کو بھی pending کیا جائے اور بدھ کے روز مجھے پوری لسٹ فراہم کی جائے کہ اصل حقدار کون ہیں اور ناجائز الائی کون ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان کا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کا کام شروع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ چولستان میں سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کا کام سال 2002 میں شروع ہوا اور اب تک 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، وہ جز (د) کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر کالونیز، جز (د) میں ان کا سوال یہ ہے کہ کیا چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کے لئے کوئی لسٹ تیار کی گئی ہے تو اس لسٹ کی کاپی فراہم کی جائے۔ نیز یہ لسٹ محکمے کے کن افسران کی

زیر نگرانی تیار کی گئی تھی۔ جواب دیا گیا ہے کہ 5784 درخواست کنندگان کے نام رجسٹر A/13 کلاس میں درج کئے گئے تھے۔ یہ رجسٹر اس وقت کے A.C.O چولستان میرعبدالرحمٰن کی نگرانی میں تیار کئے گئے تھے۔ معزز رکن یہ رجسٹر دفتر ترقیاتی ادارہ چولستان ' بہاولپور یا بورڈ آف ریونیو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ لسٹ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ ان 5784 لوگوں میں سے تقریباً کافی لوگوں کو زمین الاٹ ہو چکی ہے۔ اس میں تقریباً تھوڑے سے لوگ بقایا ہیں ان کو بھی دو مہینے کے اندر تمام زمینیں الاٹ ہو جائیں گی۔ اگرمعزز ممبر اس کی لسٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں تو میں وہ بھی ان کو دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی ' چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! جواب میں میر عبدالرحمٰن صاحب کا ذکر کیا گیا ہے انہیں ریٹائر ہوئے تو دس سال ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ رجسٹر تو ساتھ نہیں لے گئے۔ ریکارڈ رجسٹر تو موجود ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب! رجسٹر موجود ہے۔ وہاں گھپلا بازی ہو رہی اور چولستان میں جعلی الاٹمنٹ کافی ہو چکی ہے۔ میری وزیرموصوف سے یہ گزارش ہے بلکہ میں نے انہیں ذاتی طور پر بھی درخواست کی تھی کہ بہاولپور ' چولستان کا دورہ کریں کیونکہ کافی بااثر لوگ زمین پر ناجائز قابض ہیں' جو بے زمین کاشتکار ہیں ان کو آج تک زمین نہیں ملی۔ جاگیردار اور بااثر افراد کو بار بار زمینیں ملتی جا رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ لسٹ فراہم کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی جو ڈیمانڈ ہے وہ پورا کر رہے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: ڈیمانڈ پوری نہیں ہوئی۔ مجھے لسٹ فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ visit کر لیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں معزز رکن کی دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ میں ان کے ضلع میں آؤں گا ان کے پاس ان کا مہمان بن کر ٹھہروں گا۔ ان کی شکایات چولستان کے سلسلے میں جو ہوں گی' لوکل انتظامیہ کو بلا کر انہیں پاس بٹھا کر وہاں موقع پر دور کر دوں گا۔ اس اسمبلی سیشن کے بعد

visit کر لوں گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سیشن کے بعد مہینے ڈیڑھ مہینے میں visit ہو جانے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں محکمے نے منسٹر صاحب کو misguide کیا ہے اور جس طرح محکمے نے کہا ہے ویسے ہی منسٹر صاحب نے بھی قبول کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس معزز ممبر نے یہ سوال کیا ہے نہ صرف اس کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ سوال کے جز (الف) اور (د) کے جواب میں بھی فرما رہے ہیں کہ کیونکہ مواد ضخیم ہے اور لف نہ کیا جا سکتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایوان کی میز میں اور ان کی ڈیسک میں کتنا فرق ہے؟ یہ سارا بستہ اپنے پاس رکھے ہوتے ہیں اور ایوان کی میز پر رکھنے کی بجائے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مواد بہت ضخیم ہے اس لئے یہ ایوان کی میز پر نہیں رکھا جا سکتا۔ فاضل ممبر وہاں بہاولپور جائیں اور ترقیاتی ادارہ چولستان بہاولپور جا کر اس کو چیک کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ trend غلط ہے۔ اگر ایک مواد خواہ وہ جتنا بھی بھاری تھا اگر وہ ان کی ڈیسک پر آ سکتا ہے' ان کے دفتر آ سکتا ہے تو وہ اس معزز ایوان کی میز پر کیوں نہیں آ سکتا؟ ممبر کو ادارہ چولستان جانا پڑے گا وہ تو چلے جائیں گے لیکن باقی سارا ایوان تو نہیں جائے گا۔ یا تو ایسا کریں کہ یہ سارے معزز ایوان کو وہاں پر لے جانے کا انتظام کریں اور وہاں پر ہم جا کر مواد چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! محرک مطمئن ہو گئے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ visit کر لیں اور اجلاس کے بعد کوئی تاریخ متعین کر لیں۔

وزیر کالونیز، جی' ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آئندہ ذرا احتیاط کیا کریں۔ جو ریکارڈ آپ کے پاس آ جاتا ہے وہ ایوان کی میز پر بھی آنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، آئندہ نہیں 'ابھی احتیاط کریں۔ آئندہ تو ان کے سوالات کی باری شاید ڈیڑھ سال بعد آئے گی۔ ابھی یہ احتیاط کریں اور جو لسٹ ان کے ڈیسک پر موجود ہے اسے ایوان کی میز پر رکھیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پھر تو اس کی کاپیاں کروانی پڑیں گی۔ ان کے پاس ایک ہی کاپی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، ایک ہی کاپی رکھ دیں۔ اس کاپی سے ممبر استفادہ کرلیں گے۔ آپ یہ دیکھیں کہ یہ لسٹ 5784 افراد کی ہے۔ اب 5784 افراد کے نام کتنے پیپرز پر آئیں گے؟

جناب سپیکر، رانجھا صاحب! آپ کے پاس ایک ہی کاپی ہے؟

وزیر کالونیز، جی' ایک ہی کاپی ہے وہ بھی ہم نے پرانے ریکارڈ سے نکالی ہے۔ معزز ممبر یا کوئی بھی دوست دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر، اگر کوئی دوست اس ریکارڈ کو دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ لے۔ کیونکہ ایک ہی کاپی ہے اگر وہ ایوان کی میز پر رکھ دیں گے تو ان کے پاس نہیں رہے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، پھر یہ کیا بات ہوئی؟

جناب سپیکر، کم از کم دو ہونی چاہئیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ کے لئے کم از کم دو کاپیاں ہونی چاہئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جس بات کا آپ نوٹس لے رہے ہیں اس کو ابھی سے شروع کریں یہ بہتر عمل ہے۔ اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھوائیں تاکہ ممبر اس کو دیکھ سکیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس کو کاپی کرواتے کرواتے question hour گزر جائے گا۔ رانجھا صاحب! اس کے کتنے صفحے ہیں؟

وزیر کالونیز، یہ بہت بڑی کاپی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، آج رکھوا دیں۔ کیونکہ اگلے بدھ کو اس پر بحث ہونی ہے۔ اگر یہ بات سامنے آتی کہ چولستان میں الاٹمنٹس میں کوئی گھپلا ہوا ہے تو اس پر بات ہو سکے گی۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! سیشن کے بعد آپ اس کی ایک کاپی کروا کر اپوزیشن لیڈر کے کمرے میں بھجوا دیں۔

وزیر کالونیز، آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ یہ سوال چونکہ dispose of کر چکے ہیں۔ رانا صاحب جو فرما رہے ہیں ہم کوشش کریں گے کہ ان کی تسلی کے لئے اس سوال کے جواب کی تفصیل کی کاپی فراہم کر دیں۔ کیونکہ جب بحث ہونی ہے تو اس وقت بے شک آپ اس پر بھی بات کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی معاملہ اس معزز ایوان میں آ جاتا ہے تو پھر اس کو ایوان میں ہی settle ہونا چاہیے۔ ہمیں پتا ہے کہ میاں مناظر علی صاحب بڑے genius آدمی ہیں' ایماندار ہیں۔ یہ بڑے accurate قسم کے جواب دیتے ہیں اور یہ ان کو satisfy بھی کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ سے یہ درخواست ہے کہ جو بات ایوان میں آ جائے وہ ایوان میں حل ہو۔ سوال یہ ہے کہ دو سال بعد یہ سوال آیا ہے تو چاہیے یہ کہ اس کا فیصلہ اس ایوان میں ہی ہو' نہ کہ یہ باہر فیصلہ ہو۔

جناب سپیکر، یہ محرک کی ڈیمانڈ تھی۔ انہوں نے کہا کہ موقع پر visit کر کے کوئی فیصلہ کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! یہ تو آپ نے انہیں کہا ہے اور انہوں نے رواداری کے ساتھ کہا ہے کہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ان کی ڈیمانڈ یہ تھی کہ منسٹر صاحب ادھر چلے جائیں۔

جناب ارشد محمود بگو، یہ نہیں تھی۔ منسٹر صاحب نے offer کی ہے اور انہوں نے offer منظور کر لی ہے لیکن میری درخواست ہے کہ جو معاملہ ہاؤس میں آ جائے اس کو ہاؤس میں ہی settle کرنے کی کوشش کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو نمبر دو پر سوال تھا اور اس سوال کے حوالے سے بھی ہے کہ لسٹوں کی بات بہت ضخیم ہے اور میز پر نہیں رکھی جا سکتی۔ میں اس حوالے سے آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ جس طرح کا اب trend شروع کیا جا رہا ہے اس کو تو سب منسٹر ایک مثال بنا لیں گے اور جو بھی مشکل سوال ہو گا اس حوالے سے کہیں گے کہ بڑی لمبی تفصیل ہے رکھی نہیں جا سکتی۔ معزز ممبر کو ہم مطمئن کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! وہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جو لمبی تفصیل ہے اس کی بھی کم از کم دو کاپیاں ہاؤس کو مہیا کی جائیں اور انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیونکہ یہ سوال بہت اہمیت کا حامل ہے۔ بہت سارے حقائق اس حوالے سے میں ایوان میں بھی پیش کروں گا کہ چولستانیوں کو نظر انداز کر کے جرنیلوں کو وہاں پر زمینیں الاٹ کی گئی ہیں اس لئے یہاں پر تفصیل نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد، سوال نمبر 2051۔

پاکپتن میں صوبائی اور وفاقی حکومت کی اراضی اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*2051۔ چودھری جاوید احمد، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع پاکپتن میں صوبائی اور وفاقی حکومت کا رقبہ کتنا اور کس کس جگہ واقع ہے ان پر کون کون افراد قابض ہیں اور کب سے۔ اجتماعی عوامی مفاد میں اس رقبہ کو حاصل کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؛

(ب) ضلع پاکپتن شریف میں محکمہ مال کے کتنے ملازمین کے خلاف زیر دفعہ 6/3 کے تحت کارروائی ہوئی ہے اور کب تک؛

(ج) کیا ای۔ڈی۔او (آر) کو چھاپے مارنے کا اختیار ہے' کیا وہ اپنا اختیار اپنے ماتحتوں کو منتقل کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور

(د) ضلع پاکپتن کے ای۔ڈی۔او (آر) نے اس سلسلے میں کتنے پرچے درج کروائے ہیں اور ان پر کیا کارروائی ہوئی ہے؛ کیا یہ اختیار جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس نہیں ہے؛

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع پاکپتن میں وفاقی حکومت کا رقبہ نہ ہے۔ صوبائی حکومت کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ بقایا سرکار	2700 ایکڑ 4 کنال 9 مرلے
2۔ چراگاہ	6420 ایکڑ 4 کنال 6 مرلے
3۔ زیر پٹہ عارضی کاشت بقایا سرکار	1403 ایکڑ
4۔ زیر پٹہ چراگاہ	5644 ایکڑ
5۔ خاص بقایا سرکار	1297 ایکڑ 3 کنال 12 مرلے
6۔ خاص چراگاہ	776 ایکڑ 3 کنال 18 مرلے
7۔ زیر قبضہ ناجائز	205 ایکڑ 4 کنال

ناجائز قابضین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ تحصیل پاکپتن 19	تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز
2۔ تحصیل عارف والا 10	پر رکھ دی گئی ہے۔

اگر کوئی رقبہ اجتماعی عوامی مفاد کے لئے درکار ہو تو اس کے لئے بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور بلا قیمت منتقل کرنے کا مجاز ہے۔

(ب) ضلع پاکپتن شریف میں عرصہ 2001-8-15 تاحال محکمہ مال کے کل 6 ملازمین کے خلاف بدعنوانی، غیر حاضری و بےضابطگی کے الزامات کے تحت زیر دفعہ 6/3 E&D رولز 1999 کارروائی کی گئی۔

(ج) ای ڈی او (آر) کو چھاپے مارنے کے اختیارات نہ ہیں اور نہ ہی ماتحتوں کو منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ تاہم محکمہ انڈسٹریز، مائنز اور منرل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی چٹھی نمبری STO (P-1)3-1/02-(PSB) مورخہ 1-7-2002 کی رو سے پٹرولیم کی مصنوعات میں ملاوٹ وغیرہ کی روک تھام کے سلسلہ میں چیکنگ کے لئے ای ڈی او (آر) کا نام تجویز کیا گیا ہے اور ماہانہ progress رپورٹ ارسال کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔

(د) گورنمنٹ کی مندکرہ بالا ہدایات کی روشنی میں ضلع پاکپتن میں کل 26 مقدمات پٹرولیم ایکٹ 44 کے تحت درج کروائے ہیں جن کی سماعت جوڈیشل مجسٹریٹ پاکپتن/عارف والا نے کی۔

کل مقدمات میں سے 11 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جرم کے مرتکب افراد کو مجموعی طور پر مبلغ 10,750 روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ 15 مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔ ان مقدمات کی سماعت کے اختیارات سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ کو حاصل ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے تمام قابض افراد کے نام مانگے تھے نہ کہ ناجائز قابضین کے مانگے تھے۔ تمام قابض افراد کے ناموں کی لسٹ مجھے مہیا نہیں کی گئی اور جو قابض افراد ہیں ان سے زر پٹہ کتنا حاصل ہو رہا ہے؟ اس سلسلے میں وزیر موصوف کچھ فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر کالونیز!

وزیر کالونیز، معزز ممبر کی بات درست ہے کہ انہوں نے جو تفصیل مانگی تھی وہ محکمہ نے پوری نہیں دی۔ ہمارے پاس اس وقت موجود ہے۔ میں معزز ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر اس سوال کو pending کر لیں تو ہم ان کو تمام معلومات دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! pending کر لیں۔

چودھری جاوید احمد، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 2412۔ جواب پڑا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص ایم۔پی۔اے کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر، جی' فرمائیں! کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جواب تو موصول ہی نہیں ہوا اور سوال table پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر صاحب!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! اس سوال کا جواب تو میرے پاس موجود ہے لیکن یہ دیر سے پہنچا ہے۔ معزز ممبر کی بات درست ہے۔ آپ اس کو pending کرلیں تو آئندہ اجلاس میں آجائے گا۔

جناب سپیکر، اس کو pending کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ اس بات کا بھی نوٹس لیں کہ یہ سوال 6/6/2003 کو پوچھا گیا تھا اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسے 17/6/2003 کو ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھجوا دیا اب پونے دو سال کے بعد بھی اس کو pending کیا جاتا ہے تو پھر ان کے محکموں کی کیا کارکردگی ہے؟ وزیر

موصوف نے جس دن سوالوں پر بریفنگ لی ہے اس دن انہوں نے ان باتوں کو کیوں نہیں پوچھا کہ ان کا جواب اگر پونے دو سال بعد بھی محکمہ نہیں دے سکتا تو پھر اس ہاؤس کی کارکردگی کیا ہو گی؟

جناب سپیکر۔ وزیر صاحب! آپ محکمے کو سختی سے ہدایت کریں کہ وہ ایوان میں بروقت جواب بھجوایا کریں۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں نے کل بات کی ہے انشاء للہ تعالیٰ میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بلال اصغر وڑائچ کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، On his behalf سوال نمبر 2670 (معزز رکن نے چودھری بلال اصغر وڑائچ کے ایماء پر دریافت کیا)

فرد جمعبندی کی آرڈنری اور ارجنٹ فیس اور دیگر تفصیلات

*2670 چودھری بلال اصغر وڑائچ، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
فرد جمعبندی کی معمول کی اور ارجنٹ فیس کیا ہے۔ نیز فرد جمعبندی معمول میں اور ارجنٹ فیس کی صورت میں کتنے دن بعد جاری کی جاتی ہے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال،

فرد کی سرکاری فیس برائے زرعی اراضی 20 روپے اور اربن اراضی 40 روپے فی کھتونی ہے۔ جہاں تک ارجنٹ نقول حاصل یا جاری کرنے کا تعلق ہے متذکرہ فیس کے علاوہ جس دن 100 روپے ارجنٹ فیس خزانہ سرکار داخل کرائی جائے گی اسی دن متعلقہ شخص کو فرد جمعبندی جاری کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ جی، ضمنی سوال۔

جناب ارشد محمود بگو۔ جناب سپیکر! اس میں پوچھا گیا تھا کہ فرد جمعبندی کی فیس کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ زرعی اراضی کی سرکاری فیس 20 روپے ہے اور اربن اراضی کی 40 روپے فی کھتونی ہے۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ اس وقت یہ صورت حال ہے کہ پٹواری کے پاس جائیں تو کھتونی کی جمعبندی کی جس طرح وہ نقل دیتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس پرانی فیس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ رشوت کا بازار ختم ہو اور حکومت کے خزانے میں کچھ جائے بجائے اس کے کہ پٹواری اپنی جیب میں رکھے۔ کیا یہ کچھ فیس بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال۔ جناب سپیکر! یہ عوام پر بوجھ ہو گا اس لئے ہم فیس بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

حاجی محمد اعجاز۔ جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز۔ جناب سپیکر! جمعبندی کی ارجنٹ فیس 100 روپے ہے ان سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا آج تک ارجنٹ جمعبندی کی نقل لینے کے لئے کوئی فیس جمع کروائی گئی ہے؟

جناب سپیکر۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال، جناب سپیکر! پورے پنجاب میں 34 اضلاع ہیں اس طرح مجھے کیا معلوم کہ کوئی ارجنٹ فیس جمع کروائی گئی ہے یا نہیں؟ ان کو پتا ہے تو مجھے بتا دیں ورنہ میں انفارمیشن لے کر بتا دوں گا۔

حاجی محمد اعجاز۔ جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جب ہم پٹوا ن کے پاس جاتے ہیں تو وہ بیس یا چالیس روپے کی بجائے چار ہزار روپے، دو ہزار روپے ڈیمانڈ کرتا ہے۔ جب یہ رقم اس کو دی جاتی ہے تب وہ اسی وقت جمعبندی بنا کر دے دیتا ہے۔ اس لئے ان کاغذوں میں اس طرح لکھنے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر تو آج تک ایک سو روپیہ بھی کسی عدالت میں یا گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع نہیں

کروایا گیا تو پھر اس کو لاگو کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر مال!

وزیر مال، اگر میرے بھائی کسی پٹواری کے پاس گئے ہیں اور اس نے ان سے کوئی زائد فیس لی ہے تو مجھے بتائیں میں اس کے خلاف ضرور ایکشن لوں گا۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! کوئی پٹواری ایسا نہیں ہے جو ہزار سے کم کسی بھی جمعبندی کا لیتا ہو۔

جناب سپیکر، وہ فرمارہے ہیں اگر آپ سے کسی نے لی ہے تو بتائیں؟

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میں اپنی ذات کی بات نہیں کر رہا۔ میں جنرل بات کر رہا ہوں اور میں اس بات کو verify کروا سکتا ہوں۔ کوئی آدمی یا وزیر موصوف میرے ساتھ چلیں تو میں انہیں verify کروا سکتا ہوں یا آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو میرے ساتھ جائے اگر وہ پٹواری دو چار ہزار روپے نہ ڈیمانڈ کرے گا تو جو سزا آپ دیں گے مجھے قبول ہو گی۔

جناب محمد وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب محمد وقاص، میں آپ کی توسط سے محترم وزیر صاحب کی توجہ اپنی تحصیل کی جانب دلانا چاہتا ہوں میرے پاس ان چار پٹواریوں کے نام ہیں جو جمعبندی دینے کے پانچ سو سے لے کر پانچ ہزار تک وصول کرتے ہیں اور اگر زرعی زمین کی جمعبندی ہو تو وہ اس پر 35/40 ہزار روپے بھی وصول کرتے ہیں اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ان پٹواریوں کا نام دے سکتا ہوں لیکن وزیر صاحب ایوان میں گارنٹی دیں کہ ان چاروں کو آج ہی ٹرانسفر کریں۔ یا ان کو سزا دیں گے میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو ثبوت بھی دوں گا۔

جناب سپیکر، آپ وزیر صاحب کو لسٹ دے دیں انشاء اللہ ایکشن ہو گا۔اگلا سوال نمبر 2672 چودھری بلال اصغر وڑائچ صاحب کا ہے --- وہ تشریف نہیں رکھتے کیا یہ سوال dispose of ہوا یا نہیں؟ اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی، سوال نمبر 2839 -

چولستان میں اراضی کی الاٹمنٹ کی زیر التواء درخواستوں کی تفصیل

*2839 محترمہ زیب النساء قریشی، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کے لئے اس وقت کتنی تعداد میں درخواستیں زیر التواء ہیں۔ حکومت ان درخواستوں پر کب تک احکامات / فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کالونیز،

چولستان میں زمین کی الاٹمنٹ کے لئے اس وقت 540 درخواستیں زیر التواء ہیں۔ یہ درخواستیں زیر کاروائی ہیں۔ بعد پڑتال ان پر فیصلہ کر دیا جائے گا۔

محترمہ زیب النساء قریشی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت 540 درخواستیں زیر التواء ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ کب سے زیر التواء ہیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ زمین کے ریٹ کیا ہیں اور یہ کن شرائط پر دی جاتی ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ کتنی زمینیں فوجی جرنیلوں کو دی گئی ہیں؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! محترمہ کے سوال کا جواب اس وقت نہیں دیا جا سکتا اس کے لئے اگر یہ نیا سوال دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میں یہ عرض کر دوں یہ زمینیں چولستانی اور مقامی لوگوں کو دی جاتی ہیں اور انہیں ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! جواب 16-10-2003 کو وصول ہوا ہے تو کیا ابھی تک درخواستیں زیر التواء ہیں؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ تقریباً 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے او باقی جن لوگوں کی درخواستیں pending ہیں دو ماہ کے اندر اندر انہیں بھی زمینیں مل جائیں گی۔ میری

گزارش ہے کہ جن سوالوں کا جواب آج یہاں موصول نہیں ہوا آئندہ بدھ جو آپ نے کالونیز ڈیپارٹمنٹ پر بحث کے لئے رکھا ہے میں ان تمام سوالوں کا جواب متعلقہ ممبر کو اس سے پہلے دے دوں گا اور اگر وہ چاہیں تو اس سوال کے سلسلے میں وہ بھی بحث میں حصہ لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر, وہ تو صرف ایک مخصوص سوال کے لئے ہے۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! ہم تمام سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بھی بات کرنا چاہتا ہے تو سوالوں کے حوالے سے کر سکتا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر، جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "بعد پڑتال ان پر فیصلہ کر دیا جائے گا" اس کا فیصلہ کب تک ہو جائے گا؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دو ماہ کے اندر اندر تمام pending درخواستوں پر عملدر آمد ہو جائے گا اور ان کو زمینیں مل جائیں گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، سوال نمبر 2867

ضلع بہاولپور میں سرکاری اراضی، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*2867۔**ملک محمد اقبال چنڑ**، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع بہاولپور میں اس وقت کتنی سرکاری زمین کس کس موضع میں ہے۔ تفصیل موضع وائز فراہم کی جائے؟

(ب) جز (الف) میں بیان کردہ کتنی اور کون کون سی سرکاری اراضی پر کون کون کتنے عرصہ سے ناجائز قابض ہیں؟

(ج) ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر کالونیز،

(الف) ضلع بہاولپور میں تحصیل وائز درج ذیل سرکاری زمین موجود ہے۔

	M	K	A
تحصیل بہاول پور	0	0	16826
تحصیل حاصل پور	10	7	28947
تحصیل احمد پور شرقیہ	8	1	13716
تحصیل خیر پور ٹامیوالی	12	7	2710
تحصیل یزمان	7	6	42748
	12	2	104949

(ب) ضلع بہاولپور کی تحصیل وائز ناجائز کاشتہ رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	M	K	A
تحصیل بہاول پور	0	0	6580
تحصیل حاصل پور	0	0	242
تحصیل احمد پور شرقیہ	1	3	1090
تحصیل خیر پور ٹامیوالی	0	0	833
تحصیل یزمان	19	5	2867
		1	11613

(ج) اکثر ناجائز قابضین نے عدالت ہائے دیوانی اور ریونیو کورٹس سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جس کی پیروی کر کے حکم امتناعی خارج کروایا جا رہا ہے اور جس میں ایسا حکم نہ ہے ان کو بے دخل کر کے رقبہ وا گزار کرایا جا رہا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! میں نے سوال میں لکھا ہے کون کون ناجائز قابض ہیں؛ انہوں نے تحصیل وار جواب دیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ کون کون لوگ ناجائز قابض ہیں؟ وزیر صاحب سے میری گزارش ہے کہ مجھے ناجائز قابضین کی لسٹ فراہم کی جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون کون

سے لوگ سرکاری زمین پر قابض ہیں؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! ہم نے ضلع بہاولپور کی تحصیل وار تفصیل فراہم کر دی ہے کہ اتنی زمین ہے اور اتنی ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ اگر وہ ان لوگوں کے نام بھی جاننا چاہیں تو میں وہ بھی بتا دوں گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! انہوں نے تحصیل بہاولپور، تحصیل حاصل پور اور تحصیل احمد پور شرقیہ کا بتایا ہے کہ اتنا رقبہ بقایا سرکار پڑا ہے لیکن میرا سوال یہ تھا کہ کون کون سے لوگ اس رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! ان کے ناموں کی تفصیل معزز ممبر کو پہنچا دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان کو ناجائز قابضین کی اتنی پردہ داری کیوں مطلوب ہے؟ جس سوال میں بھی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین کا ذکر آیا ہے تو ان کی تفصیل پیش ہی نہیں کی گئی پھر اگر سوال اٹھا ہے تو کہا گیا کہ mover کو علیحدہ تفصیل پیش کر دی جائے گی یہ ایوان کی میز پر کیوں نہیں آ رہی؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! بدھ سے پہلے پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب کے دفتر میں اور ایک کاپی معزز ممبر کو پہنچا دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے جناب سپیکر! اس میں اتنی پردہ داری والی کون سی بات ہے؟ جو ناجائز قابضین ہیں ان کے نام سامنے لائیں۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس پر پردہ ڈال رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! ابھی رانا صاحب نے کہا ہے کہ جب بھی ناجائز قابضین سے متعلقہ سوال پوچھا جاتا ہے تو محکمہ اس کو گول کر جاتا ہے۔ یہاں پر یہ exercise کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اس سے کوئی رزلٹ نکال سکیں اور ہم محنت سے جو سوال کرتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اس کو assist کرے اور ان کو پتا چلے کہ وہاں پر کون کون قابض ہے جبکہ محکمے کی حالت یہ ہے کہ(ب) جز میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ بیان کردہ کتنی اور کون سی سرکاری اراضی پر کون کون کتنے عرصے سے ناجائز قابض ہے۔ یہ بڑا clear cut سوال ہے اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ ضلع بہاول پور کی تحصیل وائز ناجائز کاشتہ رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یعنی تفصیل ناجائز تو درج ذیل ہے لیکن ان پر ناجائز قابضین کی تفصیل درج ذیل نہیں ہے اس میں اگر آپ کا محکمہ یہ کرسکتا ہے کہ جب آپ کل' پرسوں یا اگلے دن سوال پر بریفنگ لیتے ہیں اور جب محکمہ سے لوگ آئے ہوں گے اور آپ نے یہ سوال پڑھا ہوگا کہ یہاں پر ناجائز کاشتہ رقبہ کی تفصیل تو انہوں نے آپ کو بتا دی اور یہ admitted factor ہے کہ یہ رقبہ ناجائز کاشتہ ہے لیکن اس کے ناجائز کاشت کاروں کی تفصیل نہیں بتائی تو آپ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کیا ایکشن لیں گے؟ یہ ذرا فرما دیں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ mover کی بات درست ہے کہ سوال کا مکمل جواب یہاں نہیں آسکا اور میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے بات کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ یہ exercise repeate نہیں ہوگی۔ میں آپ کو اور اپنے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سوال کا جواب کم از کم مکمل تفصیل کے ساتھ well in time فراہم کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ضمنی سوال ہے جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکریہ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس سوال کے حوالے سے اور سابقہ بھی کہ اس میں تفصیل تو لکھی ہوئی ہے کہ کتنے رقبے پر ناجائز قابضین موجود ہیں لیکن اس کی فہرست نہیں دی اور جب یہ سوال put ہوا ہے کہ فہرست کو تو ایوان کی میز پر ہونا چاہئے - یہ غالی لیڈر آف دی اپوزیشن یا متعلقہ ممبر کا ہی استحقاق نہیں ہے کہ وہ ضمنی سوال کریں۔ جب ایک سوال اس ایوان میں put ہو گیا تو یہاں کے تمام معزز ممبران کا استحقاق ہے کہ وہ اس پر ضمنی سوال کر سکتے ہیں اور ضمنی سوال کرنے کے لئے ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر ہونی چاہئے۔ اب اگر پورے ایوان میں متعلقہ صرف ان دونوں کو مطمئن کرنا ہے تو یہ باقی ممبران کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ منسٹر موصوف کو یہ ہدایت کی جائے کہ ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے اور اس سے متعلقہ ہم ضمنی سوال کر سکیں کیونکہ یہ سلسلہ کوئی چھوٹا نہیں ہے۔ چولستان کے اندر بے شمار اراضی چولستانیوں کو چھوڑ کر محض جرنیلوں کو دی گئی ہیں اور وہاں پر لوگوں کا پانی کٹ کر کے جرنیلوں کی زمینوں پر جا رہا ہے تو یہ ساری تفصیلات جاننے کا ہمیں حق حاصل ہے اور یہ پنجاب کے غریب عوام اور چولستان کے غریب عوام کا custodian ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب کو کہا جائے کہ وہ فہرست ایوان کی میز پر رکھیں۔ اگر ایک فہرست لیڈر آف دی اپوزیشن کو اور ایک متعلقہ معزز ممبر کو دی جا سکتی ہے تو ایک فہرست ایوان کی میز پر کیوں نہیں رکھی جا سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل میں اور معزز ممبر کے فرمان کے مطابق ہم ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر بھی رکھ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

محترمہ نشاط افزاء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' محترمہ!

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! ہم نے ابھی تک جتنے بھی سوال کئے ہیں یا کسی معزز ممبر کی طرف سے سوال ہوتا ہے جو کہ حکومتی اداروں سے متعلقہ ہوتا ہے تو اس وقت سے وزیر موصوف یہی فرما رہے ہیں کہ یہ کاغذات ہماری میز پر پڑے ہیں' یہ ہمارے ڈیسکوں میں پڑے ہیں اور یہ ابھی فائلیں مکمل نہیں ہوئیں۔ اڑھائی سال سے زائد عرصہ حکومت کو بنے ہو گیا ہے اور دو یا اڑھائی سال بعد یہ جوابات آ رہے ہیں تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ان وزراء کے اتنے چرچے ہو رہے ہیں کہ ہماری حکومت ترقی میں تکا ڈھا رہی ہے تو ابھی تک تو یہ چند سوالوں کے جواب بھی properly نہیں دیتے تو میں یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ۔

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل نوازش دیکھتے ہیں

بات یہ نہیں ہے کہ آپ کو جواب کا پتا نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جو بات آپ کے وزراء اور سارے ممبران کے ساتھ اور سارے افسران کے ساتھ منسلک ہوتی ہے تو آپ اس کو گول کر دیتے ہیں کیونکہ حکومت وہاں سے بے نقاب ہوتی ہے۔ ابھی ابھی ایک فاضل وزیر نے کہا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! آپ اصل موضوع پر بات کریں۔ آپ کے مطابق انہوں نے وہ کہہ دیا ہے اور جیسے ڈاکٹر صاحب نے ایک پوائنٹ raise کیا تھا تو وزیر صاحب نے کہا کہ وہ ایوان کی میز پر ہوں گی اور آئندہ آپ کو اس قسم کی شکایت نہیں ہو گی۔

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ڈیپارٹمنٹ انشاء اللہ تعالیٰ حقائق کو اس معزز ہاؤس سے نہیں چھپائے گا۔ لیٹ ہونے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ ہر چیز صحیح طور پر معزز ایوان کے اندر پیش کی جا سکے اور اگر نامکمل جواب آئے تو ہم اسے دوبارہ واپس بھیجتے ہیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ اس کا مکمل جواب دے اور اسے ہاؤس کے اندر put کیا جا سکے اور معزز ایوان کے معزز لوگ اس سے استفادہ کر سکیں تو میں اپنی معزز بہن سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے بھی شعر پڑھا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فرد جمعبندی کے فارموں کی پرنٹنگ کی تفصیلات

*2672۔چودھری بلال اصغر وڑائچ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
سال 2000 سے 2003 تک محکمہ مال نے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے فرد جمعبندی کے کتنے فارم پرنٹ کروائے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

سال 2000 سے 2003 تک جمعبندی کے جو فارم ہائے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے پرنٹ کروائے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جولائی 2000 تا جون 2001	10,000/-
جولائی 2001 تا جون 2002	41,50,000/-
جولائی 2002 تا جون 2003	31,40,000/-
کل میزان	73,00,000/-

کورٹ فیس سے ہونے والی آمدن و اخراجات کی تفصیل

*2954، محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت عدالتوں میں دعوے دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس لگایا جاتا ہے اور اس طرح لامحدود آمدنی ہوتی ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال2000 تا 2002 کی آمدنی و اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس وقت عدالتوں میں دعویٰ دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس لگا رکھی ہے۔

(ب) کورٹ فیس کی مد میں آمدنی و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل آمدن برائے مالی سال 2000 تا 2002

(I) تفصیل آمدن برائے سال 2000 تا 2001	24,87,10,085
(II) تفصیل آمدن برائے سال 2001 تا 2002	24,59,52,927
اخراجات برائے مالی سال 2000 تا 2001	
015 پرنٹنگ چارجز	60,00,000
016 کمیشن برائے اشٹامپ فروش	8,18,720
کل میزان	68,18,720
اخراجات برائے سال 2001 تا 2002	
015 پرنٹنگ چارجز	66,95,000
016 کمیشن برائے اشٹامپ فروش	5,16,864
کل میزان	72,11,864

حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا مسئلہ

*2956۔ محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
کیا حکومت ضلع اوکاڑہ میں حویلی لکھا کو تحصیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال،

ضلع اوکاڑہ میں حویلی لکھا کو تحصیل کا درجہ دینے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ تاہم وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر حویلی لکھا کو سب تحصیل بنانے کی تجویز آخری مراحل میں ہے اور کچھ دنوں میں اس کا نوٹیفکیشن جاری کیا جانا متوقع ہے چونکہ حویلی لکھا کو تحصیل کا درجہ دینے کی کوئی تجویز دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی ہے لہذا ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

چک نمبر 305/H.R فورٹ عباس' چراگاہ کی اراضی پر ناجائز قبضہ اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3157۔ محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 305/HR تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر میں گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سے مغرب کی جانب تقریباً دو ایکڑ اراضی برائے چراگاہ موجود ہے۔ جس پر گاؤں کے لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؛

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ زمین کو واگزار کروانے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' نہیں تو وجوہات کیا ہیں۔ نیز اراضی کی مکمل تفصیل اور قابضین کے نام بھی تحریر کئے جائیں۔ قابضین کے خلاف کی گئی قانونی کارروائی سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؛

وزیر کالونیز:

(الف) چک نمبر 305/HR میں مستطیل نمبر 23 کیلہ نمبر 24 میں رقبہ چار کنال پر گورنمنٹ گرلز سکول کی عمارت ہے۔ دو کنال پر ڈیرہ نمبرداری تعمیر ہے جبکہ 2 کنال بنجر قدیم ہے۔ ایک کنال 15 مرلہ پر مسجد کی عمارت ہے۔ 6 کنال 15 مرلے غیر ممکن بہ ہے۔ اس طرح کیلہ نمبر 21,22 بجانب غرب مالکان اراضی کو تقسیم شدہ ہے۔ جب کہ کیلہ نمبر 23,24 علی محمد، محمد افضل نمبرداران کو نمبرداری گرانٹ پر تقسیم شدہ ہے۔ موقع پر کوئی چراگاہ نہ ہے۔

(ب)۔ ایضاً۔

کوٹ دونی چند لاہور۔ سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3158۔ محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی۔ٹی روڈ لاہور بھسین کے علاقہ موضع کوٹ دونی چند میں 222 کنال اراضی جو کہ وفاقی حکومت کی ملکیت تھی۔ اور پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے نام منتقل کی گئی تھی؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد ظفر نامی شخص نے 76-1975 میں جعلی دستاویزات کے ذریعے، بوگس انتقال اور مثل حقیقت میں اندراج کے ذریعے متذکرہ اراضی اپنے نام منتقل کروا لی تھی؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی کے جعلی انتقال میں متعلقہ پٹواری، قانونگو، نائب تحصیل دار اور تحصیل دار کی معاونت شامل تھی؛

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے متذکرہ زمین کا جعلی انتقال منسوخ کر دیا ہے اور قبضہ بھی منتقل ہو گیا ہے' اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں۔ نیز متعلقہ عملہ کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل کے علاقہ موضع کوٹ دونی چند میں رقبہ تعدادی 222K وفاقی حکومت کی ملکیت تھی نیز بمطابق ریونیو ریکارڈ رقبہ ہذا پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے نام منتقل نہ ہوا ہے۔

(ب) اس بارے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ محمد ظفر نامی شخص نے مختلف دستاویزات کے ذریعے رقبہ ہذا اپنے نام منتقل کروایا جو کہ بحکم جناب E.D.O(R) صاحب مورخہ 28-06-2003 و حکم D.D.O(R) بذریعہ چٹھی نمبری 481 مورخہ 15-09-2003 کے تحت رقبہ تعدادی 196K-08M بحق پروونشل گورنمنٹ کے نام منتقل ہو چکا ہے نیز جہاں تک جعلی دستاویزات کا تعلق ہے۔ وہ سب رجسٹرار سے رجوع کیا جانا مناسب ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پٹواری' قانو نگو' نائب تحصیلدار کی معاونت تھی۔

(د) جہاں تک انتقال منسوخ ہونے کا تعلق ہے وہ بحکم جناب E.D.O(R) صاحب خارج ہو چکا ہے اور جہاں تک قبضہ کا تعلق ہے۔ وہ پہلے ہی پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے قبضہ میں ہے اور جہاں تک کارروائی کا تعلق ہے وہ پولیس سٹیشن تھانہ مناواں میں مقدمہ نمبر 257/2002 ذمہ دار اشخاص کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے۔

ضلع گجرات۔ 1997 سے 2003 تک زمین کاشتکاروں کو اراضی کی تقسیم کی تفصیل

*3490(A) جناب تنویر اشرف کائرہ، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1997 سے اکتوبر 2003 تک کتنی سرکاری زمین ضلع گجرات میں بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کی گئی اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

کسی بے زمین کاشتکار کو ضلع گجرات میں کوئی سرکاری اراضی سال 1997 سے اکتوبر 2003 تک تقسیم نہ کی گئی ہے۔

ضلع گجرات۔ 2001 سے 2003 زرعی ٹیکس سے آمدن کی تفصیل

*3491۔ جناب تنویر اشرف کائرہ، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
سال 2001 سے اکتوبر 2003 تک کتنا زرعی ٹیکس ضلع گجرات میں اکٹھا کیا گیا۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

جنوری 2001 سے لے کر اکتوبر 2003 تک ضلع گجرات میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں کل مبلغ

-/54,94,587 روپے وصول کئے جا چکے ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

RECOVERY POSITION OF AGRICULTURAL INCOME TAX

PERTAINING DISTRICT GUJRAT FOR THE PERIOD JANUARY,2001 TO OCTOBER,2003.

Year wise recovery position in respect of Distrcit is as under:-

SR. NO. YEAR	COLLECTION
1. January,2001 December,2001	Rs. 12,61,427/
2. January,2002 December,2002	Rs. 11,99,954/-
3. January, 2003 October, 2003	Rs. 30,33,206/-
Total	Rs, 54,94,587/-

جونیہ روڈ بازار بورے والہ۔ محصول چونگی کی عمارت پر قبضے کی تفصیلات اور حکومتی اقدامات

*3565۔ ڈاکٹر نذیر احمد منھو ڈوگر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جونیہ روڈ بازار بورے والہ میں محصول چونگی کا دفتر موجود ہے اور محصولات کے خاتمہ کے بعد وہ دفتر بند پڑا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دفتر محکمہ مال کی ملکیت ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محصول چونگیات کے خاتمہ کے بعد چند افراد نے جعلی دستاویزات پر ان پر قبضہ کی کوشش کی تھی جو کہ ناکام بنا دی گئی اور مقامی انتظامیہ نے اس وقت خود ان کے خلاف ایکشن لیا تھا؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افراد نے تحصیل کونسل بورے والہ سے ایک جعلی ایگریمنٹ کے تحت دفتر ہذا کرایہ پر لے لیا ہے حالانکہ تحصیل کونسل محکمہ مال کی ملکیتی جگہ یا دکانات لیز پر دینے کی مجاز نہ ہے؛

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پراپرٹی کمرشل ہے اور کروڑوں روپے کی ہے؛

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ جعل سازی کے ذریعہ جو افراد دوبارہ اس جگہ پر قبضہ کر رہے ہیں انہیں مقامی انتظامیہ کی آشیر باد بھی حاصل ہے؛

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ نے قبضہ گروپوں کے خلاف سخت ایکشن لینے کا حکم صادر فرمایا ہے؛

(ح) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کمرشل اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کرانے اور ان کے سرپرست انتظامیہ کے افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مال:

(الف) نمبرخسرہ 238 بلاکG برقبہ چار مرلے مجوزہ دفتر محصول چونگیات جو اب بند پڑا ہے۔

(ب) درست ہے رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے۔

(ج) چونگیات کے خاتمہ پر چند اشخاص غلام رسول وغیرہ نے قبضہ کی کوشش کی تھی ناجائز قابضان کو بحکم جناب (D.D.O(R بورے والا بیدخل کر دیا گیا تھا۔

(د) تحصیل کونسل نے کارروائی نیلامی ختم کر دی تھی۔ یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل محکمہ مال کی ملکیتی جگہ کسی کو کمرشل لیز پر دینے کی مجاز نہ ہے۔

(ہ) پراپرٹی زیر بحث کمرشل ہے اور مطابق یارڈ سنک قیمت بازاری -/30,00,000 (تیس لاکھ روپے) کی مالیتی ہے۔

(و) مطابق رپورٹ تحصیلدار بورےوالہ تین افراد 1۔ وزیر علی ولد نور محمد ذوگر' 2۔ غلام رسول ولد عبدلعزیز قوم ملک' 3۔ امانت علی ولد محمد شریف قوم بھٹی سامان کریانہ رکھ کر قابض ہوئے جنہیں بیدخل کر کے تالے لگائے گئے تھے۔ مندرجہ بالا اشخاص نے تالہ جات توڑ کر اپنا سامان کریانہ دوبارہ رکھ لیا۔

(ز) یہ درست ہے لیکن ناجائز قابضان کے خلاف دوبارہ کارروائی اس بناء پر نہ کی جا سکی کہ انہوں نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن نمبر 8459/2002 غلام رسول وغیرہ بنام تحصیل ناظم وغیرہ دائر کی ہوئی ہے جو کہ زیر سماعت ہے جس کی پیروی ٹی۔ایم۔اے بورے والہ کر رہی ہے۔

(ح) عدالت عالیہ سے فیصلہ ہونے پر ناجائز قابضین کے خلاف مزید کارروائی بمطابق قانون و قواعد عمل میں لائی جائے گی۔

رقبہ واقع سرگودھا روڈ فیصل آباد کا سٹیٹس، مالیت اور دیگر متعلقہ تفصیل

*3697۔رانا آفتاب احمد خان ، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خسرہ نمبر 2048,2047/3,2047/1 بمقام پولیس پمپ سرگودھا روڈ فیصل آباد شہر کا رقبہ وفاقی حکومت کی ملکیت ہے۔ اگر ہاں تو کس کے حکم، قانون اور کب یہ رقبہ پرائیویٹ لوگوں کو ٹرانسفر کیا گیا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رقبہ ٹرانسفر کرنے کے بارے میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) فیصل آباد نے کوئی رپورٹ کی تھی اگر ہاں تو اس کی سفارشات کیا ہیں اور کیا ان سفارشات پر عمل کیا گیا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(ج) مذکورہ پراپرٹی کا رقبہ اس کی مالیت اور موجودہ سٹیٹس کیا ہے اور کیا فراڈ کنندگان کے خلاف کوئی پرچہ درج ہوا ہے۔ اگر ہاں تو کب، تفصیل بیان کی جائے؛

وزیر مال،

(الف) خسرہ نمبر 2048'2047/3' 2047/1' واقع چک نمبر 212۔ر ب فیصل آباد شہر کا رقبہ 20 کنال 10مرلے مطابق ریکارڈ مال ہے جو کہ ملکیتی کندن لعل ولد گوپال داس (کھتری) غیرمسلم کی ملکیت تھا اور قیام پاکستان سے قبل ہی اربن ایریا میں شامل تھا۔ تقسیم ملک کے بعد رقبہ پر محمد ابراہیم ولد کوڑا قابض تھا۔ جس نے بروئے شراکت نامہ چراغ دین اور محمد دین کو شامل کیا اور یہ شراکت نامہ ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر اربن نے مابین فریقین مورخہ 28-11-1960 منظور کیا اور الاٹمنٹ کی۔ ریکارڈ کے مطابق الاٹیاں کے پی ڈی ذی جاری ہونا نہ پایا جاتا ہے۔ انہوں نے عدالت دیوانی سے ڈگری حاصل کر کے موجودہ قابضین کو فروخت کر رکھا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ رقبہ ہذا کی نسبت ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) فیصل آباد کو شکایت موصول ہوئی کہ دیگر شخص منظور احمد وغیرہ نے رقبہ متذکرہ بالا کو رجسٹر آر۔ایل۔ ٹو پر غیر قانونی طور پر الاٹ کروا لیا ہے جس پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے انکوائری کی اور درخواست کو درست قرار دیتے ہوئے قصور واران کے خلاف کارروائی کے لئے تجویز کیا۔ مگر عدالت عالیہ لاہور سے دائر شدہ رٹ پٹیشن نمبر 117-R/2000 میں مورخہ 23-10-2000 کو عدالت عالیہ نے حکم امتناعی جاری کیا۔ بدیں وجہ کیس ہذا میں کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکی ہے۔

(ج) پراپرٹی متذ کرہ کا رقبہ 20 کنال 10مرلے ہے جس کی مالیت مطابق موجودہ شیڈول 4,04,000/- روپے فی مرلہ ہے۔ رقبہ اندرون حدود کارپوریشن اور کمرشل نوعیت کا ہے۔ حکم امتناعی متذ کرہ کی بناء پر قصور واران کے خلاف کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکی ہے۔

گورنمنٹ کلیات البنات کالج ۔برائے خواتین لاہور کو ٹوٹل ملکیتی رقبہ کی منتقلی کا مسئلہ

*3699:جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خسرہ نمبرات 2590,2589,2588 اور 3808 واقع پراپرٹی پہلے رائے بہادر لال ٹرسٹ کی ملکیت تھی جس پر ووکیشنل کالج برائے خواتین لیک روڈ لاہور قائم تھا اور جس کے کچھ حصہ پر چند افراد نے قبضہ کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعلیمی اداروں کی نیشنلائیزیشن کے بعد متعلقہ ٹرسٹ کی پراپرٹی حکومت پنجاب کی ملکیت بن گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ میں سے 32 کنال 8مرلہ اور 214مربع فٹ کالج کے نام 1939 سے انتقال شدہ ہے اور محکمہ مال پنجاب نے مورخہ 7/9/2001 کو اس رقبہ کی نشان دہی بھی کر دی تھی۔ لیکن تمام رقبہ گورنمنٹ کلیات البنات کالج برائے خواتین لنک روڈ لاہور کی انتظامیہ کے حوالے نہیں کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کے رقبہ پر غیر قانونی قابض افراد نے اس پر ایک سکول/ کالج قائم کیا ہوا ہے؟

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے اور ان افسروں/ اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے تمام رقبہ مذکورہ کالج کے حوالے کرنے میں نااہلی کا ثبوت دیا؟

وزیر مال:

(الف) نمبرخسرہ 2589 کی حد تک درست ہے کہ بموجب ریونیو ریکارڈ موضع لاہور خاص تحصیل سٹی نمبران خسرہ 2589 رقبہ تعدادی (32K-8M-214sft) ملکیتی ٹرسٹ رائے بہادر پروفیسر موہن کالج بااہتمام مرکزی حکومت اور خانہ کاشت میں مقبوضہ مالک کا اندراج ہے۔ جس پر گورنمنٹ کلیۃ البنات ڈگری کالج برقبہ (8k-19m-105sft)، گورنمنٹ مدرسۃ البنات ہائی سکول (6K-1M-46sft) جونیئر کیمرج انگلش میڈیم سکول برقبہ (12K-2M-51SFT) نیز گورنمنٹ پرائمری سکول برقبہ (5K-4M-74sft) کا قبضہ ہے۔ نیز گیارہ مرلے کی کمی بوجہ جدید انتزاع بوقت نشان دہی واقع ہوئی ہے جب کہ بموجب ریونیو ریکارڈ نمبر خسرہ 2588برقبہ (4M-20sft) ملکیتی صوبائی حکومت اور خانہ کاشت میں مقبوضہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر کا اندراج ہے۔ لیکن موقع پر مذکورہ تعلیمی اداروں کا مقبوضہ و حصہ ہے۔ (نقول جمعبندی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) نیز نمبر خسرہ 3808 موضع مزنگ ملکیتی کرسچن میوچل انشورنس کمپنی مالک و قبضہ ہے۔ (جمعبندی کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) نیز حکم انتقامی بروئے رپٹ نمبر 1020 مورخہ 3-7-2000 بعدالت چیئرمین متروکہ وقف املاک بورڈ ذیلی

ایڈمنسٹریٹر متروکہ املاک ضلع لاہور بنام مدرستہ البنات بذریعہ عبدالحئی حیدر، محکمہ بحالیات بذریعہ ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر فرید کورٹ ہاؤس پنجاب، دعویٰ زیر دفعہ 10,8 ایکٹ13 سال 1975، بابت قرار دیئے جانے متروکہ وقف منسوخی زیر سماعت ہے۔ رپٹ روزنامچہ واقعاتی ایوان کی میز رکھ پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) غلط ہے۔ بلکہ مطابق ریونیو ریکارڈ نمبرخسرہ2589 کی ملکیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ اندراج ملکیت بدستور ٹرسٹ مذکورہ کے نام چلا آ رہا ہے۔ جبکہ نمبران خسرہ2590,2588 پہلے ہی صوبائی حکومت کی ملکیت ہیں اور نمبرخسرہ3808 کے غلہ ملکیت میں کریچن میوچل انشورنس کمپنی لاہور کا اندراج ہے۔(جمعبندی کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) غلط ہے۔ نمبرخسرہ 2589 برقبہ (32k-8m-204sft) بروئے ریکارڈ محکمہ مال زیر کار بدستور ٹرسٹ برائے بہادر مذکور کے نام ملکیت قائم ہے۔ مذکورہ بالا رقبہ کا انتقال بحق کالج نہیں ہوا۔ تاہم یہ درست ہے کہ بردرخواست پرنسپل کلیات البنات ڈگری کالج 15 لیک روڈ لاہور مورخہ2001-9-7 متذکرہ رقبہ کی نشاندہی کی گئی جس کے بعد قبضہ کی کارروائی کرانے کی بابت پرنسپل مذکورہ نے کوئی باضابطہ مطابق قواعد تحرک نہ کیا نیز قبضہ دلانے سے پہلے ملکیت ثابت کرنا لازمی ہے۔ مگر بروئے ریکارڈ تاحال متعلقہ کالج کے نام بھی ملکیت تبدیل نہ ہوئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ نمبرخسرہ مذکور پر رقبہ بقدر(12k-2m-51sft) کی حد تک عبیدالحق صدر انجمن مدرستہ البنات جونیئر کیمبرج انگلش میڈیم سکول قابض ہے۔

(ہ) خسرہ نمبر 2589 کے جزوی رقبہ تعدادی(12K-2M-51sft) جونیئرکیمبرج سکول کے قابض عبیدالحق نے دوران نشاندہی موقع پرنقولات ٹی او رٹ پٹیشن پیش کیں جس کے مطابق ٹی او نمبری002038 جاری شدہ بنام عبیدالحق صدر انجمن مدرستہ البنات جاری ہوا جو بعد از چیئرمین صاحب وقف املاک نے مورخہ 98-12-8 کو ٹی او مذکور خارج کر دیا جس حکم کے خلاف عبیدالحق نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبری1420/2000

دائر کر رکھی ہے۔ رٹ پٹیشن کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ رٹ پٹیشن کے فیصلے سے پہلے قابضین مذکور کو قانونی یا غیر قانونی قابض نہیں کہا جا سکتا اس بارے میں عدالت عالیہ کے فیصلے میں ہی تعین ہو گا۔ نیز بمطابق رپورٹ عملہ فیلڈ رٹ پٹیشن تاحال زیر سماعت ہے۔ چونکہ تاحال رقبہ مذکور مطابق ریکارڈ کالج کے نام نہ ہوا ہے اور نہ ہی اس کی بیدخلی کا تاحال کوئی حسب ضابطہ تحرک ہوا۔

پی پی۔ 118، منڈی بہاؤالدین، پٹواریوں سے متعلقہ تفصیلات

*3904: جناب فضل احمد رانجھا، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبائی حلقہ پی پی۔ 118 منڈی بہاؤالدین میں پٹوار خانوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) سال جنوری 2000 تا دسمبر 2003 کون کون سے پٹواری متعلقہ حلقہ میں تعینات رہے؟

(ج) کون کون سے پٹواری تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی حلقہ میں تعینات رہے ہیں؟

(د) کتنے پٹواریوں کے پاس متعلقہ حلقہ میں ایک سے زائد حلقہ جات ہیں اور کون سا پٹواری کس کس حلقہ کا انچارج ہے۔ تفصیل مہیا کریں؟

(ہ) جنوری 2000 تا دسمبر 2003 کس کس پٹواری کے خلاف انٹی کرپشن میں درخواستیں ہیں اور سول کورٹس و ہائی کورٹ میں کیس ہوئے ہیں۔ ان کے نام، موجودہ تعیناتی اور محکمہ مال نے متعلقہ پٹواریوں کے خلاف جو کارروائی کی۔ اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر مال:

(الف) صوبائی حلقہ پی پی۔ 118 منڈی بہاؤالدین میں پٹوار خانوں کی تعداد 15 ہے۔

(ب) جنوری 2000 تا دسمبر 2003 متعلقہ حلقہ جات میں 71 پٹواری تعینات رہے ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درج ذیل پٹواری ایک ہی حلقہ میں تین سال سے زائد عرصہ تک تعینات رہے ہیں۔

نمبر شمار	نام پٹواری	نام حلقہ
1۔	جاوید اقبال	بھویا حسن
2۔	محمد عارف اقبال	گھوکا نوالی
3۔	نذیر احمد	بھیرو وال
4۔	محمد عارف	موسیٰ کلاں
5۔	محمد ریاض	جسووال
6۔	فتح محمد	لاکھا

(د) درج ذیل پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات ہیں۔

نام پٹواری	نام حلقہ	اضافی حلقہ
غلام رسول	چک مانو	سیرے
محمد انور	پھاپیہ	فرخیپو رنو
مقبول احمد	بھیکھو	جا گو کلاں
محمد عارف اقبال	گھوکانوالی	کالا شادیاں
علی اصغر	ہر دو ہڑ کہ	ٹھکر کلاں
نذیر احمد	بھیروال	وریام اور کوکارہ
مدثر عباس	موسیٰ خورد	کفب کلاں اور بھنڈ کیفہ
عبدالستار	چیتو	بجہ گور

(ہ) جنوری 2000 سے دسمبر 2003 تک 4 پٹواریوں کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں درخواستیں موصول ہوئیں اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام پٹواری	موجودہ تعیناتی	تفصیل و محکمانہ کارروائی
محمد عارف	پٹواری اشتمال	محمد جمیل نامی شخص نے پٹواری مذکور کے خلاف درخواست دی کہ اس پٹواری نے جعلی مختار نامہ بنا کر جمیل کی اراضی تعدادی 25 کنال فروخت کر دی۔ جس پر اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو پھالیہ نے انکوائری کی اور رپورٹ کی کہ پٹواری مذکور کے خلاف جرم ثابت نہ ہوتا ہے۔
منشی محمد اسلم	حلقہ دھنی کلاں	امان اللہ ولد محمد نواز نے مذکورہ پٹواری کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں درخواست گزاری ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو پھالیہ نے انکوائری کی اور رپورٹ دی کہ مدعی درخواست کی پیروی نہ کرنا چاہتا ہے اور درخواست داخل دفتر کر دی گئی ہے۔
محمد اسلم	حلقہ قادر آباد	درخواست سرکل آفیسر محکمہ انٹی کرپشن منڈی بہاؤالدین میں زیر سماعت ہے اور محکمانہ انکوائری بھی دفتر جناب ای ڈی او ریونیو منڈی بہاؤالدین میں زیر سماعت ہے۔
محمد عارف اقبال	گھوگانوالی	۔ایضاً۔

سول کورٹس اور ہائی کورٹ میں کوئی کیس نہ ہے۔

موضع شادی خان منڈا، تحصیل کوٹ ادو کے اشتمال اراضی کا مسئلہ

*3918۔جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع شادی خان منڈا، تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کی زمین کا اشتمال نہیں ہوا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ موضع کا اشتمال اراضی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مال،

(الف) موضع شادی خان منڈا تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کی کارروائی اشتمال زیر کار ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر اشتمال مظفر گڑھ ا یہ موضع شادی خان منڈہ کا کل رقبہ 16211 ایکڑ ہے۔ یہ رقبہ دو صورتوں پر مشتمل ہے۔

حد بستہ	شاملات
1328۔ ایکڑ	14883۔ ایکڑ

چونکہ دیہہ ہذا کا غالب رقبہ شاملات پر مشتمل ہے۔ بناء بریں اس موضع کے اشتمال کرنے میں مشکلات ہیں۔ اندریں حالات امید کی جا سکتی ہے کہ موضع ہذا کا اشتمال تقریباً اندر دو سال میں ختم ہو جائے گا۔

محکمہ مال جھنگ۔ ایک ہی جگہ عرصہ تین سال سے زائد تعینات اہلکاران کی تفصیل اور حکومتی اقدامات

*3937۔جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق محکمہ مال کا کوئی بھی ملازم ایک سیٹ پر تین سال سے زائد عرصہ تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع جھنگ میں محکمہ مال کے بے شمار ملازمین خصوصاً پٹواری عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب بھی اثبات میں ہے تو ان ملازمین کی مکمل تفصیل مع نام، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(د) اگر درج بالا جزو ہائے کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت قانون کی اس خلاف ورزی پر کیا ایکشن لے گی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے کہ ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کوئی بھی ملازم ایک سیٹ پر تین سال سے زائد عرصہ تک تعینات نہیں رہ سکتا۔ حکومت پنجاب کی جانب سے بروئے مراسلہ نمبری SOVI(L.G)2-230/97 مورخہ 12-3-2003، 3SI.16-14/95 مورخہ 12-4-2003 اور SI.16-14/95 مورخہ 30-6-2003 تبادلہ جات پر تاحکم ثانی پابندی عائد ہے۔ اس لئے اہلکاران / عملہ مال جو تین سال کے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کو تبدیل نہیں کیا سکا۔

(ب) جز(الف) میں مکمل وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) مطابق آمدہ جواب ضلعی انتظامیہ زائد از عرصہ تین سال ایک ہی جگہ پر تعینات رہنے والے پٹواریوں کے نام، جگہ تعیناتی، عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب کی جانب سے تبادلہ جات پر پابندی ختم ہونے پر متعلقہ اہلکاران / عملہ فیلڈ کو فوری طور پر دوسری جگہ تعینات / تبدیل کر دیا جائے گا۔

ضلع قصور، سرکاری زرعی اراضی اور الاٹمنٹ کی تفصیل

*3956، رانا سرفراز احمد خان، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع قصور میں کتنی سرکاری زرعی اراضی موجود ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سرکاری رقبہ کن کن افراد کو گزشتہ 5سالوں میں الاٹ ہوا ہے؟

(ج) اگر کوئی سرکاری اراضی خالی پڑی ہے تو اسے کیوں زیر کاشت نہیں لایا جا رہا ہے۔ وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کالونیز،

(الف) ضلع قصور میں 5143۔ ایکڑ سرکاری زرعی اراضی موجود ہے۔

(ب) درج ذیل 4 افراد کو گزشتہ 5سالوں میں سرکاری رقبہ الاٹ کیا گیا۔

1۔ غلام فاطمہ بیوہ محمد رفیق	52 کنال 2مرلہ
2۔ محمد اکبر ولد محمد بخش	33 کنال 15مرلہ
3۔ محمد سرور ولد جلال دین	
4۔ سردار خان ولد اروڑہ	12 کنال

(ج) محکمہ مال نے سرکاری اراضی پٹہ پر دینے پر سال 1999۔ سے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے رقبہ زیر کاشت نہیں لیا جا رہا ہے۔

ضلع قصور۔ تعینات قانون گو، پٹواریوں اور دیگر متعلقہ تفصیل

*3957۔رانا سرفراز احمد خان، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے قانون گو اور پٹواری تعینات ہیں اور کتنی سیٹیں خالی ہیں؟

(ب) گزشتہ 4 سال کے دوران کتنے اہلکاران مال کے خلاف فراڈ اور بدعنوانی کی شکایات موصول ہوئیں اور ان کے خلاف کیا کیا اقدامات کئے گئے۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال،

(الف) ضلع قصور میں پٹواری اور قانونگوئی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پٹواری محال

تحصیل	منظور شدہ اسامیاں	پُر اسامیاں	خالی اسامیاں
قصور	104	95	9
چونیاں	60	52	8
پتوکی	50	47	3
میزان	214	194	20

پٹواری اشتمال

تحصیل	منظور شدہ اسامیاں	پر اسامیاں	خالی اسامیاں
قصور	14	8	6
چونیاں	10	5	5
میزان	24	13	11

قانونگو

	منظور شدہ اسامیاں	پر اسامیاں	خالی اسامیاں
مال	27	17	10
اشتمال	7	1	6
میزان	34	18	16

(ب) گزشتہ چار سال کے دوران فراڈ اور بدعنوانی کی شکایت پر کئے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ 43پٹواریوں کے خلاف فراڈ اور بدعنوانی کی شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 19 کے خلاف کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور 24 کے خلاف ہو رہی ہے۔ ان میں سے 11 کو ملازمت سے برخاست کیا گیا 5 کی سالانہ ترقی روکی گئی ہے اور 3 کو آئندہ محتاط رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے۔

2۔ 2قانونگو کے خلاف فراڈ بدعنوانی کی شکایات موصول ہوئیں۔ ان میں سے ایک کو ملازمت سے برخاست کیا گیا ہے' دوسرے کی سالانہ ترقی روک دی گئی ہے۔

پی پی۔ 69فیصل آباد۔ پٹوار خانوں' پٹواریوں اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*3999۔ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبائی حلقہ پی پی۔ 69 فیصل آباد میں پٹوار خانوں کی تعداد بیان فرمائیں۔ ان میں کون کون سے پٹواری تعینات ہیں۔ اگر عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے تو ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مال،

صوبائی حلقہ پی۔پی 69 فیصل آباد میں پٹوار خانوں کی تعداد تین ہے اور درج ذیل پٹواری تعینات ہیں۔

نام پٹواری	حلقہ	تاریخ تعیناتی
1۔ رانا ظفر خان	224 ر ب	22-3-2001
2۔ عبدالغفار	225 ر ب	1-10-2000
3۔ اسلم جاوید	223 ر ب	21-11-2002

حکومت پنجاب ایس اینڈ جی اے ڈی نے بذریعہ چٹھی نمبری SI-16-14/95 مورخہ 12۔اپریل 2003 اور چٹھی نمبری SI-16-14/95 مورخہ 30جون 2003 ملازمین کے تبادلہ جات پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے تبادلہ جات نہ کئے جا سکتے ہیں۔

اگست 2001 تا جنوری 2004(D.D.O(R اور(D.O(R پاکپتن کی عدالتوں میں دائر مقدمہ جات کی تفصیلات

*4017،چودھری جاوید احمد، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

15۔اگست 2001 سے یکم جنوری2004 تک D.D.O(R) اور D.O(R) پاکپتن شریف کی عدالت میں کتنے کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ان کی دائری مقدمہ کی تواریخ کیا ہیں کتنے فیصلہ جات ہوئے' کتنے ابھی باقی ہیں۔ التواء کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال،

ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) پاکپتن کی رپورٹ کے مطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) پاکپتن شریف کی عدالت میں 15۔اگست 2001 سے یکم جنوری 2004 تک کے مقدمات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ کل مقدمات جو دائر ہوئے	1372
2۔ کل فیصلہ جات	1183
3۔ بقایا	189

اسی طرح ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) پاکپتن شریف کی عدالت میں 15۔اگست 2001 سے یکم جنوری 2004 تک کے مقدمات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ کل مقدمات جو دائر ہوئے	416
2۔ کل فیصلہ جات	408
3۔ بقایا	8

زیر سماعت مقدمات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مظفر گڑھ، چوک سرور شہید،
بحیثیت تحصیل قیام کی صورتحال

*4601۔جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ کو 1990 میں تحصیل کا درجہ دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اگر ہاں تو کس کے کہنے پر اعلان پر عمل درآمد روک دیا گیا تھا؟

(ب) کیا حکومت چوک سرور شہید کو تحصیل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال،

(الف) 1991 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے ایک عوامی جلسہ میں چوک سرور شہید کو ضلع مظفر گڑھ میں تحصیل کا درجہ دینے کے متذکرہ اعلان کے بارے میں وزیر اعلیٰ کے دفتر سے کوئی باضابطہ حکم جاری نہیں ہوا تھا۔

(ب) اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے باضابطہ حکم جاری ہو تو چوک سرور شہید کو تحصیل کا درجہ دینے کے لئے معاملہ پر غور ہو سکتا ہے۔

لاہور۔ پراپرٹی کی نئی مارکیٹ ویلیو سے پیدا شدہ مسائل

*4702۔ملک شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) ۔ کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں رجسٹری اور دیگر مقاصد کے لئے پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو کا ازسر نو حال ہی میں سروے کرکے قیمتوں کا تعین کیا گیا ہے؛

(ب) یہ سروے جن افسران نے کیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) اس سروے سے قبل شادی پورہ، سراج پورہ اور نصیر آباد لاہور میں زمین کی مارکیٹ ویلیو کیا تھی اور اب کیا ہے؛

(د) کیا یہ درست ہے کہ سراج پورہ، نصیر آباد جو کہ ایل۔ڈی۔اے کی حدود میں واقع ہیں کی زمین کی نئی مارکیٹ ویلیو، شادی پورہ کے علاقہ سے کم ہے جبکہ شادی پورہ کا علاقہ L.D.A کی حدود سے باہر اور بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہے؛

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شادی پورہ کی زمین کی مارکیٹ ویلیو کا تعین ازسر نو کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو کا ازسر نو سروے کر کے مورخہ 06-03-2004 کو (شہری جائیداد کی) قیمتوں کا تعین کیا گیا ہے۔

(ب) سروے ریونیو سٹاف اور سب رجسٹرار متعلقہ (ملک آفتاب مجید' گریڈ سترہ) کی زیر نگرانی کیا گیا ہے' جس کی توثیق کمیٹی مشتمل بر ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)' ڈائریکٹر' ایل۔ڈی۔اے' ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر اور سب رجسٹرار صاحبان نے کی ہے۔

(ج) اس سروے سے قبل شادی پورہ کے علاقہ میں رہائشی زمین کا کلکٹر ریٹ-/Rs,13,000 فی مرلہ اور کمرشل زمین-/Rs.42,000فی مرلہ تھا جب کہ مارکیٹ ریٹ تقریباً 50/60 ہزار روپے فی مرلہ رہائشی اور 70/80 ہزار روپے کمرشل تھا۔ سراج پورہ اور نصیر آباد کے علاقے کا کوئی کلکٹر ریٹ مقرر نہ کیا گیا ہے اور اس علاقہ کی دستاویزات دیوی پورہ کے ریٹ کے مطابق رجسٹر کی جاتی تھیں۔ جہاں تک علاقے کے موجودہ مارکیٹ ریٹ کا تعلق ہے تو موجودہ ریٹ 70/80ہزار روپے فی مرلہ رہائشی اور 90,000/1,00,000 روپے فی مرلہ کمرشل ہے۔

(د) درست ہے کہ سراج پورہ اور نصیر آباد کا ریٹ شادی پورہ کے علاقے سے کم ہے' مگر سراج پورہ اور نصیر آباد چھوٹی آبادیاں ہیں اور ان کا کوئی مخصوص ریٹ نہ تو پہلے Valuation Table جاری شدہ 9-6-99 میں تھا اور نہ ہی موجودہ ریٹ جاری شدہ 6-3-2004 میں ہے۔ البتہ ہر دو آبادیوں کو دیوی پورہ کے علاقہ کا ریٹ لگا کر دستاویزات رجسٹرڈ کی جاتی ہیں۔ شادی پورہ کا علاقہ rating area سے باہر نہیں۔

(ہ) یہ سروے تقریباً ایک سال پہلے شروع کیا گیا تھا۔ بورڈ آف ریونیو کی ہدایت کے مطابق یہ ریٹ مارکیٹ کے ریٹ سے قریب ترین ہونے کی بنیاد پر اور کمیٹی کی سفارشات پر مرتب کئے گئے ہیں اور رول 2 کے مطابق یہ ہر تین سال بعد revise ہو سکتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی فریق ریٹ کو زیادہ خیال کر کے اس کے خلاف اپیل کرنا چاہے تو زیر دفعہ 27/A(iv) اشٹام ایکٹ 1899 جناب E.D.O(Rev) کو اپیل فائل کر سکتا ہے۔

یہ ریٹس زیر دفعہ 27/A اشٹام ایکٹ موجودہ رولز منظور شدہ / نوٹیفائیڈ بورڈ آف ریونیو پنجاب کے تحت مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے جاری کرنے سے پہلے عوام سے اخبارات اور سب رجسٹرار / تحصیلداروں کے دفاتر کے باہر کاپی آویزاں / چسپاں کر کے اعتراضات طلب کئے گئے تھے اور اس ضمن میں تقریباً107 افراد سے اعتراض ملنے کے بعد مختلف ادوار میں ان اعتراضات پر بحث کی گئی اور موجودہ ویلیوایشن ٹیبل مورخہ6-3-2004 کو برائے اربن جائیداد بعد غور جاری کیا گیا تھا۔

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان، اساتذہ کو زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*4814:جناب نوید عامر جیوا، کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے teaching staff اور وائس چانسلر کو زرعی رقبہ الاٹ کیا گیا۔ الاٹیوں کے نام، عہدہ، کس جگہ اور کتنا رقبہ الاٹ کیا گیا ہے؛ مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) کس اتھارٹی کے حکم اور کن وجوہات کی بناء پر زرعی رقبہ الاٹ کیا گیا؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کے teaching staff وائس چانسلر کے علاوہ دوسرے ملازمین کو زرعی رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔ الاٹمنٹ کرنے کے لئے کیا طریق کار اپنایا گیا؛

(د) کیا حکومت یونیورسٹی کے teaching staff کے علاوہ دوسرے ملازمین کو زرعی رقبہ الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر کالونیز:

(الف) حصول اراضی ایکٹ کے تحت رقبہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے لئے حاصل کیا گیا تھا جبکہ ٹیچنگ سٹاف کو کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

جبکہ ٹیچنگ سٹاف کو کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ب) کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ج) کسی ٹیچنگ سٹاف / وائس چانسلر یا دیگر افراد کو زرعی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(د) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

تحصیل ٹیکسلا، دفتر خزانہ کا قیام

*4846، جناب محمد وقاص ، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکسلا کو تحصیل کا درجہ دیئے دس سال کا عرصہ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال یہاں پر دفتر خزانہ قائم نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے یہاں اسٹامپ پیپرز اور ٹکٹوں کا اجراء نہیں کیا جا رہا؛

(ج) محکمہ مال کب تک تحصیل ٹیکسلا میں مذکورہ سہولت عوام کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) دفتر خزانہ کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے جگہ مہیا کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔ جونہی اراضی مہیا ہو گی دفتر خزانہ کی تعمیر کے لئے ضلعی حکومت کو ہدایت جاری کی جائے گی۔

منڈی احمد آباد ضلع اوکاڑہ پٹواری کے خلاف کی گئی انکوائری کی صورتحال

*4928، محترمہ فرح اقبال خان، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد منشاء پٹواری محکمہ مال حلقہ منڈی احمد آباد ضلع اوکاڑہ نے محمد رفیق ولد شیر محمد وغیرہ اور دوسرے لوگوں سے انتقال پاس کرانے کے لئے مبلغ 300000/- وصول کئے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پٹواری نے نہ تو انتقال پاس کروایا اور نہ ہی سرکاری خزانہ میں رقم جمع کروائی؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پٹواری کے خلاف مدعی محمد رفیق نے وزیر کالونیز میاں مناظر علی رانجھا کو درخواست دی جس پر وزیر موصوف E.D.O(R) اوکاڑہ کو ایک ماہ کے اندر انکوائری مکمل کر کے رپورٹ کرنے کا حکم دیا؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انکوائری کو 6ماہ ہو گئے اور انکوائری افسر رانا شبیر احمد دیپال پور نے اپنے پاس دبا رکھی ہے اور مذکورہ پٹواری سے ساز باز کر کے بھاری رقم بطور رشوت وصول کر چکا ہے اور آج تک وہ فائل واپس نہ وزیر کو بھجوائی اور نہ ہی E-D-O ریونیو کو؛

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہےتو اس وقت مذکورہ پٹواری کے خلاف کارروائی کرنے، رقم واپس کرانے اور انتقال پاس کروا کر انکوائری آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگرنہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر مال:

(الف) درست نہ ہے۔ دوران سماعت انکوائری ہذا میں ایسی کوئی صورت حال سامنے نہ آئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کیونکہ انتقال نمبر 386 مورخہ 15-12-2003 کو حسب ضابطہ تصدیق ہو چکا ہے۔ نیز فیس انتقال بذریعہ چالان نمبر 1 مورخہ 25-11-2002 کو داخل خزانہ ہو چکی ہے۔ جھنڈی (الف) (چالان رسید) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے مگر درخواست پر اندر 15 یوم انکوائری کر کے رپورٹ کا حکم تحریر ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ انکوائری مذکورہ کو عرصہ 6 ماہ سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اس بابت وضاحت تحریر ہے کہ انکوائری آفیسر رانا شبیر احمد عرصہ دو ماہ سے کم تعینات رہے اور اسی دوران وہ رخصت پر چلے گئے اور بعد میں تبدیل ہو گئے۔ ان کے بعد successor آفیسر نے انکوائری رپورٹ مرتب کر کے دفتر ہذا میں بھجوائی ہے۔ انکوائری رپورٹ جناب E.D.O(R) صاحب اوکاڑہ کو بذریعہ ڈاک بہی نمبر 403 مورخہ 18-06-2004 ارسال کی گئی۔ اب بمطابق ہدایت D.O(R) مورخہ 23-08-2004 کو انکوائری کانتل ہو چکی ہے۔ جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور انتقال نمبر 386 مورخہ 15-12-2003 کو پاس ہو چکا ہے۔ درخواست دہندہ نے اپنے بیان میں اقرار کیا ہے کہ رقم کالین دین پٹواری سے نہ ہوا ہے۔ رقم کالین دین بائعان سے ہوا ہے۔

پی پی۔ 8 راولپنڈی، دیہاتی اراضی کے سرکاری ریٹس اور اراضی کی درجہ بندی کی تفصیل

*5081: جناب محمد وقاص، کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پی پی۔8 راولپنڈی کے ملحقہ دیہات کی زمینوں کی خرید و فروخت کے لئے سرکاری طور پر نرخوں کا تعین کیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ دیہات کی اراضی کی درجہ بندی بلحاظ (نہری' بارانی' آباد بے آباد بنجر قدیم وغیرہ) کیا ہے؟

(ج) ٹیکسلا انجینئرنگ یونیورسٹی زمین کے حصول کے لئے جو ریٹ لگا رہی ہے۔ کیا وہ مقامی مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہے؟

وزیر مال،

(الف) تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کے حلقہ پی پی-8 کے کچھ مواضعات شہری ہیں اور کچھ مواضعات دیہاتی ہیں۔ دیہاتی رقبہ کا کوئی ریٹ تعین نہ ہوتا ہے۔ شہری/ کنٹونمنٹ/ اندر حدود کمیٹی رقبہ کا ریٹ منجانب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) راولپنڈی تعین شدہ ہے۔ کنٹونمنٹ / کمیٹی ایریا کی رجسٹری ہائے بمطابق منظور شدہ ریٹ منجانب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) تصدیق ہوتی ہیں۔

(ب) سوال میں دیہات کی تفصیل فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ج) انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کے لئے قانونی حصول اراضی 1894ء کے تحت حاصل کردہ زمین کے ریٹ درج ذیل مطابق موقع منظور شدہ ہیں۔

1۔ نہری	30,500/- روپے فی کنال
2۔ چاہی	96,500/- روپے فی کنال
3۔ میرا	62,000/- روپے فی کنال
4۔ بنجر قدیم	54,500/- روپے فی کنال
5۔ غیر ممکن	12,500/- روپے فی کنال

مندرجہ بالا منظور شدہ ریٹ موقع کے مطابق مناسب اور صحیح ہیں کیونکہ زمین کی نوعیت زرعی ہے۔ اس میں سکنی یا کمرشل رقبہ شامل نہ ہے۔ زمین زیرحصول ہری پور ٹیکسلا روڈ پر واقع ہے۔ یہ حصہ زمین 2 تا 12 فٹ سطح سڑک سے نیچے واقع ہے جس کی وجہ سے یہ کمرشل یا سکنی زمین نہ ہے اور نہ ہی ملحقہ کوئی بلڈنگ یا کمرشل رقبہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

ضلع گجرات میں 1985 سے بے گھر افراد کو الاٹمنٹ اراضی کی تفصیل

205: جناب تنویر اشرف کائرہ، کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
ضلع گجرات میں حکومت نے 1985 سے اب تک کہاں کہاں بے گھر افراد کو زمینیں الاٹ کیں۔ کیا وہاں آبادیاں قائم ہوئیں اور بنیادی سہولتیں مہیا کی گئیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

حسب رپورٹ عملہ فیلڈ تحصیل گجرات میں 50 مواضعات میں بے گھر افراد کو 1894 پلاٹ ہائے الاٹ کئے گئے ہیں جن میں زندگی کی بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ!

ٹاؤن شپ لاہور میں قبرستان کی سرکاری زمین کی واگزاری

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ جناب سپیکر! میں پہلے بھی کئی دفعہ یہ وضاحت کر چکی ہوں کہ ٹاؤن شپ میں قبرستان کی سرکاری زمین کے کیس کا فیصلہ عدالت عالیہ نے دیا تھا کہ اس زمین کو واگزار کروایا جائے لیکن اس کے باوجود قابضین موجود ہیں۔ لوگوں کو قبرستان کا بڑا مسئلہ ہے کہ وہ میتوں کو کہاں لے کر جائیں؟ درحقیقت اصل قبرستان اس وقت بالکل full ہو چکا ہے اور قابضین اپنا قبضہ چھوڑ نہیں رہے جبکہ عدالت عالیہ اس کے خلاف فیصلہ کر چکی ہے۔ دوسرے نمبر پر وہاں

دوسرے قبضہ گروپ نے سڑکوں کو بند کیا ہوا ہے اور سڑکوں پر قبضے کئے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ بتائیں کہ سڑکیں کس لئے ہیں؟ ان لوگوں نے سڑکوں کے دونوں طرف قبضے کئے ہوئے ہیں اور لوگوں کو آنے جانے میں مشکلات ہیں۔ ڈاکوؤں اور چوروں سے صرف انہی لوگوں کو مشکل ہے۔ کیا پورے لاہور اور پورے پاکستان میں ڈاکوؤں اور چوروں سے مشکل نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ جن لوگوں نے سڑکیں بند کر کے ان پر قبضہ کیا ہوا ہے برائے مہربانی ان گیٹوں کو وہاں سے اتروایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! اس بارے میں کچھ وضاحت کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گیٹ سے متعلقہ بات آج کی نہیں ہے بلکہ یہ بہت پرانا مسئلہ ہے اور وہ گیٹ حکومت نے نہیں لگائے بلکہ مقامی رہائشیوں نے اپنی حفاظت کے لئے لگائے گئے ہیں اور مقامی رہائشیوں کو ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور میڈم بھی یہ مانتی ہیں کہ مقامی رہائشیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے pertain تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کر رہی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! وہ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی ہے جس کی قیادت نے باہمی مشاورت کے ساتھ اپنی حفاظت کے لئے وہ گیٹس لگائے ہوئے ہیں جو رات کو بند کر دئیے جاتے ہیں وہاں پر باقاعدہ چوکیدار ہوتا ہے۔ اگر وہاں کے لوکل رہائشیوں کی طرف سے کوئی شکایت ہو پھر تو ٹھیک ہے لیکن وہاں کے رہائشیوں کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتی ہیں کہ قبرستان کی زمین کم پڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اگر وہ کم پڑ گئی ہے تو وہاں مقامی طور پر یہ ان سے رابطہ کریں وہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بندوبست کریں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں بالکل بھی ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ جس جگہ کا آپ ذکر کر رہی ہیں وہاں کے مکینوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور وہ گیٹ رات کو بند کر دئیے جاتے ہیں اور دن

کو کھول دیئے جاتے ہیں۔ آپ منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں اور ساری تفصیل بتائیں وہ آپ کو اس معاملے میں مزید مطمئن کریں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں یہ ثابت کرتی ہوں کہ وہاں دن کے وقت گیٹ نہیں کھلتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! آپ ان کے آفس میں ان سے مل لیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب!

شاھدرہ لاہور میں تین خواتین کا دن دیہاڑے قتل

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ میری بات ایک منٹ کے لئے غور سے سن لیں۔ میرے حلقے میں کل تین خواتین کو دن دیہاڑے صبح کے دس بجے قتل کیا گیا ہے۔ وہ اپنے گھروں میں تھیں کہ ڈکیتی کی نیت سے کچھ لوگ آئے اور ان تینوں کو وہاں پر قتل کر دیا گیا میں اس حوالے سے جاننا چاہوں گا کہ صبح کے اخبار میں جو رپورٹ آئی ہے کہ پولیس ان قتل ہونے والی خواتین کو ذاتی دشمنی کا رنگ دے کر یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ اس صوبے میں سب کچھ اچھا ہے۔ یہ واقعہ بذات خود اس صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی نشاندہی بھی کرتا ہے کہ اب گھروں میں بند خواتین بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اس کو سیاسی طور پر نہ لیا جائے دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ تیس اعلیٰ قسم کی دس دس کروڑ روپے کی گاڑیاں منگوائی جا رہی ہیں اگر سارے ادارے مل کر گھروں میں بند خواتین کا تحفظ نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں قانون اور لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ یہاں سب کچھ اچھا نہیں ہے۔ میں وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا کہ جہاں ایک طرف چند افراد کی حفاظت کے لئے تین ارب روپے کی گاڑیاں منگوائی جا رہی ہیں وہاں غریب لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ خبر میں نے بھی پڑھی ہے میرے خیال میں یہ رات کا واقعہ ہوا ہے۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ خبر میں نے بھی صبح اخبار میں پڑھی ہے اور اس کے بعد میں نے ڈی پی او لاہور کو بلایا ہوا ہے وہ مجھے ابھی آکر رپورٹ دیں گے کہ اصل واقعات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے سمیع اللہ خان صاحب فرما رہے ہیں اس چیز کا تعین کرنا قبل از وقت ہے کہ وہ ذاتی دشمنی کی بنا پر ہوا ہے یا وہ ڈکیتی کی واردات تھی بہرحال جس طرح تفتیش آگے بڑھے گی اس کے اصل حقائق سامنے آجائیں گے۔ یہاں کل اسی معزز ایوان میں ایک محترمہ جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے اقلیت کی وہ ممبر ہیں انہوں نے ایک مسئلے کی طرف نشاندہی کروائی میں نے اسی وقت متعلقہ پولیس کو بھی بلوایا اور جو contention میں نے اس وقت ہاؤس میں دی تھی کہ وہ ایک sectarian واقعہ نہیں ہے بلکہ وہ زمین کا جھگڑا تھا اور وہی بات ثابت ہوئی اس کے تمام ملزمان بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اسی طرح شعیب صدیقی صاحب نے کل ایک مسئلے کی طرف نشاندہی کروائی آج پولیس کو بلوا کر اس مسئلے کو settle کیا گیا ہے۔ ابھی سمیع اللہ صاحب نے بات کی ہے میں نے ان کو پہلے سے ہی بلوایا ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں ان سے حقائق لے کر اپنے معزز بھائی کو بھی بتاؤں گا اور آپ کی خدمت میں بھی عرض کروں گا اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جیسی بھی صورتحال ہے اگر کوئی ڈکیتی کی واردات ہے پھر بھی کارروائی کی جائے گی اور اگر ذاتی دشمنی کا نتیجہ ہے تو پھر بھی انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ اب تحریک استحقاق شروع کی جاتی ہے۔ یہ تحریک جناب محمد وقاص صاحب کی کل move ہو چکی تھی اور چودھری محمد اقبال صاحب نے اس کا جواب دینا تھا اس تحریک کا نمبر 7 ہے۔ جی، محمد اقبال صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب! ایک منٹ میں آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں' جی اقبال صاحب!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ روزنامہ نوائے وقت 26 دسمبر 2004 شائع یہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرول فیصل آباد کی طرف سے ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں چودھری صاحب! تحریک استحقاق کی بات ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! تحریک استحقاق کی کوئی کاپی مجھے تو نہیں دی گئی مجھے یہ کاپی دے دیں میں جواب دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو اس وقت صورتحال ہے کہ متعلقہ وزیر جن کو آپ نے فرمایا کہ وہ جواب دیں انہیں نہ تو تحریک استحقاق کے نمبر کا پتا ہے' نہ ان کے پاس جواب تھا وہ تحریک وزیر قانون کے پاس تھی انہوں نے پھر ان کو منتقل کی ہے اب وہ اس کو پڑھ رہے ہیں پھر پڑھ کر خود سے جواب دیں گے تو میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں ایک تو آپ کو حکومتی بنچز اور وزراء صاحبان کو تنبیہہ کرنی چاہیے کہ ان کے ذمہ جو ایوان سے متعلقہ کام ہے یہ اس کی بریفنگ لے کر' تیاری کرکے آیا کریں اور دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ اسی کو بنیاد بناتے ہوئے without answer اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب بہت سینئر اور منجھے ہوئے سیاستدان ہیں میرا خیال ہے کہ پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے ان کے منجھے ہوئے سیاستدان ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے واقعی وہ ایک پرانے پارلیمنٹرین ہیں لیکن بات یہ ہے کہ یہ معاملہ ان سے متعلقہ تھا ہی نہیں یہ فائل تو وزیر قانون کے پاس تھی۔ ان کو تو پتا ہی نہیں تھا کہ یہ معاملہ ان سے متعلق ہے اب یہ معاملہ ادھر منتقل ہو گیا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ میرا سابقہ ریکارڈ ایسا نہیں ہے بلکہ جب بھی میں ہاؤس میں آتا ہوں پوری تیاری کے ساتھ آتا ہوں میں کل ہاؤس میں حاضر نہ تھا اس لئے مجھے ہاؤس کا business نہیں مل سکا میں آج ہی ہاؤس میں آیا ہوں تو میری رانے صاحب سے بات نہیں ہو سکی وہ میٹنگ میں ہیں اس لئے یہ چیزیں مجھے نہیں مل سکیں آپ میرا پچھلا ریکارڈ دیکھ لیں میں ہمیشہ تیاری کے ساتھ آیا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: I appreciate your work.
میں نے رانا صاحب سے پہلے ہی کہہ دیا کہ چودھری صاحب سے ایسا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ چودھری صاحب پہلے ہی بہت ذمہ دار ہیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر میں اس کو ایسے ہی پڑھ دوں تو یہ مناسب نہیں ہوگا لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کل جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' رانا صاحب!

مشیران و معاونین خصوصی کا اختیارات سے تجاوز

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے last session میں یہاں پر ایک issue raise کیا تھا appointment of advisors and special assistants کہ حکومت پنجاب کتنے advisors رکھ سکتی ہے اور دوسرا یہ تھا کہ کیا سپریم کورٹ کا convict پبلک آفس hold کر سکتا ہے اور تیسرا یہ کہ وہ کون لوگ ہیں جو اپنی گاڑی پر پاکستان کا جھنڈا لگانے کے مجاز ہیں؟ کیا advisor جھنڈا لگانے کا مجاز ہے' کیا سپریم کورٹ کا convict پبلک آفس hold کر سکتا ہے' کتنے advisors رکھ سکتے ہیں اور کتنے ہیں؟ سپیکر صاحب نے اس کو pending کیا تھا کہ اگلے session تک اس کا جواب آ جائے گا۔ میں وزیر قانون صاحب سے اس کا جواب چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ رانا صاحب نے یہ مسئلہ گزشتہ اجلاس میں اٹھایا تھا اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سپریم کورٹ کا conviction کہ ایڈوائزر بن سکتا ہے یا نہیں؛ تو اس کی لیگل پوزیشن کا میں بعد میں جواب دوں گا جہاں تک میری اطلاع ہے اس کے مطابق ان کی اپیل بھی pending چلی آ رہی ہے۔ بہرحال یہ ایک separate issue ہے اس پر میں کل بات کروں گا۔ جہاں تک advisor کی تعداد کا تعلق ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ میں کل اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔ تیسری بات انہوں نے flages کے متعلق فرمائی تھی تو اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ ہدایات تمام متعلقہ لوگوں کو چلی گئی تھیں کہ کون لوگ قومی پرچم اپنی گاڑیوں اور گھروں پر لگا سکتے ہیں یا نہیں تو ان کو باقاعدہ گورنمنٹ کی طرف سے instructions گئی ہیں اور ان پر implementation بھی ہو رہی ہے اور اگر کسی جگہ implementation نہیں ہو رہی تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ensure کرتا ہوں کہ implementation کروائی جائے گی۔ ویسے میں اضافی طور پر یہاں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ عدالت میں بھی چل رہا ہے اور ہائیکورٹ کے پاس انہی دونوں issues پر ایک رٹ پٹیشن pending ہے اور عدالت عالیہ کا بھی فیصلہ اس سلسلے میں آنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جو حکومت کے نوٹس میں نہیں ہے۔ حکومت نے ہائیکورٹ میں بھی اس کا جواب دیا ہے اور معزز ایوان میں بھی اس کا جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ راجہ صاحب اتنا لمبا جواب دے کر اصل سوال گول کر گئے ہیں کہ He must know کہ کتنے ایڈوائزر گورنمنٹ آف پنجاب رکھ سکتی ہے اور he is still a convict کہ نگرانی میں سپریم کورٹ کی conviction ختم نہیں ہو گئی ہے؛ تیسری چیز یہ ہے کہ آپ کے ایڈوائزرز جو فلیگ لگا رہے ہیں' اس وقت بھی اسمبلی میں وہ آئے ہیں' کیا وہ فلیگ لگانے کے authorize ہیں؛ اس کا جواب دے دیں۔ آپ کو خود ابھی پتا چل جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ ہم نے instructions جاری کی ہوئی ہیں۔ ان کی implementation ہو رہی ہے اور اگر نہیں ہو رہی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ implementation کروائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ جس دن یہ معاملہ پہلی دفعہ یہاں پر discuss ہوا تھا تو اس دن کے اور آج کے جواب میں ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں ہے۔ راجہ صاحب صرف تجربے سے ہی اب ہر چیز کا جواب دے دیتے ہیں۔ نہ اس میں کوئی briefing لیتے ہیں اور نہ ہی اس میں کوئی information لیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ convict جو ہے وہ ایڈوائزر ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا؛ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں اس کا جواب بعد میں دوں گا۔ آج سے تین ماہ قبل جب یہ معاملہ اٹھا تھا تو اس وقت بھی انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ میں اس کا جواب بعد میں دوں گا۔ دوسرا کہ کون اپنی کار پر فلیگ wave کر سکتا ہے' کون نہیں کر سکتا؛ اس کے متعلق یہی جواب ان کا آج سے تین مہینے پہلے تھا' وہی اب ہے۔ ایک ہیلمٹ کی پابندی کے لئے تو ہر سڑک پر ناکے لگ جاتے ہیں اور وہ غریب آدمی جو اپنے بچے کو -/200 روپے کی دوائی نہیں لے کر دے سکتا اسے مجبور کیا جاتا ہے کہ تم یا تو آج یہاں پر دو چار سو روپے جرمانہ بھرو یا رات حوالات میں گزارو یا دو ہزار روپے کا ہیلمٹ خریدو۔ ان کے لئے تو ہر چوک میں ناکے لگ سکتے ہیں تو جو لوگ اس ملک کے جھنڈے کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور وہ اپنے استحقاق سے تجاوز کر رہے ہیں اور ان کے متعلق یہ فرما رہے ہیں کہ ان کو instructions کر دی گئی ہیں۔ یہ بتائیں کہ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا؛ وہ لوگ جو استحقاق نہیں رکھتے وہ اسی طرح سے اپنی کاروں پر جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ یہی جواب ان کا آج سے تین مہینے پہلے تھا'

جناب سپیکر! اگر ہاؤس کی کارکردگی کا یہی معیار رہے گا تو پھر میں یہ observe کر رہا ہوں کہ یہاں پر عدم دلچسپی کا ماحول پیدا ہو گا۔ اس سے پہلے اب چودھری صاحب نے جو

بات کی ہے' چودھری صاحب کی بات بالکل درست تھی کہ وہ کل ایوان میں موجود نہیں تھے۔ اب آج آئے ہیں اور انھیں بات کرنے کا ابھی موقع نہیں ملا لیکن پارلیمانی سیکرٹریوں کی انھوں نے ایک فوج ظفر موج یہاں پر رکھی ہوئی ہے' ان کو گاڑیاں اور ہر قسم کی سہولتیں اور آفس دئیے ہوئے ہیں' وہ کس مرض کی دوا ہیں؟ اگر چودھری صاحب کل یہاں پر نہیں تھے تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری نے information کیوں collect نہیں کی اور اس کے مطابق اس نے کیوں جواب نہیں دیا؟

جناب سپیکر! اب جو بات اس ایوان میں ہوتی ہے اور یہ وعدہ کر لیا جاتا ہے کہ اگلے اجلاس میں اس کا جواب دے دیا جائے گا اور تین ماہ بعد پھر راجہ صاحب تجربے کی بنیاد پر بات کو ٹھکا دیتے ہیں اور کوئی definite بات نہیں کرتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ ان دونوں معاملات پر رولنگ دیں کہ اگر منسٹر کسی وجہ سے ایوان میں حاضر نہ ہو تو ڈیپارٹمنٹ کو پابند کیا جائے کہ وہ through پارلیمانی سیکرٹری information collect کرے اور وہ اس کا جواب دے اور راجہ صاحب کو اس بات کا پابند کریں کہ یہ صبح کل کے اجلاس میں ان تینوں باتوں پر definite information حاصل کر کے اس ایوان میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ راجہ صاحب نے اس بارے میں کافی تفصیل سے بات کر لی ہے اور آپ نے جو بات کی ہے وہ بھی ان کے نوٹس میں ہے۔ اس کے پیش نظر وہ اس سلسلے میں آپ کو مطمئن کریں گے۔ وہ یہ بات سن رہے ہیں اور ساتھ ہی آپ نے جو دوسرا پارلیمانی سیکرٹریوں کا point raise کیا ہے میں یہ ضرور کہوں گا کہ

Parliamentary Secretaries should be prepared for the answers if the Ministers are not present. They should also come well prepared in future

ایسی بات نہیں ہونی چاہیے۔ جی' گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: بڑی مہربانی۔۔۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی

تھل کے کاشتکاروں کو آبیانے کی چھوٹ

چوہدری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرے بعد دستی صاحب کو ٹائم دے دیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرا معاملہ کیونکہ بڑا اہم ہے اور میں نے ایک عرصے سے بڑا چیخ چیخ کر ایوان کے اندر ایک عوامی مطالبے کو پیش کیا ہے۔ آج یہ ہمت اور جرات میں نے اس لئے کی ہے کہ آپ چیئر کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ پہلے کی طرح کسانوں اور زمینداروں کے معاملے کو ضرور ہمدردی سے سنیں گے۔ میرا معاملہ یہ ہے کہ میں نے آبیانے کے فلیٹ ریٹ کے متعلق ایوان کے اندر بات اٹھائی تھی کہ پورے پنجاب کے اندر حکومت نے فلیٹ ریٹ لگا دیا ہے کہ جہاں ٹیل ہو' زرخیز زمین ہو' زمین کروڑوں کی ہو' زمین ہزاروں کی ہو' سب پر ایک ہی شرح سے زمیندار اور کسان کو آبیانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس پر بڑے بڑے بینر لگے اور اس پر بڑی بڑی مبارکبادیں دی گئیں اور اپر پنجاب کی حد تک گورنمنٹ کے حق میں یہ بات تھی کہ گورنمنٹ کو صحیح ریونیو وصول ہوتا تھا لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ خاص طور پر تھل کینال ایریا اس وقت تک بھی ٹیلوں پر مشتمل ہے۔ وہاں پر بہت بڑے بڑے ٹیل موجود ہیں۔ وہ غیر آباد علاقہ ہے' پانی وہاں پر نہیں لگایا جا سکتا' فصلیں وہاں پر نہیں اگ سکتیں' پیداوار وہاں سے نہیں لی جا سکتی۔ جب یہ معاملہ میں نے ایوان کے اندر اٹھایا تو سپیکر صاحب نے منسٹر صاحب کو ہدایت کی اور منسٹر صاحب نے اس معاملے کو اٹھانے کے بعد اس پر جب میٹنگیں کیں اور اس کے بعد جب ریکارڈ چیک کیا گیا اور پھر ریکارڈ کے اندر یہ بات پائی گئی کہ جس علاقے کی ہم بات کرتے ہیں اس علاقے کے اندر حقیقتاً فصلیں نہیں ہوتیں۔ وہاں پر لوسن' باجرہ اور گوارا کی بڑی فصلیں ہیں اور محکمہ آبپاشی نے دو چار میٹنگیں کرنے کے بعد ہمارے موقف کو تسلیم کیا اور اس کے حق کے اندر رپورٹ دی کہ ان کا فلیٹ ریٹ کم ہونا چاہیے اور اس کے لئے پیسے بھی تجویز کر دیئے۔ وہی بات چیف منسٹر صاحب کو دی گئی' چیف منسٹر نے چیف سیکرٹری صاحب کو بھیجی' چیف سیکرٹری صاحب نے اسے disagree کر دیا۔

پھر جب اس کے disagree کرنے کے بعد دوبارہ چیف منسٹر صاحب کے پاس بات گئی' چیف منسٹر صاحب خود اس ایوان کے اندر موجود تھے' میں نے یہ point اٹھایا' چیف منسٹر صاحب نے ایوان کے اندر یہ وعدہ کیا کہ ہم ایک مربے پر جس کو پانی نہیں دیں گے اس پر کوئی آبیانہ نہیں لیں گے۔ انھوں نے اپنی مہربانی سے دوبارہ چیف سیکرٹری کو ہدایت کی کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائے۔ اب وہ معاملہ سیکرٹری اریگیشن کے پاس پڑا ہوا ہے۔ انھوں نے رپورٹ دینی ہے اور وہ پہلے رپورٹ دے چکے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں' ایوان کے اندر کم از کم منسٹر اریگیشن جو اس محکمے اور اس معاملے کے ذمہ دار ہیں ان کے ذمے لگائیں کہ وہ خود اس کی میٹنگ call کر کے چیف سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دیں تاکہ یہ ہمارا معاملہ طے ہو سکے۔ اب ہم سے زبردستی طور پر آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ ہماری زمینیں غیر آباد اور نیلوں پر مشتمل ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے آبیانہ دیں اور جو شخص آبیانہ نہیں دیتا تحصیلدار اس کو حوالات میں بند کر دیتا ہے تو اس سے ایک قسم کی علاقے کے اندر کسانوں اور زمینداروں کی بے عزتی بھی ہو رہی ہے' پیسا ہمارے پاس نہیں ہے' حقوق ہمارے لُوٹے جا رہے ہیں' زیادتی ہم سے ہو رہی ہے اور اس ظلم کے خلاف پورے ایوان کے اندر میں نے بار بار یہ بات کہی ہے' یہ معاملہ میانوالی کا ہے' خوشاب کا ہے' بھکر کا ہے' لیہ کا ہے اور کوٹ ادو کا ہے۔ ایوان کے اندر ان علاقوں کے لوگ بیٹھے ہوں گے وہ میری اس بات کی تائید کریں گے---

جناب ڈپٹی سپیکر: اور راجن پور کا بھی ہے---

چودھری اصغر علی گجر: اور راجن پور کا بھی ہے۔ میں نے تو سب کا کہا ہے لیکن کوئی میری بات نہیں سنتا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس سے متعلقہ منسٹر کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائیں کہ وہ خود میٹنگ لیں۔ چیف منسٹر کی طرف سے معاملہ پڑا ہوا ہے۔ میٹنگ لے کر کتنے دنوں کے اندر وہ اس کی رپورٹ دوبارہ چیف منسٹر کو بھجوا دیں گے۔ بہت شکریہ۔ بہت ضروری' اتنا ضروری معاملہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ایوان کے پاس اس سے اچھا بزنس اور کوئی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اریگیشن منسٹر صاحب! اس بارے میں تو آپ خود وضاحت کریں گے لیکن یہ بات حقیقت ہے۔ میں نے اگلے دن بھی آپ سے خود بھی ذاتی طور پر گزارش کی تھی اور آج یہ ایوان میں بھی کر رہے ہیں کہ ایسے علاقے جو بنجات کے ہیں' جو بارانی علاقے ہیں یا جھل تھل

کا پانی پہنچتا نہیں ہے وہاں خلیف ریت سے کافی لوگ پریشان ہیں' اس پر آپ ذرا خود توجہ فرما کر یا تو ان علاقوں کا خود وزٹ کریں اور جو آپ سمجھیں کہ واقعی یہ علاقہ غیر آباد ہے تو اس کے بارے میں کچھ سوچ کر اس کا فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب امجد حمید خان دستی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ جی دستی صاحب !

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! یہ شریعت کا مسئلہ ہے' اخلاق کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی مزدور مزدوری کرے تو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے اس کی مزدوری دے دی جائے۔ ہماری حکومت کی طرف سے 'ہمارے اداروں کی طرف سے دو تین کام ایسے ہوئے ہیں کہ جن پر آپ کی معرفت میں مبارک باد دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلی مبارک باد تو اس بات پر کہ ہم نے کرکٹ کے میدان میں کلکتہ میں جو شکست کھائی تھی وہ ہم نے بنگلور میں برابر کر دی ہے۔ [********************************] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار صاحب ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! میں آخری بات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ *****

جناب ڈپٹی سپیکر : دستی صاحب! یہ حکومت کی پالیسی تو نہیں ہے ہاں! البتہ آپ کی statement ہو سکتی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میری طرف سے یہ ساری مبارک بادیں حکومت کو convey کر دی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی صاحب کی ان باتوں کو حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' فرمائیں!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میری گزارش ہے کہ دستی صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں ' وہ بزرگ ہیں اور عمر کے اس حصے میں ہیں کہ ہم پر ہر لحاظ سے ان کا احترام لازم ہے اور ہم ان کا احترام کرتے بھی ہیں لیکن بعض اوقات وہ اپنی ذاتی رائے اس انداز سے پیش کر دیتے ہیں کہ جس سے تاثر یہ جاتا ہے کہ اس پورے معزز ایوان کی بھی یہی رائے ہے۔

(اپوزیشن بنچز کی طرف سے آوازیں "یہ ایوان کی رائے ہے")

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ جو کچھ بھی دستی صاحب نے فرمایا ہے وہ ان کی اپنی ذاتی رائے تھی۔ یہ حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب کی پالیسی ہرگز نہیں ہے۔ آپ نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی تھی ' ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ لہذا میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اگر ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تو پھر آپ باقاعدہ یہ رولنگ دیں کہ دستی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس ساری کارروائی کو حذف کیا جائے اور اس کو مشتہر کرنے سے منع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے already اس پوائنٹ آف آرڈر کو تسلیم نہیں کیا اور میں نے اسے کارروائی سے بھی حذف کرنے کا کہہ دیا تھا۔ آپ کے point out کرنے سے پہلے ہی میں نے ان کی باتوں کو کارروائی سے expunge کرنے کا کہہ دیا ہے کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ' یہ ان کی ذاتی رائے تو ہو سکتی ہے لیکن حکومت کی پالیسی نہیں ہے۔ جی' وارث کلو صاحب ! آپ پانی کے مسئلے پر بات کرنا چاہتے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز : جناب سپیکر ! یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے لیکن حکومتی سطح پر ابھی تک اسے وہ اہمیت نہیں دی جا رہی جس اہمیت کا حامل یہ مسئلہ ہے۔ سب سے پہلے last جون میں جب ہماری ڈویژنل سطح کی میٹنگ تھی اس میں ہماری سرگودھا ڈویژن کے تقریباً سب ممبران موجود تھے علاوہ ازیں چیف سیکرٹری صاحب اور سیکرٹری اریگیشن بھی موجود تھے۔ تو میں نے وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ یہ جو فلیٹ ریٹ آبیانہ کا مسئلہ ہے اس میں دریائے جہلم کے اِدھر والے واقعتاً فائدے میں ہیں۔ فلیٹ ریٹ impose ہونے کی وجہ سے

آبیانہ اڑھائی سو، ساڑھے تین سو روپے سے کم ہو کر 85 روپے پر آ گیا ہے۔ پہلے اس علاقے میں فصل خریف کا آبیانہ اڑھائی سو، ساڑھے تین سو روپے تھا۔ command areas سب کے سب irrigated ہیں۔ command areas اور irrigated areas میں دریائے جہلم کے اس پار کوئی فرق نہیں لیکن دریائے جہلم کے اس پار جتنا بھی ہمارا تھل کا علاقہ ہے اس میں بڑا فرق ہے۔ یہاں پر چونکہ فصلیں بہت poor ہیں اور اگر کوئی فصل اچھی ہوتی بھی ہے تو اس کی فی ایکڑ پیداوار کم ہوتی ہے۔ یہاں آپ گنا -/2000 من فی ایکڑ حاصل کرتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں 600 من فی ایکڑ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ دوسرا ہمارے ہاں گوارا، جو، باجرہ جیسی چھوٹی چھوٹی فصلیں ہوتی ہیں۔ پہلے ہمارے ہاں آبیانہ -/37/42/45 روپے تھا اب ایک طرف تو ہمارے ساتھ یہ ظلم ہوا کہ پورے تھل کینال ڈویژن میں آبیانہ -/37 روپے، -/42 روپے سے اٹھا کر -/85 روپے تک کر کے دیا گیا ہے۔ اسی طرح ربیع فصل کا ہے۔ اس سے زیادہ یہ ظلم ہوا ہے کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک command area مخصوص کیا تھا کہ اگر ہم اتنا پانی دیں گے تو it is declared to command area اسی طرح کچھ علاقے کو uncommand area declare کیا گیا تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ساری تگ و دو کے باوجود کچھ حاصل نہیں ہوا۔ آپ یقین کریں کہ ہمارے پورے تھل کینال ڈویژن میں لوگ ہمیں کھانے کو دوڑتے ہیں، وہاں ہم اپنے اپنے حلقوں میں جانے سے گھبراتے ہیں۔ ہمارے حلقے کے لوگوں کا معاشی قتل ہو رہا ہے، انتہائی ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ جبکہ بیورو کریسی اس طرف کوئی توجہ نہیں دی رہی۔ ایک دفعہ نیچے سے پورا کیس بن کر آیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی مہربانی اور شفقت کے ساتھ کمیٹی constitute فرما دی۔ کمیٹی نے اپنی سفارشات بھیجیں لیکن وہ سفارشات undo کر دی گئیں اور یہ کہا گیا کہ ہم نے موگے سے پورا پانی دے دیا ہے اب نکے سے آپ command کرتے ہیں یا نہیں کرتے تو یہ آپ کی صوابدید ہے؟ حالانکہ حالت یہ ہے، میں اپنی مثال خود دیتا اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ 100 ایکڑ میں سے پوری کوشش کے باوجود 30 ایکڑ ٹیوب ویل کے ساتھ ہم کاشت کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ratio اس سے بھی کم ہے۔ اگر 100 ایکڑ command area ہے تو 20 ایکڑ irrigated area نہیں ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک چیز ہمیں دی نہیں جا رہی، کاشت کار کو دی نہیں جا رہی اور اس کا آبیانہ ڈنڈے کے ساتھ وصول کیا جا رہا ہے۔ اب

تین فصلیں ہیں۔ تین فصلوں کا آبیانہ پہلے 8 لاکھ آیا تھا اب 8 لاکھ کی بجائے 50/42/45 لاکھ روپے غریب کاشت کار سے وصول کئے جا رہے ہیں۔ ہم نے ہر جگہ آواز بلند کی، میں ہر پارلیمانی میٹنگ میں اٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور اب کل کی میٹنگ میں تو میں شرمندہ بھی ہو گیا ہوں۔ میں ہر جگہ یہی کہتا ہوں کہ جناب اس معاشی قتل سے ہمارے تھل کینال ڈویژن کو بچایا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم صادر فرما دیا ہے انھوں نے چیف سیکرٹری صاحب کو کہہ دیا ہے لیکن میں وزیر آبپاشی سے استدعا کروں گا کہ جب تک اس کمیٹی کا فیصلہ نہیں ہوتا اس issue کو، آبیانہ کی وصولی کو تھل کینال ڈویژن میں pending کر دیا جائے۔ یہ تین فصلوں کا جو وصول کر چکے ہیں وہ کہاں سے واپس آئے گا۔ انھوں نے 2004 کی ہاڑی اور ساونی وصول کر لی ہے اور اب پھر وصولی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ وصولی کے لئے تحصیلدار اور پٹواری بھکر، خوشاب، میانوالی، لیہ، کوٹ ادو، مظفرگڑھ اور راجن پور جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں تو اب ہم ادھر جا ہی نہیں سکتے۔ لہذا میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ جب تک یہ issue settle نہیں ہوتا اس وقت تک آبیانے کی وصولی pending کر دیں اور جو تین فصلوں کا آبیانہ وصول کر چکے ہیں اسے بھی الگ مد میں رکھیں تاکہ یہ واپس ہو اور وہ واپس ہونا چاہیے۔ شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! پاکستان اور پنجاب کے اندر پانی دینے کے لئے محکمہ آبپاشی کے پاس 42 سسٹم ہیں۔ ظلم کی حد یہ ہے کہ صرف تھل کینال ایسی ہے جہاں پر لوگوں سے زمینیں لے کر انھیں پانی دیا گیا ہے کہ آپ گورنمنٹ کو TDA کو 75 فیصد زمینیں دے دیں تو آپ کو پانی دیا جائے گا لیکن باقی جو 41 سسٹم ہیں ان میں لوگوں کو صرف پاکستان کا شہری ہونے کی وجہ سے پانی دیا گیا ہے۔ ایک فرد کو پانی خرید کر لینا پڑے اور 41 لوگوں کو بغیر خریدنے کے صرف پاکستانی شہری ہونے کی وجہ سے دیا جائے۔ جس بیالیسویں آدمی نے پانی خریدا ہے اب آبیانے کا فلیٹ ریٹ بھی directly اسی کو effect کر رہا ہے۔

جب ہم یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں تو یقین کیجئے ہم کبھی بھی تعصب یا صوبہ پنجاب کے خلاف بات نہیں کرتے۔ ہم نہ نسل کی بات کرتے ہیں اور نہ زبان کے تعصب کی بلکہ ہم تو equality of rights کی بات کرتے ہیں کہ اگر ایک سانحہ سیالکوٹ کے اندر ہو تو effectees کے لئے پیسوں کی ratio اور مقرر کی جاتی ہے لیکن اگر اسی سے ملتا جلتا حادثہ ملتان میں ہو تو اس کے لئے ratio کوئی اور ہوتی ہے۔ اگر یہی بات رحیم یار خان اور راجن پور کی ہو تو اس کے اندر کوئی اور تاثر لیا جاتا ہے۔ خدا را ہم کبھی بھی یہ نہیں کہتے کہ ہمیں اس انداز میں کوئی ایسے مسائل ہیں کہ ہمیں کوئی حسد ہے کہ اپر پنجاب ترقی کیوں کرتا ہے اور ہم کیوں نہیں کرتے؛ حقائق کی بات صرف یہی ہے کہ ایک سسٹم تو زمینیں دے کر پانی لیتا ہے اور 41 سسٹم زمینیں دینے کے بغیر لیتے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ فلیٹ ریٹ کے معاملے میں جو رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کی مرضی اور وزیر آبپاشی اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آئی ہے اگر اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے تو اس سے جنوبی پنجاب کے اس مسئلے کا حل نکل سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ----

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! جیسے میرے ساتھی نے فرمایا ہے کہ یہ آرڈر کر دیا جائے کہ آبیانے کی وصولی روک دی جائے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ already وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو نے آبیانے کی وصولی روکنے کے آرڈر کر دیئے تھے۔ تمام EDOs کو یہ آرڈر پہنچ چکے ہیں لیکن چونکہ کمیٹی کے فیصلے میں دیر ہو گئی ہے لہذا انہوں نے دوبارہ وصولی شروع کر دی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ پہلے بھی وزیر آبپاشی ہی میٹنگ preside کرتے رہے ہیں لہذا اب آپ ان کو پابند کریں کہ یہ خود میٹنگ لیں اور اس کی رپورٹ فوری طور پر پہنچائیں اور اس وقت تک آبیانے کی وصولی بند کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ نے خود وضاحت کر دی ہے کہ It is in the notice of the Chief Minister. اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بارے میں احکامات صادر کر دیئے ہیں۔ میرے خیال میں

Irrigation Minister should see to implement it according to the Chief Minister's instructions.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آرڈر تو ہو گئے ہیں لیکن ان پر عمل در آمد نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بات ہو گئی ہے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! اس پر کافی اراکین اسمبلی نے بات کی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق اس معاملے پر پہلے ہی کافی سوچ و بچار کی گئی ہے۔ یہ فلیٹ ریٹ اس وقت لگایا گیا تھا کہ ان معاملات میں کچھ ایسے کردار بھی تھے جن کی وجہ سے صحیح ریونیو اکٹھا نہیں ہوتا تھا اور زمیندار پر بہت زیادہ غلط بوجھ ڈال دیا جاتا تھا۔ اس نئے فلیٹ ریٹ کا اجرا کیا گیا اور خاص طور پر جب تھل کینال کے حوالے سے بات ہوئی تو اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے خاص مہربانی کرتے ہوئے ٹیل کے کاشتکاروں کو آبیانے میں 50 فیصد رعایت دے دی اور وہ رعایت تھل کینال پر بھی اسی طرح ہے۔ ہم تھل کینال کی remodelling کر رہے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ ان کو بہت بہتر طریقے سے پانی مہیا ہو گا۔ جب کمیٹی بنائی گئی تو بہت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ ہم نے ان کو ریلیف دینا ہے تو ابھی اس پر تھوڑے سے اعتراضات تھے اور اس سلسلے میں پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم ہے اور ہم کام کر رہے ہیں اور جہاں تک آبیانے کی وصولی روکنے کا تعلق ہے تو وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ ہے تو بہتر ہو گا کہ آج کی اس ساری بحث کے بعد آپ وزیر آبپاشی اور وزیر مال کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملے کو sort out کر لیں اور sort out کرنے کے بعد ہم انشاء اللہ اس کی recommendations ارسال کر دیں گے اور پھر ان recommendations پر ہی یہ معاملہ حل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' درست ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، ہم اتفاق کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس معاملے کے حل کے لئے ایک کمیٹی form کی جاتی ہے جس میں وزیر آبپاشی' وزیر مال' چودھری اصغر علی گجر' جناب محمد وارث کلو' جناب احسان الحق احسن نولاٹیا' دو ممبر بہاولنگر سے اور چونکہ میں خود بھی متاثر ہوں اس لئے میں بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گا۔

جناب حفیظ اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' نوانی صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان، جناب سپیکر! ہمارے کاشتکاروں سے آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اور ان کو ہتھکڑیاں لگائی جا رہی ہیں لہذا میری submission ہے کہ اس کمیٹی کے فیصلے تک انھیں روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ آپ آج وزیر آبپاشی اور وزیر مال سے مل لیں۔

جناب حفیظ اللہ خان، جناب والا! ہمارے کاشتکار بہت متاثر ہو رہے ہیں۔ کمیٹی کب فیصلہ کرے گی؟ لیکن یہ فیصلہ تو کر دیا جائے کہ جب تک کمیٹی فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک آبیانے کی وصولی روک دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی درست ہے۔ یہ interim'action تو لے سکتے ہیں باقی فیصلے تو ہوتے رہیں گے۔

جناب حفیظ اللہ خان، جناب والا! کوئی interim آرڈر تو ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے مل کر بات کر لیں۔

وزیر کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے!

وزیر کالونیز، جناب والا! آپ یہ بہت احسن اقدام اٹھا رہے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اگر آپ اسمیں پورے پنجاب کے irrigated areas کو شامل کرلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اس لئے آپ اسے ایک مخصوص ایریا تک محدود نہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جہاں پانی نہیں پہنچتا۔ جہاں پانی لگتا نہیں ' جہاں پانی نہیں ہے' اس کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر کالونیز، جناب والا! میری گزارش ہے کہ آپ اس کمیٹی میں مجھے بھی شامل کرلیں تاکہ میں بھی اپنے علاقے کا مسئلہ بیان کر سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانجھا صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 2005 ' سید احسان اللہ وقاص صاحب' چودھری اصغر علی گجر صاحب' ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب' جناب ارشد محمود بگو صاحب' جناب محمد وقاص صاحب' چودھری محمد شوکت صاحب' محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ' محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ اور سید اعجاز حسین بخاری صاحب کی طرف سے ہے۔ اسے ڈاکٹر وسیم صاحب پیش کریں گے؟

حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی اور ان پر عملدر آمد کی" سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اراکین اسمبلی کے استحقاق سے متعلق ایک مخصوص معاملہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو پیش کرنے کے لئے قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 68 کے تحت تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ قواعد ہذا

کے قاعدہ 70 میں درج ہے کہ،

"The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any Law."

تو مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 29 سب آرٹیکل 3 میں provided ہے کہ،

"In respect of each year, the president in relation to the affairs of the federation, and the Governor of each province in relation to the affairs of the province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly, or as the case may be, the Provincial Assembly a report on the observance and implementation of the principles of policy, and provision shall be made in the Rules of procedure of the National Assembly or as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

اس طرح قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 130 میں بھی provided ہے کہ،

I quote "The annual report on the observance and implementation of the principles of policy in relation to the affairs of the province of the Punjab shall be laid in the House by a Minister."

مذکرہ آئینی اور قواعد اسمبلی کے تقاضوں کے باوجود رپورٹ برائے سال 04-2003 اسمبلی میں پیش نہ کر کے اراکین کو اس رپورٹ کو discuss کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ لہذا اس آئینی اور قواعد کی خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر خوراک : جناب والا! میں کل موجود نہیں تھا اس لئے مجھے کل کا بزنس نہیں مل سکا۔ کل صبح میں اس کا جواب پیش کر دوں گا۔ میں اپنے معزز بھائی سے معذرت کے ساتھ یہ اپیل کرتا ہوں کہ کل تک کے لئے اس تحریک استحقاق کو pending کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے اور یہ آج کی آخری تحریک استحقاق ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید۔

تھانہ فقیر والی (بہاولنگر) کے ایس ایچ او کا ارکان اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

محترمہ ثمینہ نوید : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27 مارچ 2005 بوقت 10 بج کر 50 منٹ پر میں نے تھانہ فقیر والی (بہاولنگر) کے ایس ایچ او جام منظور احمد سے ایک کیس کے بارے میں فون پر رابطہ کیا جس میں بیٹے اور ماں کو ایک دوسرے کے سامنے شیطان صفت افراد نے زیادتی کا نشانہ بنایا۔ اس کیس میں تین ملزموں کو نامزد کیا گیا۔ تین نامزد ملزموں میں سے دو کا چالان کیا گیا جب کہ ایک ملزم کا بااثر ہونے کی وجہ سے چالان نہ کیا گیا بلکہ اس سے بھاری رشوت لے کر با عزت طور پر ایس ایچ او نے اپنے پاس بٹھایا ہوا تھا۔ علاقہ کی ایم پی اے اور ڈسٹرکٹ سیفٹی کمشن کی ممبر ہونے کی حیثیت سے جب مدعی پارٹی نے مجھے آ کر بتایا کہ اس پاک دھرتی پر ہمارے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے اور ایس ایچ او نے اصل ملزم کا چالان نہیں کیا۔ مذکورہ وقوعہ کے بارے میں اب تک کی جانے والی قانونی کارروائی کے متعلق میں نے مذکورہ ایس ایچ او کو فون کیا اور اسے اپنا تعارف کروایا تو مذکورہ ایس ایچ او نے کہا کہ میں اس نام کی کسی ایم پی

اسے کو نہیں جانتا۔ آپ کون ہوتی ہیں مس' مجھ سے میرے کام کے بارے میں پوچھنے والی۔ اس ضلع میں اور بھی کئی ایم پی ایز ہیں مگر میں کسی ایم پی اسے کو کچھ نہیں سمجھتا۔ ایس۔ایچ۔او نے میری ایک بات نہ سنی' مجھے اور دوسرے معزز ایم پی ایز کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگا جو میں ضبط تحریر میں نہیں لا سکتی۔ ایس ایچ او کا مذکورہ وقوعہ کے بارے میں حقائق نہ بتانے نیز میرے اور معزز ممبران کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب مجھے ابھی اس کی کاپی موصول ہوئی ہے۔میری گزارش یہ ہوگی کہ سوموار تک کے لئے اس کو pending فرمالیں۔سوموار کو اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر موصوف کو ابھی کاپی ملی ہے۔ وہ فرمارہے ہیں کہ سوموار تک کے لئے اس کو pending کر لیا جائے۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب والا! یہ وقوعہ 23 فروری کو ہوا تھا اور آپ پولیس کی کارکردگی دیکھیں کہ اس کی ایف۔ آئی۔ آر 7۔مارچ کو لکھی گئی ہے۔جس میں ملزم پانچ افراد تھے لیکن تین افراد کو انہوں نے شامل تفتیش کیا ان میں سے بھی دو کا چالان کیا اور تیسرے کا نہیں کیا۔یہ معاملہ پہلے سے چل رہا ہے میں نے T.C.S بھی کیا تھا لیکن وہ چونکہ لیٹ پہنچے اس لئے اس پر بات نہیں ہوسکی۔ تحریک التوائے کار اس پر نہیں آسکی آپ مزید اس کو pending کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بی بی! ہم اس کو dispose of نہیں کر رہے بلکہ اس کو pending کر رہے ہیں تاکہ اس کا جواب آجائے اس کے بعد اس پر فیصلہ کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید، شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔ میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(E) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہیں کی جا سکتی ہیں ۔ کیونکہ امن وامان پر بحث کے لئے مورخہ 31 مارچ 2005 کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک نمبر 807/04 سید احسان اللہ وقاص' 892/04 سید احسان اللہ وقاص' 79/05 سید احسان اللہ وقاص' 95/05 ملک اصغر علی قیصر۔ 96/05 محترمہ فرزانہ راجہ ۔ 100/05 سید احسان اللہ وقاص۔ 102/05 للہ شکیل الرحمان ایڈووکیٹ' چودھری زاہد پرویز' چودھری محمد اشرف کمبوہ۔ 113/05 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں ' شیخ عزیز اسلم 114/05 محترمہ فرزانہ راجہ 114/05 سید احسان اللہ وقاص 119/05 سید احسان اللہ وقاص 123/05 ملک اصغر علی قیصر 129/05 جناب ارشد محمود بگو 130/05 جناب ارشد محمود بگو۔ 131/05 چودھری زاہد پرویز ' للہ شکیل الرحمان' چودھری محمد اشرف کمبوہ ' چودھری اعجاز احمد سماں' 134/05 چودھری زاہد پرویز ' للہ شکیل الرحمان' چودھری محمد اشرف کمبوہ 137/05 محترمہ فرزانہ راجہ' 138/05 چودھری زاہد پرویز ' للہ شکیل الرحمان' چودھری محمد اشرف کمبوہ 150/05 سید احسان اللہ وقاص۔ 156/05 محترمہ فرزانہ راجہ 167/05 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں ' شیخ عزیز اسلم 173/05 محترمہ فرزانہ راجہ 178/05 جناب ارشد محمود بگو' 184/05 ملک اصغر علی قیصر 185/05 للہ شکیل الرحمان' چودھری زاہد پرویز' چودھری محمد اشرف کمبوہ ۔ 201/05 جناب تنویر اشرف کائرہ۔

جناب سمیع اللہ خان،پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ تشریف رکھیں۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار پیش ہوچکی ہے جسے اس اجلاس کے لئے موخر کیا گیا تھا۔تحریک التوائے کار نمبر 15/05۔ رانا آفتاب احمد خان!

مرانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میں اس کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دوبارہ پڑھ دیں تو بہتر ہوگا۔ ویسے یہ move تو پہلے بھی ہو چکی ہے۔

ایونیو 1 کے الاٹی سرکاری ملازمین سے لینڈ مافیا کا زمین ھتھیانے کا منصوبہ

(۔۔۔۔جاری)

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ L.D.A نے کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کے لئے رائے ونڈ روڈ پر ایونیو 1 کے نام سے ایک رہائشی سکیم شروع کی جس میں گیارہ ہزار سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں L.D.A نے تمام درخواست گزاروں کی درخواستیں منظور کرلیں اور تمام درخواست گزاروں کو پلاٹ نمبر الاٹ کر دیئے۔ ایونیو 1 میں فی کنال پلاٹ کی قیمت پانچ لاکھ چالیس ہزار روپے اور دس مرلہ کی قیمت دو لاکھ ستر ہزار روپے اقساط کی صورت میں وصول کئے ۔ جو محکمہ کے پاس 4۔ارب روپے سے زائد جمع ہوئے۔ L.D.A نے سرکاری ملازمین کو یہ یقین دہانی کروائی کہ جمع شدہ رقم سے ہی اس سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ کوئی زائد رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ اب L.D.A نے دوبارہ یہ نوید سنائی ہے کہ زمین کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ڈویلپمنٹ کے چارجز بھی بڑھ گئے ہیں لہذا فی کنال تین لاکھ چوبیس ہزار روپے اور دس مرلہ ایک لاکھ باسٹھ ہزار روپے زائد جمع کروائیں۔جو غریب ملازمین کے ساتھ نا انصافی ہے۔ پہلے ملازمین نے اپنے پیٹ کاٹ کر اقساط جمع کروائیں اور اب مزید اضافی بوجھ ڈالا جا رہا ہے جو اس مہنگائی کے دور میں نا ممکن ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ غریب ملازمین کا جینا حرام کر دیا جائے۔ L.D.A نے لینڈ مافیا سے ملی بھگت کر کے ایسا منصوبہ بنایا ہے کہ غریب ملازمین کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنی زمین فروخت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ جس کی مثال یونٹی انسٹیٹ 2 کینٹ بورڈ بلڈنگ عابد مجید روڈ لاہور کی ہے۔ اس نے L.D.A سے الاٹی پلاٹ

شدگان کی فہرستیں حاصل کر کے تمام ملازمین کو خط بھیجنا شروع کر دیئے ہیں کہ اگر زائد رقم ادا نہ کر سکیں اور زمین فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ یہ سب کچھ ایونیو 1 کے الاٹی افراد سے زمین ہتھیانے کا منصوبہ ہے کہ غریب ملازمین اس پوزیشن میں نہ ہوں کہ اضافی رقم جمع کروا سکیں۔ مجبوراً اپنے پلاٹ بیچنے پر مجبور ہو جائیں۔یہ لینڈ مافیا اس طرح سے دندناتا پھر رہا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ اس مسئلے پر غریب ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ، شکریہ جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کہ یہ سکیم صرف کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کے لئے بنائی گئی بلکہ L.D.A کا ایونیو 1 سکیم شروع کرنے کا واحد مقصد پاکستان کے تمام سرکاری ملازمین بلا تخصیص گریڈ۔ فلاح و بہبود ان کو معیاری رہائشی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ اس ضمن میں تمام درخواست گزاروں کو پلاٹ نمبر الاٹ کئے گئے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے سکیم شروع کرتے وقت پلاٹوں کی یکمشت ادائیگی پر 4 لاکھ 96 ہزار روپے اور اقساط کی ادائیگی پر 5 لاکھ 40ہزار روپے مقرر کی گئی تھی۔ L.D.A نے اب تک تقریباً ساڑھے تین ارب روپے وصول کئے ہیں۔ اس موقف سے انکار ہے کہ L.D.A نے سرکاری ملازمین کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جمع شدہ رقم سے ہی اس سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اس ضمن میں الاٹمنٹ لیٹر میں درج قواعد و ضوابط کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! وہ کچھ اس طرح ہے،

The price of plot is subject to veriation due to actual area of plots at this time of delivery of possession. The cost of plot is provisional.

اس کا کلاز بی ہے،

The cost of plot has worked out on the actual cost of land and development works base of prevailing market rates. In case of any change in market rates or by any other developing agencies like Sui Gas,

Electricity, P.T.C.L., Wasa, the cost will change accordingly on prove databasis.

جناب سپیکر! اس زمین کی worth اور ترقیاتی اخراجات موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق وصول کئے جا رہے ہیں اور اگر مارکیٹ ریٹ یا کسی بھی ترقیاتی کام کرنے والی ایجنسی مثلاً سوئی گیس، بجلی، ٹیلی فون یا واسا وغیرہ کی پیش کردہ تخمینہ یا ریٹ میں تبدیلی کی صورت میں اس اضافے کے مطابق قیمت وصول کی جائے گی۔ اس سکیم کا تخمینہ سال 2002-03 میں لگایا گیا تھا اور نہ نفع نہ نقصان کی بنیاد پر پلاٹ کی قیمت کا تعین کیا گیا تھا۔ سکیم کی منظوری اور زمین acquire کرنے کی مدت کے دوران درج ذیل وجوہات کی بنا پر کافی زائد قیمت ادا کرنا پڑی۔ اس دوران تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں اضافہ، تعمیراتی کام کے لئے F.W.O اور نیسپاک کا انتخاب کیا گیا جنہوں نے تعمیراتی کاموں کے لئے consultants پیشکش موجود مارکیٹ ریٹ مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی، جس کی وجہ سے پہلے سے مقرر کردہ تخمینے پر کام کرنا ممکن نہ رہا۔ یہ اضافی رقم اتھارٹی کی منظوری سے وصول کی جا رہی ہے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی گورننگ باڈی نے اس سکیم کے ترقیاتی کاموں کو جلد از جلد تکمیل کرانے اور ترقیاتی کاموں کا معیار برقرار رکھنے اور الاٹیوں کو بلاتاخیر قبضہ دینے کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بامر مجبوری پلاٹوں کی قیمت میں 3 لاکھ 24 ہزار روپے فی کنال اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں تک یوٹنی اسٹیٹ 2- کینٹ بورڈ بلڈنگ عابد مجید روڈ لاہور کا ذکر کیا گیا ہے۔ L.D.A کا اس سکیم سے کوئی تعلق نہ ہے اور نہ ہی کسی لحاظ سے ملوث ہے اور لاعلمی کی وجہ سے اسی امر کی قطعی تردید کی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! دیکھیں کہ وزیر موصوف نے یہاں خود ایک چیز تو admit کر لی ہے کہ الاٹیز کو کہا گیا تھا کہ ان سے زائد رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ ملازمین کے لئے، مجھے بتا دیں کہ کیا اس موجودہ مہنگائی کے دور میں کوئی ملازم اپنی تنخواہ کے 10 ہزار روپے میں سے اس پلاٹ کی مزید قسط دے سکتا ہے اور thirdly ان کے پاس Banks میں جو 3.5 ارب روپیہ رہا ہے اس کے interest سے کیا یہ price cover up نہیں کر سکتے تھے۔ آپ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ آپ نے irrespective grade 1 to

grade 21 تک دی ہے اور انہوں نے خود یہاں پر concede کیا ہے کہ یہ پیسے ہم نے دوبارہ نہیں لینے تھے اور thirdly ان کے پاس پیسا تھا اور وہ exist کر رہا ہے۔ باقی جب آپ loan لیتے ہیں تو وہ market cost لکھتے رہتے ہیں۔ اگر اس جگہ کی price بڑھ گئی ہے تو آپ ان سرکاری ملازمین پر پابندی لگا دیں کہ وہ پلاٹ نہ بیچ سکیں اور اپنا گھر بنا لیں۔ مگر This is no answer. کہ اس کی قیمت بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے انہیں possession hand over نہیں کیا تو ہمیں اس کے مزید پیسے چاہئیں۔ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ جو 4 ارب روپیہ ان کے پاس رہا ہے' اس کا interest انہوں نے کتنا وصول کیا ہے؟ secondly انہوں نے on the floor of the House خود کہا ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ ہم اضافی پیسے نہیں لیں گے اس کی اب یہ وضاحت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! پہلے تو اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ جو سکیم بنتی ہے وہ development کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔ آج آپ across the board ساری سکیموں کو دیکھیں کہ سکیم جب بنے گی تو اس پر civica menities provision لازم ہوتی ہے جو سکیم develop کر رہا ہے۔ اگر آج ہم نے ایک معیاری کمپنی F.W.O کو یہ development کا کام سونپا ہے تو یہ بھی دیکھیں کہ جونہی سونپا تو اس پلاٹ کی قیمت 3 سے 4 لاکھ روپیہ ویسے ہی بڑھ گئی کیونکہ وہ ایک معیاری کام تھا۔ جب ہم نے وہ کام انہیں sanction کر دیا تو جناب یہ آج سے ڈیڑھ دو سال پہلے کیا گیا اور اس کے بعد آج ان پلاٹوں کی قیمت پر 17 لاکھ سے 40 لاکھ روپیہ profit مل رہا ہے۔ یہاں پر profit پر تو بات نہیں کی جاتی۔ جب development کے کام اچھے کئے جا رہے ہیں تو اس پر بات کی جاتی ہے کہ آپ نے کیوں اضافی قیمت لی؟ یہ 3 لاکھ 24 ہزار روپیہ ادھر development کے کام کے ہیں۔ آج کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق بھی اگر دیکھا جائے تو یہ بہت کم ہیں اور اگر آج بھی آپ اس کا باقی کسی development scheme سے تعین کریں تو اس میں no profit, no loss والی مشرح L.D.A نے رکھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ پلاٹ لینے والے آج profit لینے کا حقدار اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور میں یہاں پر یہ بھی جانا چاہوں گا کہ یہ ایک یا دو کی شکایت

ہوسکتی ہے' باقی سرکاری ملازمین کی اکثریت ان پلاٹوں کی قیمت دے رہی ہے اور وہ چاہ رہے ہیں کہ یہ کام جلدی ختم ہو اور اسی لئے ہم نے یہ کام F.W.O کو سونپا ہے تاکہ وہ جلد از جلد ایک معیاری کام ختم کریں اور اس میں سرکاری ملازمین کو فائدہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک دو کو problem ہے' وہ الائیز ہائی کورٹ میں بھی جا رہے ہیں اور میں نے خود خواجہ ذکریا صاحب کی فوٹو اخبار میں دیکھی ہے انہوں نے ان الائیز کا ایک جلوس نکالا ہے۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کہا تھا کہ ہم مزید پیسے نہیں لیں گے یا تو یہ اس چیز کو defend کریں کہ ہم نے نہیں کہا تھا۔ اگر ایک وقت میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم ان سے مزید پیسے نہیں لیں گے۔ اگر یہ N.L.C سے کام کروا رہے ہیں تو That is a separate issue. اگر ان پلاٹوں کی قیمت بڑھ گئی ہے تو یہ ان کی قسمت ہے کہ وہ بن رہی ہے۔ مگر اس میں کوئی فلاسفی نہیں ہے کہ آپ ان سے commitment کر کے دوبارہ وصول کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! اس میں ایک بات تو واضح ہے کہ اس پر جو extra cost آرہا ہے جو specially سیوریج' بجلی اور گیس وغیرہ ہے تو اس کے چارجز تو انہوں نے لینے ہیں کیونکہ انہوں نے تو صرف زمین دی تھی وہ زمین تو as it is ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ 3.5 ارب روپیہ جو بنک میں ان کے پاس پڑا تھا اس کا interest کہاں گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں ان کی price بہت high ہو گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! That is a separate issue. You have to give a relief to the government servants. پھر جب پٹواری کی بات ہوتی ہے کہ وہ رشوت لیتا ہے' کلرک کی بات ہوتی ہے' سٹینو گرافر کی بات ہوتی ہے' رجسٹری محرر کی بات ہوتی ہے' رشوت تب ہی لیتا ہے نا' اگر اس کے وسائل 40 لاکھ ہو جائیں گے تو ہو سکتا ہے وہ نیکی کی طرف آجائے' وہ کوئی گھر بنا لے مگر There is no logic. کہ آپ کہیں کہ چونکہ اس کی قیمت بڑھ گئی ہے لہذا ہم آپ کے development charges بڑھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پھر development charges کون دے گا؟

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Development charges are already included in that.

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں سکیم جب بنی تھی۔

It was not complete. This is what he says.

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی : جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے فاضل ممبر کو یا تو انگلش کی سمجھ نہیں آئی یا میں انہیں صحیح طرح سمجھا نہیں سکا۔ یہاں پر میں نے انگلش میں جو sentence بولا تھا اس میں یہ لکھا ہوا ہے اور میں نے یہ واضح کہا تھا کہ ان کی sales deed پر یہ agreement ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے،

The price of plot is subject to veriation due to actual area of plots at this time of delivery of possession. The cost of plot is provisional.

جناب سپیکر! اس میں کہیں یہ لکھا نہیں گیا کہ ہم نے جو قیمت لی ہے اس سے زیادہ نہیں لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے خود کہا ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ ہم آپ سے مزید پیسے نہیں لیں گے۔ یہ ریکارڈنگ چلائیں انہوں نے خود یہ کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ agreement پڑھ رہے ہیں۔

Agreement has been signed between two parties.

رانا آفتاب احمد خان: جناب! agreement کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے on the floor of the House کہا ہے کہ ہم نے agree کیا تھا کہ ہم مزید پیسے نہیں لیں گے۔ یہ کہہ دیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ آپ اس کی ریکارڈنگ بھی چلا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو پڑھ رہے ہیں اس میں یہ بات نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ net پر آتا ہے۔ میں آپ کو اس کی کاپی دے دوں گا۔ آپ جو expunge کرتے ہیں وہ net میں expunge بھی نہیں ہوتا۔ وہ ہمارے پاس بن

جاتا ہے We are also following up. اب یہ چیز غلط کہہ رہے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: What about the agreement? Agreement has been signed between two parties the government and employees.

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! اگر ایگریمنٹ کی بات ہے تو وہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ہم مزید قسطیں نہیں لیں گے۔ انھوں نے خود کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر ایک ایگریمنٹ ہو چکا ہے تو وہ اس کے علاوہ کیا کر سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بات ایگریمنٹ میں موجود ہے اور میں نے جو انگریزی کا جملہ پڑھا ہے تو اس کی کسی کو سمجھ نہیں آئی۔ انھوں نے جو جملہ پڑھا ہے' اس کے مطابق پلاٹ کی قیمت subject to variation in the area of plot ہے۔ یعنی مثال کے طور پر اگر ایک پلاٹ ایک کنال کا ہے تو قبضہ دیتے وقت تو وہ ایک کنال دو مرلے کا ہو جاتا ہے۔ That is variation in area of plot اس وجہ سے یہ زاید قیمت وصول کر سکتے ہیں لیکن دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ چارجز جیسے واسا' NLC یا FWO کے ریٹ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ہم زاید رقم وصول کر رہے ہیں۔ پلاٹ کی ایک ہی قیمت -/5,40,000 روپے ہے' اگر کوئی نقد ادائیگی کرتا تو -/4,96,000 روپے تھی جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے۔ اب اس میں زمین کی قیمت بھی ہے اور زمین کی قیمت کے علاوہ ڈویلپمنٹ چارجز بھی ہیں۔ اس میں اگر زمین کی قیمت کم سے کم بھی رکھی جائے تو اس -/4,96,000 روپے میں کم از کم -/3,50,000 روپے ڈویلپمنٹ چارجز ہوں گے۔ یہ اب -/3,34,000 روپے مزید مانگ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیکہ F.W.O یا واسا یا سوئی گیس یا کون سا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کے ڈویلپمنٹ چارجز میں پچھلے دو سال میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے؟ 15/20 یا 25 فیصد والی بات تو ماننے والی ہے لیکن جو سو فیصد اضافہ مانگ رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ کس ڈیپارٹمنٹ میں اتنا اضافہ ہوا ہے؟ یہ F.W.O' واسا یا سوئی گیس کے ریٹ نکال لیں' کیا ان میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے؟ دوسرا یہ جو کلاز پڑھ رہے ہیں وہ variation due to area of plot ہے تا کہ development charges ہے۔

جناب سمیع اللہ خان ، جناب سپیکر ! ڈویلپمنٹ چارجز کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ اس کے پیچھے ایک اور story ہے کہ جو انہوں نے بڑا زور دے کر کہا F.W.O ایک معیاری یعنی یہ بد قسمتی ہے کہ ہم جس بھی شعبہ میں چلے جائیں وہاں کوئی نہ کوئی فوج کے صاحبان بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ ان کو معیاری لگتے ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جب انہوں نے pre-qualification کے لئے کہا تو چھ فرمیں اس میں شامل تھیں۔ راتوں رات L.D.A نے ایک سمری تیار کی اور ان چھ فرموں کو فارغ کیا گیا اور F.W.O کو اس میں شامل کیا گیا اور جو روٹین میں اضافہ ہوتا ہے above C.S.R وہ 5 فیصد ہوتا ہے لیکن اس ملک میں F.W.O پر یہ مہربانی ہے اور اس سکیم میں روٹین میں سویلین کنٹریکٹرکو صرف 5 فیصد زاید دیا جاتا ہے لیکن جہاں ہمارے ملک کے بادشاہ کسی ادارے میں آ جائیں تو ان کو F.W.O کو اس کنٹریکٹ میں 50 فیصد اضافہ دیا گیا ہے جب کہ عام سویلین سوسائٹی سے جانے تو 5 فیصد سے زیادہ اس کو نہیں دیا جاتا۔ یہ 50 فیصد اضافہ کا بوجھ الاٹیوں کی طرف جا رہا ہے۔ اس میں اصل story یہ ہے کہ چھ فرموں کو راتوں رات فارغ کیا گیا تھا اور F.W.O کو ٹھیکہ یا ڈویلپمنٹ کا کام دیا گیا اور وہ بھی 50 فیصد اضافے پر دیا گیا۔ دوسرا L.D.A بالکل non profitable ادارہ ہے۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری بحث فضول ہے۔ اس کے پیچھے وہی ہے کہ جس کے بارے میں آپ منع کرتے ہیں کہ فوج کے بارے میں کوئی بات نہ کی جائے لیکن جس بھی شعبہ میں چلے جائیں، تعلیم میں چلے جائیں تو آگے کوئی فوجی بیٹھا ہوتا ہے۔ صحت میں چلے جائیں تو آگے کوئی فوجی بیٹھا ہوتا ہے۔ F.W.O یا ترقیاتی کاموں میں چلے جائیں تو آگے کوئی فوجی بیٹھا ہوتا ہے۔ اب تو یہ ہے لاہور میں 15بڑے Land Developers نے ایک ایسوسی ایشن بنائی ہے تو اس کا چیئرمین بھی ریٹائرڈ جنرل توقیر ضیاء کو بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ اس کے بارے میں بتائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ، جناب سپیکر! یہاں تین چار پوائنٹ discuss ہونے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ agreement کو دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ، جناب سپیکر! میں یہی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں آپ کے حکم پر یہ کلاز دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

The price of plot is subject to variation due to actual area of plot at the time of delivery of possession. The cost of plot is provisional

(b) The cost of plot has been worked out on the actual cost of land and development works based on prevailing market rates. In case of any change in market rates or by any other developing agencies like Sui Gas, Electricity, P.T.C.L, Wasa, the cost will be changed accordingly on pro-data basis which I was emphasising at the time and I was saying this thing. Thank you very much.

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ جانچ کر کس ادارے نے سو فیصد اپنے ریٹ بڑھائے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ایک بات کو کھینچا جا رہا ہے۔ بات ان کو بھی سمجھ آ گئی ہے اور سب کو سمجھ آ گئی ہے لیکن اگر ان کا مقصد بات کا issue بنانا ہے اور اس پر بہت ٹائم لینا چاہ رہے ہیں۔ تو ان کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ ratio کیوں بڑھائی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ، جناب سپیکر! یہ ایک طرف یہ بات کرتے ہیں کہ آپ زیادتی کرتے ہیں اور لوگوں سے آپ مارکیٹ ریٹ پر نہیں اور acquisition پر جاتے ہیں' آپ aquire کرتے ہیں۔ ہم نے اگر آج وہ پالیسی تبدیل کی ہے اور مارکیٹ کے ریٹ پر لوگوں کو accommodate کر رہے ہیں۔ وہ issue ختم ہو گیا تو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ریٹ زیادہ کیوں لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! آج بھی اگر آپ دیکھیں اور موازنہ کریں تو -/3,24,000 روپیہ ڈویلپمنٹ کے کاموں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا اور سارے الاٹی یہ خوشی سے دینا چاہتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں وضاحت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چند لوگوں کی وجہ سے اس کو issue بنایا جا رہا ہے۔ لوگ خوشی سے یہ پیسے دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! -/3,24,000 کی ان کے لئے واقعی کوئی حیثیت نہیں ہوگی یا اس ملک کے حکمرانوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اب لینڈ مافیا میں حکمران لوگ ہی رہ گئے ہیں۔ اب کوئی ڈویلپمنٹ ایجنسی ایسی نہیں ہے جس نے کسی ریٹائر لیفٹیننٹ جنرل کو ملازم نہیں رکھا ہوا۔ آپ ڈیفنس میں جا کر بورڈ تو پڑھیں جو پراپرٹی ڈیلرز کے بورڈ ہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اداروں کا احترام کریں۔ اب ان اداروں کو بھی احساس کرنا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے احترام کے لئے اپنے آدمیوں کا خیال رکھیں کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد کہاں کہاں جاتے ہیں اور کہاں کہاں جا کر پانچ پانچ لاکھ پلس یعنی پانچ لاکھ روپیہ لینے کے بعد گھر لے کر جاتا ہے اس کے علاوہ گاڑی دفتر ہر چیز free ہے۔ ان کے لوگ کہاں کہاں جاتے ہیں؟ یہ -/3,24,000 روپے کی رقم کوئی حیثیت رکھتی ہے یا نہیں رکھتی ہے' اس بات کو یہ چھوڑیں۔ انھوں نے -/4,94,000 میں اگر ڈویلپمنٹ چارجز تین یا ساڑھے تین لاکھ روپے وصول کئے تھے۔ اب یہ ڈویلپمنٹ چارجز کی مد میں اتنے ہی پیسے مزید وصول کر رہے ہیں جو کہ سو فیصد اضافہ ہے۔ یہ فرمائیں کہ واسا' سوئی گیس' واپڈا یا کس ادارے نے سو فیصد ڈویلپمنٹ چارجز بڑھائے ہیں؟

شیخ علاؤالدین ، جب لفظ provisional price لکھ دیا گیا ہے تو بلاوجہ اس کو اب drag کیا جا رہا ہے۔ provisional means provisional ہو سکتا ہے کہ وہ double increase کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے دونوں اطراف کو سنا ہے اور جو ایگریمنٹ ہوا ہے اس میں provision and provisional کے مطابق If they had to pay additional cost then they have to pay! اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو وہ کورٹ میں جا سکتے ہیں۔!

جی' رانا ثناء اللہ صاحب! dispose of this.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! contract کی دونوں کلاز میں لفظ provisional ہے اس provision کے ساتھ باقاعدہ چار چیزیں attach کی گئی ہیں۔ نمبر 1 کہ اگر پلاٹ کے ایریا میں variation ہو گی تو اس کی قیمت بڑھائی جا سکے گی۔ اگر ڈویلپمنٹ ایجنسیز واپڈا ' واسا یا سوئی گیس کوئی اپنے ڈویلپمنٹ چارجز rise کریں گے تو قیمت بڑھائی جا سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! I have disposed of that. میں ایک اور بات کر رہا تھا۔ according to the agreement اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو he should go to the court.

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک التوائے کار کا فیصلہ فرما دیا ہے اور آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ میں اس کو dispose of کرتا ہوں اس کے بعد اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ان کو وہی عرض کر رہا ہوں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! یہ آپ کو dictation دے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے کوئی dictation نہیں لی۔ میں نے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ Nobody dictated me.

راجہ ریاض احمد، آپ کو dictation دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! میں نے یہاں کوئی dictation نہیں لی۔ This is wrong. میں نے جو بات کی ہے وہ میرا فیصلہ ہے۔ You cannot challenge my authority. That is my decision. It's my point of view. Are you agreed with me or not? I have heard both the sides. I have given the decision according to the agreement. Nobody dictated me and I don't take dictation from

anybody I give my decision on my own. Sitting on this chair it is my duty and that is why I gave the decision is my own way I never give that.

جو رانا صاحب نے agreement پڑھا ہے اور جو آپ نے بیان دیا ہے میں نے دونوں پوائنٹ سنے ہیں اس کے بعد میں نے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے اس کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ provisional price میں اضافہ درج ذیل conditions کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ وہ conditions کیا ہیں کہ اگر پلاٹ کے ایریا میں variation آجائے۔ دوسرے نمبر پر اگر ڈویلپمنٹ چارجز میں جو متعلقہ ایجنسیز ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے یہ کہا ہے کہ at the time of possession۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! at the time of possession ایریا میں variation آئے گی۔ اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ اگر ڈویلپمنٹ ایجنسیز سوئی گیس، واپڈا یا واسا اپنی prices میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ بتائیں کہ variation of plot کا معاملہ تو اس وقت آئے گا جب آپ پلاٹ کا possession دیں گے۔ اب یہ بتائیں کہ ان ایجنسیز میں سے کس ایجنسی نے 100 فیصد rise کیا ہے اس کا انہوں نے جواب دیا نہیں ہے اور آپ نے یکطرفہ طور پر رولنگ دے دی ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! اس لئے کہ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ certain parties have already gone to the court.

رانا ثناء اللہ خان، وہ علیحدہ بات ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: If some body has already gone to the court that.....

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کورٹس یہاں پر کیا کر رہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہاں کورٹس کا ذکر کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟

رانا ثناء اللہ خان، وہ نظریہ ضرورت کے تحت پورے ملک کو غلام بنا دیتے ہیں اور اپنی ضرورت کے لئے لوگوں کے حقوق پر بیٹھ جاتے ہیں۔ جو اس ملک میں کورٹ کر رہی ہیں وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ یہاں پر یہ ہاؤسنز اور ادارے کس لئے ہیں؟ اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ وہاں پر لوگوں سے تین تین' چار چار لاکھ روپے زائد مانگے جائیں اور جو لوگ نہ دے سکیں ان کے پلاٹ کینسل کر کے قبضہ مافیا کو benefit دیا جائے تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں قبضہ مافیا کا کیا تعلق ہے؟ It is not a private scheme. یہاں قبضہ مافیا تو نہیں آ رہا' یہ تو گورنمنٹ اپنے employees کو دے رہی ہے اور یہ گورنمنٹ سکیم ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہاں پر قبضہ مافیا داخل ہو گا۔ یہاں اقرار نامے پر لوگوں سے پلاٹ لئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پرائیویٹ سکیم نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ پرائیویٹ سکیم نہیں ہے لیکن جو لوگ نہیں دے سکیں گے وہ اقرار ناموں پر پلاٹ فروخت کر دیں گے۔ یہاں وزیر ہاؤسنگ یہ بتائیں کہ ڈویلپمنٹ چارجز جس ratio سے more than 100 percent انہوں نے اضافہ کیا ہے' بتائیں کہ وہ کس طرح سے rational ہے؟ کس ایجنسی نے اپنے ڈویلپمنٹ چارجز میں100 فیصد اضافہ کیا ہے؟ انہوں نے اس کا جواز کوئی فراہم نہ کیا ہے' میں نے انگریزی میں پڑھ دیا ہے اور اس کی کسی کو سمجھ نہیں آئی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں ہے سب کو سمجھ آئی ہے۔ I have given my ruling.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر ان اداروں میں لوگوں کے مسائل کے حل کے لئے بات نہیں ہو سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر احتجاج کرنا ہمارا حق ہے۔ ہم اس کے خلاف نو کن

واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات جائز ہے لیکن میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے ممبران ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم مسودات قانون take up کرتے ہیں۔ پہلے میں شجاع خانزادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپوزیشن کے معزز ممبران کو ہاؤس میں واپس لے آئیں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! دو تحریک التوائے کار کی رپورٹیں میں نے دینی تھیں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ آپ جا کر رپورٹ پیش کریں۔ وہ دونوں تیار ہیں اگر موقع دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحاریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو گیا ہے۔ اب کل دیجئے گا۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے ممبران ہاؤس میں تشریف لے آئے)

MR DEPUTY SPEAKER: I welcome the opposition back to the benches.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! ہم ہمیشہ آپ کا احترام کرتے ہیں اور جس طرح آج یہ واقعہ ہوا ہے، ہمیں امید ہے کہ آئندہ اس طرح کے واقعات ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے۔ جب پہلے ہاؤس چل رہا تھا تو اس وقت دستی صاحب نے ایک پوائنٹ raise کیا جب انہوں نے

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ان کا ایک point of view تھا وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ وہ ان کے ذاتی پوائنٹ تھے اس پر discussion نہیں ہو رہی تھی۔

جناب سمیع اللہ خان، انہوں نے کرکٹ ٹیم کو بھی مبارک باد دینے کی بات کی تھی۔ میں کہوں گا کہ آپ نے باقی چیزوں پر پوائنٹ آف آرڈر کو valid قرار نہیں دیا لیکن دستی صاحب

سے جو کرکٹ ٹیم کو مبارک باد دی آپ نے اس رگڑے میں اس کرکٹ ٹیم کو بھی ساتھ کر لیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کرکٹ ٹیم کو مبارک باد دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر سنا تھا وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ ویسے آپ نے کرکٹ ٹیم کو مبارک باد دینی ہے تو سارا ہاؤس اس کو مبارک باد دے دے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ وہ ہماری قومی ٹیم ہے اور پھر جیتی بھی ہے۔ اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

زرعی یونیورسٹی کے طلباء کے مسائل پر ہمدردانہ غور

شیخ اعجاز احمد، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا پچھلے اجلاس میں آپ چیئر فرما رہے تھے اور میں نے یونیورسٹی سے نکالے گئے طلباء کے بارے میں درخواست کی تھی اس پر آپ نے بڑا ہمدردانہ غور کیا تھا اور میں وزیر زراعت کا بھی بڑا مشکور ہوں اور آپ کا بھی مشکور ہوں اور ہم نے باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے ہاؤس کی اس کارروائی پر آپ کا ' وزیر زراعت کا اور تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اب ہوا یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد طلباء کو واپس لئے ہوئے تین ماہ گزر چکے ہیں لیکن اب علم یہ ہو رہا ہے کہ ان طلباء کو ان کے ہوسٹلز میں جانے پر ابھی تک پابندی ہے۔ ان کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے جس وجہ سے وہ بڑے پریشان ہیں۔ ابھی پرسوں یونیورسٹی میں کانووکیشن تھا اور انڈیا کے صوبہ ہماچل پردیش کے گورنر بھی آئے ہوئے تھے ' ہمارے گورنر صاحب بھی وہاں پر گئے ہوئے تھے اور یونیورسٹی کے طلباء وہاں پر شدید احتجاج کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے یہ کہا کہ آپ یہ احتجاج موخر کریں کیونکہ پوری دنیا سے old boys آ رہے ہیں اور ہماچل پردیش کے گورنر بھی آ رہے ہیں اس لئے آپ کی طرف سے یہ کوئی اچھا message نہیں جائے گا کہ یونیورسٹی کے

طلباء نے احتجاج کیا ہے۔ جہاں پر ان پر یہ مہربانی کی گئی کہ ان کو واپس لے لیا گیا انہوں نے papers دیئے اور ان کا مستقبل محفوظ ہو گیا۔ اب آپ کے توسط سے میری گزارش یہ ہے کہ ان کی ہوسٹل الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے اس کو بحال کروانے کے لئے وزیر زراعت بات کریں اور ان پر عائد کردہ بھاری جرمانے بھی معاف کئے جائیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں بھی اسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! شیخ اعجاز صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ زرعی یونیورسٹی کے 26 طلباء کو rusticate کیا گیا تھا کہ انہوں نے ہوسٹل میں درس قرآن دیا تھا۔ جناب وزیر زراعت کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اسی وقت یہ کہا کہ میں V.C سے بات کر کے اس مسئلے کو dispose of کرتا ہوں۔ اس حد تک تو مسئلہ ہو گیا کہ ان بچوں کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دے دی گئی لیکن ہر طالب علم پر 80/80 ہزار روپے جرمانہ عائد کیا گیا' ان کی ہوسٹل الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی۔ یہ بڑا مسئلہ ہے اور وہ بچے دور دور سے آئے ہوئے ہیں وہ لوگ afford نہیں کرتے ۔ وزیر زراعت سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس پر ہمدردانہ غور کریں اور V.C کو پھر یہ message convey کریں کہ ان کے جرمانے معاف کریں اور ان کی الاٹمنٹ بھی بحال کریں۔ اس پر وہ طلباء سے undertaking لے لیں کیونکہ ہمارے ملک میں اب یہ صورتحال ہو گئی ہے کہ وہ درس قرآن نہیں کروائیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر زراعت!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں شکرگزار ہوں شیخ صاحب اور بگو صاحب کا کہ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ انہوں نے پہلے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا تو میں نے ان کے حکم کے مطابق V.C سے بات کی اور کافی حد تک معاملہ حل ہو گیا تھا لیکن اس میں صحیح جواب تو میں ان سے بات کرنے کے بعد ہی دوں گا۔ اس کے دو حصے ہیں کہ protest والے دن ایک بات ہوئی اور اس کو حل کر دیا گیا۔ کچھ معاملات پرانے چلے آ رہے ہیں لیکن میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ نئے ہوں یا پرانے۔ طلباء سے ہماری ہمدردی ہونی چاہئے اور آپ جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ان کو

ریلیف دے سکتے ہیں دیں۔ ابھی شیخ صاحب اور بگو صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو اگر آپ مجھے وقت دیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ بھی حل کروا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لودھی صاحب! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی وجہ سے بچے دوبارہ داخل بھی ہو گئے ہیں' پڑھ بھی رہے ہیں لیکن جرمانے اور ہوسٹل کے مسئلے پر بھی براہ مہربانی اگر کوئی ہمدردانہ غور ہو سکے جیسا کہ پہلے آپ نے مہربانی کی ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! شیخ صاحب مجھے تفصیلات بتا دیں تو میں دو تین روز میں ان سے بات کر کے بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کا ازالہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، شکریہ جناب سپیکر!

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے' خرید لو!
شب کا سفر ہے' کچھ تو اجالے خرید لو!
مجھ سے میرشہر کا ہو گا نہ احترام
میری زبان کے واسطے' تالے خرید لو!

جناب سپیکر! میری عرض اتنی ہے کہ آج "ڈان" اخبار میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے ایک رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے انتہائی غریب لوگوں میں سے 33 فیصد جنوبی پنجاب میں رہتے ہیں۔ اس میں اضلاع کا نام بھی لکھا ہے مظفر گڑھ' رحیم یار خان' راجن پور شامل ہے۔ نیچے رپورٹ لکھی ہے کہ سب سے زیادہ گندم اور کپاس پیدا کرنے والے اضلاع بھی یہی ہیں لیکن ان کو بڑی دیر سے حکومتی سرپرستی حاصل نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے ان کی غربت میں کمی نہیں ہو سکی۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں جب بھی

بات کرتا ہوں اجتماعی بات کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اگر فیصل آباد کے گندے نالے کا مسئلہ ہو تو دو گھنٹے ہاؤس میں بحث ہوتی ہے ' دو روپے چونگی ٹیکس لگ جانے تو سپیشل کمیٹی بن جاتی ہے ' ایک ٹینکر پانی میں یوریا ملایا نہیں - اس پر آدھا گھنٹہ بحث ہوتی ہے کل میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ سو بندے مر گئے ہیں ' دو سانحے ہو گئے ہیں اور [******] اور کسی وزیر صاحب نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سپیکر کو مورد الزام نہ ٹھہرائیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! یہ الفاظ میں واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ ہی کی موجودگی میں ایک serious بات کی تھی جس کو ہاؤس نے مذاق میں اڑا دیا تھا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ حکومت کی طرف سے represent کرتے ہوئے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری برائے پی اینڈ ڈی اکثر فرماتی ہیں کہ ہم جنوبی پنجاب کو آبادی سے بھی 11 فیصد سے زاید حصہ دیتے ہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ ہمارا حصہ 36 فیصد بنتا ہے اور ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈ سے صرف 12 فیصد دیا جاتا ہے اس طرح 24 فیصد حصہ کم دیا جاتا ہے۔ اس ایشو کے حوالے سے میں نے کہا تھا کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے - جس میں محترمہ بھی شامل ہوں ' میں بھی شامل ہوں ' اس ایوان کے دیگر ممبران بھی شامل ہوں وہ بیٹھ کر یہ دیکھیں کہ اگر مجھے کوئی غلط فہمی ہے اور میں غلط بیان کرتا ہوں تو مجھے چاہیے کہ میں ایوان میں آ کر حکومت پر غلط الزامات نہ لگاؤں اور اگر محترمہ کو کوئی غلط فہمی ہے اور حکومت زیادتی کر رہی ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اس کا ازالہ ہو جائے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی serious issue ہے تو براہ مہربانی اس پر serious notice لیا جائے تا کہ ہماری محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہوں گا کیونکہ کل بھی مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے مگر کوئی سانحہ ہو جائے جیسا کہ ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ لاہور کی چھت گری پانچ لاکھ فی کس امداد کا اعلان کیا گیا، گجرات میں بکری کا بچہ مرا تو حکومت کے چھ وزیر گئے اور قل خوانی تک بیٹھے رہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور ان کے دکھ سکھ میں ہر ایک کو شریک ہونا چاہئے اور شریک ہونا بھی حق بنتا ہے۔ وہاں پر 100 سے زائد ہلاکتیں ہو گئیں ہیں، ایمبولینس نہیں تھیں، پل نہیں تھے اور وہاں پر لوگ برہنہ لاشوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا اٹھا کر گھروں میں لے کر گئے ہیں۔ وہاں پر بہت بڑا حادثہ ہوا ہے اور پنجاب کی تاریخ میں ایسے حادثے ایک ہفتے کے اندر نہیں ہوئے اور صرف ایک جگہ پر کل وزیر صاحب نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپے فی کس تو ہمارے ساتھ ایسا مذاق نہ کریں۔ ہمیں ہر حال میں دونوں سانحوں میں ہونے والی اموات کے لواحقین کے لئے امدادی اعلان چاہئے وزیر صاحب کو بہت جلد حکومت present کرے گی ۔ وہ شیر جوان بنیں کہیں کہ حکومت کی طرف سے فی کس پانچ لاکھ روپے مرنے والوں کو اور زخمی ہونے والوں کو دو لاکھ روپے کی امداد دینے کا اعلان کیا جاتا ہے تو ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہچکچہ گیری نہ کی جائے۔ خدا حافظ

وزیر زرعی مار کیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر. جی، رانا قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے محترم فاضل ممبر ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب لفظوں کا بھرپور استعمال کرنا جانتے ہیں appreciate him لیکن حقائق یہ ہیں کہ حادثات اور قدرتی آفات ہوتی رہتی ہیں اور اس زمرے میں جونہی وہاں پر رود کوہیوں کے حوالے سے ایک حادثہ ہوا تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی طور پر مجھے وہاں بھیجا اور میں ڈی۔جی۔خان گیا اور تمام لواحقین کے گھروں میں جا کر فاتحہ خوانی کی اور 20 لاکھ روپے وزیر۔اعلیٰ صاحب کی طرف سے ان کے لواحقین کو دیئے۔ ان کی میٹرک تک مفت تعلیم کے اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا، بیت المال کی طرف سے فوری طور پر ان کی امداد کی گئی،

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ایک دن کی تنخواہ 8 لاکھ روپے اکٹھی کی' وزیر اعظم پاکستان نے 10 لاکھ روپے کا اعلان کیا' تونسہ اور ڈی۔ جی۔ خان شہر میں مسلم لیگ کے امدادی کیمپ لگائے گئے۔ پتا نہیں میرے یہ بھائی پریس گیلری کی attention چاہتے ہیں۔ حقائق یہ ہیں محترم سپیکر صاحب! کسی دن بیٹھ کر پوری طرح یہ معمہ حل کر دیتے ہیں کہ پچھلے 57 سال کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں اور یہ دو اڑھائی سال اور اس سے پہلے کا جو عرصہ ہے 57 سالوں کی محرومیاں اور جنوبی پنجاب کے نام کی exploitation' جنوبی پنجاب نے سپیکر پیدا کئے' گورنر پیدا کئے' وزرائے اعلیٰ پیدا کئے۔ ایک چیز ریکارڈ پر ہے اور اس پر debate کر لیتے ہیں کہ جنوبی پنجاب میں جتنی ترقی وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کے دور میں ہوئی ہے تو میں ایمان کے ساتھ سچ کہہ سکتا ہوں اور floor of the House پر کہ آج تک اتنی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔ انہیں تو appreciate کرنا چاہئے اور خاص طور پر ہیلتھ سیکٹر میں ایک ارب روپے کی لاگت سے ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بن رہا ہے جو ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کو نظر نہیں آتا۔ یہ اس کو خراج تحسین پیش نہیں کریں گے۔ نرسنگ ہاسپٹل' ڈینٹل کالج' برن یونٹ' ہیلتھ سیکٹر پر جنوبی پنجاب کی حد ملتان ہے اس پر اگر آپ دیکھیں تو جنوبی پنجاب میںب سے زیادہ ڈویلپمنٹ ہے۔ ستلج پر جلال پور پیر والا اور اوچ شریف کے درمیان پہلی دفعہ ایمن والا پتن پر bridge بن رہا ہے جس سے معاشی خوشحالی آئے گی' socio-economic uplist ہو گی۔ اس کے علاوہ میرے پاس بہت زیادہ ڈیٹا ہے' جنوبی پنجاب کی پاپولیشن سے 11 فیصد زیادہ بجٹ میں رکھے گئے ہیں جن سے ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ شکریہ جی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہماری اور ان کی بات کے درمیان جو ابہام ہے وہ figuratively پورے data کے ساتھ سامنے آ جائے۔ پنجاب کے اندر آٹھ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہیں جن میں سات کے اندر بلکہ بعض کے اندر دو دو' تین یونیورسٹیاں ہیں' ڈی جی خان یونیورسٹی کہاں پر گئی ہے؟ پاکستان کے کسی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے اندر یونیورسٹی نہیں ہے

لیکن گجرات یونیورسٹی کہاں سے آئی ہے؟ یہ ڈی جی خان سے چوری کی گئی ہے۔ یہ figures ہیں اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ کمیٹی فارم کرے جس میں ادھر سے بھی لوگ موجود ہوں اور ہمارے لوگ بھی موجود ہیں اور وہ سابقہ 60 سالوں کے بجٹ کے figures بھی لے کر آئیں اور موجودہ گورنمنٹ جو کچھ کہتی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی وہ figures دیں گے ۔ جناب سپیکر! بجٹ کے اندر انہوں نے 70۔ارب روپے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کے لئے رکھا ہے اور اس رقم کو جب آبادی کے حساب سے تقسیم کریں تو ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ کا آبادی کے مطابق حصہ 3۔ارب روپے بنتا ہے لیکن اس کو ایک ارب اور 32 کروڑ روپے دیا گیا ہے۔ یہ ساری figures اگر ہم نے یہیں پیش کرنی ہیں تو اس کے لئے ایک دن کا تعین کیا جائے لیکن اس کے مقابلے میں صدیقی صاحب نے جو بات کی ہے کہ آپ ایک کمیٹی فارم کریں۔ یہ عین رولز اور ریگولیشن کے مطابق ہے اور اس کی مثالیں ہیں کہ جب کسی بھی بڑے issue پر تفصیلی بات کرنے کی ضرورت ہو' ایک کمیٹی فارم کی جائے جس میں جنوبی اور اپر پنجاب کے لوگوں کو رکھا جائے اور تفصیل کے ساتھ history کو بھی اور موجودہ گورنمنٹ کو اور اس سے پہلی حکومتیں جو بھی کرتی رہیں ہیں' ان figures پر بات کی جائے کہ ہم جو بات کرتے ہیں کیا وہ کوئی valid ہے وہ وزن رکھتی ہے یا اس طرف بیٹھے ہوئے لوگوں نے کوئی صحیح بات کی ہے۔ شکریہ جی۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! مجھے اپنے وزیر موصوف کی بات سن کر خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب میں کافی ترقیاتی کام کئے ہوں گے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کئے بھی ہوں گے لیکن میں ان کے علم کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی انہوں نے خرچے کئے ہیں اور آج بھی یہ میرے ساتھ چلیں کہ جو لوگ غربت کی وجہ سے جوتا نہیں خرید سکتے' وہ جنوبی پنجاب میں ننگے پاؤں پھرتے ملیں گے۔ وہ لوگ جن کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے وہ گدھوں پر پانی اٹھا کر اپنے گھروں میں لاتے ہیں ۔ وہ بھی جنوبی پنجاب میں ملیں گے۔ وہ

لوگ جو اپنے کندھے پر مشکیزہ اٹھا کر پینے کا پانی سارے دن کے لئے لے جاتے ہیں اور بھیڑ بکریاں چرا کر گزارہ کرتے ہیں وہ بھی جنوبی پنجاب میں ملیں گے۔

جناب عالیٰ ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسا آرڈر۔ ہم کسی فوج ووج کو نہیں مانتے۔ میں آج بھی یہ بات دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر ان کے اندر انصاف کی کوئی رمق باقی ہے ' اگر یہ انصاف چاہتے ہیں تو یہ اس بات کا اعادہ کریں' اعلان کریں کہ وہاں پر تو جتنی سڑکیں بنیں' یقین کرو کہ اگر ان کی قیمت لگا لو تو وہ مال روڈ کی قیمت کے برابر نہیں ہو گی۔ پنجاب یونیورسٹی کے مطابق پورے جنوبی پنجاب کے کالجوں کی قیمت لگا لو وہ اس کے مطابق نہیں ہو گی۔ یہ کہاں کی بات کرتے ہیں۔ ہمیں یہ پنجاب عزیز ہے۔ یہ لاہور ہمارا دل ہے۔ ہم سب اس سے محبت کرتے ہیں لیکن خدارا! وہ بھی تو آپ کا بھائی ہے۔ اس کی طرف دیکھو کہ اس کے کھیت اور کھلیان بے کار پڑے ہیں۔ اس کے بازاروں میں رونق نہیں ہے' اس کے طالبعلم تعلیم سے محروم ہیں' وہاں بھی دیکھیں کہ وہاں بھی کچھ ہونا ہے' وہاں بیس' بیس میل تک اگر کسی بچے کو تعلیم نہیں مل رہی' وہاں بیس ' بیس میل تک کسی مریض کے لئے علاج کا بندوبست کس نے کرنا ہے؟ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس جدید دور میں اپنے حلقے کے اندر انہیں سینکڑوں دیہات ایسے بتاتا ہوں کہ جن میں بچیوں کا سکول ہے نہ بچوں کا سکول ہے۔ [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ ریکارڈ سے حذف کئے جاتے ہیں۔ میں نے آپ کو فلور دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس کا غلط استعمال کریں I will not allow that ! اگر آپ کوئی بات کریں تو پھر ایک دائرے کے اندر کریں۔ سب کو گالی دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں اپنے بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس گاؤں کی بچیوں کا حق نہیں کہ وہ تعلیم حاصل کریں؟ کیا ان گاؤں کے بچوں کا یہ حق نہیں وہ تعلیم حاصل کریں؟ کیا وہاں کے مریضوں کا یہ حق نہیں----

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب! آپ کی بات سن لی ہے۔ بات یہ ہے کہ کیا آپ بحث تقریر کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو موقع دے دیا ہے let the government side also say something اس کے بعد میں بتاتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔؟

وزیر تحفظ ماحولیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات: میں اس وقت آپ سب کا شکر گزار ہوں جو جنوبی پنجاب کا مسئلہ اٹھائے ہوئے ہیں لیکن میں اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس فلور پر کھڑے ہو کر اعتراف کیا تھا کہ ماضی میں جنوبی پنجاب کے ساتھ جو زیادتیاں ہوتی رہی ہیں ہم ان کا ازالہ کریں گے۔ اب اس ماہ کی 18 تاریخ کو بہاولپور میں ایک جلسہ ہوا جس میں وزیراعلیٰ اور ان کی کابینہ کے لوگ بھی تھے اس وقت صدر پاکستان نے واضح ہدایت دی کہ جنوبی پنجاب میں محرومیوں کے مسئلے کا فوری ازالہ کیا جائے تو یہ مسئلہ ہمارے سامنے ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت اس مسئلے کا تدارک کرکے دکھائے گی۔ وزیراعلیٰ نے اس ہاؤس کے فلور پر نہ صرف اس امر کا اعتراف کیا تھا بلکہ اس کے تدارک کا بھی عندیہ دیا تھا۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔میں نے آپ کو موقع دیا تھا جب آپ بول چکے ہیں تو برائے مہربانی ان کو بھی بولنے دیں یہ تو نہیں کہ صرف آپ خود بول لیں اور دوسروں کو بولنے نہ دیں، آپ تشریف رکھیں جب وہ بات کریں گے تو آپ کا بھی بھلا ہو گا۔ جی شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب اور چودھری اصغر گجر صاحب نے جس گفتگو کا آغاز کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا آغاز ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے کیا ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ، جی ہاں جناب سپیکر! صدیقی صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں آج یہاں پریس بھی موجود ہے اور میرا تعلق جنوبی پنجاب کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ڈیرہ غازی خان سے ہے اور میں وہاں سے ایم پی اے منتخب ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو سابق صدر کا گھر بھی ہے اور سابق صدر وہاں سے چار سال صدر بھی رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کے صوبائی صدر کا گھر بھی ہے جو وہاں سے سینئر منسٹر بھی رہے، گورنر بھی رہے سب کچھ رہے--- ایک سیکنڈ نولاٹیا صاحب! یہ انتخابی حلقہ نہیں ہے یہ اسمبلی ہے یہاں پر جس جذباتی انداز سے تقریر کر رہے ہیں یہ انتخابی جلسے میں جاکر اچھی لگتی ہے یہاں پر وہ الفاظ ادا کریں جو ملکی مفاد کے لئے بہتر ہوگا۔ اس لئے مہربانی کرکے آپ ذرا ایک سیکنڈ کے لئے بیٹھیں--- اگر ہماری حکومت خراب تھی تو عامر سلطان چیمہ کو آپ نے اپنے گھر جانے پر کیوں بلایا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ cross talk نہ کریں آپ come to the point

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! جن جذبات کا اظہار------

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! یہاں جس گفتگو کا آغاز کیا اس کو اگر ہم آج سے سوا دو سال پہلے دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جنوبی پنجاب میں بہت زیادہ لوگ محرومیوں کا شکار تھے اور ان محرومیوں کی وجہ سے ہی وہاں پر سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب ہمیشہ یہاں ذکر کرتے ہیں جن کے ساتھ انہوں نے ایم۔این۔اے کا الیکشن لڑا میں یہ بات سیاسی لحاظ سے کر رہا ہوں اس کے بعد میں تعمیراتی کام پر آؤں گا۔ یوسف رضا گیلانی صاحب سپیکر رہے' مخدوم سجاد حسین قریشی صاحب گورنر پنجاب رہے' فاروق احمد خان لغاری صدر پاکستان رہے' ذوالفقار علی خان کھوسہ گورنر پنجاب رہے۔ جنوبی پنجاب نے

ہمیشہ اقتدار کے ایوانوں پر حکومت کی' چاہے مخدوم فیملی ہو' چاہے عباسی خاندان ہو' چاہے بھکر کے نوانی یا شاہانی ہوں ہر دور اقتدار میں یہ لوگ شامل رہے اور اپنے اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے کام کرتے رہے۔ اب یہ جن محرومیوں کا ذکر کرتے ہیں یہ خاندان اسی سیاسی افق پر اب بھی موجود ہے چاہے حزب اقتدار سے ہیں یا اپوزیشن سے۔ سوا دو سال پہلے کی جن محرومیوں کا ہم ذکر کرتے ہیں اگر ہم ان ادوار اور آج کے ادوار کو دیکھیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ 57 سال پہلے جن محرومیوں کا ذکر یہاں کیا جاتا تھا آج وزیراعلیٰ پنجاب اور صدر پاکستان کی وجہ سے ان کا کافی حد تک مداوا ہو چکا ہے اور مزید مداوا کیا جا رہا ہے۔ میرا اپنا شہر' میرا اپنا حلقہ انتہائی افسوس کی بات کہ وہاں سے سابق گورنر پنجاب جو اس وقت مسلم لیگ کے صوبائی صدر ہیں---- یہاں سارے لوگ اس وقت بیٹھے ہیں ذرا سنیں اس بات کو کہ آپ جس طرح محرومیوں کی بات کرتے ہیں تو کیا پچھلا دور اقتدار نہیں تھا۔ 1955 میں ڈی۔ جی۔ خان میں ایک ہسپتال بنا تھا جہاں ابھی تک جو آپریشن کیا جاتا ہے اس پر مریض کو رسی اور تار سے باندھا جاتا ہے اور sterilize کرنے والی مشین بھی 1955 کی ہے۔ کیا اس وقت ملک سے باہر بیٹھے ہوئے رہنماؤں کو جنوبی پنجاب کا خیال نہیں آیا؟ وزیراعلیٰ پنجاب نے چالیس کروڑ روپے کی لاگت سے ڈیرہ غازی خان کا ہسپتال upgrade کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد جنوبی پنجاب میں جس تعلیم کا ذکر کیا گیا اور جس صحت کی سہولت کے فقدان کا ذکر کیا گیا اس کی میں figures سے بات کروں گا۔ ڈیرہ غازی خان' راجن پور' مظفرگڑھ' لیہ اور بھکر یہ علاقے پینے کے میٹھے پانی سے محروم تھے انہیں پینے کا پانی نہیں ملتا تھا وزیراعلیٰ پنجاب کی کوششوں سے تمام علاقوں کے اندر بشمول ڈی۔جی۔خان شہر کے لئے 72 کروڑ روپے رکھا گیا جس کے کام کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ یہ صرف ڈی جی خان کے لئے نہیں بلکہ راجن پور' لیہ اور پورے جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد یہ بات کرتے ہیں تعلیم کی کیا اس سے پہلے جنوبی پنجاب میں کوئی کالج یا سکول بننے دیتا تھا؟ چودھری اصغر علی گجر صاحب پہلی دفعہ تو ایم پی اے نہیں بنے بلکہ میں پہلی دفعہ ایم پی اے بنا ہوں۔ یہ تو ماشاء اللہ پانچویں دفعہ ایم پی اے بن کر آ رہے ہیں اور نوابزادہ صاحب بھی یہاں بڑی گفتگو کرتے ہیں ان سے پوچھیں کہ remodelling of Thal کی تعریف ہیڈ تونسہ پر بیٹھ کر کس نے کی تھی' میں نے کی تھی یا انہوں نے کی تھی؟ دس ارب

کی لاگت سے rehabilitation of Taunsa Barrage کی تعریف میں نے تو نہیں کی تھی وہ بھی تو انہوں نے کی تھی۔ تھل کینال کے آغاز کی تعریف بھی انہوں نے کی تھی وہ میں نے تو نہیں کی تھی۔ اس کے بعد ایجوکیشن کی بات آتی ہے تو پندرہ اضلاع میں اکثریت جنوبی پنجاب کی ہے ہمارے اپنے اضلاع میں جہاں پر ہمیں پندرہ پندرہ اور بیس بیس کروڑ روپے سالانہ دیا جا رہا ہے اور اس وقت یہ صورتحال ہے کہ ہم بلا بلا کر اساتذہ اور سٹاف سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ بتائیں! کہ ہم نے سکولوں میں کہاں کہاں کام کرنا ہے کیا نئے سکول بنائے جائیں اور اس وقت کوئی ایسا سکول نہیں رہا جہاں پر باتھ روم نہ ہو' بجلی نہ ہو اور میٹھا پانی نہ ہو (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے حلقے میں دیہات میں کوئی ایسا سکول نہیں رہا جہاں پر بچوں کو تعلیم نہ دی جا رہی ہو پندرہ کروڑ روپے پہلی دفعہ ہمارے اضلاع کو دیا گیا۔ کیا یہ تعلیمی ترقی نہیں ہے؟ پہلے ہمیں دل کے آپریشن کے لئے لاہور آنا پڑتا تھا اور اب ایک ارب روپے کی لاگت سے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کس کے لئے بن رہا ہے؟ یہ میں چلڈرن ہسپتال کس کے لئے بنایا جا رہا ہے؟ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے تمام B.H.Us کو اپ گریڈ کرکے R.H.C میں تبدیل کر دیا گیا یہ ترقی نہیں تو اور کیا ہے؟ ستلج کا پل 80 کروڑ روپے کی لاگت سے' یہ سڑک آپ کے حلقے سے شروع ہوتی ہے کیا یہ ہائی وے کا روڈ نہیں بن رہا ہے؟ ڈیرہ غازی خان سے ملتان تک فور لائن روڈ نہیں بن رہا ہے اور چناب پل نہیں بن رہا ہے؟ اگر آپ یہ کہیں کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے پاس الہ دین کا چراغ ہے اور وہ یوں رگڑے گا اور جنوبی پنجاب اٹھ کر اوپر آجائے گا۔ 57 سال پرانی محرومیاں ان قائدین نے تو دور نہیں کیں جن قائدین کے ساتھ آپ آج بھی پھر رہے ہیں اور ان کے ساتھ آپ نعرے لگاتے ہیں جن کی تعریفوں کے آپ پل باندھ دیتے ہیں۔ نواز شریف تین دفعہ ڈی جی خان آیا اور تینوں بار انہیں کہا گیا کہ ڈی جی خان پہ کچھ مہربانی کریں کچھ دیں۔ ذوالفقار کھوسہ صاحب جو صوبائی گورنر تھے' اس وقت سینئر منسٹر تھے' ان کے الفاظ تھے کہ مسلم لیگ (ن) کے دوست سن لیں ذرا کہ میں بلوچ سردار ہوں' گھر آئے مہمان سے کچھ نہیں مانگتا۔ کسی بلوچ سردار نے نہیں مانگا؛ شوکت مزاری صاحب بھی تو بلوچ سردار ہیں' حسنین دریشک بھی تو بلوچ ہیں' یہ تو اپنے حلقے کے لئے مانگتے ہیں' یہ تو لڑتے ہیں' فاروق لغاری بھی لڑتے ہیں' دوسرے لوگ بھی لڑتے ہیں' انھوں نے کیوں نہیں مانگا؟ بات

یہ ہے کہ ہم نے اس اسمبلی سے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا آغاز کیا تھا۔ ہم سب سے بڑے داعی تھے اور آج ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کہ ہماری محرومیوں اور تکالیف کا موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کے تعاون اور ان کی شفقت سے مداوا بھی کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی پانچ سال پورے ہوں گے ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ جتنی ترقی ان پانچ سالوں میں' اس دور حکومت میں ہوئی ہےاس سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوئی ہو گی۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا،جناب سپیکر! ان کی باتوں کا جواب دینے کے لئے پھر مجھے بھی وقت دیا جائے۔

سید عبدالعلیم شاہ، نولاٹیا صاحب! ایک سیکنڈ۔۔۔ گفتگو بڑی اچھی ہوتی ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

معزز ممبران حزب اقتدار، شیم شیم۔

سید عبدالعلیم شاہ، اس کے بعد یونیورسٹی کی بات کی گئی۔ میں یونیورسٹی کا بھی ذکر کرتا چلوں کہ کہیں آگے آجانے کا کہ گجرات کی یونیورسٹی بنائی گئی۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے جتنا ٹائم ان کو جھوٹ بولنے کے لئے دینا ہے اس کے جواب کے لئے اتنا ٹائم آپ نے نولاٹیا صاحب کو بھی دینا ہے۔ بس اتنی بات ہے۔ ان کے بعد آپ ہاؤس adjourn نہ کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، وہ بول چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، یعنی جتنا ٹائم یہ جھوٹ بول رہے ہیں' یہ بولیں' ہم سن رہے ہیں۔ آپ نے پھر اتنا ٹائم جواب کے لئے دینا ہے۔ آپ نے وقفہ نماز کے لئے ابھی ہاؤس adjourn نہیں کرنا۔ بس صرف اتنی سی بات ہے۔ ہم خاموشی سے سن رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ نے جواب کے لئے ٹائم دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج بحث کا دن نہیں تھا کیونکہ یہ سوال اس طرف سے اٹھایا گیا تو آخر ان کو بھی موقع دیا اور وہ بھی اب بول رہے ہیں۔ دیکھئے ناں! آگے بجٹ سیشن آ رہا ہے۔

بجٹ میں، میں آپ کو اس پر بحث کرنے کے لئے دو دن دوں گا۔ اور آپ ان دو دنوں میں بحث کریں۔ آج نہیں بجٹ کے دوران دوں گا۔ آپ بھی بولیں، یہ بھی بولیں۔ اس پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! بات یہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی فراخدلی ہے اور آپ کے اس رویے سے اس ہاؤس کے وقار میں اضافہ ہو گا۔ ٹھیک ہے یہ بات شروع ہو گئی ہے۔ اب جتنی دیر ہم ان کو خاموشی سے without any interruptions سن رہے ہیں۔ یہ جتنا جھوٹ بول رہے ہیں بلکہ یہ جھوٹ ہی نہیں بول رہے، یہ جھوٹ کے ساتھ وہ سلوک کر رہے ہیں جو ان کا جرنیل قوم کے ساتھ سلوک کر رہا ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار، شیم، شیم۔

رانا ثناء اللہ خان، اس کا جواب آپ ہمیں دینے دیں۔ اس کے بعد adjourn نہ کریں۔ میری اتنی سی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! دیکھیں ناں! I am a liberal person myself on this issue' دیکھیں ناں! ایسی بات نہیں۔ بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ This is between them ' میں جو بات کر رہا ہوں، وہ اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے موقع آپ کو دیا ہے۔ آپ نے جو کچھ کہنا تھا وہ آپ نے کہہ دیا ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں۔ باقی اصل بات آج طے تو نہیں ہونی۔ یہ پچھلے پچاس سال کے مسائل کو اس ہاؤس میں discuss کرنا ضروری ہے لیکن at a proper time and that is a time of the budget ' اس لئے میں گزارش کروں گا، دیکھیں ناں! اب نماز ظہر کا وقت ہونے والا ہے۔ I cannot extend the time any way on that ' لوگوں نے نماز پڑھنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے کہ ان محرومیوں سے متعلق discuss ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں! ہونی چاہئے۔ بالکل ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان، لیکن اس کے متعلق جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اس کا proper time بجٹ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سے میرا اختلاف ہے۔ اس پر proper time بجٹ میں discussion والا نہیں ہو گا کیونکہ ہمارے یہاں بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ والے تیار کر دیتے ہیں' وہ تیار ہو کر یہاں پر کتابوں کی شکل میں پیش ہو جاتا ہے اور وہ جیسے ہوتا ہے' ditto وہ یہاں سے پاس ہو جاتا ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بجٹ میں اس پر بات ہو اور ان محرومیوں کا ازالہ بھی ہو' جو آپ بھی چاہتے ہیں اور پورا ہاؤس چاہتا ہے تو پھر جو دنیا میں روایت ہے' جو باقی جمہوری ملکوں میں روایت ہے کہ pre-budget discussions کروائی جاتی ہیں۔ آپ pre-budget discussion کے لئے کم از کم تین دن مقرر کر دیں۔ رواں اجلاس میں ہو جائے یا اس کے بعد آپ کوئی سپیشل اجلاس بلا لیں۔ اگر اس بات کا فیصلہ ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی اس رائے سے متفق ہوں۔ میں سپیکر صاحب سے بات کروں گا اور میں کوشش کروں گا کہ ایک pre-budget discussion ہو جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! بجٹ اس وقت تیاری کے مراحل میں ہے اور آپ اس وقت بطور سپیکر اس ہاؤس کو preside کر رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب سے گورنمنٹ کا موقف لے لیں اور تین دن اس رواں اجلاس میں رکھ لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت لاء منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ میں سپیکر صاحب سے discuss کروں گا اور ہم کوشش کریں گے کہ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ اس کی رولنگ تو دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں وہی عرض کر رہا ہوں ناں۔

رانا ثناء اللہ خان، آپ یہ فیصلہ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' in principal I agree with this لیکن مجھے مشورہ کرنے دیں۔ آپ بھی ہوں گے۔ لاء منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے We will try to adjust time accordingly۔ یہ میں ان سے discuss کر کے جاؤں گا۔

رانا ثناء اللہ خان، اس کے متعلق کل آپ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Its a very vital point' رانا صاحب کا یہ point بڑا vital ہے اور یہ pre-budget discussion ہونی چاہئے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جی!

سید عبدالعلیم شاہ، رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں گفتگو کی ہے کہ میں بڑے خوبصورت انداز میں جھوٹ بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ اب dispose of ہو رہا ہے۔ انھوں نے کہہ دیا ہے۔ اب آپ آگے چلیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، نہیں' جناب! نہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: We should not come to personal issues

آپ آگے چلیں۔ پھر بات کسی اور طرف چلی جائے گی۔

سید عبدالعلیم شاہ، یہ بات personal نہیں ہے۔ یہ بات ہو گی۔ اگر ایک بھی لفظ میں نے جھوٹ بولا ہے کہ میں نے وزیراعلیٰ صاحب کے جن اقدامات کی بات کی ہے اس میں اگر ایک لفظ بھی جھوٹا ہو جائے تو پھر یا رانا صاحب resign دے دیں یا میں resign دے دوں گا۔ میں نے جو لفظ ادا کئے ہیں۔ ساری figure ریکارڈ پر موجود ہے۔ اگر اس میں ایک بات بھی جھوٹی ہے تو پھر میں resign دے دوں گا یا رانا صاحب resign دے دیں۔ اس بات کا فیصلہ کریں۔ وہ کھڑے ہو کر اس بات کا فیصلہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! یہ تو مجھے موقع ملنا چاہیے۔

سید عبدالعلیم شاہ، میں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے on the floor of the House جو بات کی ہے اگر اس میں ایک بات بھی غلط ہو تو میں اسمبلی سے resign دوں گا یا رانا صاحب resign دیں اور یہ نو دولتیہ جو کھڑا ہوا ہے۔ یہ نو دولتیہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، No cross talk please. آپ personal بات نہ کریں۔ شاہ صاحب! آپ منجھے ہوئے، پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ پلیز ذاتیات پر مت آئیں۔ آپ بیٹھیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، میں تب تک نہیں بیٹھوں گا جب تک رانا صاحب اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے، جو انھوں نے میرے بارے میں کہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بات آپ کہہ رہے ہیں، آپ تقریر کریں۔ آپ رانا صاحب کو چھوڑیں۔ آپ ابھی تقریر کر رہے تھے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! ہم سارے ذمہ دار لوگ ہیں۔ ہماری ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں اپنے ملک کے ساتھ dignity اور وفاداری ہے۔ اپنے صوبے کے ساتھ اور اپنے علاقے کے ساتھ ہماری وفاداری ہے۔ ہمیں کم از کم اس چیز کا اعتراف ضرور کرنا چاہئے کہ آخر 57 سال گزرنے کے بعد جن الفاظ کا ہم ذکر کرتے ہیں، ہم منافقت، جھوٹ، ریاکاری اور قول و فعل کے تضاد سے نہیں نکلیں گے۔ ہم کب تک ان چیزوں کا سہارا لے کر چلتے رہیں گے اور اس میں جن محرومیوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہ علاقے محروم ہیں تو اب ان کو دیا جا رہا ہے اور ان کی ترقی کے بارے میں بات کی جا رہی ہے اور اس کو feed back کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ محروم نہیں تھے تو کم از کم اخلاقی طور پر ہمارے ارکان اسمبلی کو یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ پچھلے 57 سال پہلے کام نہیں ہوا، چاہے ایک اینٹ لگی ہے، چاہے ڈیڑھ اینٹ لگی ہے، چاہے کروڑ لگا ہے، چاہے سوا کروڑ لگا ہے اس کا اعتراف انھیں کرنا چاہئے کہ 57 سال کی چیخ و پکار جو یہاں پر کی گئی اس کا مداوا چودھری پرویز الہیٰ نے کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ڈیرہ غازی خان ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے۔ وہاں پر اس وقت زرعی یونیورسٹی بن رہی ہے۔ آپ جا کر دیکھ لیں کہ ایئر پورٹ روڈ پر ڈیڑھ سو ایکڑ زمین الاٹ کر دی گئی ہے۔ گورنر صاحب نے اس کا افتتاح کرنا تھا مگر وائس چانسلر صاحب کی پچھلے دنوں فوتیدگی کی وجہ سے اس کا افتتاح نہیں ہو سکا۔ اسی طرح ہم نے ڈیرہ غازی خان کی یونیورسٹی کا مطالبہ کیا تھا۔ گورنر پنجاب، وفاقی وزیر تعلیم اور صوبائی وزیر تعلیم نے ہائیر ایجوکیشن کے لئے مختص شدہ 34 کروڑ روپے کی رقم کو بڑھا کر ایک ارب روپیہ کر دیا ہے۔ ہم نے ڈی جی خان یونیورسٹی کے لئے سخی سرور روڈ پر 200 ایکڑ زمین مختص کر دی جس کے کام کا آغاز اس مالی سال سے کر دیا

جائے گا۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ پچھلے 57 سال میں ڈیرہ غازی خان میں کہیں بھی ایم بی اے کی کلاسیں نہیں لگتی تھیں۔ اس یونیورسٹی کے اعلان کے بعد اس سال سے ڈیرہ غازی خان میں ایم بی اے کی کلاسز کا بھی آغاز ہو چکا ہے۔

محترم سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈیرہ غازی خان ' ساؤتھ پنجاب مسائلستان کا گڑھ تھا اور اس کے حالات خراب رہے ہیں' وہاں پر ترقی نہیں ہوئی لیکن اس کا ذمہ دار موجودہ حکومت کو ٹھہرانا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بلدیاتی الیکشن آنے والے ہیں۔ ہم بھی میدان میں ہوں گے اور یہ بھی میدان میں ہوں گے۔ ہم ان کا مقابلہ سیاسی میدان میں کریں گے۔ اگر ہم نے اچھے کام کئے ہوں گے تو لوگ ہمیں accept کریں گے' ہم نے بُرے کام کئے ہوں گے تو لوگ ہمیں اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ آئیں میدان کے اندر' عوامی تقریر کرنی ہے تو عوام میں کریں۔ اسمبلی کے اندر facts and figures کے مطابق تقریر کریں۔ میں کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں کہ میں نے جتنی باتیں کی ہیں' جن گرانٹس کیبات کی ہے اس میں سے ایک فیصد بھی میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ مجھے اپنے علاقے کے بارے میں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہاں کسی کی خوشامد کرنے کی خاطر نہیں آیا۔ یہاں کی اسمبلی مجھے ڈیرہ غازی خان سے ووٹ لے کر نہیں دے گی۔ ڈیرہ غازی خان کے ووٹ مجھے خدمت کر کے ہی ملیں گے' سچ بول کر ملیں گے۔ اگر میں ان کی خدمت کروں گا تو ذوالفقار کھوسہ جیسے تمعوں کو گراؤں گا۔ اگر محرومی نہیں تھی تو عبدالعلیم شاہ کیسے ذوالفقار کھوسہ کو ہرا گیا؟ اگر محرومی تھی تو عبدالعلیم شاہ نے سابق گورنر' سات مرتبہ وزیر بننے والے کو ہرایا ہے۔

جناب عالی! میں رانا ثناء اللہ کی بات کا جواب دیتے ہوئے اپنی بات کا اختتام اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے ابھی جو الفاظ ادا کئے ہیں وہ on record ہوں گے۔ یہ کل اس کا ریکارڈ نکلوا لیں۔ پرسوں میں انھیں ان تمام باتوں کی فہرست فراہم کر دوں گا۔ وہاں پر جو جو کام ہو رہے ہیں یا جن کی منظوری ہو چکی ہے ان کی میں فہرست مہیا کر دوں گا۔ اگر اس میں سے ایک بھی جھوٹ ثابت ہو جائے تو میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا یا پھر رانا صاحب دے دیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں انھیں وہ فہرست آج ہی دینے کے لئے تیار ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب مجھے دو منٹ بات کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصغر علی گجر صاحب! چونکہ نماز ظہر کا وقت ہو چکا ہے لہذا نماز کے لئے وقفہ کر لیتے ہیں۔ نماز کے بعد آپ کو وقت ملے گا۔ ابھی میرے پاس چٹ آئی ہے کہ لوگ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ یہاں اسمبلی میں ڈیڑھ بجے جماعت ہوتی ہے۔ لہذا اب ہاؤس نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لئے ہاؤس آدھ گھنٹہ تک adjourn کر دیا گیا)

(وقفہ نماز کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 2 بج کر 17 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے معاملات زیر بحث تھے اس پر ہمارے محترم معزز ممبر علیم شاہ صاحب نے کچھ باتیں کیں تو میں ان پر کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ C.M صاحب جنوبی پنجاب کے مختلف علاقوں میں گئے اور انہوں نے مختلف چیزوں کے اعلانات کئے تو یہ جنوبی پنجاب کی بہت بڑی مدد ہے۔ جو اعلانات انہوں نے کئے ہیں ان کی تفصیل میں دے سکتا ہوں کہ وہ ضلع مظفر گڑھ میں 17 مہینے پہلے گئے تو انہوں نے وہاں اعلان کیا کہ میں یہاں پانچ ڈگری کالج دیتا ہوں اور 17 مہینوں کا رزلٹ یہ ہے کہ کسی ایک کا بھی ٹینڈر آج تک نہیں لگا اور ان پانچ ڈگری کالجز میں سے بیشتر پر کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل observations لگا کر اس کو کینسل کر دیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے کارڈیالوجی وارڈ کے لئے ایک ارب روپے کا پروجیکٹ دیا۔ یہ اعلان آج سے تین سال پہلے کیا گیا تو کتنے percent ان تین سالوں میں کام ہوا ہے؟ وہ بمشکل دس یا بارہ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم مارچ میں افتتاح کریں گے پھر کہا کہ اب ہم جون میں افتتاح کریں گے۔ آج بھی کارڈیالوجی کا معاملہ وہیں کھڑا ہے کہ کچھ زمین اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے انہوں نے acquire کرنی ہے۔ یعنی ابھی تک کارڈیالوجی وارڈ کا معاملہ

acquiring of land ہے۔ پھر اس پر انہوں نے ایک ارب روپیہ خرچ کرنا ہے جس کے ذریعے سے کارڈیالوجی وارڈ نے مکمل ہونا ہے۔ یہاں پر ری ماڈلنگ آف تھل کینال کے اڑھائی ارب روپے کا تذکرہ کیا گیا تو میں نے اس پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور اریگیشن منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا یہ بات درست ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ واحد 42 نہروں میں سے ایک نہر کے لوگوں سے زمین لے کر جب پانی دیا گیا تو آج سے تیس سال پہلے ان کا 50 فیصد پانی کاٹ لیا گیا۔ پہلے تو ایک فرد کو پانی purchase کرنا پڑتا ہے پھر اس کا پانی کاٹ لیا جاتا ہے۔ اب انہوں نے ہمیں کوئی اضافی چیز نہیں دی۔ جو پانی ہم نے purchase کیا اس کو پورا کرنا تھا اس کے لئے اڑھائی ارب روپیہ منظور کیا ہے۔ میں نے واقعی اریگیشن منسٹر اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی اس معاملے میں تعریف کی ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ یہ ہمارا developmental نہیں بلکہ یہ ہمارا بنیادی حق تھا جو ہمیں پہلے ملنا چاہئے تھا لیکن نہیں ملا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایجوکیشن سیکٹر میں بڑا کام کیا ہے۔ اڑھائی لاکھ عوام کا میرا حلقہ ہے۔ جس میں دو گرلز ہائی سکول اور پانچ بوائز ہائی سکول ہیں وہاں پر کوئی انٹر اور ڈگری کالج نہیں ہے اور انہوں نے جو سو سو کروڑ روپے ہر ضلع کو ایجوکیشن ریفارمز کے لئے دیا ہے اس کی شرائط بڑی دلچسپ ہیں۔ یہ کہ آپ اس سے کوئی نیا سکول نہیں کھول سکتے، کسی سکول یا ادارے کو up-grade نہیں کر سکتے، کوئی بڑا پراجیکٹ نہیں کر سکتے۔ آپ اس پیسے کو صرف missing facilities پر لگا سکتے ہیں۔ ان شرائط کے ساتھ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن سیکٹر کا کوئی فائدہ کیا ہے یا ہم نے southern Punjab کو دیا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی فائدہ ہوا ہو۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے southern Punjab کے مختلف اضلاع میں جا کر کئی اعلانات کئے اور ان پر عملدرآمد کے معاملے میں ہمارا جھگڑا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اعلان تو کئے جاتے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد ایک فیصد بھی نہیں ہوتا۔ یہ صرف میں نہیں کہہ رہا بلکہ آپ آج کے اخبار کی statement دیکھیں۔ اس میں تو وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آج کی statement یہ ہے کہ جو افسر میری بات نہیں مانے گا تو میں اس کو فارغ کر دوں گا۔ اگر فارغ کرنا ہے تو یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ کم ازکم اس بات کو تو وزیر اعلیٰ صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ میری اور وزراء کی بات افسران نہیں مانتے۔ یہاں تک مجھے کوئی ثبوت دینے کی

ضرورت نہیں ہے یہ تو وزیر اعلیٰ صاحب نے آج کی statement میں تسلیم کیا ہے۔ اگر انہوں نے فارغ کرنا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لئے کوئی بڑھک مارنے کی ضرورت ہے یا کسی کو بتانے کی ضرورت ہے جو نہیں مانتا اس کو فارغ کر دیں۔

جناب سپیکر! ڈی جی خان کے حوالے سے مزہ تو تب تھا کہ آج بھی یہاں پر علیم شاہ صاحب موجود ہوتے تو انہوں نے جو پوائنٹ اٹھائے ہیں میں ان پر بات کرتا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلی حکومتوں نے کچھ نہیں کیا۔ صرف ڈیڑھ سالہ حکومت جسے بعد میں مارشل لاء کے ذریعے لپیٹ دیا گیا۔ اس دور حکومت میں بورڈ کی بلڈنگ تیار ہوئی جو کہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ تھا۔ ایک گرلز ہائی سکول اور ایک ٹیکنیکل کالج کا اضافہ کیا گیا اور ایم اے کی کلاسز جس کا یہ تذکرہ کر رہے ہیں اس میں ان کا کوئی شیئر نہیں ہے یہ ان سے پہلے کا announce کیا ہے اور یہ اس وقت سے کلاسز چل رہی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے زرعی یونیورسٹی کا اعلان کر دیا ہے۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں شاہ صاحب کی ساری باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر ٹرانسپورٹ، میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے یا بحث و مباحثہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، علیم شاہ صاحب نے جو بات کی تھی یہ اسی کی continuation ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! یہ علیم شاہ صاحب کو بار بار مخاطب کر رہے ہیں اور وہ تو بیٹھے نہیں ہیں۔ پہلے یہ بات کر چکے ہیں اس کے بعد علیم شاہ صاحب نے بات کی ہے اور اب یہ دوبارہ شروع ہیں اس کے بعد پھر ادھر سے باتیں آئیں گی۔ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے۔ معزز ممبران نے اپنی ترامیم دی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں چاہتا ہوں کہ ان کو ساتھ لے کر چلوں تاکہ ان کو گلہ نہ رہے کہ ہماری بات نہیں سنی گئی۔

وزیر جیل خانہ جات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! مجھے یہ پتا ہے کہ سپیکر صاحب کی یہ discretion ہے کہ وہ کسی بات کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے سکتے ہیں اور جو بات ایجنڈا پر نہ ہو وہ بھی ڈسکس ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ایوان رولز اینڈ پروسیجر کے تحت چلتا ہے آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے ۔ جو ڈسکشن یہاں ہو رہی ہے مجھے اس پر قطعاً اعتراض نہیں ہے۔ مجھے اعتراض ہے یہ کہ یہ بات آج کے ایجنڈے کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایجنڈے پر کافی ایسی اہم قراردادیں ہیں اور پرائیویٹ ممبر ڈے پر ہمارے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم نے جو بھی قراردادیں دی ہیں وہ discuss ہوں اس لئے میری submission یہ ہے کہ رولز اینڈ پروسیجر کے مطابق ایجنڈے پر جو بھی بات ہے اسی کو ایوان میں ڈسکس کروایا جائے کیونکہ اس بات پر کافی ڈسکشن ہو چکی ہے۔ اگر آپ اس کو مزید allow فرمائیں گے تو یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔ پہلے یہ بات ادھر سے شروع ہوئی اس کے بعد شاہ صاحب نے اس کا تفصیل سے جواب دیا۔ ان کے objection بھی on the floor of the House discuss ہو گئے لہذا میری گزارش ہے کہ اب ایجنڈے کے مطابق کارروائی چلائی جائے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! انہوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کو فلور دیا ہے اور آپ اپنی بات جاری رکھیں لیکن آپ آخری مقرر ہیں۔ نوانی صاحب بھی ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور اس میں ممبرز کو چاہیے کہ وہ احساس کریں۔ نوانی صاحب! آفیشل ڈے آپ کا دن ہے اور پرائیویٹ ممبر ڈے ان کا دن ہے اگر یہ کہہ رہے ہیں تو بات کرنے دیں کوئی بات نہیں۔ ان کے بعد میں اس بات کو wind up کر دوں گا۔ جی، نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، شکریہ جناب سپیکر! انہوں نے زرعی یونیورسٹی کی بات کی کہ ہم نے وہاں پر زرعی یونیورسٹی بنائی ہے۔ یہ فیصل آباد یونیورسٹی کا ایک کیمپس ہے اور مزے

کی بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں بھی اس گورنمنٹ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کیمپس کا بھی اس سے پہلے کی حکومت نے announce کیا ہے۔ غازی گھاٹ سے آگے down stream سکھر تک پانچ سو کلومیٹر سے زیادہ کا سفر ہے لیکن اس میں ایک بھی پل نہیں ہے اس کے برعکس سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب میں کوئی ایسا دریا بتا دیں کہ جہاں سو کلومیٹر سے زیادہ کے فاصلے پر پل نہ ہو۔ حکومت کے ساتھ ہمارا جھگڑا کیوں رہتا ہے میں یہی بات کروں گا کہ:-

اپنے ماضی سے جو ورثے میں ملے ہیں ہم کو
ان اصولوں کی تجارت نہیں ہو گی' ہم سے
جھوٹ بھی بولیں' سیاست کے پیامبر بھی بنیں
ہم کو بخشو! یہ سیاست نہیں ہو گی ہم سے

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ پورے ڈی۔جی۔خان ڈویژن میں 27 ایم۔پی۔ایز ہیں اور حکومتی بنچز کی طرف سے بھی یہ بات آ چکی ہے کہ 27 میں سے تین لوگوں کو کابینہ میں شامل کیا گیا ہے اور نارووال کے ایک ضلع کے پانچ ممبران میں سے چار ممبرز کو کابینہ میں شامل کیا گیا ہے۔ کس کس فیلڈ کی ہم بات کریں۔ میں اپنے سرائیکی وسیب کے شاعر شاکر شجاع آبادی کی زبان میں اس کی درد بھری کہانی کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ:-

جیویں سا کوں آن روایا ہئی ایویں میں وانگوں توں کل روسیں
ہک واری رو کے تھک بہہ سیں دل ڈکھ پوسی توں ول روسیں
نہ درد ونڈاون آوسی کوئی لا کندھاں کوں توں گل روسیں
بس شاکر فرق میعاد دا ہے اساں اج روندوں توں کل روسیں

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں جناب طاہر حسین خان طیزئی سے درخواست کروں گا کہ وہ مجلس قائمہ برائے فشریز کی رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ

جناب طاہر حسین خان ملیزئی، جناب سپیکر! میں The Forest Amendment Bill, 2004 moved by Syed Ihsan Ullah Waqas M.P.A PP-154 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Forestry and Fisheries کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ جی، محمد یار مونکا صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) دی بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ

جناب محمد یار مونکا، جناب سپیکر! میں The University of Arid Agriculture Rawalpindi Amendment Bill 2004 moved by Mr. Tanvir Ashraf Kaira, M.P.A PP-112 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ چودھری جاوید صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی سپیشل رپورٹ

چوہدری جاوید احمد، جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی سپیشل رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) نہریں و نکاسی آب پنجاب مصدرہ 2004

MR DEPUTY SPEAKER The Punjab Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004. Mr. Muhammad Yar Mamonka and Rao Ajaz Ali Khan may move it.

MR MUHAMMAD YAR MAMONKA: I move that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004.

MR DEPUTY SPEAKER. The motion moved that leave be granted to introduce that the Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004

وزیر آبپاشی: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ممونکا صاحب!

جناب محمد یار ممونکا: جناب سپیکر! آج بھی ایوان میں پانی اور اس کے مسائل جو کہ اپر پنجاب ' سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب کو درپیش ہیں پر بڑی زور دار بحث ہوئی۔ یہاں کی کچھ سکیمیں بن رہی ہیں۔ وہاں کروڑوں' اربوں اور اس پر بات ہوئی تو this is a simple amendment کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقے کا بار بار ذکر آتا ہے اور co-agitation بھی ہو رہی ہے تو وہاں ٹیل کے علاقے کے بڑے مسائل ہیں جن میں پانی چوری ہوتا ہے' cuts لگائے جاتے ہیں' پائپس لگائے جاتے ہیں' موگے توڑے جاتے ہیں اور ٹیمپرنگ ہوتی ہے۔ میرے حلقے میں نہر کی تقریباً 12 ٹیلیں پڑتی ہیں۔ جب ان ٹیلوں پر پانی نہیں ہوگا تو وہاں کے حالات کیا ہوں گے؛ تو میری درخواست یہ ہے کہ cuts لگانے کا' پائپ لگانے کا یہاں نہر میں breech ڈالنے کا fine ہے under section 13,under s... 70 of the Canal and Drainage Act وہ صرف دو سو روپے ہے۔ استدعا یہ ہے کہ اسے بڑھا کر پانچ ہزار کیا جائے کیونکہ جو لوگ cuts لگاتے ہیں' موگے ٹیمپر کرتے ہیں یا پائپس لگاتے ہیں تو

وہ پانچ سو روپے سے زیادہ تو بیلدار یا میٹ کو دے کر رات کو پانی چوری کرتے ہیں اور اگر اس کا جرمانہ دو سو روپے تو میرے خیال میں نہایت feasible ہے کہ ٹیل تک پانی کو پہنچانے میں حکومت کی نیک نیتی اس میں آئے گی کہ اس بل کو introduce ہونے دیا جائے اور کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے مطابق جرمانہ کی سزا پانچ ہزار روپے کرنے کی استدعا ہے۔ یہی میرا مطمع نظر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی 1873 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ میں پہلے ہی revision کر رہا ہے اور اس سلسلے میں number of meetings ہوئیں اور سوچ بچار کے ساتھ ایکٹ میں ضروری ترامیم کی تجویز دی گئی ہے جس میں اس سیکشن 70 کی ترمیم بھی شامل ہے۔ کیونکہ سیکشن 70 پانی کی چوری سے متعلق ہے اور اگر اس کی offence کی طرف دیکھا جائے تو اس میں 17 number of offences آتی ہیں اور اس وقت جرمانہ دو سو روپے اور قید تین ماہ ہے جبکہ انہوں نے جرمانہ بڑھانے کی proposal دی ہے اور محکمہ نے offence کے حوالے سے اس میں ایک سے چار تک جرمانہ 15 ہزار اور اس کی قید ایک سال اور اسی طرح 5 سے 17 تک offence کا جرمانہ تین ہزار اور قید تین ماہ کی proposel دی ہے کیونکہ اس سارے سلسلے میں ترامیم ہونے والی ہیں اور 1873ء کے ایکٹ کی revision بہت ضروری تھیں اور یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خاص ہدایت پر محکمہ نے اپنی recommendations بنا لی ہیں اور پانی چوری کے واقعات واقعی بہت زیادہ اور ان کی تجویز صرف جرمانہ بڑھانے کے حوالے سے ہے کہ دو سے پانچ ہزار کرنا ہے جبکہ محکمہ اس سے زیادہ سزا کی تجویز کر رہا ہے۔ اس وجہ سے میں یہ کہوں گا کہ یہ تمام تجاویز فائنل ہو کر لاء ڈیپارٹمنٹ سے vat ہونے کے بعد اسمبلی میں قانونی شکل کے لئے پیش کر دی جائیں گی اس لئے میری درخواست ہے کہ piecemeal ترمیم کی بجائے جامع revision کو ترجیح دی جائے تو بہتر ہوگا ۔بجائے ایک شق کو amend کریں جبکہ ہم اس پورے ایکٹ کی amendment لے کر آئیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت عنقریب اس پورے ایکٹ کی revision لا رہی ہے اور جیسے ہی وزیراعلیٰ صاحب سے منظوری ہو جائے گی اور پھر لاء ڈیپارٹمنٹ سے vat ہو گی تو ہم

اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔

جناب یار محمد مونکا: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو وزیر موصوف نے عذر بتائے ہیں تو موجودہ پنجاب حکومت کا ذہن کھل کر سامنے آ گیا کہ وہ اس چوری چکاری کو روکنے اور bad laws کے تدارک کے لئے کتنی مخلص ہے۔ ہماری اسمبلی کا وجود ہی اس لئے ہے کہ جہاں قانون میں lacunas ہیں وہ ہم دور کریں۔ میں ان کے علم میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں۔ cut یا پائپ یا breech کا ایک پرچہ تھانے میں ہوتا ہے جس کی سماعت عدالت میں ہوتی ہے جہاں جرمانے کے ساتھ تین ماہ کی سزا بھی دی جاتی ہے جو کہ بتائی گئی ہے۔ اگر کوئی جامع بل آ رہا ہے تو this is just کہ کچھ استغاثے بنائے جاتے ہیں جو ایس ڈی او کی capacity میں ہوتے ہیں جو کینال مجسٹریٹ کی حیثیت سے جرمانے کرتا ہے تو یہ اس کی استطاعت ہے۔ اگر یہ شامل کر لیا جائے کل جب جامع reforms بنا رہے ہیں یا ترامیم لا رہے ہیں تو یہ اس میں شامل ہو جائے گی اور اس وقت میں آپ کا حامی ہوں گا۔ میں اس وقت اس بل کی حمایت میں کھڑا ہوں گا تو آج یہ رکاوٹ نہ ڈالی جائے کیونکہ اس سے ظاہر یہ ہوگا کہ ہم ٹیل اینڈز کو پانی نہیں پہنچانا چاہتے۔ یہ حکومت پنجاب کا پنجاب کے عوام کو آپ پیغام دے رہے ہیں کہ ہم ٹیل کے لوگوں کے وارث نہیں ہیں۔ جتنی بھی ترامیم ہو رہی ہیں ہم وہ بھی آہستہ آہستہ لائیں گے۔ دو اڑھائی سال میں کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ پر یہاں اس ہاؤس میں کوئی ترامیم نہیں لائی گئیں۔ جو ترامیم آ رہی ہیں میں ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جیسے صبح سے بحث چل رہی ہے۔ میں کسی علاقے کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں اور نہ ہی کسی یونیورسٹی کا نام لینا چاہتا ہوں۔ میں اس میں کوئی بڑی بات نہیں مانگ رہا ہوں اور یہ عوامی مطالبہ ہے کہ یہاں کسی علاقے میں اگر ٹیل پڑتی ہیں تو وہاں کیا حالت ہوتی ہے؟ تو میں گن کر بتا سکتا ہوں کہ میرا سارا علاقہ دیہاتی اور ٹیل پر پڑتا ہے۔ وہاں کوئی دریائی علاقہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ علاقہ ٹیوب ویل ایریا ہے وہاں بریکش واٹر ہے۔ پنجاب کے ایسے کئی علاقے ہوں گے جن میں یہ مسئلہ ہے اور گجر صاحب بھی یہی رو رہے تھے کہ یہاں سارا رونا ہی پانی کا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حالیہ دنوں میں کچھ بارشیں ہو گئی ہیں۔ یہاں ژالہ باری بھی ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصان سے متعلق اس ہاؤس میں کوئی بات نہیں ہوئی اور

میں کل انشاء اللہ اس پر بات کروں گا کہ ہمارے علاقے میں ژالہ باری سے جو فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ اگر آج خدانخواستہ بارشیں نہ ہوتیں اور آج ہم جو پانی دے رہے ہیں تو یہ پانی آپ کے پاس annual enclosures کے بعد شاید ڈیڑھ ہفتہ بھی نہ چلنا تھا۔ اتنے دن کی بھی ہمارے پاس capacity نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی ہے اور ہم سرخرو ہو گئے ہیں کہ اس سال ملک میں کچھ دانے ہو جائیں گے ۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو اس حد تک لے لیا جائے یہ مجھے introduce کرنے کی اجازت دی جائے۔ جب یہ جامع ترامیم لائیں گے تو اس میں یہ بھی شامل ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تجویز اور وزیر موصوف کا جواب دونوں similar قسم کی تجویزیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ جب انہوں نے اس بل کو پیش کرنے کا مقصد تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی ضرورت ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس ایکٹ میں جامع قسم کی ترامیم لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبر کی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ ہم پرائیویٹ ممبرز کو لیجسلیشن کے لئے encourage کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایک پرائیویٹ ممبر بل لائے ہیں جو کہ کمیٹی کو ریفر ہونا ہے اور وہاں پر ایسے بل چھ' چھ ماہ پڑے رہتے ہیں اور جو یہ فرما رہے ہیں کہ بہت جلد لا رہے ہیں تو meantime جو جامع ترامیم حکومت چاہتی ہے وہ بھی لے آئے' یہ ترمیم پہلے کمیٹی کے پاس بحث کے لئے پیش ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک پرائیویٹ ممبر کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ وہاں پر کمیٹی نے رپورٹ کرنا ہے اور وہ اس ترمیم کو بھی شامل کر لیں گے اور حکومت جو ترامیم چاہتی ہے اسے بھی شامل کر لیا جائے اور اس معاملہ کا within specific time میں حل نکل آئے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس مقصد کو تسلیم کرنے کے بعد وزیر موصوف کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے

اسے oppose نہیں کرنا چاہئے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹے سے سیکشن کی بات کر رہے ہیں جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ شاید ٹیل اینڈز کو پانی پہنچانے کے لئے حکومت مخلص نہیں ہے تو حکومت اس سلسلے میں مخلص ہے اور محکمہ آبپاشی کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی سروس فراہم کرے اور ٹیل اینڈز تک پانی کی دستیابی کو یقینی بنائے۔ کیونکہ یہ صرف سیکشن 70 جو کہ پانی چوری سے متعلقہ ہے اور اس میں ترمیم کے لئے انہوں نے تجویز کیا ہے۔ انہوں نے جرمانے کی رقم دو سو سے پانچ ہزار بڑھانے کی بات کی ہے جبکہ حکومت کے پاس جو revision فائنل ہو رہی ہے اس میں جرمانے کی سزا پانچ ہزار کی بجائے پندرہ ہزار روپے اور ایک سال قید کی سزا کی بھی تجویز ہے یعنی حکومت تو مخلص ہے کہ ہم نے ٹیل اینڈز تک پانی پہنچانا ہے اور پانی چوری کرنے والوں کو اتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اگر آج ہم صرف ایک ترمیم پر بات کریں تو اس پورے مسئلے کو دیکھا جائے اور اس جامع revision کو دیکھا جائے تو میں اس سلسلے میں انہیں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہم عنقریب اس سلسلے کو یہاں لے کر آئیں گے ۔ برائے مہربانی آپ اس پر ووٹنگ کرا لیں اور ایوان کی رائے لے لیں کیونکہ ایک ترمیم سے مسئلہ حل نہیں ہوگا اس ایکٹ کی پوری revision کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ایکٹ 1873ء کا ہے اور آج ضرورت ہے کہ اس پورے ایکٹ کی revision ہو اور اس پر محکمہ نے بہت زیادہ سوچ بچار کیا ہے' اس پر کمیٹیاں بنائی ہیں' ہم نے پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے پرنسپل کو بھی involve کیا' بہت سارے لوگوں سے مل کر اور بہت سارے ایسے ماہرین سے رائے لے کر اس ایکٹ کی revision کو finalize کیا اور یہ almost finalize ہو چکا ہے۔ اب صرف اس کی سمری وزیر اعلیٰ کو ارسال کرنی ہے اور ان کی منظوری کے بعد یہ کابینہ میں پیش ہوگا اور کابینہ کے بعد لاء ڈیپارٹمنٹ اسے vet کر کے اسمبلی میں لائے گا تو بہتر ہوگا کہ اس وقت تک اس کا انتظار کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کائرہ صاحب کی ایسی ہی ایک amendment تھی وہ کائرہ صاحب ان کو بتائیں گے کہ وہ کب پیش کی گئی تھی اور اس وقت بھی ان کا عنقریب ہی تھا ان کا عنقریب تو پتا نہیں کب آنا ہے؟ اس سے پہلے پتا نہیں کوئی اور ہی عنقریب آجائے گا۔ گزارش ہے کہ یا تو یہ commit کریں کیونکہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ اسی رواں اجلاس میں یہ amendment لے آئیں پھر تو ٹھیک ہے کیونکہ عنقریب سے مراد یہی ہو سکتا ہے کہ دو دن' چار دن' دس دن اب عنقریب سے مراد چھ ماہ یا ایک سال تو نہیں ہو سکتے۔ یہ یہاں specific commitment دے دیں پھر ہم ان کی اس commitment پر اس کو withdraw کر لیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! اس پر ہاؤس کی رائے لے لی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، چیمہ صاحب! ہاؤس کی رائے کا ہمیں پتا ہے آپ ہاؤس کی رائے پر اتنا گھمنڈ نہ کریں وہ ہمیں پتا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایک اچھا کام ہے یہ کاشتکاروں کا مسئلہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ ایک اچھا کام بھی آپ سے ہوجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کی اچھی بات ہے لیکن منسٹر صاحب کا point of view یہی ہے کہ اس کو عنقریب put up کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے یہی بات کی ہے کہ ان کا عنقریب کب آئے گا؟

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! یہ اتنا بڑا ایکٹ ہے ظاہر ہے اس میں وقت لگے گا جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ 1873 کا ایکٹ ہے اور اس ایکٹ کی revision ہو رہی ہے اس کی ایک ایک شق کو دیکھا جا رہا ہے اس میں کوئی مذاق والی چیز نہیں ہے کہ ہم نے اس کو ایسے ہی لے کر اسمبلی میں آجانا ہے ہم نے اس کو پوری طرح سے مرتب کرکے ہی لانا ہے اس لئے اس پر وقت درکار ہے یہ مکمل ہو چکا ہے ہو سکتا ہے کہ اس پر ہمیں ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے بھی رائے لینی پڑے اس لئے میں exact time نہیں بتا سکتا as early as possible اس کو پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے as early as possible اسے پیش کیا جائے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! اس میں بہتر یہ ہو گا کہ آپ اس کی ووٹنگ کروالیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ٹھیک ہے اس کی ووٹنگ کروائیں تاکہ کاشتکاروں کو یہ پیغام جائے کہ ان کی ترجیحات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو as early as possible کرکے کیا جائے گا۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! حکومت دلی طور پر چاہتی ہے کہ پانی کی چوری کو بند کیا جائے میرے بھائی نے ایک شق میں ترمیم دی ہے کہ اس کو تبدیل کردیا جائے جبکہ حکومت اس کی تمام شقوں میں جو بھی کمی بیشی ہے اسے تبدیل کرنا چاہتی ہے اور پانی کی چوری کو روکا جائے اور یہ ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی طے ہوا ہے اور وزیراعلیٰ صاحب نے بھی agree کیا ہے اور اس بات پر consensus آئے کہ اس کو ترمیم کرکے اس کام کو کیا جائے۔ وزیر موصوف نے یہاں بہت thoroughly سٹیٹمنٹ دی ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کی ترمیم سے اختلاف نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم اس ترمیم کے علاوہ دوسری شقوں کو بھی amend کرنا چاہتے ہیں اس پر تو اختلاف ہے ہی نہیں ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس پر ووٹنگ کی ضرورت ہی نہیں ہے جب ہمارا دونوں طرف کا اتفاق ہے اور ہم یہ بل لے کر آرہے ہیں اس لئے میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اس ترمیم کو واپس لے لیں ہم ان کو مطمئن کریں گے اور یہ حکومت کو appreciate کریں گے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ بجائے اس پر ووٹنگ کی جائے اس پر ہم دونوں کا consensus ہے اور اس پانی کی چوری کو روکنا چاہتے ہیں۔ اگر یا تو وزیر صاحب یہ کہیں کہ ہم اس میں ترمیم نہیں لانا چاہتے پھر تو بات دوسری ہے لیکن وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم صرف اس کی ایک شق کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے بلکہ بہت سی شقوں میں ہم ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اشرف کانرہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اشرف کانرہ صاحب!

جناب محمد اشرف کانرہ، جناب سپیکر! یہ بل میں نے پہلے اسمبلی میں پیش کیا تھا اس وقت بھی honourable Minister کے یہی comments تھے جو انہوں نے آج دیئے ہیں۔ یہ بل میں نے چھ ماہ پہلے دیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم دو ماہ کے اندر اندر amendments لا رہے ہیں تو اس لئے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اب چھ ماہ گزر گئے ہیں ان کا ابھی بھی وہی موقف ہے جو اس وقت تھا تو اس لئے اب جبکہ فاضل ممبر نے بل دیا ہے تو اسے process ہونا چاہیے اور کمیٹی میں بھیجنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ دونوں اس پر متفق ہیں جو بات آپ کر رہے ہیں منسٹر صاحب بھی وہی بات کہہ رہے ہیں بات تو دونوں کی ایک ہی ہے اب بات صرف timing کی ہے اور لامحالہ جتنا بھی ممکن ہو as early as possible وہ لانے کی کوشش کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کانرہ صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے چھ ماہ قبل یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ہم دو ماہ میں لے آئیں گے ان کا عنقریب چھ ماہ میں نہیں آیا اب وہ بتا دیں کہ آئندہ کتنے ماہ میں لے کر آئیں گے ان کا عنقریب سے کیا مراد ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! جو کانرہ صاحب نے بات کی ہے پچھلی بار بھی یہی کہا گیا تھا کہ اس کو جلد لے آئیں گے لیکن کوئی وقت کی بات نہیں ہوئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ سمری جب ڈیپارٹمنٹ نے recommend کر کے میرے پاس بھیجی تو میں نے اس کو overall دیکھا تو مجھے اس میں کئی ایسی چیزیں نظر آئیں جن پر غور و فکر کرنا بہت ضروری تھا پھر میں نے اعتراضات لگا کر دوبارہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تاکہ کمیٹی دوبارہ اس پر غور و خوض کر کے میرے پاس جلد از جلد بھیجے تو جیسے ہی میرے پاس آجائے گا تو فوری طور پر یہ سمری وزیراعلیٰ صاحب کو بھیج دوں گا۔ میں بار بار ان کو یقین دہانی کرا رہا ہوں اور جیسا کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ حکومت مخلص نہیں ہے، حکومت تو مخلص ہے یہ صرف جرمانہ بڑھانا چاہتے ہیں جبکہ حکومت تو سزا بھی

بڑھانا چاہتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سزا ہو جس کی وجہ سے لوگوں میں بھی خوف ہوگا اور وہ یہ کام نہیں کریں گے اس لئے یہ بات دونوں طرف سے آرہی ہے کہ بل کو لایا جائے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس کو زیادہ اچھے اور جامع طریقے سے لایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب ہی اس کو لے آئیں گے لہذا میری گزارش ہے کہ اس معاملے کو ختم کیا جائے اور اس کو صرف حکومت پر چھوڑا جائے حکومت اس مسئلے میں بہت سنجیدہ ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت بہتر طریقے سے اس کو حل کریں گے۔

جناب محمد یار مونکا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' مونکا صاحب!

جناب محمد یار مونکا: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ نوانی صاحب کے خیالات بھی میں نے سنے اور مجھے 2003 کا وہ وقت یاد آرہا ہے جب اسی ایوان میں زراعت اور آبپاشی پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت نوانی صاحب کے خیالات کیا تھے اور کس جذبے کے ساتھ یہ بولے تھے شاید اب وقت بدل گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن نوانی صاحب نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی بلکہ نوانی صاحب نے ایک اچھا تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے اگر دیکھا جائے تو he has indirectly supported you

جناب محمد یار مونکا: جناب سپیکر! in good faith میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ اگر حکومت اس سلسلے میں کسی amendments پر کام کر رہی ہے تو میرے بھائی چیمہ صاحب نے وہ سمری دیکھی اور واپس بھیج دی ہے تو میں یہ کر سکتا ہوں کیونکہ میں بھی تھوڑا بہت قانون جانتا ہوں تو میں سیکرٹری آبپاشی کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اگلے منگل تک جو یہ amendments تجویز کر رہے ہیں وہ میں لے کر آجاتا ہوں اسی کو شامل کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں' وہ حکومت کی طرف سے آرہی ہیں آپ شامل ہو سکتے ہیں لیکن وہ تو آپ کے ساتھ شامل نہیں ہوں گے۔

جناب محمد یار ہموکا، جناب سپیکر! جو اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہیں یا یہ ووٹنگ کرا لیں اور آپ kill کردیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ منسٹر صاحب ایک بات کو بار بار رزک رہے ہیں اس میں ٹائم مقرر کر دیا جائے۔ جب پرائیویٹ ممبر کوئی بل لے کر آتا ہے تو اس پر بڑی محنت کرتا ہے جب حکومت کی طرف سے بل آتا ہے تو اس کو بنانے والی پوری ایک ٹیم ہوتی ہے اس کے پیچھے بیورو کریسی ہوتی ہے منسٹر صرف اس کو پیش کر دیتا ہے۔اب ان کو چاہیے تھا کہ یہ appreciate بھی کرتے اور کہتے کہ یہ ہمارے ساتھ مل جائیں ان کو کمیٹی میں شامل کر لیتے اور کہتے کہ اتنے وقت میں ہم اس بل کو بنا کر لے آتے ہیں یہ صرف timing بتا دیں یہ دو مہینے بتا دیں تین مہینے بتا دیں۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں نے کیس کو reconsider کروایا ہے تو یہ بھی میرے پاس آجائیں اور بیٹھ جائیں ہم ان کے سامنے amendments رکھ لیتے ہیں اور اگر آپ کہیں تو میں یہ amendments آپ کو دے دیتا ہوں جو ہم نے تجویز کی ہیں۔

(اس موقع پر وزیر آبپاشی نے amendments جناب ڈپٹی سپیکر کو پیش کیں)

جناب سپیکر! یہ وہ amendments ہیں اس کو دیکھ لیں کہ ان کی شق پر شامل ہیں یا نہیں؟ یہ وہ amendments ہیں جن کی ڈیپارٹمنٹ recommendations دے چکا ہے لیکن اس میں تھوڑا سا مجھے اعتراض تھا اس میں بہت سی ایسی شقیں تھیں جو کہ انھوں نے touch نہیں کی تھیں' اس میں ایک بڑا مسئلہ آرہا تھا کہ جب یہ سزا تھی تو اس کے اختیارات نچلی سطح پر ایس' ڈی' اوز کو اور ایکسینز کو زیادہ دئیے جا رہے تھے تو اس پر یہ بھی آراء سامنے تھیں کہ اس سے یہ بھی ہو سکتا تھا کہ شاید مخالفین کو اس مسئلے میں دبوچ نہ لیا جائے۔ اس سلسلے میں پھر میں نے اپنی تجویز دی ہے کہ اس کو ایس۔ڈی۔او کی بجائے آپ اس کو ایس۔ای کی سطح پر resolve کریں۔ ایک کمیٹی سرکل لیول پر بیٹھ کر یہ دیکھے کہ واقعی وہاں پر پانی چوری ہوا ہے اور وہ کمیٹی پھر اس کو قید کی سزا بھی تجویز کرے۔ اب بحث یہ ہوئی ہے کہ اس کو قانونی شکل

کس طرح دی جا سکتی ہے؟ اس وجہ سے میں نے خود اس پر اعتراض لگا کر محکمے کو بھیجا ہے کہ آپ اس پر بھی غور کریں تاکہ اس ایکٹ کی ترمیم ہونے سے کہیں یہ نہ ہو جائے کہ لوگ اپنے مخالفین کو اس میں نہ دبوچ لیں اور پھر کل کو یہ تاثر نہ دے کہ شاید مخالفین پر ناجائز پانی چوری کے پرچے ہو رہے ہیں۔ ان چیزوں پر غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے۔ میں نے آپ کو یہ ایک کتاب دے دی ہے۔ اس میں آپ دیکھ لیں تو بہتر ہو گا کہ یہ بھی وہاں پر آ جائیں' وہاں پر بیٹھ کر ہم اس مسئلے کو resolve کر لیں گے اور جب گورنمنٹ بھی مخلص ہے' یہ بھی چاہتے ہیں تو یہ ایک بڑا اچھا طریقہ ہے اور اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ amicably resolve کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ بڑا معقول جواب ہے۔ اور آپ یہ ترمیم دیکھ لیں۔ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور میں یہ ضرور کہوں گا کہ منسٹر صاحب! آپ اندازاً کوئی ٹائم بتا دیں' اس میں حرج کی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی، اس میں اگر میں آج exact commitment کر لوں اور کل کو یہ اس وقت پر نہ ہو تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ جب بھی یہ ممکن ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آخر کوئی time limit تو ہو گی۔

وزیر آبپاشی، اس میں تقریباً تین ماہ کا عرصہ درکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ تین مہینے تک ہو جائے گا۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! تین ماہ میرے پاس نہیں لگیں گے' تین ماہ یہاں تک آتے ہونے لگیں گے۔ میں نے تقریباً کی بات کی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ پولیس سٹیٹ بن رہی ہے۔ پھر اس کو اس طرح کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ point جنھوں نے discuss کیا ہے That needs no time' اس کے لئے تو کسی ٹائم کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ ان کے ساتھ join کریں' آپ بھی join کریں اور اس کو دیکھ لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، چلو ٹھیک ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: So in that case it has been disposed of and withdrawn.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے میں آپ کی بھی رہنمائی چاہوں گا کہ ٹھیک ایک سال پہلے اسی ایوان میں' میں نے ایک بل Police Torture Compensation Bill پیش کیا تھا جس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ بہت اچھا بل ہے۔ ہماری حکومت کا یہ ایجنڈا ہے کہ ہم پاکستان اور پنجاب کو ٹارچر فری کریں۔ اس قانون کے متعلق انھوں نے کہا تھا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہم اس کے کچھ نکات تبدیل کر کے اسے دوبارہ لے آئیں گے۔ اب میری مجبوری دیکھیں' میں نے کئی دفعہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں بات کی کہ اس کو ہاؤس میں لے کر آئیں' بیشک یہ kill کر دیں لیکن میں نے بڑی محنت کر کے آٹھ دس صفحے ڈرافٹ کر کے بھیجے تھے اور انھوں نے ان نکات کو ٹھیک کرنے کے لئے re-draft کے چکر میں آج تک pending رکھا ہوا ہے۔ اس کا بھی کوئی فیصلہ کر دیں کہ اس بل کو بھی اگلے اجلاس میں پیش کر کے اس پر کچھ کر لیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت چونکہ لاء منسٹر نہیں ہیں۔ جب لاء منسٹر ہوں تو اس وقت آپ یہ point raise کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس معاملے میں لاء منسٹر زیادہ جانتے ہوں گے۔ جب وہ بیٹھے ہوں تو اس وقت آپ یہ point raise کریں۔ جی' آگے محمد وقاص!

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2005

MR MUHAMMAD WAQAS:- I move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2005.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2005.

MINISTER FOR COMMUNICATION & WORKS:- I oppose it sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ 10 جنوری 2005 کے اجلاس میں کسی تحریک استحقاق کے موقع پر محترم وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ ہماری حکومت وی' آئی' پی کلچر کے خلاف ہے اور ہم اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے initiative لیتے ہوئے میں یہ سمجھا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے اور اس میں ہمیں بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تو میں نے یہ بل ایوان میں پیش کیا ہے اور اپنے آپ کو اور اسمبلی کے ممبران سے اس کی استدعا کی ہے کہ ہم وی۔ آئی۔ پی کلچر کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ حکومت کا اپنا initiative تھا اور آج حکومت کی طرف سے ہی ہمارے محترم وزیر صاحب اس کو oppose کر رہے ہیں۔ بہر حال میں اپنی بات اس ایوان میں رکھنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ اول و آخر ہم سب اس ایوان میں اور پاکستان کے لوگ اس کی بہت بڑی اکثریت اور باقی بھی مذاہب کے لوگ' ہم سب مسلمان ہیں اور جو مسلمان نہیں' جو کرسچن ہیں' جو اور مذاہب کے لوگ ہیں' ہر مذہب میں اور ہر الہامی کتاب میں تمام انسانوں کو برابر قرار دیا گیا ہے اور یہ تمام مذاہب کا ایک بنیادی عقیدہ ہے لیکن ہم نے خود انسانوں کو مختلف پارٹس اور مختلف کلاسز میں تقسیم کیا ہوا ہے اور ہم نے خود انسانوں کو آقا اور غلام بنایا ہوا ہے اور اب آقائیت اور غلامیت کی وہ چیز بظاہر تو ختم ہو گئی ہے لیکن اس کا essence اور اس کا کلچر ابھی باقی ہے۔ مجھے یاد

ہے' ہم تاریخ پڑھتے ہیں اور تاریخ کی مثالیں ہمارے سارے لوگ پیش بھی کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اور مصر کے گورنر کے بیٹے نے وہاں ایک کسان کے بیٹے کو کوڑے مارے۔ حضرت عمر کو حج کے موقع پر جب شکایت کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کسان کے بیٹے اور مصر کے گورنر کے بیٹے کو بھی بلایا اور پھر ایسا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو آمنے سامنے کیا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس گورنر کے بیٹے نے کوڑے مارے ہیں تو کسان کے بیٹے کو کوڑا دیا اور ایک تاریخی جملہ کہا کہ،

ولدتھم امھکم احرر - ان کی ماؤں نے انھیں آزاد جنا ہے۔

کلیف اذ تہکم - تم کون ہوتے ہو جو انھیں غلام بناتے ہو۔

ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ ایک ٹریفک کا سپاہی جب ایک جرنیل کی گاڑی کے شیشوں سے سنکر اتارتا ہے تو 114 بریگیڈ میں اس کی حاضری ہو جاتی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ V.I.P culture کو ختم کریں اور اسے ختم کرنے کے لئے ہمیں پہلا قدم خود اٹھانا چاہیے کہ چونکہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس سب سے بڑے صوبے کے ہم ذمہ دار لوگ ہیں۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ہم قوم کے سامنے مثال بنیں اور ہم کہیں کہ عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ میں آپ کو بتا دوں کہ اس V.I.P culture میں عزت نہیں ہے۔ عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

البر علی الخرام - یہ تو عربی کا مقولہ ہے کہ اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو وہ بادشاہوں کے دربار میں نہیں ہے۔ وہ اچھے کپڑے پہننے سے نہیں ہے' وہ ٹھاٹ باٹ اور اقتدار سے نہیں ہے بلکہ اللہ کے راستے پر چلنے سے ہے' نیک بننے سے ہے اور انکساری اختیار کرنے سے ہے۔ لہذا ہمیں اس سے آگے بڑھنا چاہیے۔ میں ایک اور واقعہ اسلامی تاریخ سے جو بڑی روشن تاریخ ہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ،

> "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' خلیفہ وقت ہیں اور وہ ایک مقدمے کے سلسلے میں اپنے ہی مقرر کردہ ایک قاضی کی عدالت میں پہنچتے ہیں' وہ قاضی کھڑا ہو کر ان کا استقبال کرتا ہے تو حضرت علی کہتے ہیں کہ تم نے بے انصافی کی ابتداء کر دی ہے اس لئے کہ جب میرا مخالف تمہارے پاس آیا تھا تو تم نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال نہیں کیا تھا اور میرا تم کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہو"

لہذا ہمیں یہ روشن مثال قائم کرنی چاہئے۔ ہمارے پاکستان کا آئین بھی تمام پاکستانی شہریوں کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ ہمارا fundamental right ہے' basic human right ہے کہ تمام پاکستانی شہری برابر ہیں لہذا ہمارے ذہنوں میں یہ جو V.I.P culture گھس گیا ہے اس کو نکالنے کے لئے میں نے یہ بل پیش کیا ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ میرے تمام فاضل ممبران کی اس میں عزت بنے گی اور انشاء اللہ نہ صرف پورے پنجاب کے عوام بلکہ پورے پاکستان کے عوام انھیں appreciate کریں گے اور یہ سب کے لئے مثال بنے گی۔ اس لئے اس کو accept کرنا چاہئے اور آج یہ قدم اٹھا لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! شکریہ' اس بل کو introduce کروانے والے محرک نے اپنے ابتدائی کلمات میں خود ہی فرمایا ہے کہ ہمارے لائسنسر صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق کے سلسلے میں گفتگو ہوتے ہوئے یہ بات اس ضمن میں سامنے آئی تھی کہ حکومت پنجاب V.I.P culture کو ختم خود کر رہی ہے جس کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس کا ثبوت بہت سے عملی اقدامات سے ملتا ہیں۔ ان میں V.I.P lounges بھی ختم کئے گئے ہیں اور بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں پر اب ٹریفک بھی نہیں روکی جاتی۔ اسی ضمن میں' میں نے اس لئے اس کو oppose کیا ہے کہ Rules and Privileges Act کو amend کرنے کے لئے ہاؤس میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جس کے رانا آفتاب صاحب بھی ممبر ہیں اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری ملک محمد احمد خان اور ارشد بگو صاحب بھی اس کے ممبر ہیں۔ جب یہ ایک کمیٹی بن چکی ہے جو کہ totally VIP culture کو ختم کرنے کے لئے Rules and Privileges Act کو amend کرنے کے لئے کام ہو رہا ہے تو ان کی یہ amendment اس میں لائی جائے تاکہ ایک جامع اور comprehensive کام اس پر ہو جائے۔ اس وجہ سے میں نے اس کو oppose کیا ہے کہ ایک کام ہو رہا ہے اس کو in piecemeal کرنے کی بجائے حکومت پنجاب نے ہی ہماری طرف سے V.I.P culture کو ختم کرنے کے لئے قدم اٹھایا گیا اور کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں تاکہ جناب کے حکم کے مطابق بنائی گئی کمیٹی کے ذریعے ایک comprehensive Act سامنے لایا جائے جس سے V.I.P کلچر مکمل طور پر ختم ہو سکے۔ میری استدعا ہے کہ اسے مسترد کیا جائے۔

جناب محمد وقاص : جناب سپیکر ! کہتے ہیں کہ " ڈھاک کے تین پات " ہر معاملے پر credit لینے والی بات کی جاتی ہے۔ الحمد للہ ہم اس سے مبرا ہیں ہم نے ایک راستہ دکھایا اور ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کو اس پر چلنا چاہیے۔ ہمیں اس کا کریڈٹ لینے کا شوق نہیں ہے۔ بے شک حکومت اس کا کریڈٹ لے لیکن یہ ضرور بتایا جائے کہ کیا اس موجودہ اسمبلی کے tenure میں ہی وہ یہ بل لے آئیں گے یا مزید اپنے اڑھائی سال گزارنے کے بعد اگلے آنے والے لوگوں پر اسے چھوڑیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : چونکہ اس کمیٹی میں اپوزیشن کی طرف سے رانا آفتاب احمد خان صاحب اور دوسرے صاحبان بھی ہیں ۔ It is up to them to take up as early as possible. جب وہاں put up کریں گے تو پھر discuss ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر ! مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، فرمائیں! Time is extended for fifteen minutes.

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! ہم نے ان اڑھائی سالوں میں یہی دیکھا ہے کہ جس مسئلے کو ٹالنا ہو اس کے لئے کمیٹی بنا دی جاتی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس کمیٹی کی بابت انھوں نے ابھی کہا ہے کہ میں بھی اس میں شامل ہوں حالانکہ مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ میں بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں۔ تاہم وزیر موصوف اس کمیٹی کی بابت بتا دیں کہ یہ کب بنی ہے اور اب تک اس کے کتنے اجلاس ہوئے ہیں؟ ہم پنجاب کے لوگوں کو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ دوست جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ کرنا نہیں چاہتے۔ یہ صرف باتیں کرنی جانتے ہیں۔ عملی طور پر یہ کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ جب عملی طور پر کچھ کرنے کا وقت آتا ہے تو یہ back کر جاتے ہیں یا کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ یہ ہمیں بتا دیں کہ یہ کمیٹی کب بنی اور اب تک اس کے کتنے اجلاس ہو چکے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر ! ارشد بگو صاحب بڑے دھیمے مزاج کے آدمی ہیں لیکن آج ان کے لہجے میں تھوڑی سی تلخی ہے۔ وزیر قانون نے کہا تھا کہ ہم نے V.I.P کلچر کو ختم کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کمیٹی کا بہت

جلد اجلاس بلایا جائے گا۔ اس وقت on hand میرے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہے۔ بہرحال ہم اس کمیٹی کا اجلاس جلد ہی بلائیں گے آپ اپنی ساری ترامیم اس میں لے آئیے گا۔ کریڈٹ والی بات نہیں ہے' آپ ہمارے معزز ساتھی ہیں' ہمارے بھائی ہیں اور ہم ہمیشہ آپ کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ آپ کی اچھی تجاویز کو ہمیشہ راجہ بشارت صاحب نے سراہا ہے اور انہیں کمیٹیوں کے سپرد کیا ہے۔ کمیٹیاں اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ کمیٹیاں تضحیک کا باعث بننے کے لئے نہیں بنیں۔ کمیٹیاں آپ کے ذریعے کام کروانے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ تو میری استدعا ہو گی کہ معزز رکن اس کو واپس لے لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں خود اہتمام کروں گا کہ اس کمیٹی کا جلد اجلاس بلایا جائے۔

جناب محمد وقاص : جناب سپیکر ! ایک تو اس میں یہ ambiguity ہے کہ جو کمیٹی بنی ہے وہ ہاؤس کمیٹی کی شاید ایک سب کمیٹی ہے اور وہ Rules of Procedures کو revise کرنے والی کمیٹی ہے۔ Privileges Act کو دیکھنے کے لئے ابھی تک کوئی کمیٹی نہیں بنی ہے۔ ذرا اس کی وضاحت کر دیں کہ وہ کس کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاؤس کمیٹی کی سب کمیٹی علیحدہ ہے۔ privileges کمیٹی علیحدہ ہے۔ پہلے یہ معاملہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں discuss ہوا تھا۔ اب دوسری کمیٹی میں یہ معاملہ جا رہا ہے۔

جناب محمد وقاص : جناب سپیکر ! بزنس ایڈوائزری کمیٹی تو Rules and Procedures میں ترامیم کو دیکھ رہی ہے میں بھی اس میں شریک ہوا ہوں۔ میری طرف سے پیش کی جانے والی ترمیم 1972 کے Privileges Act کے حوالے سے ہے۔ اس پر تو سرے سے کوئی کمیٹی بنی ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : any how آپ کی جو بھی تجویز ہے اس پر حکومت کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ جس طرح وزیر صاحب نے فرمایا ہے It will be taken up ویسے میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ V.I.P لفظ ہمارے لئے نہیں ہے۔ آپ کو کیا فکر پڑ گئی ہے؟ We do not come into V.I.Ps. ہم عوام کے ووٹوں سے آتے ہیں۔ ہم back door سے نہیں

آئے۔ اس لئے ہم تو V.I.P نہیں ہیں۔ ہم تو عوامی نمائندے ہیں' عوام کے بل بوتے پر آئے ہیں اور خدارا اپنے آپ کو V.I.P نہ سمجھیں۔ ہم نے کبھی اپنے آپ کو V.I.P نہیں سمجھا۔ ہماری جو عزت عوام میں ہے اللہ تعالیٰ وہی عزت بحال رکھے۔ ہم V.I.Ps سے بہتر ہیں۔ اس لئے آپ اس بات پریشان مت ہوں۔ حکومت آپ کے ساتھ ہے' ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں' سارا ہاؤس آپ کے ساتھ ہے۔ انشاء اللہ اس پر جلد ہی عمل ہوگا۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر insist نہ کریں۔ چونکہ ہم خود اس V.I.P کلچر کے خلاف ہیں۔

جناب محمد وقاص : جناب سپیکر ! بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ پنجاب کے عوام کے دلوں کی بات کہی ہے اور یقیناً پنجاب کے عوام آپ کو اس کا انشاء اللہ کریڈٹ بھی دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کریڈٹ آپ کو جانے گا کیونکہ آپ نیک آدمی ہیں۔ دعا کریں۔ ہماری بھی دلی دعا ہے کہ آپ اس میں کامیاب ہوں۔

جناب محمد وقاص : لیکن جناب سپیکر ! اگر آپ اس بل کو process کرتے ہوئے اس کمیٹی کو refer کر دیں جس کا تذکرہ وزیر موصوف کر رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بھائی ! جب انھوں نے کہہ دیا ہے۔ ہاؤس میں بھی ایک consensus ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو take up کریں گے تو آپ یقین کریں وہ اسے ضرور take up کریں گے۔ اس لئے آپ اس کو withdraw کر لیں۔

جناب محمد وقاص : چلیں ٹھیک ہے۔ ہم اسے withdraw کرتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: It is disposed of.

چودھری زاہد پرویز : جناب سپیکر ! جن کمیٹیوں کا آج تک اجلاس نہیں ہو سکا انھیں تو ویسے ہی abolish کر دینا چاہئے۔ جن کمیٹیوں کا آج تک اجلاس ہی نہیں ہو سکا ان کا کیا فائدہ ہے؟ کئی کمیٹیاں ایسی ہیں کہ جن کے دو سال بعد الیکشن ہوئے لیکن کبھی بھی ان کا اجلاس نہیں ہوا۔ ایسی کمیٹیاں کیوں بنائی گئی ہیں؟ انھیں abolish کر دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : زاہد پرویز صاحب ! اس بارے میں پچھلے دنوں ہماری ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں رانا ثناء اللہ اور رانا آفتاب صاحب بھی تھے۔ اس میں کئی تجاویز ہم نے اس بابت take up کی ہیں۔ ان کمیٹیوں کو فعال بنانے کے لئے بہت سی تجاویز دی گئی ہیں۔ انشاء اللہ یہ سب کمیٹیاں عنقریب فعال ہو جائیں گی۔

اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اجلاس بروز بدھ مورخہ 30 ۔ مارچ 2005 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

بدھ' 30-مارچ 2005

(یوم الاربعاء' 19۔ صفر المظفر 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : انیسواں اجلاس

جلد 19 : شمارہ 3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 30-مارچ 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

ماحولیات پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس)

بدھ 30 - مارچ 2005

(یوم الاربعاء 19 - صفر المظفر 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝
یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝ الَّذِیْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۝
یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَاۤ
اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَیْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

سورۃ الانفطار آیات 1 تا 19

جب آسمان پھٹ جائے اور جب ستارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہہ پڑیں اور جب قبریں شق کر دی جائیں (تو اس وقت) ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا۔ اے انسان تجھے (آخر) کس چیز نے اپنے پروردگار کریم سے متعلق بھول میں ڈال رکھا ہے۔ وہ (پروردگار) جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر تجھے اعتدال پر بنایا (اور) جس صورت میں بھی چاہا تجھے ترکیب دے دیا (تجھے مفرور) ہرگز نہیں (ہونا چاہیے تھا) اصل یہ کہ تم جزا ہی کو جھٹلاتے ہو۔ درآنحالیکہ تمہارے اوپر (ہماری طرف سے) یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے (مقرر) ہیں وہ جانتے ہیں اس کو جو کچھ تم کر رہے ہو۔ نیک لوگ بیشک آسائش میں ہوں گے اور بدکار لوگ بیشک دوزخ میں۔ اس میں داخل ہوں گے روز جزا کو اور (پھر) اس سے باہر نہ ہوں گے۔ اور آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا ہے؟ ہاں آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا ہے، وہ دن وہ ہے کہ کسی کا بس کسی کے لئے کچھ بھی نہ چلے گا اور حکومت اس روز (تمامتر) اللہ ہی کی ہو گی۔

وما علینا الاالبلاغ۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سرکاری ملازمتوں پر بھرتی

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر،جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! تمام اخبارات میں وزیراعلیٰ پنجاب کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سرکاری ملازمتوں کی بھرتی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ بھرتیوں میں بعض لوگوں نے اثر انداز ہوکر اس میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا بہت بڑا کارنامہ تھا کہ جس طرح ملک میں بے روزگاری نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ لوگ خودکشیاں کر رہے تھے اور بڑے عرصے کے بعد اس حکومت نے یہ اقدام کیا تھا کہ لوگوں کو روزگار ملے۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بروقت ایکشن لے کر اس معاملے کو توجہ کا مرکز بنایا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک تو ان لوگوں کے خلاف جنھوں نے اس بھرتی میں کچھ گڑبڑ کرنے کی کوشش کی ہے' ان کے نام اورجو جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس ایوان کو اس سے مطلع فرمایا جائے اور یہ بھی بتا دیا جائے کہ یہ process دوبارہ کب شروع ہوگا؟ شکریہ۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ بھرتیاں

ٹھیک ہوئی ہیں۔ اب یہاں سے اپنے لوگ induct کئے جا رہے ہیں۔ پچھلے سال راولپنڈی ڈویژن میں فارسٹ کی بھرتیاں ہوئیں' وہاں کے لوکل لوگوں کو رکھا گیا اور purely merit پر رکھا گیا۔ ہائی کورٹ تک ان کی بھرتیاں قائم رہیں اور اس کے بعد یہاں پنجاب سے highest level سے دوبارہ اشتہار دیا کہ ہم یہ پورے پنجاب سے لیں گے۔ اصل وجہ یہ تھی کہ یہاں سے معاملات ہو رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ level پر بھرتی ٹھیک ہوئی ہے۔ یہ اپنے لوگوں کو induct کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب! آپ نے جواب سن لیا ہے۔ جناب سید احسان اللہ وقاص صاحب۔

MR ARSHAD MEHMOOD BAGUU: Mr. Speaker! On his behalf

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! جناب ارشدمحمود بگو صاحب نے بات کی ہے۔ اس کا جواب تو حکومتی بنچوں کی طرف سے آنا تھا۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب نے فرمایا تھا کہ جو بھرتیاں ہوئی ہیں' اخبار کے مطابق وہ میرٹ پر نہیں ہوئیں اس لئے بھرتی پر پابندی لگا دی گئی ہے لیکن عباسی صاحب کا کہنا ہے کہ گورنمنٹ نے جو بھرتیاں اس سال یا پچھلے سال کی ہیں وہ میرٹ پر ہوئی ہیں۔ ان کا جواب آ گیا ہے۔ اب کسی اور کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، اس میں یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب کی اپنی information ہوگی لیکن جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ پرسوں جب اجلاس شروع ہونا تھا تو وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی جو میٹنگ کی تو اس میٹنگ میں اراکین اسمبلی نے یہ شکایت کی کہ جو بھرتیاں ہو رہی ہیں ان میں منسٹر مداخلت کر رہے ہیں اور اپنے بندے رکھوا رہے ہیں جبکہ ہمیں وہاں پر کوئی نہیں پوچھ رہا اور ہمارے بندوں کو کوئی نہیں رکھ رہا تو جھگڑا وہاں پر اراکین اسمبلی اور وزراء صاحبان کے درمیان تھا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ وزراء اپنے بندے accommodate کروا رہے ہیں اور ہمارے بندے accommodate نہیں ہو رہے۔ اس میں

اب جو صورتحال اخبارات میں آئی ہے۔ میں تو چاہتا تھا کہ اس پر ایک علیحدہ motion کے ذریعے بات کی جائے لیکن جب آپ نے اجازت دے دی اور ارشد محمود بگو صاحب نے بات کر لی تو جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ کورم پورا نہ ہوا تو سخت نوٹس لوں گا۔ ملازمتوں میں اراکین صوبائی اسمبلی کے لئے کوٹا مقرر ہوگا۔ اب اراکین اسمبلی کے لئے کوٹا مقرر کرنے کے لئے یہ پابندی لگائی گئی ہے ----

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ تو اخباری خبر ہی ہے ناں۔

رانا ثناء اللہ خان، ساری خبریں تو اخباری ہی ہوتی ہیں۔ یہ اخبارات کی خبریں اور الیکٹرانک میڈیا کے لئے ہی چلتا ہے۔ یا تو آپ کہیں کہ جو بھی خبر اخبار میں چھپتی ہے وہ ساری غلط ہوتی ہیں۔ اس میں لوگوں کو بڑی تشویش ہے |*******************************|

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ تو کوئی جواز نہیں' ان کا کوئی نظریہ نہیں ' ان کی کوئی لیڈر شپ نہیں۔ صرف وردی والے کے ڈنڈے پر بیٹھ کر پوری قوم کا استحصال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ کارروائی چلنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، اور اب یہ نوکریوں کی بندربانٹ کر رہے ہیں۔ یعنی کسی غریب آدمی کو میرٹ پر نوکری نہ مل جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! وقفہ سوالات ہے پلیز اسے چلنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، اب یہ سو سو نوکریاں بیچیں گے اور یہ کیا کریں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ پلیز تشریف رکھیں۔ جی' لائسنسر صاحب! میں نے لائسنسر صاحب کو فلور دیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں جناب ارشد محمود بگو صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب کے اس اقدام کو سراہا ہے کہ انہوں نے وقتی طور پر بھرتیوں پر جو پابندی لگائی ہے وہ اس مقصد کے تحت لگائی ہے کہ یہ سارا عمل شفاف ہونا چاہیے میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں عباسی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے خود اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ گزشتہ سال جو بھرتیاں ہوئیں وہ میرٹ پر ہوئیں میں اس پر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کسی نے کالعدم قرار نہیں دیں' سپریم کورٹ نے بھی اس کو برقرار رکھا اس لئے کالعدم نہیں ہوئیں۔ رہی بات جناب رانا ثناء اللہ صاحب کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اقدام اس لئے اٹھایا گیا ہے کہ شاید وزراء اورممبران اسمبلی کے درمیان کوئی غلط فہمی تھی یہ قطعی طور پر تاثر بے بنیاد ہے اور یہ خبر بھی غلط ہے۔ جو لفظ [**************] انہوں نے اپنے بھائیوں کے لئے استعمال کیا ہے اس پر میں احتجاج کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، وہ میں نے کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ نہ ہی کسی کے لئے کوئی کوٹا ہے لیکن اتنی ہماری commitment ضرور ہے کہ ہماری خواہش ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ہر حلقے میں اگر سو نہیں بلکہ دو سو بھی وہاں پر اسامیاں دی جائیں تو وہ بھی کم ہوں گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اس بات کو on the floor of the House کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح عباسی صاحب نے کہا اور بگو صاحب نے فرمایا کہ چیف منسٹر صاحب کی بالکل یہ سوچ ہے کہ یہ شفاف عمل ہوگا اور اگر اس پر کسی کو اعتراض ہو گا' عدالتیں موجود ہیں۔ اس عمل کے آزاد اور شفاف ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے بھی اس کو بحال رکھا ہے یہ عباسی صاحب نے بھی خود کہا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اسی پالیسی پر ہم گامزن رہیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں نے بگو صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جس طرح وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ میں نے وزیراعلیٰ کی اس بات کو کہ شفاف قسم کی بھرتیاں ہو رہی ہیں میں نے تو اس پر appreciate کیا ہے کہ یہ بھرتیاں کر رہے ہیں۔ لوگ بے روزگار تھے اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بے روزگار تھے ، گلیوں میں پھر رہے تھے ان کو نوکریاں ملیں گی۔ دوسرا میرا موقف یہ تھا کہ حکومت نے اصلی جواب نہیں دیا۔ اگر یہ جواب دے دیتے تو یہ ساری بحث سمیٹی جا سکتی تھی۔ میں کہہ رہا تھا کہ اخبارات میں تو آ گیا ہے کہ یہ ہوا ہے۔ یہ حکومت کے نمائندے ہیں یہی بتا دیں کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ کیا ایسا ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو یہ ہاؤس کو بتائیں تاکہ بات کو ختم کیا جائے۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! محترم لاءمنسٹر نے میرے الفاظ کو mis quote کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات غلط طور پر مجھ سے منسوب کی ہے کہ میں نے اپنے بھائیوں کو |****| کہا ہے - میں نے ان کو |****| نہیں کہا میں نے تو یہ |****| کہا ہے---

جناب سپیکر، میں نے یہ الفاظ پہلے کارروائی سے حذف کر دیئے تھے۔ اب آپ دوبارہ کہہ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جہاں چاہیں میرے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ |********|

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میں اب کسی کو ٹائم نہیں دوں گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر، سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

جناب ارشد محمود بگو : On his behalf سوال نمبر 1615 ۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1615 دریافت کیا)۔

جناب سپیکر : جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سول محکموں میں ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجیوں کی تقرری کا معیار

*1615۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کے مختلف سول محکموں میں ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجیوں کی تقرری کی کیا پالیسی ہے؟ یہ پالیسی کب بنائی گئی؟ پالیسی کی تفصیلات درکار ہیں؟

(ب) سول محکموں میں کنٹریکٹ پر ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجی افسران کی تقرری کے وقت تنخواہ کا تعین کس معیار کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے؟ معیار کا تعین کرتے وقت تعلیم کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے؟ کیا یہ درست ہے کہ فوجی افسران کی تعلیم عموماً فوجی حکمت عملی کے متعلق ہوتی ہے جس کا سول کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسی تعلیم سے سول محکموں میں کیسے استفادہ حاصل کیا جاتا ہے؟

(ج) فوجی افسران کی سول محکموں میں تقرری عموماً "مفاد عامہ" کے پیش نظر کی جاتی ہے؟ "مفاد عامہ" کا کیا معیار ہے، اس کا تعین کیسے کیا جاتا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) پنجاب کے مختلف محکموں میں حاضر سروس فوجیوں کی تقرری وفاقی حکومت کی تعیناتی Secondment Policy کے تحت ہوتی ہے۔ اب حکومت پنجاب نے ریٹائر فوجی ملازمین کی تقرری کے لئے ایک نئی Re-employment Policy مورخہ 16-06-03 وضع کی ہے۔ اس پالیسی کی کاپی پرچہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حاضر سروس فوجی افسران کی تنخواہ کا تعین کرنے کے لئے ایک خاص ضابطہ عمل ہے۔ کاپی منسلکہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ریٹائرڈ فوجی افسران کا عہدہ سول میں ایک خاص گریڈ کے ہم پلہ ہوتا ہے۔ وفاقی حکومت نے اس مقصد کے لئے ایک مماثلاتی فارمولا وضع کیا ہے۔ کاپی منسلکہ "پ" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ تمام فوجی افسران کی تعلیم فوجی حکمت عملی کے متعلق ہوتی ہے۔ اب حکومت پنجاب نے مجاز اتھارٹی کے حکم سے Re-employment Policy مورخہ 16-06-2003 کے تحت ایک سفارشاتی بورڈ تشکیل کیا ہے۔ یہ بورڈ ہر کیس میں تجربہ کے بعد اپنی سفارشات حاکم مجاز کو بھیجتا ہے اور اس طرح متعلقہ تعلیمی قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے تجربہ سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

(ج) ریٹائرڈ فوجی افسران کی مہارت، تجربہ اور تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعیناتی و تقرری مفاد عامہ میں کی جاتی ہے۔ ایک خاص پوسٹ کے لئے فوجی افسر کا متعلقہ تجربہ پیش نظر رکھا جاتا ہے تاکہ اس کی مہارت، تجربہ اور تعلیمی قابلیت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے دو روز سے ایک بحث ہو رہی ہے کہ جس سوال کے جواب میں معلومات زیادہ ہوتی ہیں اس بابت محکمہ والے لکھ دیتے ہیں کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب اس جواب میں تین جگہوں پر لکھا گیا ہے کہ کاپی پرچہ (الف)، (ب) اور (پ)

ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس سے قبل بھی میں نے یہ درخواست کی تھی کہ کم از کم دو دن پہلے اس متعلقہ ممبر کو ایوان کی میز پر رکھی جانے والی تفصیل ملنی چاہئیں۔ تاکہ وہ اسے پڑھ کر اپنے ضمنی سوالات تیار کرے اور اس پر جناب نے بھی ہاؤس کو یہ یقین دلایا تھا کہ ایسی تفصیل دو دن قبل متعلقہ ممبر کو ملے گی۔ جبکہ یہ ابھی مجھے بھجوا رہے ہیں۔ بہرحال جناب والا! آئندہ کے لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ محکموں کو یہ ہدایت کر دی جائے کہ یہ متعلقہ ممبر کو دو دن پہلے لازماً مہیا ہو۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اگلے اجلاس سے یہ دو دن پہلے متعلقہ ممبران کو مل جایا کرے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ "پنجاب کے مختلف سول محکموں میں ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجیوں کی تقرری کی پالیسی کیا ہے؟ یہ پالیسی کب بنائی گئی؟ پالیسی کی تفصیلات درکار ہیں؟" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال انھوں نے کتنے ریٹائرڈ فوجی اور کتنے حاضر سروس فوجیوں کو سروس دی ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ضمنی سوال اصل سوال کی shape میں ہی کیا جا سکتا ہے کہ جو کچھ سوال میں پوچھا گیا ہے اسی سے متعلقہ ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے۔ سوال میں پالیسی کی بابت پوچھا گیا ہے کہ پالیسی کیا ہے ؟ تو اس بارے میں جواب دیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنے سوال میں سال وار تعداد نہیں پوچھی اگر پوچھی جاتی تو میں ضرور بتا دیتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال غیر متعلقہ نہیں ہے۔ انھوں نے پالیسی بتائی ہے کہ اس پالیسی کے تحت ہم ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجیوں کو نوکریاں دیتے ہیں۔ تو میرا بڑا مختصر سا سوال ہے کہ اس سال انھوں نے کتنے ریٹائرڈ فوجی افسران اور کتنے حاضر سروس فوجی افسران کو نوکریاں دی ہیں۔ یہ سوال بالکل relevant ہے۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب! پورے سال میں جو recruitments ہوئی ہیں اس کی وہ exact figures کیسے دے سکتے ہیں؟ جبکہ آپ نے یہ سوال پوچھا ہی نہیں تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس سوال کا theme یہی بنتا ہے۔ یہ سوال اس لئے پوچھا گیا ہے تا کہ ہمیں پتا چل سکے کہ کتنے حاضر سروس فوجی افسران بالا سروس میں لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اپنے اصل سوال میں یہ بات پوچھ لیتے تو اس کا جواب بھی آ جاتا۔ ابھی وہ on the floor of the House فوری طور پر درست تعداد تو نہیں بتا سکتے۔

جناب ارشد محمود بگو: چلیں اندازاً ہی بتا دیں کہ کتنے فوجی افسران کو انھوں نے نوکریاں دی ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! on the floor of the House اندازوں سے کام نہیں چلتا۔ یہ purely figures کا سوال ہے اگر پوچھا جاتا تو میں ایک ہزار دفعہ جواب دیتا۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو انھوں نے re-employment policy کا کاغذ دکھایا ہے اس میں بڑا صاف لکھا ہے کہ:

Re-employment after the age of superannuation shall generally be discouraged only in very exceptional circumstances.

جناب re-employ کرنے کے لئے اسی فقرے کے ساتھ وہ سارا cover کر جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ re-employ کرنے کے لئے کیا ان کے پاس اپنے سول آفیسرز available نہیں ہوتے؟ کیا یہ صرف آرمی کو re-employ کرنے کے لئے کیا گیا یا سول آفیسرز میں سے بھی کوئی re-employ ہوتا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ دروازہ دونوں services کے لئے کھلا ہے، اس میں کوئی تفریق نہیں ہے کہ سول کا نہیں ہو سکتا اور فوجی ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر! جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے یہ پالیسی رائج ہے۔ فوجی افسر induct ہوتے رہے ہیں۔ during service فوجی افسر پولیس میں بھی induct ہوئے ہیں جنھوں نے محکمہ پولیس کے اندر بڑا اچھا contribute کیا ہے۔ سول میں re-employ وہ لوگ ہوتے ہیں جو بڑا اچھا extraordinary کام کر رہے ہوں،

جن کا سروس ریکارڈ بہت بہترین ہو ان کو سول میں سے بھی لیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جواب کے مطابق تو یہ مطلب اخذ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس سول میں availability نہیں ہے۔ ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس بڑے سول بیوروکریٹس available ہیں دوسری طرف آپ آرمی سے induct کروا رہے ہیں۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہمارے پاس سول آفیسرز available ہیں لیکن وہ اس قابل نہیں ہیں۔ They are not suitable پھر تو ٹھیک ہے آپ ان کو re-employ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ re-employment just to accommodate the army people. ہے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ سویلین بھی ہوتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان وہ مجھے بتا دیں کہ کون سے سویلین ہوتے ہیں؟ وہ مجھے بتا دیں کہ کتنے سویلین 2003 کے بعد re-employ ہوئے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنے ہی جواب سے differ کر رہے ہیں۔ رانا صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ میں کہوں گا کہ وزیر صاحب نے اس سوال کے جواب کو پڑھا نہیں ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔ ہمارے فاضل وزراء intelligent بھی ہیں اور چودھری اقبال صاحب تو ماشاء اللہ کافی پرانے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری اقبال صاحب تو ماشاء اللہ پڑھ کر آئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ چیئر سے اتفاق نہیں کرتا۔ پچھلے تین دنوں سے یہی صورت حال ہے۔ وزیر صاحبان ہمارے بھائی ہیں اگر تیاری کر کے آئیں تو یہ بڑے اچھے طریقے سے ان سوالات کے جوابات یہاں پر دے سکتے ہیں۔ اب چودھری صاحب نے جواب دیا ہے کہ اس میں سویلین بھی ہو سکتے ہیں۔ سویلین کا اس سے تعلق ہی نہیں ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیرخوراک: جناب سپیکر! یہ ہر بار کہہ دیتے ہیں کہ وزیر تیاری کر کے نہیں آتے۔ ہم ان کی بڑی عزت وتکریم کرتے ہیں۔ انھیں بھی ذرا عزت سے پیش آنا چاہیے۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ کیا فوج کے علاوہ کوئی سول آفیسر بھی re-employ ہوا ہے تو میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان میں سے بھی لوگ re-employ ہو سکتے ہیں۔ ہم سویلین کو بھی re-employ کرتے ہیں' ہماری پالیسی ہے جو extraordinary آفیسرز ہوتے ہیں وہ re-employ ہوتے ہیں۔ میں نے اس بات کا جواب دیا ہے۔ اب بگو صاحب مجھے بتائیں کہ اس میں غلطی کیا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: اگر آپ کے پاس سول میں افسران available نہیں ہوتے تو تب ہی یہ فوجی افسران کو لیتے ہیں۔ آپ سول کو پھر ختم ہی کر دیں اور جو آرمی P.M.A سے ٹریننگ لے کر آئے گا وہ سیدھا اس سروس میں آ جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں جواب کا جز (الف) پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں ہے کہ:

"پنجاب کے مختلف محکموں میں حاضر سروس فوجیوں کی تقرری وفاقی حکومت کی تعیناتی Secondment Policy کے تحت ہوتی ہے۔ اب حکومت پنجاب نے ریٹائر فوجی ملازمین کی تقرری کے لئے ایک نئی Re-employment Policy مورخہ 16-06-2003 وضع کی ہے۔"

جناب والا! یہ پالیسی صرف فوجی افسران کے لئے وضع ہوئی ہے۔ اس میں سول کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ سول افسران بھی اس پالیسی کے تحت آ سکتے ہیں۔

وزیرخوراک: معزز ممبرز صورتحال کو intermingle کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے سوال اور پوچھا تھا جبکہ بگو صاحب اس particular سوال کی بات کر رہے ہیں۔ میں تو بڑا particular چلتا ہوں۔ جناب نے سنا ہے' آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔ انھوں نے پوچھا تھا کہ کیا سول آفیسرز بھی re-employ ہو سکتے ہیں یا نہیں؛ تو میں نے اس کا جواب دیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پہلے سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔ اب اس پر کوئی بحث تو نہیں کرانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1776۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ریٹائرڈ ملازمین کی پروفارما پروموشن کی بحالی

*1776: سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی نے تمام محکموں کو 29نومبر 2002ء کو ایک ڈائریکٹو جاری کیا تھا کہ ریٹائرڈ سرکاری ملازموں کی پروفارما پروموشن کا کوئی کیس نئی پالیسی تشکیل پانے تک نہ بھیجا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹو مذکورہ کی وجہ سے سرکلر نمبر S O R-11-2-52-73 مورخہ 16۔اکتوبر پر عملدرآمد رک گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ غیرمنصفانہ فیصلہ کے باعث متعدد بوڑھے ریٹائرڈ ملازمین اپنا حق حاصل کئے بغیر فوت ہو گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت ریٹائرڈ ملازمین کی بھلائی کی خاطر 29نومبر 2002 کا ڈائریکٹو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ بذریعہ مراسلہ مورخہ 29۔نومبر 2002 کو کسی ڈائریکٹو کے تحت تمام محکموں کو نئی پالیسی کی تشکیل تک ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے کیسز نہ بھیجنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ بلکہ مذکورہ مراسلہ کے ذریعے محکمہ آبپاشی کو ایک کیس میں صوبائی

سلیکشن بورڈ کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تھا۔ تاہم یہ درست ہے کہ عملی طور پر ایسے کیسز پر نئی پالیسی کی تشکیل تک غور ملتوی کر دیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ذائریکٹو مذکورہ کی وجہ سے سرکلر نمبر S.O.R-II(S&GAD) 2-52/73 پر عملدرآمد رک گیا ہے۔ پالیسی مورخہ 16۔اکتوبر 1973 تاحال روبہ عمل ہے۔ البتہ صرف ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی حد تک متعلقہ پالیسی پر عمل درآمد نئی پالیسی کی تکمیل تک روک دیا گیا تھا۔

(ج) ایسا کوئی واقعہ حکومت کے علم میں نہ آیا ہے تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ پروفارما پروموشن سے صرف مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو کہ سرکاری ملازم کی وفات کی صورت میں اس کے قانونی وارثان کو ملتا ہے۔

(د) ریٹائرڈ ملازمین کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب نے نئی پالیسی کی منظوری دے دی ہے۔جو بذریعہ مراسلہ نمبر S.O .R-II(S&GAD)2-59/78 مورخہ 19۔اپریل 2003 جاری کر دی گئی ہے۔ (نقل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) پالیسی مذکورہ کے تحت ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے پروفارما پروموشن کے کیسز متعلقہ کمیٹی / بورڈ کے پاس غور کے لئے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ لہذا ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پالیسی کے تحت پروفارما پروموشن پر کوئی قدغن باقی نہیں ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ " کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی نے تمام محکموں کو 29 نومبر 2002 کو ایک ذائریکٹو جاری کیا تھا کہ ریٹائرڈ سرکاری ملازموں کی پروفارما پروموشن کا کوئی کیس نئی پالیسی تشکیل پانے تک نہ بھیجا جائے؟ " انھوں نے اُس کا جواب یہ دیا ہے کہ " یہ درست نہیں ہے کہ بذریعہ مراسلہ مورخہ 29 نومبر 2002 کو کسی ذائریکٹو کے تحت تمام محکموں کو نئی پالیسی کی تشکیل تک ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے کیسز نہ بھیجنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ بلکہ مذکورہ مراسلہ کے ذریعے محکمہ آبپاشی کو ایک کیس میں صوبائی

سلیکشن بورڈ کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تھا۔ تاہم یہ درست ہے کہ عملی طور پر ایسے کیسز پر نئی پالیسی کی تشکیل تک غور ملتوی کر دیا گیا تھا۔"

جناب سپیکر! میں محترم فاضل وزیر صاحب سے یہ سوال کروں گا کہ مجھے وہ اس فقرے کا مطلب سمجھا دیں۔ " تاہم یہ درست ہے کہ عملی طور پر ایسے کیسز پر نئی پالیسی کی تشکیل تک غور ملتوی کر دیا گیا تھا"

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! ہم نے لکھا ہے کہ مراسلہ مورخہ 21 نومبر 2002 کو ڈائریکٹو کے تحت تمام محکموں کو نئی پالیسی کی تشکیل تک ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے کیسز نہ بھیجنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ وزیراعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق ایک نئی پالیسی بن رہی تھی۔ ایک چیف انجینئر اری گیشن کا کیس آیا تھا تو اس میں یہ reference دیا گیا تھا کہ ان کو وقتی طور پر defer کیا گیا ہے تاکہ نئی پالیسی آ جائے اور پھر آپ اس قسم کے کیسز محکمہ سے thoroughly process کر کے بھیجیں۔ یہ وقتی طور پر تھا۔ سوال دینے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالا جائے۔ اگلے جز میں ہم نے واضح کر دیا کہ پالیسی آ گئی ہے اور یہ bottleneck تو اب ختم ہو گئی ہے۔ اگر چاہیں تو میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ جی ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں proforma promotion کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ایسے اہلکاروں کی اتنی بڑی تعداد ہوتی ہے جن کی A.C.Rs افسران بروقت نہیں لکھتے۔ اہلکار ریٹائر ہو جاتا ہے اور اس کی A.C.Rs پڑی رہتی ہیں۔ جب وہ مکمل ہوتی ہیں تو پھر وہ بے چارہ دوڑتا ہے اور proforma promotion کے لئے apply کرتا ہے۔ تو کیا حکومت اس بات کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اس پر سختی سے عمل کروانے کہ افسر ہر سال اپنے نیچے والے اہلکاروں کی A.C.Rs مکمل کر دیا کرے اور اس پر باقاعدہ چیکنگ کا کوئی نظام وضع کیا جائے؟

جناب سپیکر، جی وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! فاضل دوست نے بڑی اچھی نشاندہی کی ہے کہ واقعی A.C.Rs میں delay ہو جاتی ہے اور اس سے آفیسرز کا career بڑا effect ہوتا ہے۔ اس میں already حکومت کی بڑی واضح ہدایات ہیں اور اگر ان کی نظر میں کوئی ایسا particular کیس ہو تو وہ بتائیں ہم اسے expedite بھی کرا دیں گے اور اس کی A.C.Rs مکمل کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ، سوال نمبر 3703 میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

جناب سپیکر، جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چھوٹی رہائشوں کی الاٹمنٹ میں Parent Scheme کی سہولت کا جواز

*3703، ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ الاٹمنٹ پالیسی برائے سرکاری رہائش میرٹ اور توازن پر مبنی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 3/4 رومز کیٹیگری اور اس سے بڑے مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں parent scheme موجود نہ ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو چھوٹے مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں اس سکیم کو کیوں جاری رکھا گیا ہے۔ اس دوعملی کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ چھوٹے ملازمین زیادہ ہیں اور اس بناء پر انہیں مکان کی دستیابی میں تاخیر ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکیم کو مکمل طور پر ختم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے مستحق ہیں، شروع میں سیکرٹریٹ ملازمین اور سیکرٹریٹ کے علاوہ ملازمین کے لئے 1:2 کی نسبت رکھی گئی بعد میں یہ نسبت ختم ہو گئی، کیونکہ اس پالیسی کے مطابق الاٹمنٹ نہ کی گئی۔ جس کی وجہ سے دیگر محکموں کے ملازمین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس طرح سرکاری گھروں میں محکمہ صحت اور تعلیم کے ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ ہو گئی۔ یہ ملازمین عام طور پر لاہور سے باہر ٹرانسفر نہیں ہوتے۔ اس لئے ریٹائرمنٹ تک گھر ان کے پاس رہتا ہے۔ مزید برآں یہ لوگ والدین رہائشی سکیم کے لئے سرکاری گھر اپنے بچوں کے نام کروا لیتے تھے۔ 1997 میں ایک سروے کے مطابق لاہور کے سرکاری گھروں میں مختلف محکموں کے رہائشیوں کی شرح مندرجہ ذیل تھی۔

محکمہ	تعداد	فیصد
1۔ پنجاب سول سیکرٹریٹ	1095	30
2۔ لاہور ہائی کورٹ	101	3
3۔ صوبائی اسمبلی	45	1
4۔ دوسرے محکمے	2380	66
5۔ کل گھر	3621	100

اس بناء پر خدشہ ہوا کہ اگر اس صورتحال کو control نہ کیا گیا تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے تمام گھر محکمہ صحت اور تعلیم کے زیر قبضہ آ جائیں گے۔ محکمہ قانون سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ تین محکموں کے علاوہ باقی تمام محکموں کو عارضی طور پر الاٹمنٹ بند کر دی جائے۔ تاوقتیکہ مطلوبہ تناسب حاصل ہو جائے۔ حکومت پنجاب کی اس الاٹمنٹ پالیسی کو رٹ پٹیشن نمبر 8157/99 کے تحت چیلنج کیا گیا لیکن ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے بتاریخ 27۔مئی 1999 حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کی تائید کر دی۔

(ب) یہ درست ہے کہ 3/4رومز کیٹیگری اور اس سے بڑے مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں parent scheme موجودہ نہ ہے۔ 3/4 رومز کیٹیگری بی۔ایس 14 تا17 کے ملازمین کے لئے مختص ہے۔ جب کہ 3/4رومز کیٹیگری کے گھروں میں گریڈ17 سے بالا ملازمین بھی رہائش پذیر ہیں۔ ان ملازمین کے تبادلے لاہور سے باہر اور باہر سے لاہور ہوتے رہتے ہیں۔ جس بناء پر ان ملازمین کو لاہور میں رہائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بناء پر3/4 رومز کیٹیگری کو parent scheme میں شامل نہیں کیا گیا۔ جہاں تک چھوٹے مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں اس سکیم کو جاری رکھنے کا تعلق ہے چونکہ یہ ملازمین کم تنخواہ دار ہوتے ہیں اور ریٹائرمنٹ پر ان کے لئے اپنا گھر بنانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے سکیم کو چھوٹے مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں جاری رکھا گیا ہے۔

(ج) حکومت فی الحال اس سکیم کو مکمل طور پرختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ کیونکہ یہ سکیم چھوٹے ملازمین کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جب سے کوارٹروں کی الاٹمنٹ کی موجودہ پالیسی بنائی گئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کتنے افراد کو میرٹ سے ہٹ کر کوارٹرز الاٹ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! اب ہمارا ڈیپارٹمنٹ بغیر میرٹ کے اس قسم کی کوئی الاٹمنٹ نہیں کرتا۔ اگر ان کے علم میں ایسا کوئی کیس ہے کہ کسی کو بغیر میرٹ کے الاٹمنٹ ہوئی ہے تو بتائیں ہم باقاعدہ اسے sort out کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے گزارش کی ہے کہ تفصیل بتائیں کہ آج تک کتنے افراد کو کوارٹر الاٹ ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، معزز رکن ذرا repeat کر دیں کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ میرٹ سے ہٹ کر کتنی الاٹمنٹس کی ہیں جس کے جواب میں، میں نے کہا تھا کہ میرٹ سے ہٹ کر کوئی الاٹمنٹ نہیں کی اور اگر آپ کے علم میں ہے تو بتائیں؟

جناب سپیکر، وہ جواب تو آ گیا ہے۔ اب وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ آج تک کتنے کوارٹر الاٹ ہو چکے ہیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! یہ تفصیل اس جواب میں لکھی ہوئی ہے اور اگر آپ حکم کریں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں باقاعدہ محکمہ وائز لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، چٹھر صاحب! نیچے تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، پنجاب سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ، پنجاب اسمبلی، دوسرے محکمے اور کل گھر سب کچھ اس میں لکھا ہوا ہے۔ انھوں نے پڑھا نہیں ہے لیکن ہم تو پڑھ کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جب ایک سرکاری افسر کسی شہر میں تعینات ہوتا ہے تو وہ ایک سرکاری مکان رکھ لیتا ہے لیکن اس کے بعد جب وہ دوسرے شہر تبدیل ہو جاتا ہے تو وہ وہاں بھی مکان رکھ لیتا ہے اور یہاں بھی مکان موجود ہے۔ اس طرح کی مثالیں موجود ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمے کے پاس اس کی چیکنگ کا کیا انتظام ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! اس پر بڑی سخت پالیسی ہے لیکن جو بات صحیح ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے میرے فاضل دوست نے درست فرمایا ہے۔ ایسی مثالیں

ضرور موجود ہیں کہ کسی افسر کا گوجرانوالہ تبادلہ ہو گیا ہے لیکن اس نے لاہور میں بھی سرکاری گھر رکھا ہوا ہے۔ اسے باقاعدہ penal rent ڈالا جا رہا ہے اور مکان خالی کروانے کے لئے اسے نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں۔ اس میں جو بھی قانونی کارروائی ہے محکمہ فوری طور پر شروع کر دیتا ہے اور پھر انھیں penal rent ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ کافی مہنگا سودا ہے۔ اس لئے عام طور پر آفیسر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے گھر خالی کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! ان کے جواب کے جز (ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ parents سکیم کے تحت کتنے لوگوں کو کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! معزز رکن ذرا دھرا دیں کہ یہ کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ parents scheme کے تحت کتنے لوگوں کو کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر، ملک صاحب پوچھ رہے ہیں کہ parents scheme کے تحت کتنے کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، موجودہ سال میں صرف 12 کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ اگلا سوال جناب فیض اللہ کموکا صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، On his behalf سوال نمبر 3947 (معزز رکن جناب فیض اللہ کموکا کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

ماتحت عدلیہ کے لئے بیرونی امداد اور ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان کی تنخواہ سہولیات میں اضافہ کا مسئلہ

*3947.جناب فیض اللہ کموکا، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیرونی مالیاتی اداروں نے پنجاب میں ماتحت عدلیہ کی بہتری کے لئے کوئی امداد یا قرض دیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں یا نہ میں ہے تب بھی کیا حکومت ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں اور دیگر سہولیات میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ۔

رانا ثناء اللہ خان، اور اس سے اگلے دو سوالوں 4058 اور [illegible] کے جواب بھی موصول نہیں ہوئے۔ یہ تینوں سوال ماتحت عدلیہ سے متعلق ہیں۔ جناب سپیکر! یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ آج کل تو ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی ان کے اپنے ہیں اس کے باوجود بھی وہاں سے جواب موصول نہیں ہوئے اور تین سوالوں کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ سوال جنوری 2004 میں پوچھے گئے تھے اور اب ایک سال سے اوپر کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ان کے جواب موصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! جب کوئی شخصیت چیف جسٹس بن جاتی ہے تو وہ اپنی اور بیگانی نہیں ہوتی۔ وہ independent شخصیت ہوتی ہے۔ اس نے قانون کے تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے اور اس نے قانون کی پاسداری کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کا تو صرف اتنا prerogative ہے کہ ہائی کورٹ کو لکھ کر بھیجے کہ اس کا جواب دستی دیا جائے۔ یہ تو خود ان

کے وکیل ہیں کہ Judiciary کو independent کیا جائے تو آگے Judiciary والوں کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ ان کی demand میں ایسی چیزیں جن کو وہ بتانا نہیں چاہتے وہ نہیں بتاتے ۔ ان کی اپنی پالیسی ہے بعض اوقات وہ جواب دیتے ہیں اور بعض اوقات نہیں دیتے۔ اس میں ہماری کوئی کوتاہی نہیں ہے ہم نے تو لکھ کر بھیجا ہوا ہے لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا جونہی جواب موصول ہو گا ہم پوری پابندی اور ذمہ داری سے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے جو فرمایا ہے کہ جو شخص چیف جسٹس بن جاتا ہے پھر وہ نہ اپنا ہوتا ہے نہ بیگانہ لیکن on ground ایسی پوزیشن نہیں ہے۔ سب کو پتا ہے اور اخبارات میں بھی آتا رہا ہے کہ ان کو سپریم کورٹ جانے سے کون روکتے رہے ہیں؟ اور وہ کن کے ہیں اور کن کے نہیں ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب ! اس کو چھوڑیں ۔ to the point بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، انھوں نے جو بات کی ہے کہ ہم نے لکھ کر بھیج دیا ہے وہ اب کوئی information دیں یا نہ دیں یا ان کی پالیسی کیا ہے، کیا نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں رولز کیا کہتے ہیں اور قانون کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب والا! یہ لیٹر میرے پاس موجود ہے۔ قانون یہ کہتا ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داری نبھائی جائے۔ ہم نے پوری ذمہ داری سے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔ میرے پاس لیٹر موجود ہیں میں آپ کو بھجواتا ہوں آپ دیکھ لیں کہ جونہی یہ سوال آیا ہم نے لکھ کر ان کو بھجوا دیا تھا۔ اب میں ان کو مجبور تو نہیں کر سکتا کہ آپ کل ہی جواب لے کر آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس بات کا تعین ہو جائے کہ کیا حکومت کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ کوئی رکن اسمبلی سوال پوچھے اور یہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ کر بھیج دیں یا ان کی ذمہ داری

یہ ہے کہ وہاں سے جواب حاصل کر کے اس ایوان میں پیش کریں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! رانا صاحب جو فرما رہے ہیں اس کا اطلاق ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی پر ہوتا ہے جس کا میں on behalf of the Chief Minister جواب دے رہا ہوں۔ اگر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے متعلق کوئی سوال آتا ہے تو میری پوری ذمہ داری ہے کہ نہ صرف لکھ کر بھیجوں بلکہ جواب منگوا کر ایوان میں پیش کروں لیکن میں عرض کر رہا تھا کہ میرے خیال میں اس کو زیادہ زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ ہم ہائی کورٹ کے بارے میں اپنی capacity سے آگے نہیں جا سکتے۔

جناب سپیکر، چوہدری صاحب! کوشش کریں اور یہ ensure کریں کہ جواب بروقت آنے چاہئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہائیکورٹ کی جو بھی انتظامیہ ہے' وہاں پر جو بھی ذمہ داران لوگ ہیں۔ وزارت قانون ہے' سیکرٹری قانون ہیں۔ چونکہ جس طرح ملک میں پارلیمنٹ sovereign ہے اسی طرح اس صوبے میں یہ ہاؤس بھی sovereign ہے وہ اس کو یہ information مہیا کرنے کے پابند ہیں۔ صرف مداخلت یا judicial function وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے انھوں نے کسی کیس کا فیصلہ کرنا ہے۔ لہذا یہ درست بات ہے کہ کسی فیصلے کے متعلق ان سے نہیں پوچھا جا سکتا اور نہ ہی وہ بتانے کے پابند ہیں لیکن یہ کہ کتنی اسامیاں ہیں' کتنی خالی ہیں یہ information تو وزارت قانون کے پاس ہو گی۔ میرے خیال میں یہ تو اس سے آگے جانے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ ساری چیزیں سیکرٹری قانون کے پاس ہوں گی لیکن اگر اس سے آگے بھی ہو تو پھر وہاں ان سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ پورے ایک سال کے بعد کہہ رہے ہیں کہ ہم نے تو لکھ کر بھیج دیا ہے اب وہ جواب دیں یا نہ دیں ہم ان کا کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال جناب ---

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس کا کیا فیصلہ ہوا؟

جناب سپیکر، میں نے حکم دیا ہے کہ اس کا جواب جلد از جلد منگوایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ کیا طریق کار اپنائیں گے۔ کیا یہ جا کر ان کے پاؤں پکڑیں گے؟

جناب سپیکر، پھر یہ کوئی طریق کار تو adopt کریں گے جو رولز اور قانون کے مطابق ہو گا۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ بڑے law knowing بندے بھی ہیں practising lawyer ہیں۔ یہ بتا دیں کہ ہم انھیں کس قانون کے تحت پابند کر سکتے ہیں کہ آپ کل تک جواب دیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ باقی ڈیپارٹمنٹس کو کس قانون کے تحت پابند کرتے ہیں؟ اور اسی قانون کے تحت سیکرٹری لاء اور لاء ڈیپارٹمنٹ کو پابند کریں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ آج ان کے جواب کے بعد کوئی ڈیپارٹمنٹ بھی اس معزز ایوان میں جواب نہیں دے گا۔

جناب سپیکر، چوہدری صاحب فرما رہے ہیں کہ اسی قانون کے مطابق ان کو بھی پابند کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ تو ایسے بات کر رہے ہیں کہ جیسے ان کے پاس کوئی طریق کار ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر، رانا مسعود احمد خان صاحب!

رانا مسعود احمد خان، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل عدلیہ کے لئے جو فنڈز ملے ہیں یہ ورلڈ بینک کی ایک سکیم آئی تھی اس کے تحت ہی یہ تمام فنڈز دیئے گئے ہیں۔ اگر وزیر موصوف نے پوری تیاری کی ہوتی' home work پورا کیا ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا۔ ورلڈ بینک جو پیسہ دے رہا ہے ان سکیموں کو account for کیا جاتا ہے اور اس کی پوری رپورٹ بنا کر بھیجی جاتی ہے۔ اگر اس کی رپورٹ ورلڈ بینک میں بھیجی جا سکتی ہے تو اس کی ایک کاپی پنجاب اسمبلی میں منگوا کر بھی بتایا جا سکتا ہے کہ ان فنڈز کا کیا بنا؟ کتنے فنڈز آئے؟ اور کس طرح سے استعمال ہو

رہے ہیں؟ کیونکہ ورلڈ بنک خود بھی اس بات پر خوش نہیں ہے جس طرح سے فنڈز کو ماتحت عدلیہ کے لئے یہاں پر استعمال کیا گیا ہے۔ یہی میری جناب کے سامنے گزارش ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب والا! جب law knowing بندے اور جو ہائی کورٹ میں پریکٹس بھی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وزراء home work کر کے نہیں آتے۔ وہ home work کر کے آئے ہوئے ہیں وکیل بھی ہیں وہ مجھے بتائیں کہ ہائی کورٹ کی جو financial autonomy ہے اس میں کونسا محکمہ مداخلت کر سکتا ہے۔ اگر ورلڈ بنک نے فنڈز دیئے ہیں تو ہمارے پاس کیا اتھارٹی ہے کہ ہم ان کی جواب داری کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ مجھے بتائیں کہ ورلڈ بنک نے جو deal کی ہے وہ براہ راست چیف جسٹس سے کی ہے اور وہ فنڈز براہ راست چیف جسٹس کو دیئے ہیں یا حکومت کے through دیئے ہیں؟ یہ مجھے اس بات کا جواب دے دیں۔ یا پھر چیف جسٹس نے براہ راست کوئی معاہدہ کر لیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن!

وزیرسروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب والا! یہ مجھے بتا دیں کہ ہائی کورٹ کی financial autonomy میں حکومت کس حد تک مداخلت کر سکتی ہے؟

رانا مشہود احمد خان، جناب والا! اب بات کو بدلا جا رہا ہے بات کو مروڑا جا رہا ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ ایک بڑا سادہ سا سوال تھا کہ ایک فنڈ جو لاہور ہائی کورٹ کو دیا گیا ہے اور یہ فنڈ صرف لاہور ہائی کورٹ کو نہیں دیا گیا یہ صرف پنجاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ پورے پاکستان کے لئے آیا تھا اور فیڈرل گورنمنٹ کے ذریعے سے آیا تھا اور ہم پنجاب کی بات اس لئے کر رہے ہیں۔ کیونکہ پنجاب حکومت کی طرف سے باقاعدہ فیڈرل گورنمنٹ کو فیڈرل سیکرٹری لاء کو' باقاعدہ ایک رپورٹ بن کر گئی ہے کہ اتنا فنڈ ورلڈ بنک کے ذریعے آئے گا۔ ورلڈ بنک نے پنجاب کے لئے دو ایڈوائزر بھی رکھے ہوئے ہیں جن کی مدد سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ رپورٹ جو وہاں پر بھیجی گئی تھی اگر یہاں پر یہ کہہ دیتے کہ وہ رپورٹ ہم منگوا کر اگلی دفعہ یہاں رکھ دیں گے۔ اس سے

بات ختم ہو جاتی لیکن ان کے محکمے نے ان کو اس طرح سے brief ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر، وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،جناب والا! جیسا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ رپورٹ فیڈرل گورنمنٹ کو گئی ہے وہاں پر پنجاب گورنمنٹ کہاں سے آ گئی؟

جناب ارشد محمود بگو،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر،جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشدمحمود بگو،جناب سپیکر! مجھے چودھری اقبال صاحب کی باتیں سن کر بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ یہ ادارہ' یہ ایوان جو پنجاب میں سب سے بالاتر ادارہ ہے اور میرے خیال میں چودھری صاحب پچھلے 15 سال سے وزیر چلے آ رہے ہیں۔ کوئی صوبہ independent کسی باہر کے ملک سے براہ راست امداد نہیں لے سکتا۔ کوئی قرضہ لینا ہو' کوئی امداد لینی ہو تو براہ راست کوئی بات نہیں کر سکتا وفاقی حکومت کے ذریعے ہی بات ہوسکتی ہے۔وفاقی حکومت کے بعد وہ رقم صوبے کو منتقل کی جاتی ہے۔صوبہ پھر آگے یہ رقم منتقل کرتا ہے۔ یہ بڑی سادہ سی بات تھی اور یہ معذرت کرتے کہ سوالات کے جوابات نہیں آئے اور ensure کرواتے کہ ایک دو دن میں یا اگلے اجلاس میں اس کے جوابات آ جائیں گے۔ میرے دوست بزرگ بات کو الجھا رہے ہیں اور ہم سے سوال پوچھ رہے ہیں کہ یہ بتائیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بتانا تو ان کو چاہیے یہ وزیر ہیں اور ہمیں یہ brief کریں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب والا! میرے فاضل دوست ہمیں یہ سبق دے رہے ہیں کہ میں on the floor of the House کوئی ایسی بات کروں جو کل نہ ہو سکے تو میں یہاں پر اپنی سبکی کرواؤں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کہ ہائی کورٹ کو پابند کروں کہ کل اس کا جواب ضرور آنا چاہیے۔ کس اتھارٹی کے تحت میں ہائی کورٹ کو پابند کر سکتا ہوں کہ کل اس کا جواب آ جائے؟ ایسا سبق مجھے دے رہے ہیں کہ میں on the floor of the House کوئی ایسی بات کہوں جس سے embarrassment ہو۔ اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔جناب والا! چونکہ

جناب! سنے دوبارہ حکم دیا ہے ہم دوبارہ ان سے گزارش کریں گے کہ اس سوال کا جواب دیا جائے۔ ہائی کورٹ سے deal کرنے کا proper طریقہ یہی ہے۔یہ تو خود قانون دان بندے ہیں یہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔میری تمام وزراء سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے محکمے میں یہ ensure کروائیں کہ سوالات کے جوابات جو ہیں وہ بروقت آنے چاہئیں۔ کیونکہ کل بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا اور اس میں بھی کافی embarrassment ہوئی تھی۔یہ تو چلو ہائیکورٹ کا مسئلہ تھا کل والا تو ہائی کورٹ سے متعلق نہیں تھا۔ مسئلہ چاہے ہائی کورٹ سے متعلق ہو یا سپریم کورٹ سے ہو چودھری صاحب! آپ بھی کوشش کریں کہ جوابات بروقت آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ...

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ اب اس کو چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ within the state ہے as an independent state کام نہیں کرتا۔ان کی financial independence کی بات کر رہے ہیں یا ان کی جو internal working ہے اس میں عدم مداخلت کی بات کر رہے ہیں؟ ان کی internal working اور internal financial imbursement کی بات ہے۔ ان کا حکومت کے ساتھ جو lien ہے حکومت سے جو فنڈز لیتے ہیں اور ان کی seats اور vacancies کی منظوری محکمہ قانون دیتا ہے۔یہاں تک کہ ہائی کورٹ کے ججوں کی تقرری اس کی سمری بھی گورنر کے ذریعے route ہوتی ہے He has to act on the advise of the Cabinet.on the advise of the Chief Minister. تو یہ ساری انفارمیشن محکمہ قانون میں موجود ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ انفارمیشن جو پوچھی گئی ہیں وہ میرا خیال ہے کہ یہاں پر ان کے سامنے آنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ کسی کو اس بات پر تسلی ہو کہ جناب! یہ کیا ہو رہا ہے؟ اتنی سی بات ہے باقی تمام انفارمیشن لاء ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب والا! سوال نمبر 1284 بھی ہائی کورٹ سے متعلقہ ہے۔ ضلع لاہور میں فیملی، سول اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی کتنی اسامیاں ہیں۔ خالی اسامیوں اور منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے۔ یہ سارے ان کی jurisdiction میں آتے ہیں اور اس کی تفصیل وہی دے سکتے ہیں۔ ہم نے جناب والا! سارا ان کو لکھ کر بھیجا ہے اب دیکھیں یہ ان کا prerogative ہے کہ وہ کب جواب دیں؟ اگر اجازت ہو تو میں اس کی تفصیل پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جب اس سوال کا نمبر آئے گا تو پھر اس پر بات کر لیں گے۔ اگلا سوال محمد وقاص صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 4058 (معزز رکن نے جناب محمد وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4058 دریافت کیا)

راولپنڈی، سول، سیشن و ایڈیشنل سیشن ججز کی تعداد اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4058۔ جناب محمد وقاص: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت کتنے سیشن و ایڈیشنل سیشن جج اور سول ججز تعینات ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھی معاملہ وہی ہے۔

جناب سپیکر: ہاں! یہ بھی وہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے اندر جو اعداد و شمار پوچھے گئے ہیں اس میں تو ہائی کورٹ کی internal working کے اندر مداخلت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس طرح کا رویہ اگر اپنایا جاتا ہے تو اس طرح اداروں کے درمیان ایک متحارب ہونے کی کیفیت پیدا ہوتی

ہے۔یہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا August House ہے۔ اس حوالے سے یہاں پر جو بھی معلومات آنی چاہییں وہ وقت پر آنی چاہییں۔ سال گزر گیا ہے اور یہ جو معلومات پوچھی گئی ہیں یہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے اندر بھی موجود ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب میں نے پہلے ہی وزراء صاحبان کی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بروقت جواب آیا کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ صبا صادق صاحبہ۔

رانا ثناء اللہ خان: On his behalf سوال نمبر 4284 (معزز رکن نے محترمہ صبا صادق کے ایماء پر دریافت کیا)

ضلع لاہور میں فیملی، سول اور ایڈیشنل سیشن ججز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*4284، **محترمہ صبا صادق:** کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور میں فیملی، سول اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی کتنی اسامیاں ہیں۔ کتنی پُر اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیوں پر خواتین کام کر رہی ہیں۔ ان کے نام اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت خالی اسامیاں جلد از جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ بھی وہی ہے جو پہلے ہی discuss ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال شیخ تنویر احمد صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ فرح اقبال خان صاحبہ!

رانا ثناء اللہ خان : On his behalf سوال نمبر 4852 (معزز رکن نے محترمہ فرخ اقبال صاحبہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4852 دریافت کیا)

بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور، یکم تا 31۔اگست 2003ء

تجہیز و تکفین گرانٹس کی تفصیل

*4852۔ محترمہ فرح اقبال خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم سے 31۔اگست 2003 تک بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور میں تجہیز وتکفین گرانٹ کی جو درخواستیں موصول ہوئیں ان درخواست دہندگان کے نام اور پتا جات وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) تجہیز وتکفین گرانٹ کا کیس کتنے عرصہ میں فائنل ہوتا ہے اور درخواست کے ساتھ قواعد کے مطابق کون کونسے کاغذات درکار ہوتے ہیں؛

(ج) ان میں سے کتنے درخواست دہندگان کو ادائیگی کر دی گئی ہے اور کتنی درخواستیں ابھی تک کس کس وجہ سے pending ہیں؛

(د) کیا جو درخواستیں ابھی تک pending ہیں ان کے درخواست دہندگان کو pending کرنے کی وجوہات سے مطلع کیا گیا ہے۔ تو لیٹرز کی نقل فراہم کی جائے؛

(ہ) اگر pending کیسز کے درخواست دہندگان کو اعتراض سے مطلع نہیں کیا گیا۔ تو کیا ذمہ داران کے خلاف حکومت ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) یکم سے 31۔اگست 2003 تک صوبائی بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور کے دفتر میں تجہیز و تکفین گرانٹ کی 89 درخواستیں وصول ہوئیں۔ ان درخواست دہندگان کے نام اور پتا جات وغیرہ کی تفصیل فہرست "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنیوولینٹ فنڈ قوانین / ہدایات کے مطابق سرکاری ملازم / فیملی ممبر کے انتقال کے 190 روز کے اندر اندر سرکاری ملازم/ درخواست دہندہ کو فیونرل گرانٹ کی درخواست سرکاری ملازم کے آبائی محکمہ میں جمع کروانا ہوتی ہے۔ جس کو یہ درخواست مزید 90 روز کے اندر متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ کے دفتر میں پہنچانا ہوتی ہے۔ وصولی کے بعد ان درخواستوں کی متعلقہ اہلکاران اور آڈیٹر جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ اگر درخواست مقررہ میعاد کے اندر آئے اور مکمل ہو تو اس کو مجاز اتھارٹی کو پیش کر کے اور منظوری حاصل کر کے فیونرل گرانٹ کا چیک جاری کر دیا جاتا ہے۔ نامکمل درخواستوں کو مکمل کروانے کے لئے متعلقہ محکمہ جات / درخواست دہندگان کو چھٹیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

واضح رہے کہ 15-11-2003 سے متعلقہ قوانین میں ترمیم کر کے تجہیز وتکفین گرانٹ کی درخواست متعلقہ محکمہ اور متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ میں پہنچنے کی مدت 275 دن اور ایک سال مقرر کی گئی ہے۔ قواعد کے مطابق تجہیز وتکفین گرانٹ کی درخواست کے ساتھ درج ذیل کاغذات درکار ہوتے ہیں۔

1۔ مقررہ درخواست فارم محکمہ کی تصدیق کے ساتھ
2۔ متوفی سرکاری ملازم / فیملی ممبر کا مصدقہ ڈیتھ سرٹیفکیٹ
3۔ درخواست دہندہ / متوفی کے شناختی کارڈ کی مصدقہ نقل
4۔ گزیٹڈ سرکاری ملازم کے دوران سروس وفات پانے کا ثبوت
5۔ سرکاری ملازم کی تنخواہ سے بینوولینٹ فنڈ کی کٹوتی اور صوبائی بینوولینٹ فنڈ اکاؤنٹ میں جمع کروانے کا ثبوت
6۔ سرکاری ملازم کے غیر شادی شدہ ہونے کا ثبوت (جہاں ضرورت ہو)

(ج) مذکورہ کیسز میں جن درخواست دہندگان کو فیونرل گرانٹ کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ کوئی درخواست pending نہ ہے۔

1۔ کل موصول شدہ درخواستیں 89

II۔ اتنی درخواستیں صوبائی بہبود فنڈ بورڈ سے متعلقہ نہ تھیں اور ضلعی بہبود 3
فنڈز بورڈز کو ارسال کر دی گئیں۔

III۔ جتنی درخواستیں قواعد کے مطابق قابل استرداد تھیں 19

IV۔ بقیہ قابل منظوری درخواستیں 67

V۔ جتنے درخواست دہندگان کو چیک جاری کئے گئے 67

(د) تمام اہل درخواست گزاروں کو فیونرل گرانٹ کے چیک جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کوئی درخواست pending نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ درخواستوں میں سے کوئی درخواست pending نہ ہے۔ سب اہل درخواست گزاروں کے نام پر فیونرل گرانٹ کے چیک جاری ہو چکے ہیں۔
تاہم اگر کوئی کیس نامکمل موصول ہو تو درخواست گزار اور متعلقہ کو بذریعہ لیٹر خامیوں کی نشان دہی کر کے کیس مکمل کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں جناب وزیر موصوف کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ اس میں جو طریق کار بیان کیا گیا ہے۔ سوال کے جز (ب) کے جواب میں کہ سرکاری ملازم / فیملی ممبر کے انتقال کے 190روز کے اندر اندر سرکاری ملازم / درخواست دہندہ کو فیونرل گرانٹ کی درخواست سرکاری ملازم کے آبائی محکمہ میں جمع کروانا ہوتی ہے یعنی 190 دن جو تقریباً چھ ماہ بن جاتے ہیں۔ جس کو یہ درخواست مزید نوے روز کے اندر یعنی مزید تین ماہ کے اندر متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ کے دفتر میں پہنچانا ہوتی ہے۔ وصولی کے بعد ان درخواستوں کی متعلقہ اہلکاران اور آڈیٹر جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ اگر درخواست مقررہ میعاد کے اندر آئے اور مکمل ہو تو اس کو مجاز اتھارٹی کو پیش کر کے اور منظوری حاصل کر کے فیونرل گرانٹ کا چیک جاری کر دیا جاتا ہے۔ نامکمل درخواستوں کو مکمل کروانے کے لئے متعلقہ محکمہ جات / درخواست دہندگان کو چٹھیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ واضح رہے کہ 15-11-03 سے متعلقہ قوانین میں ترمیم کر کے تجہیز و تکفین

گرانٹ کی درخواست متعلقہ محکمہ اور متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ میں پہنچنے کی مدت 275 دن اور ایک سال مقرر کی گئی ہے۔ قواعد کے مطابق تجہیز وتکفین گرانٹ کی درخواست کے ساتھ درج ذیل کاغذات درکار ہوتے ہیں یعنی کسی سرکاری ملازم فیونرل کو دفنانے کے اخراجات کی تجہیزوتکفین کے لئے انہوں نے گرانٹ دینی ہوتی ہے۔پہلے 190 روز تھے اس کے بعد پھر مزید نوے روز تھے اور اب 190 کو 275 کر دیا ہے۔ ایک سال کر دیا ہے۔ اس طریق کار میں کیا حکمت ہے یا اس کام کو short کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے کہ ان سب حضرات کو facilitate کرنے کے لئے ہے بعض اوقات وہ لوگ درخواست دینے میں سستی کر جاتے ہیں۔ درخواست دینے میں لیٹ ہو جاتے ہیں اور ان کا time bar claim ختم ہو جاتا تھا۔ یہ تو ان کو سہولت دینے کے لئے ہے کہ اگر آپ لیٹ ہو گئے ہیں تو اتنے دن زیادہ آپ کو اور دیئے جا رہے ہیں۔ اگر وہ دوسرے دن درخواست دے دیں تو ان کو کوئی منع نہیں کرتا۔ minimum کے لئے تو کوئی limit نہیں ہے یہ تو maximum limit ہے۔ اگر ان کو دیر بھی ہو گئی ہے تو اس سے زیادہ دیر نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تو facilitate کرنے کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس فقرے پر توجہ نہیں دی کہ جس کو یہ درخواست مزید 90 روز کے اندر متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ کے دفتر میں پہنچانی ہوتی ہے۔ جب انہوں نے 275 دن کی ایک limit مقرر کر دی ہے تو درخواست آ بھی جائے گی تو جیسے ہمارے ڈیپارٹمنٹس کا طریق کار ہے کہ وہ انتظار کرتے رہیں گے کہ دن پورے ہو جائیں۔ اگر وہ پہلے آ جاتی ہے تو پھر اس درخواست کو متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ کو بھیجنے کے لئے مزید 90 دن کی کیوں ضرورت ہے؟

چلیے انہوں نے دوسرے دن درخواست دے دی لیکن اس کو بورڈ میں بھیجنے کے لئے مزید 90 دن کی کیوں ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: جناب سپیکر! 90 دن کا margin اس لئے رکھا ہوا ہے کہ تھوڑی سی کم علمی کی وجہ سے درخواست میں مکمل کوائف نہیں آتے' اس میں کوئی خلا رہ جاتا ہے' اس میں کوئی departmental flop آ جاتا ہے تو اس کو cover کرنے کے لئے وہ درخواست refer back کی جاتی ہے کہ اس میں یہ یہ چیزیں رہ گئی ہیں انہیں مکمل کر کے بھجوا دیں تاکہ آپ کو پیسے دیئے جائیں اس لئے اس میں یہ تھوڑا سا margin رکھا گیا ہے۔ یہ بڑی sensitive grant ہوتی ہے اس میں محکمہ کوئی کوتاہی نہیں کرتا بلکہ صرف اس کو facilitate کرنے کے لئے ہے کہ کہیں اس کا حق مارا نہ جائے' صرف اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ ساری جو مدتیں رکھی ہیں یہ اپنی جگہ بہت ٹھیک ہیں۔ میں نے ان سے یہ سوال کرنا ہے کہ جب ایک درخواست مکمل ہو کر بہبود فنڈ بورڈ کے پاس پہنچ جاتی ہے اس پر فیصلہ کرنے کے لئے کتنی time limit ہے؟ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ درخواست پہنچ جاتی ہے پھر اس کے لواحقین چکر لگاتے ہیں' مشکل میں ہوتے ہیں' بار بار آتے ہیں' بعض اوقات under hand dealing بھی کرنی پڑتی ہے جس کے نتیجے میں وہ بڑی مشکل کے ساتھ گرانٹ وصول کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیس مکمل ہونے کے کتنی مدت کے بعد محکمہ کیس کا فیصلہ کرنے کا پابند ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: جناب سپیکر! اس میں گزٹیڈ آفیسر کے لئے 10 ہزار تک ہوتی ہے اور نان گزٹیڈ کے لئے 4 ہزار تک ہوتی ہے۔ یہ معمولی سی رقم ہوتی ہے اور تجہیز و تکفین کے لئے ہر آدمی اس بندے کے ساتھ sympathy رکھتا ہے جس کا کوئی بزرگ یا عزیز

فوت ہو گیا ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے افسر کوئی delay تو نہیں کرتے لیکن ڈاکٹر صاحب کی ایک بات درست ہے میں نے بھی یہ سارا کیس دیکھا ہے اور میں باقاعدہ پڑھ کے آتا ہوں۔ اس میں انہوں نے کوئی time limit نہیں رکھا ہوا۔ یہ تجویز بھی اچھی ہے میں ڈیپارٹمنٹ کو کہوں گا کہ اس میں time limit ہونا چاہیے کہ وہ اتنے دن میں کیس کو ختم کر دیں۔ ان کی یہ مناسب بات ہے۔

جناب سپیکر: next چودھری زاہد پرویز صاحب۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4590 (معزز رکن نے چودھری زاہد پرویز کے ایما پر دریافت کیا)

لاہور، سرکاری کالونیوں میں ٹو روم جونیئر کیٹیگری کے کوارٹرز کی تعداد اور الاٹمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4950۔چودھری زاہد پرویز: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور کی تمام سرکاری کالونیوں میں ٹو روم جونیئر کیٹیگری کے کتنے کوارٹرز ہیں؟

(ب) 2001 سے آج تک ٹو روم جونیئر کیٹیگری کے کتنے کوارٹرز میرٹ، کتنے کوارٹرز parents scheme اور کتنے کوارٹرز انفارمیشن سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2001 سے آج تک ٹو روم جونیئر کوارٹرز ہائیکورٹ، پنجاب اسمبلی اور سول سیکرٹریٹ کے علاوہ دوسرے محکموں کے ملازمین کو بھی الاٹ کئے گئے؟

(د) ان میں سے کتنے کوارٹرز ناجائز قابضین کے زیر قبضہ ہیں۔ ان ناجائز قابضین کے نام، پتا جات اور کتنے عرصہ سے وہ ناجائز قابض ہیں اور ان سے حکومت کب تک کوارٹر خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،

(الف) لاہور کی تمام کالونیوں میں کل 836 کوارٹرز ہیں۔

(ب) 2001 سے آج تک (24 مئی 2004) نو روم جونیئر کیٹیگری کے 52 کوارٹرز میرٹ پر اور 24 کوارٹر Parents سکیم اور 9 کوارٹرز انفارمیشن سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے۔ جس کی تفصیل منسلکہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) نو روم جونیئر کیٹیگری کے کوارٹرز میں مندرجہ ذیل ناجائز قابضین ہیں۔

نمبر شمار	نام و پتا	کوارٹر نمبر	عرصہ
1۔	محمد عمران، جونیئر کلرک، گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول دیو سماج روڈ لاہور	U-13/WC	8-7-2002
2۔	اصغر علی، ڈپٹی رجسٹرار، لاہور ہائیکورٹ لاہور	P-11/CGE	3-10-2003
3۔	یٰسین جاوید، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، لوکل گورنمنٹ لاہور	FN-54/WC	4-12-1996
4۔	احسان الحق، واٹر کیریئر، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی	BM-41/WC	12-8-2001
5۔	رفعت محمود، جونیئر کلرک، ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹری، لاہور	K-36/WC	14-6-1995
6۔	محمد علی، ریڈر سول کورٹس، لاہور	L-24/WC	جنوری 1993
7۔	صفیہ بشیر، ٹیچر گرلز پرائمری سکول قربان لائنز، لاہور	FN-93/WC	5-9-2000

8۔	معراج دین	P-12/WC	
9۔	محمد اشرف' اسسٹنٹ ڈائریکٹر' جنرل وائر مینجمنٹ	N-27/WC	18-7-1994
10۔	محمد اشرف' ہیڈ کانسٹیبل ایس۔ایس۔پی (آپریشن) آفس	M-37/WC	25-3-1996
11۔	صغراں بی بی' بیوہ زاہد خورشید کلرک' ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی	K-48/WC	15-10-2002

اس ضمن میں عرض ہے کہ ان کوارٹرز کے کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ تاہم ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی ان کوارٹرز کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ اٹارنی کے آفس سے رابطے میں ہے۔ جونہی عدالت فیصلہ دے گی۔ اس فیصلے کی روشنی میں ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! اس کے سیکشن (د) کے اندر ناجائز قابضین کی فہرست دی گئی ہے کہ 11 افراد سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابض ہیں تو اس میں عرصہ لکھا ہوا ہے کہ وہ کتنی دیر سے ناجائز قابض ہیں۔ اس میں 6 نمبر پر محمد علی ریڈر سول کورٹس' جنوری 1993 سے لاہور کے اندر ایک رہائش پر ناجائز قابض ہے۔ نمبر 9 پر ہے محمد اشرف' یہ 1994 سے ناجائز قابض ہے تو منسٹر موصوف بتائیں گے کہ یہ لوگ اتنی مدت سے ناجائز قابض ہیں اگرچہ ان کے خلاف مقدمات عدالتوں میں ہیں تو کیا یہ عدم پیروی کی وجہ سے ایسا ہے کہ جان بوجھ کر رہائش ان کے پاس رکھنے کے لئے عدم توجہ کی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! میرے دوست کی آواز میرے تک نہیں پہنچی اس لئے میں سمجھ نہیں سکا لہذا آپ ذرا سوال repeat کروا دیں۔

جناب سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ آپ نے جن 11 ناجائز قابضین کی لسٹ دی ہے ان میں ایک تو آدمی ایسا ہے جو 1993 سے ناجائز قابض ہے اور دوسرا 1994 سے ناجائز قابض ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ اتنی دیر سے ناجائز قابض ہیں اور ابھی تک محکمے نے ان سے قبضہ واپس نہیں لیا اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! مقدمات کورٹ میں چل رہے ہیں جس کی وجہ سے اس میں مداخلت نہیں کی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! محکمے کی خواہش ہوتی ہے کہ ہم نے جن افراد کو کسی نہ کسی طرح سے رہائشیں دینی ہیں تو لاء ڈیپارٹمنٹ جان بوجھ کر سول کورٹس کے اندر موجود مقدمات کی پیروی نہیں کرتا اور عدم پیروی کی وجہ سے 13/13 سال سے کچھ ناجائز قابضین رہائشوں میں رہ رہے ہیں اگر ان کی proper پیروی کی جائے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک فرد کو 13 سال پہلے رہائش چھوڑ دینی چاہیے تھی لیکن آج بھی وہ وہاں پر قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے اور لاہور کے اندر ہزاروں ملازمین ایسے ہیں جو رہائش گاہوں کے لئے تنگ و دو کرتے ہیں لیکن انہیں رہائش کہیں نہیں ملتی تو وزیر موصوف ایک تاریخ ضرور بتا دیں کہ ہم اتنی دیر تک انشاء اللہ انہیں ضرور کر دیں گے۔ اس میں صرف ان کی طرف سے عدم توجہی ہے کہ وہ مقدمات کی صحیح طرح سے پیروی نہیں کرتے اور ہوتا یہی کہ سول کورٹس میں جو مقدمات چل رہے ہیں ان میں ان کی طرف سے کوئی نمائندہ پیش نہیں ہوتا ہوگا اور اس طرح 4/4, 5/5 مہینے کی پیشیاں پڑتی رہتی ہوں گی تو kindly وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ کب تک ان سے قبضہ واپس لے لیں گے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! جو بات درست ہے اس کو تو میں ضرور تسلیم کروں گا کہ یہ معاملات کورٹس کی وجہ سے بہت لمبے ہو جاتے ہیں لیکن میرے فاضل دوست نے دوسری بات صحیح نہیں کی۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سولسٹر کا بندہ ہمیشہ پیش ہوتا ہے' باقاعدہ پیروی کرتا ہے لیکن کورٹس کا فیصلہ کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کے ریٹائر ہونے کے بعد انہیں گھر کی فراہمی کا سلسلہ جس کا آغاز چیف منسٹر صاحب نے کیا ہے یہ خوش آئند ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت جائیدادوں کی جتنی قیمتیں بڑھی ہیں اس کے نتیجے میں چھوٹا اہلکار کرائے کا مکان afford نہیں کر سکتا۔ میں بہاولپور کی مثال دیتا ہوں وہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جہاں تمام محکموں کے افسران و اہلکاران موجود ہیں۔ سرکاری رہائشی کالونی کے اندر بہت تھوڑے سے کوارٹر ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حوالے سے مزید کوئی کالونی بنائی جائے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت چھوٹے شہروں کے اندر چھوٹے اہلکاران کو سرکاری رہائش فراہم کرنے کے لئے کوئی نئی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! اس میں وزیراعلیٰ پنجاب کا کارنامہ سنہری حروف سے لکھنے والا ہے کہ انہوں نے سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کے لئے لاہور میں زمین acquire کر لی ہے۔ لاہور سے اس کی ابتدا ہو رہی ہے جونہی لاہور سے آگے یہ منصوبہ بڑھے گا تو پورے صوبہ پنجاب تک اس کو پھیلایا جائے گا۔ لاہور میں فی الحال سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کو ترتیب دیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ یہ تو ریٹائرمنٹ کے بعد کی سہولت ہے اور یہ بھی خوش آئند ہے۔ جس طرح فوجی افسران کو ملتے ہیں اسی طرح سول افسران و اہلکاروں کا بھی حق ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت مہنگائی کی وجہ سے پراپرٹیز کے ریٹ بڑھے ہیں اور سرکاری اہلکاران کی تھوڑی سی تنخواہ ہوتی ہے بالخصوص چھوٹے اہلکاران۔۔۔۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کا سوال یہ ہے کہ حاضر سروس ملازمین کی رہائشی کالونی بنانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! ذرا دہرا دیں' آپ نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر، معزز رکن پوچھ رہے ہیں کہ کیا حکومت حاضر سروس ملازمین کی رہائش کے لئے کالونی بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! آرمی کے اندر process ہے کہ تنخواہ سے پیسے کاٹے جائیں گے اور جونہی وہ ریٹائر ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ تو ریٹائرمنٹ کے بعد کی بات ہے۔ حاضر سروس ملازمین کی رہائش کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جیسے کہ ہمارا جی۔او۔آر ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! اس مقصد کے لئے میٹنگز ہو رہی ہیں لیکن چونکہ اس کو ابھی تک کوئی حتمی شکل نہیں دی گئی اس لئے میں on the floor of the House غلط بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اس پر بھی حکومت غور کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! بہاولپور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے، رہائشی سہولتیں کم ہیں اس لئے وہاں کوئی نئی کالونی بنائی جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر حکومت already غور کر رہی ہے۔ next ہے ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

رائے اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے وزراء کے مکان خالی نہیں ہو رہے۔ ہمارے وزیر کیانی صاحب کو دو سال سے گھر الاٹ ہوا ہے یہ نہیں ملا، اس کے بارے میں بھی بتا دیں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ سن لیا ہے منسٹر صاحب نے۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، سوال نمبر 4954

وزراء کو ماتحت آفیسرز کی اے-سی-آر لکھنے کے اختیار کا مسئلہ

*4954۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ ناظمین کو اپنے ماتحت افسران کی A.C.R لکھنے کا اختیار دیا گیا ہے؛

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وزراء کو اپنے ماتحت افسران کی اے-سی-آر لکھنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ رولز میں ترمیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) جی ہاں! ضلع ناظم کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی شق نمبر 34 کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (D.C.O) کی اے-سی-آر' رپورٹنگ آفیسر (R.O) جبکہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ((E.D.O)) کی اے-سی-آر کاؤنٹر سائننگ آفیسر (C.O) کی حیثیت سے لکھنے کا اختیار ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ضلعی ناظم کی لکھی ہوئی اے-سی-آر پر چیف سیکرٹری پہلے کاؤنٹرسائننگ آفیسر اور وزیر اعلیٰ دوسرے کاؤنٹر سائننگ آفیسر کی حیثیت رکھتے ہیں اور قواعد کے مطابق کاؤنٹر سائننگ آفیسر کی رپورٹ رپورٹنگ آفیسر کی رپورٹ پر برتری (overriding effect) رکھتی ہے۔

(ب) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی شق نمبر 17 کے تحت ضلع ناظم کو ضلعی حکومت کا انتظامی سربراہ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ آئین کی دفعات 129 اور 139 کے تحت صوبہ کے انتظامی امور کا اختیار گورنر/ وزیر اعلیٰ کو دیا گیا ہے جو کہ وہ از خود یا اپنے ماتحت افسران کے ذریعے استعمال کر سکتے ہیں۔ لہذا آئین کی دفعہ139 کے تحت صوبائی حکومت کے رولز آف بزنس تشکیل دیئے گئے ہیں۔ آئینی دفعات کی رو سے مطابق مذکورہ رولز کے رول 9 کے تحت صوبائی سیکرٹری کو محکمے کا انتظامی سربراہ اور

رول8 کے تحت چیف سیکرٹری کو تمام محکموں کا سربراہ قرار دیا گیا ہے جبکہ رول6 کے مطابق صوبائی وزیر کو پالیسی معاملات اور محکمانہ امور نبٹانے کی ذمہ داری دی گئی ہے چونکہ آئین کی دفعات کے تحت وزیراعلیٰ انتظامی امور کی ادائیگی از خود یا ماتحت افسران کے ذریعے کر سکتے ہیں لہذا صوبائی حکومت میں وزیراعلیٰ اور ماتحت افسران کے درمیان کوئی اور انتظامی اتھارٹی نہیں ہے۔ جس کو اے۔سی۔آر لکھنے کا اختیار دیا جائے۔
مندرجہ بالا قوانین کے پیش نظر ضلع ناظم کو ضلعی حکومت کا سربراہ ہونے کے باوصف ماتحت افسران کے درمیان کوئی اور انتظامی اتھارٹی نہیں ہے۔ جس کو اے۔سی۔آر لکھنے کا اختیار دیا جائے جبکہ وزیراعلیٰ صوبہ کے سربراہ کی حیثیت سے صوبہ میں تعینات تمام اعلیٰ افسران (جن میں ضلعی سطح پر تعینات افسران یعنی ڈی۔سی۔او اور صوبائی سطح پر تعینات افسران' یعنی صوبائی سیکرٹری شامل ہیں) کی اے۔سی۔آر کاؤنٹر سائن کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ آئین اور قواعد کے تحت وزراء چونکہ محکموں کے انتظامی سربراہ نہیں ہوتے۔ اس لئے انہیں ماتحت افسران کی اے۔سی۔آر لکھنے کا اختیار تفویض نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! اس سوال کو کرنے کا مطلب صرف معلومات حاصل کرنا نہیں تھا کہ میں معلومات لے لوں۔ یہ تو میں کسی وزیر سے مل کر بھی لے سکتا تھا۔ اس سوال کو کرنے کا مقصد میں ضمنی سوال میں بیان کرتا ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوری ادارے مضبوط ہوں۔ ان کا ایک سلسلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وزراء اپنے محکمے کے حوالے سے با اختیار ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے صدر پاکستان کا devolution programme ہے اور وہ ان کے ماشاء اللہ محسن اعظم ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا صدر پاکستان کے devolution programme پر عمل کرتے ہوئے کیا وزیراعلیٰ صاحب کو اس وقت اختیار ہے کہ وہ اپنے ماتحت کسی وزیر یا افسر کو A.C.R لکھنے کا اختیار منتقل کر سکتے ہیں اور

وزیر صاحب on his behalf جواب بھی دے رہے ہیں۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کا کوئی ایسا ارادہ بھی ہے کہ اپنے وزراء پر وہ اعتماد کرتے ہوئے اپنا یہ اختیار بھی اپنے وزراء کی اس ٹیم کو دے دیں کہ یہ چاہیں تو اپنے سیکرٹری کی A.C.R لکھیں تا کہ سیکرٹری ان کی بات مانیں اور ان کی عزت و وقار میں اضافہ ہو سکے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب کو اپنی ٹیم پر پورا اعتماد ہے۔ اسی لئے انھوں نے ہمیں وزیر بنایا ہوا ہے۔ بہرحال جاوید صدیقی صاحب ہمارے بڑے محترم دوست ہیں اور بڑی اچھی رائے دیتے ہیں۔ میں ان کی رائے ایمانداری سے وزیر اعلیٰ صاحب کو پہنچا دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس صوبے کے انتظامی امور ہیں۔ کیا وہ اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ کسی ضلعی ناظم کے خلاف اس کی غلط کار کردگی پر کوئی ایکشن لے سکیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! کیوں نہیں لے سکتے ہیں۔ وہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ اس میں کوئی شک و شبہ والی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، اگر ایسا ہے تو میں ایوان کے اندر یہ مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ ضلع لیہ کا ناظم کرپٹ ہے اور اس کی کرپشن کے ثبوت میرے پاس موجود ہیں تو آپ اس کے خلاف کیا ایکشن لیں گے اور میرے ساتھ کیا تعاون کریں گے اور حکومت، وزیراعلیٰ یا پنجاب اسمبلی اس پر کیا ایکشن لے گی؟ شکریہ۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! یہ اتنے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ اس کے لئے سارے فورم موجود ہیں، انٹی کرپشن کا محکمہ موجود ہے۔ اگر کل کو اسی طرح زبانی کلامی ضلع ناظم لیہ ان کے بارے میں کچھ کہہ دیں تو ہم ان کے خلاف ایسے ہی ایکشن تو نہیں لے سکتے۔ یہ

کسی فورم پر آئیں تو اس کے خلاف ایکشن ہو سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضلع ناظم مظفر گڑھ کے خلاف کرپشن کا پرچہ درج ہونے کے بعد جوڈیشل ایکشن ہو چکا ہے اور دوسرا پرچہ ضلع ناظم کے بھائی جو یونین کونسل کے ناظم ہیں' وہ بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ ان کے خلاف پرچہ درج ہونے کے بعد انکوائری انویسٹی گیشن کے بعد جوڈیشل ایکشن ہو چکا ہے۔ ان کی گرفتاری کے معاملے میں وزیر موصوف بتائیں کہ وہ ان کا کیا کر رہے ہیں؟ اگر وزیراعلیٰ صاحب اس میں اختیارات رکھتے ہیں تو ایک فوجداری مقدمہ اینٹی کرپشن میں درج ہونے سے انکوائری ہوتی ہے اور درج ہونے کے بعد اس کی انویسٹی گیشن ہوتی ہے اور اس کے بعد جوڈیشل ایکشن کا آرڈر ہوتا ہے۔ اگر یہ تینوں مراحل مکمل ہو چکے ہیں تو اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ بااختیار ہیں تو اس کے خلاف یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اور کیا کر سکتے ہیں؟

MINISTER FOR S & G.A.D: Mr. Speaker! You are the best Judge and you can decide on this supplementary question

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

2002 تا حال، آمدن و خرچ اور دیگر تفصیلات

*4848۔شیخ تنویر احمد، کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بینوولینٹ فنڈ بورڈ کو سال 2002 سے آج تک جو گرانٹ بینوولینٹ فنڈ کی مد میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کٹوتی کے بعد موصول ہوئی۔ تفصیل سال وار فراہم کی جائے؛

(ب) اس وقت اس بورڈ کے پاس کتنی رقم کس کس بنک اور کس کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے اور یہ اکاؤنٹ maintain کون کر رہا ہے؛

(ج) سال2002 سے آج تک بینوولینٹ فنڈز بورڈ نے کتنی رقم سرکاری ملازمین کو کس کس مد میں ادا کی ہے؛

(د) سال 2001 سے آج تک بینوولینٹ فنڈ بورڈ نے کتنی رقم کن کن افراد کو بطور قرض دی ہے۔ ان افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) کیا بینوولینٹ فنڈز کے قواعد کے تحت کسی فرد کو قرض کے طور پر رقم دی جا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو جز (د) میں فراہم کردہ قرض کی ادائیگی کس افسر کی اجازت سے کس کس قاعدہ کے تحت کی گئی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،

(الف) صوبائی بینوولینٹ فنڈ بورڈ کو سال 2002 سے 22۔مئی 2004 تک اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کی معرفت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے بہبود فنڈ کی کٹوتی کی رقوم پارٹ I (برائے گزیٹڈ ملازمین) اور پارٹII (برائے نان گزیٹڈ ملازمین) درج ذیل تفصیل کے مطابق موصول ہوئیں۔

سال	پارٹ I	پارٹ II
2002	22,19,50,000	39,89,67,000
2003	30,06,12,079	42,82,88,236
جنوری 2004 تا 22مئی 2004	9,55,02,557	17,60,53,483

(ب) اس وقت صوبائی بہبود فنڈ کی رقوم مختلف بنکوں اور مالیاتی اداروں میں جمع ہیں۔ جن کی تفصیل منسلکہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام رقوم چیئرمین صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے نام سے جمع ہیں اور صوبائی بہبود فنڈ بورڈ ہی اکاؤنٹس maintain کر رہا ہے۔

(ج) سال 2002 سے 22۔مئی 2004 تک بینوولینٹ فنڈ بورڈ نے ماہانہ امداد (برائے بیوگان وغیرہ) بیٹیوں کی شادی کے موقع پر شادی گرانٹ، تجہیز و تکفین گرانٹ، بچوں کے لئے تعلیمی وظائف اور الوداعی گرانٹ (برائے گزیٹڈ ملازمین) کی مد میں درج ذیل رقوم ادا کی ہیں۔

سال	پارٹ I (گزیٹڈ سرکاری ملازمین)	پارٹ II (نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین)
2002	18,80,03,000	57,01,00,000
2003	34,10,00,000	52,85,29,910
2004 (22۔مئی 2004 تک)	15,45,00,000	32,83,82,903

(د) سال 2001 سے آج تک بینوولینٹ فنڈ بورڈ نے وسیع پیمانے پر کوئی رقم کسی فرد کو بطور قرض نہ دی ہے۔ تاہم صوبائی بہبود فنڈ بورڈ اپنے ہر بجٹ میں ایک محدود رقم جو ایک لاکھ روپے سے بھی کم ہے۔ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے دفتر کے مستقل ملازمین کو بطور قرض دینے کی منظوری دیتا ہے۔ یہ رقم بھی ان ملازمین سے ماہانہ اقساط میں تنخواہ سے کاٹ لی جاتی ہے۔ اس قرض کی تفصیل افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات منسلکہ فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بہبود فنڈ حصہ اول (disbursement) رولز 1965 (برائے گزیٹڈ ملازمین) اور پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بہبود فنڈ حصہ دوم (disbursement) رولز1966 (برائے نان گزیٹڈ ملازمین) کے قاعدہ نمبر4(a) میں سرکاری ملازمین کو قرض دینے کی گنجائش موجود ہے۔ تاہم صوبائی بہبود فنڈ بورڈ صرف بورڈ کے مستقل ملازمین کو مختلف ضروریات کے لئے بطور قرض دینے کے لئے ایک بہت محدود رقم یعنی ایک لاکھ روپے سے بھی کم اپنے بجٹ میں ہر سال رکھتا ہے۔ جس کی واپسی تنخواہ میں سے بذریعہ ماہانہ اقساط کر دی جاتی ہے۔ بجٹ کی منظوری بورڈ کے مکمل اجلاس میں دی جاتی ہے۔

بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور، یکم تا 31۔اگست 2003، مالی امداد کی درخواستوں سے متعلقہ معلومات

*4849۔شیخ تنویر احمد، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم سے 31۔اگست2003 تک بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور میں ماہانہ امداد کی جو درخواستیں موصول ہوئیں، درخواست دہندہ کا نام اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ماہانہ امداد کا کیس کتنے عرصہ میں بورڈ فائنل کرتا ہے۔ درخواست کے ساتھ بینوولینٹ فنڈز کے قواعد کے مطابق کون کون سے کاغذات درکار ہوتے ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنی درخواستیں فائنل ہوئیں اور کتنی ابھی تک کس کس وجہ سے التواء کا شکار ہیں۔

(د) جن درخواست دہندگان کی مالی امداد کے کیس فائنل ہوئے۔ ان کے نام اور پتا جات اور جن کے کیس ابھی تک pending ہیں۔ تفصیل بیان فرمائیں۔

(ہ) اگر pending کیسز کے درخواست دہندگان کو ان کے کیس pending کرنے کی وجوہات سے مطلع کیا گیا ہے تو اس لیٹر کی کاپی فراہم کی جائے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت بورڈ کے ذمہ دار افسران/ اہلکاران کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن؛

(الف) یکم سے 31۔اگست 2003 تک صوبائی بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور میں ماہانہ امداد کی 47 درخواستیں موصول ہوئیں۔ درخواست دہندگان کے نام' پتا جات وغیرہ کی تفصیل فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ محکمہ سے ماہانہ امداد کی درخواست موصول ہونے پرمتعلقہ اہلکاران اور آڈیٹر اس کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ جو کیسز مکمل ہوتے ہیں۔ ان کو منظوری کے لئے مجاز اتھارٹی کو پیش کر دیا جاتا ہے اور آرڈر جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ جوکیس نامکمل پائے جاتے ہیں ان کے محکمہ جات اور درخواست دہندگان کو لیٹر لکھ کر اعتراضات convey کر کے کیس مکمل کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ جونہی نامکمل کیس مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کو منظوری کے لئے مجاز اتھارٹی کو پیش کر دیا جاتا ہے۔ ماہانہ امداد کی درخواست کے ساتھ بینوولینٹ فنڈ قواعد کے مطابق مندرجہ ذیل کاغذات درکار ہوتے ہیں۔

1۔ ماہانہ امداد کا prescribed درخواست فارم جو سرکاری ملازم کے محکمہ سے تصدیق شدہ ہو۔

2۔ ڈیتھ سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ کاپی۔

3۔ افراد کنبہ کی فہرست محکمہ سے تصدیق شدہ

4۔ اشٹام پیپرز پر بیوہ کا دوسری شادی نہ کرنے کی بابت بیان حلفی

5۔ بیوہ / مرحوم سرکاری ملازم کے شناختی کارڈ کی مصدقہ نقل

6۔ بیوہ کے نمونہ جات دستخط محکمہ سے تصدیق شدہ

7۔ ریٹائرمنٹ آرڈر / پی۔پی۔او یا دوران سروس وفات کی بابت سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل

8۔ معذور سرکاری ملازمین کے کیسز میں invaliding certificate کی مصدقہ نقل

9۔ اگر سرکاری ملازم غیر شادی شدہ ہو تو اس بابت بیان حلفی

10۔ گارڈین شپ سرٹیفکیٹ / برتھ سرٹیفکیٹ (بچوں کے کیسز میں)

11۔ سرکاری ملازم کی تنخواہ سے " بینوولینٹ فنڈ " کی کٹوتی اور صوبائی " بینوولینٹ فنڈ " اکاؤنٹ میں جمع کروانے کی بابت ثبوت

(ج) مذکورہ 47 درخواستوں میں سے 31 درخواستیں قواعد کے مطابق مکمل ہوئیں اور ان درخواستوں پر آرڈر جاری ہوئے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔	کل درخواستیں	47
II۔	صوبائی بہبود فنڈ دفتر میں قابل منظوری درخواستیں	44
III۔	آرڈر جاری ہوئے	31
IV۔	نامکمل درخواستیں جن کو مکمل کروانے کے لئے متعلقہ محکمہ / درخواست دہندہ کو لیٹر جاری کئے گئے۔	13
V۔	قواعد پر پورا نہ اترنے کی بنا پر مسترد ہوئیں۔	2
VI۔	متعلقہ ضلعی بہبود فنڈ بورڈ کو برائے کارروائی ارسال ہوئیں۔	1

(د) جن درخواست دہندگان کی مالی امداد کے کیس فائنل ہوئے اور جن درخواست دہندگان کے کیس نامکمل ہیں اور ان کو اور متعلقہ محکمہ کو بذریعہ لیٹر خامیوں سے مطلع کر کے کیسز مکمل کرنے کی درخواست کی گئی۔ ان کی تفصیل فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) نامکمل کیسز والے درخواست دہندگان اور ان کے متعلقہ محکمہ جات کو بذریعہ لیٹرز خامیوں سے مطلع کر کے کیسز مکمل کرنے کی درخواست کی گئی۔ ایسے 13 کیسز میں

لکھے گئے لیٹرز کی نقول فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جونہی یہ کیسز متعلقہ محکمہ جات اور درخواست دہندگان مکمل کر دیں گے۔ ان کی مجاز اتھارٹی سے منظوری حاصل کر کے آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے۔ نامکمل کیسز میں قواعد کے مطابق آرڈر جاری نہ کئے جا سکتے ہیں اور کیسز کو مکمل کرنا درخواست دہندہ اور اس کے محکمہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ضلع سرگودھا میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مسئلہ

*5199۔ ملک محمد جاوید اقبال اعوان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
کیا حکومت ضلع سرگودھا میں ملتان، راولپنڈی اور بہاولپور کی طرح ہائیکورٹ بنچ قائم کر کے میانوالی، بھکر اور سرگودھا کے عوام کو لاہور کے طویل سفر سے نجات دلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

ضلع سرگودھا میں لاہور ہائیکورٹ بنچ کے قیام کے بارے میں فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ کیونکہ ہائیکورٹ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق لاہور ہائی کورٹ لاہور کے موجودہ بنچوں کی تشکیل آئینی درخواستوں (constitutional petitions) کے ذریعے چیلنج ہو چکی ہے جو کہ عدالت عالیہ میں برائے سماعت زیر التواء ہیں۔

وزیراعلیٰ و دیگر عہدیداران کے لئے خرید کردہ گاڑیوں اور استعمال کرنے والے آفیسرز Entitlements کی تعداد و تفصیل

*5338۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وزیراعلیٰ' وزراء پنجاب' مشیران' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان' چیئرمین کمیٹیز (سٹینڈ نگ) اور سیکرٹریز محکمہ جات کتنی سی سی طاقت کی سرکاری گاڑی استعمال کر سکتے ہیں؛

(ب) موجودہ حکومت نے برسراقتدار آ کر 20۔جون 2004 تک کون سے ماڈل کی کتنی سی سی طاقت کی کتنی نئی گاڑیاں خرید کی ہیں؛ ان کو کون کون سے رجسٹریشن نمبر الاٹ ہوئے ہیں یہ تفصیل فراہم کریں کہ یہ گاڑیاں اب کس کس کے زیر استعمال ہیں؛

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن؛

(الف) وزیراعلیٰ' وزراء' مشیران' پارلیمانی سیکرٹری اور چیئرمین کمیٹیز (سٹینڈ نگ) کے استعمال میں آنے والی گاڑیوں کی سی سی طاقت کے بارے میں کوئی قانونی شق موجود نہ ہے۔

(ب) موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد 20۔جون 2004 تک 144 نئی گاڑیاں خریدی ہیں۔ ان کی الاٹمنٹ اور رجسٹریشن نمبرز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب بینوولینٹ فنڈ بورڈ لاہور، ملازمین کو جاری کئے گئے قرضہ سے متعلق تفصیلات

*5555۔انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بینوولینٹ فنڈ کے قواعد کے مطابق بینوولینٹ فنڈ بورڈ کے مستقل ملازمین کو قرض دیا جا سکتا ہے؛

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو جن ملازمین کو قرض دیا گیا ہے' ان کے نام' عہدہ' گریڈ' تاریخ تقرری اور اس بورڈ میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) یہ قرض جس اتھارٹی کی منظوری سے دیا جاتا ہے اس کا نام' عہدہ' گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(د) جن ملازمین کو قرض دیا گیا ہے ان سے کٹوتی کس شرح سے اور کیسے کی جاتی ہے؛

(ہ) کتنے ملازمین سے قرض کی وصولی کی جا رہی ہے اور کتنے ملازمین ڈیفالٹر ہیں؟

(و) ڈیفالٹرز اور ان کو قرض دینے والے افسران کے خلاف قواعد کے مطابق کیا قانونی/ محکمانہ کارروائی کی جا سکتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ اپنے ہر بجٹ میں ایک محدود رقم جو ایک لاکھ روپے سے بھی کم ہے۔ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے دفتر کے مستقل ملازمین کو بطور قرض دینے کی منظوری دیتا ہے۔

(ب) سال 2004 میں 5 ملازمین کو قرض دیا گیا۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ تقرری اور اس بورڈ میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فہرست "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ قرض ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومت پنجاب / وائس چیئرمین صوبائی بہبود فنڈ بورڈ پنجاب کی منظوری سے دیا جاتا ہے۔ سال 2004 میں ملازمین کے حق میں قرض کی منظوری میاں محمد جمیل ایڈیشنل چیف سیکرٹری (گریڈ 21) نے دی۔

(د) قرض کی کٹوتی ان ملازمین کی تنخواہ سے باقاعدگی سے کی جاتی ہے۔ کٹوتی کی شرح فہرست (الف) میں درج کر دی گئی ہے۔

(ہ) 5 ملازمین کی تنخواہ سے ہر ماہ باقاعدگی سے قرض کی وصولی کی جا رہی ہے۔ کوئی ملازم ڈیفالٹر نہ ہے۔

(و) قرض لینے والا کوئی بھی ملازم ڈیفالٹر نہ ہے۔ قرض کی اقساط متعلقہ اہلکاران کی تنخواہ سے باقاعدگی سے منہا کی جا رہی ہیں۔ اس لئے کسی قسم کی قانونی/ محکمانہ کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

حکومتی عہدیداران کے لئے خرید کردہ گاڑیوں کی تفصیل

*5842: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب کے وزراء، مشیروں اور پارلیمنٹری سیکرٹریوں کے لئے سال2002 سے آج تک کس کس ماڈل کی کتنی گاڑیاں کتنی مالیت کی خریدی گئی ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

سال2002 سے آج تک پنجاب کے وزراء کے لیے 41 عدد نئی ٹویوٹا کرولا 2.O D خریدی گئیں ہیں۔ ان کی مالیت -/4,89,54,000 روپے بنتی ہے۔ مشیروں کے لئے 12عدد نئی گاڑیاں خریدی گئیں ہیں جن میں تین ٹویوٹا کرولا 2.OD سات ٹویوٹا کرولا XLI اور 2 ہونڈا سٹی شامل ہیں۔ ان کی کل مالیت -/1,11,41,000روپے بنتی ہے۔ ابتدائی طور پر پارلیمانی سیکرٹریز کے لئے کوئی نئی گاڑیاں نہیں خریدی گئیں، البتہ اب ان کے لئے 56عدد نئی سوزوکی بلینو گاڑیاں خریدی گئیں ہیں۔ جن کی مالیت -/4,17,20,000 روپے بنتی ہے۔

G.O.R-1 لاہور، ناجائز قابضین کی تفصیل

*5933۔ چودھری جاوید احمد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
جی او آر۔I لاہور میں کون کون سے آفیسرز کب سے ناجائز طور پر رہائش پذیر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

جی او آر -1 لاہور میں مندرجہ ذیل آفیسر ناجائز طور پر رہائش پذیر ہیں۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	مکان نمبر	غیر قانونی عرصہ	ریمارکس
1-	آفتاب احمد شاہ، ڈائریکٹر جنرل، سائل سروسے آف پاکستان	16- گالف لین جی۔او۔آر -1	02-01-1996	بیدخلی اور پینل رینٹ نوٹس دیا گیا۔ اس گھر کا کیس لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ تندی سے

				ایڈووکیٹ جنرل پنجاب سے رابطے میں ہے۔
2۔	رانا مقبول احمد او۔ایس۔ڈی پولیس	16-A کالف لین جی۔او۔آر۔1	26-06-1994	بید خلی اور پینل رینٹ نوٹس دیا گیا۔ اس گھر کا کیس فرخ حسین سول جج کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ تندہی سے ڈسٹرکٹ اتھارٹی سے رابطے میں ہے۔ اس کیس کی اگلی تاریخ سماعت 26 04-05 مقرر ہوئی ہے۔
	غلام عباس جلوی O.S.D (ریٹائرڈ)	18۔ کالف روڈ جی۔او۔آر۔ I	15-12-2003	نوٹس دیا گیا۔ کیس ہائیکورٹ میں زیر سماعت رہا۔ ہائیکورٹ نے مذکورہ آفیسر کو مورخہ 15-04-05 تک رہنے کی اجازت دی ہے۔
	خالد لطیف، ڈائریکٹر جنرل، نارکوٹکس کنٹرول بورڈ، اسلام آباد	10-A کالف روڈ، جی۔او۔آر۔ 1	25-12-1997	نوٹس دیا گیا ہے۔ بید خلی کی کارروائی چل رہی ہے۔ مزید براں اس گھر کی الاٹمنٹ مورخہ 02-03-2005 کو محمد سبطین خان، وزیر معدنیات کو Subject to Vacation کر دی گئی ہے۔
5۔	حفیظ اختر رندھاوا سابق چیف سیکرٹری پنجاب	8-B کلب روڈ،	24-08-2004	ملازمت سے مورخہ 24-12-03 سے ریٹائر ہو گئے۔ کیس بغرض ضروری کارروائی مجاز اتھارٹی کے علم میں لایا جا چکا ہے۔

1990 تاحال، سرپلس پول میں آنے والے ملازمین کے نام، محکمہ جات اور تنخواہوں سے متعلقہ تفصیلات

*5942۔جناب سمیع اللہ خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت S&G.A.D کے سرپلس پول میں کتنے ملازمین ہیں۔ ان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ کیا ہیں اور ان کو کس کس محکمہ سے سرپلس کیا گیا ہے؟

(ب) سال 1990 سے آج تک سرپلس پول سے کتنے ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) حکومت سرپلس پول میں تعیناتی کے منتظر ملازمین کی تنخواہوں پر سالانہ کتنی رقم خرچ کر رہی ہے؟

(د) حکومت ان ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں تعینات کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) اس وقت S&G.A.D کے سرپلس پول میں 582 ملازمین ہیں اور پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت مختلف محکمہ جات میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور ان کو کس کس محکمہ سے سرپلس کیا گیا ہے کی تفصیل "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1990 سے آج تک 3234 ملازمین مختلف محکمہ جات سے سرپلس ہو کر سرپلس پول میں آئے۔ جن میں سے سردست 582 ملازمین سرپلس میں موجود ہیں اور عارضی طور پر مختلف محکموں میں کام کر رہے ہیں۔ جب کہ بقایا 2652 ملازمین یا تو مختلف محکمہ جات میں مستقل طور پر تعینات (absorb) کئے جا چکے ہیں یا پھر ریٹائرڈ / وفات پا چکے ہیں۔

(ج) سردست کوئی ملازم بھی سرپلس پول میں تعیناتی (posting) کا منتظر نہ ہے۔ تمام ملازمین بشمول آفیسران کسی نہ کسی محکمہ میں پی۔سی۔ایس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت کام کر رہے ہیں۔ البتہ سرپلس پول میں آنے کے بعد ملازمین کچھ عرصہ تقرری(posting) کے منتظر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ملازمین متعلقہ محکمہ میں اسامی نہ ہونے کی وجہ سے تنخواہ سرپلس پول سے ہی لیتے ہیں۔ ان سب پر اٹھنے والا سالانہ خرچ برائے مالیاتی سال -/2003-041,95,74,186; روپے ہے۔

(د) سرپلس ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں کھپانے (absorption) کے لئے اتھارٹی مجاز نے خالی اسامیوں پر بغیر اجازت نامہ بھرتی پر مورخہ 20۔نومبر 1998 سے پابندی لگا رکھی ہے۔ مزید برآں سرپلس آفیسران و دیگر ملازمین کے کوائف تمام محکمہ جات کے انتظامی معتمد صاحبان اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسران کو بھیجے ہوئے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں تاکہ وہ ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف اسامیوں پر کھپانے جانے کے لئے اپنی رائے بھجوائیں۔ جن محکمہ جات سے N.O.C موصول ہوتے ہیں۔ ان اسامیوں کے لئے موزوں ملازمین کا کیس مستقل بنیادوں پر تعیناتی کے لئے پنجاب سول سرونٹس (اپائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز 1974 کے رول 3.1 کے تحت Absorption Committee کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور منظوری کے بعد تعیناتی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جبکہ گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے آفسران کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کو برائے جانچ پڑتال موزونیت اور سفارش کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

ٹرانسپورٹ پول۔ 1990 تاحال، گاڑیوں کی خرید، استعمال، مرمت اور پٹرول کے اخراجات کی تفصیل

*5943۔جناب سمیع اللہ خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت S&G.A.D کے ٹرانسپورٹ پول میں کتنی گاڑیاں ہیں۔ کتنی چالو حالت میں اور کتنی ناکارہ ہیں؟

(ب) چالو حالت میں گاڑیاں کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کیا کیا ہیں؟

(ج) سال1990 سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) سال 1990 سے آج تک کتنی نئی گاڑیاں کتنی لاگت سے کن کن افسران کی زیر نگرانی خرید کی گئی ہیں اور یہ کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئی ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) اس وقت S&G.A.D کے ٹرانسپورٹ پول میں کل 289 گاڑیاں ہیں۔ ان میں 282 گاڑیاں چالو حالت میں ہیں اور 7 گاڑیاں ناکارہ ہیں۔

(ب) مطلوبہ لسٹ (منسلکہ "الف") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال1990 سے لے کر سال2004 تک ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ 9,19,48,980/- روپے خرچ کئے گئے اور پٹرول پر مبلغ 14,44,45,100/- روپے خرچ ہوئے۔

(د) سال 1990 سے لے کر آج تک S&GAD نے 331 گاڑیاں 25,20,55,887/- روپے کی لاگت سے خرید کی ہیں اور یہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب کی زیر نگرانی خرید کی گئیں اور یہ صوبائی کابینہ اور پروٹوکول ڈیوٹیز کے لئے خرید کی گئی۔

پالیسی کے خلاف، بلا استحقاق و میرٹ الاٹمنٹس کا جواز اور حکومتی اقدامات

*5953. رانا آفتاب احمد خان و محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی آف ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی 1997 کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ صرف صوبائی اسمبلی پنجاب، سول سیکرٹریٹ اور لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو ہی ان کے گریڈ/استحقاق کے مطابق خالصتاً میرٹ پر کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق کسی بھی ملازم کو سرکاری رہائش کی temporary allotment نہیں کی جا سکتی، اگر جواب ہاں میں ہے تو فلیٹ نمبر FA-6، فلیٹ نمبر FN-90 اور کوارٹر نمبر E-48 وحدت کالونی لاہور کی الاٹمنٹ محکمہ بلڈنگ اور محکمہ ایجوکیشن کے ملازمین کو کس میرٹ اور پنجاب حکومت کی کون سی پالیسی کے مطابق کی گئی اور آیا BPS-11 کو Three four room اور BPS-I کو Two room junior الاٹ ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو فلیٹ نمبر FA-6 اور FN-90 کن حالات کے تحت کن بنیادوں پر الاٹ کئے گئے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت جز (ب) میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو حکومت کی الاٹمنٹ پالیسی کے برعکس out of turn اور عارضی الاٹمنٹ کرنے والے محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے ویلفیئر ونگ کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،

(الف) درست ہے۔ تاہم بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین جن کی موجودگی کالونی میں لوگوں کی شکایات کو رفع کرنے کے لئے ناگزیر ہوتی ہے' ان کے لئے بھی سرکاری کوارٹرز مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی میں ایسی کوئی provision نہ ہے۔ البتہ چونکہ مذکورہ ملازمین کی تعیناتی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سرکل 13 وحدت کالونی میں ہے اور وحدت کالونی میں ان کی موجودگی الائیوں کی شکایات کو بروقت رفع کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ لہذا ان کے ہمہ وقت فرائض منصبی کو مدنظر رکھتے ہوئے الاٹمنٹس کی گئیں۔ یہ ملازمین اپنی تنخواہ سے فلیٹ کی کیٹیگری کے مطابق ماہانہ کرایہ بھی کٹوا رہے ہیں۔ مزید برآں عمومی طور پر ملازمین independent گھروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جہاں تک کوارٹر E-48 وحدت کالونی کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے اس کا الاٹی محکمہ تعلیم میں ملازم نہ ہے بلکہ بورڈ آف ریونیو میں تعینات ہے جو سیکرٹریٹ کا حصہ ہے' جس کا نام اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ ہے اور اس کو الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 71 کے تحت اس کے استحقاق کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ الاٹمنٹس مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہیں۔ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئیں۔ لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

غیر منتخب مشیروں اور معاونین سے متعلقہ تفصیلات

*6282، محترمہ شاہین عتیق الرحمان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) وزیراعلیٰ اور مختلف محکموں کے لئے مقرر کئے جانے والے غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد، محکمہ جات، تعلیمی قابلیت، سٹاف، تنخواہوں، اضافی فوائد اور رہائشی سہولیات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان تمام افراد کو قومی پرچم لگانے کی اجازت بھی دی گئی ہے؟

(ج) درج بالا مشیروں میں سے کتنی خواتین ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں۔ ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے اور ان کے محکمے کون کون سے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،

(الف) معاونین خصوصی

نمبر شمار	نام	محکمہ	تعلیمی قابلیت	دفتر	عملہ	اعزازیہ و مراعات
1۔	سید مواحد حسین	تعلیمی شعبے میں بنیادی اصلاحات سے آگاہی	ماسٹر ان لاء	3-سی مسلم ٹاؤن الحمراء آرٹ گاڑی مع پٹرول ٹیلیفون	پرائیویٹ سیکرٹری اسسٹنٹ کلرک ڈرائیور	تنخواہ 35000 سرکاری گھر یا کرایہ مکان 20000 ماہانہ ایک عدد سرکاری نائب قاصد ایک دفتری ایک گھریلو سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اعلیٰ سفری وظیفہ 40,000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000 روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950
2۔	جاوید خالد	موجودہ صنعتی ترقی میں اضافہ	ایم اے اکنامکس	سول سیکرٹریٹ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3۔	مخدوم علی اکبر	112 یکڑ اور ہمبر سکیم کی نگرانی	ایف۔اے	سول سیکرٹریٹ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

مشیران کرام

نمبر شمار	نام	محکمہ	تعلیمی قابلیت	دفتر	گھر	اعزازیہ و مراعات
-1	رانا اعجاز احمد خان	لاء اینڈ ہیومن رائٹس	ایل-ایل-بی	-ایضاً	-ایضاً	تنخواہ 30000 سرکاری گھر یا کرایہ مکان 20000 ایک عدد سرکاری گاڑی مع پٹرول ٹیلی فون ایک دفتری ایک گھریلو سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40,000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000 روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950
-2	نسیم رضا	شادی ایکٹ 2003	ایف-اے	ایگریکلچر ہاؤس ڈیوس روڈ لاہور	-ایضاً	-ایضاً

مشیران حکومت پنجاب

نمبر شمار	نام محکمہ	تعلیمی قابلیت	فون دفتر	فون گھر	اعزازیہ و مراعات
-1	چوہدری محمد صدیق	ایم-اے ہسٹری	6367633، الاؤنس -/5000 ماہانہ،	6362415	تنخواہ 25000 دفتری دیکھ بھال ایک عدد سرکاری گاڑی مع 200 لیٹر پٹرول، ٹیلیفون ایک دفتری ایک گھریلو دونوں کی حد 6000 کال سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40,000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000، روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950
-2	راحت قدوسی	ایم-کام	-9270541	7530843	-ایضاً
-3	اختر رسول چوہدری	بی-اے	-7586488 -7539920	5414176 5435576	-ایضاً

4۔	مسز سعدیہ شہزاد	تعلیم و میراثی اداروں کے درمیان باہمی رابطہ		0300-8455749	تنخواہ 25000 دفتری دیکھ بھال الاؤنس -/5000 ماہانہ ایک عدد سرکاری گاڑی مع پٹرول، ٹیلیفون ایک دفتری ایک گھریلو دونوں کی مد 6000 کا سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40,000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000، روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بطابق طبی قانون 1950ء، ایک پرائیویٹ سیکرٹری، ایک نائب قاصد، ایک ڈرائیور
5۔	حافظ محمد طاہر اشرفی ایم اے	مذہبی ہم آہنگی میں فروغ	ایم۔اے عربی و اسلامیات	9210380، 9212248، 0300-8446612	تنخواہ 15000 سرکاری گھر یا کرایہ مکان 15000 ماہانہ ایک عدد سرکاری گاڑی مع پٹرول، ٹیلیفون ایک دفتری ایک گھریلو دونوں کی مد 15000 کا سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40,000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000، روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بطابق طبی قانون 1950، ایک پرائیویٹ سیکرٹری، ایک نائب قاصد، ایک ڈرائیور
6۔	ڈاکٹر جاوید اصغر	صحت کے شعبے میں نئی اصلاحات	ایم بی بی ایس	5716301-02، 6673078	ایک سرکاری گاڑی مع پٹرول
7۔	ڈاکٹر فائزہ اصغر	حقوق اطفال	ایم بی بی ایس	۔ایضاً۔ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
8۔	میاں منیر		ایم بی اے	03008477496، 7588189 ۔ایضاً۔ 7588572	۔ایضاً۔

(ب) مندرجہ بالا تمام افراد کو قومی پریمیم لگانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) درج بالا مشیران میں دو خواتین شامل ہیں۔

1۔ مسز سعدیہ شہزاد 2۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر

قبائلی اور بلوچ علاقہ جات ڈی۔جی خان کے افراد کے لئے عمر میں رعایت کا مسئلہ

*6437۔ سردار فتح محمد خان بزدار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹرائیبل ایریا یا بلوچ ایریا ڈیرہ غازی خان کے نوجوانوں کو سرکاری نوکری کے لیے 3 سال کی رعایت دی گئی ہے؛

(ب) اگر یہ صحیح ہے تو کیا اس پر عمل کیا جارہا ہے؛

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پنجاب سول سروسز ریکروٹمنٹ (ریلیکسیشن آف ایج لمٹ) رولز 1976 کی رو سے، سرکاری ملازمت کے لئے عمر کی بالائی حد میں تین سال کی رعایت بلوچ ایریا ڈی۔جی۔خان کے امیدواران کو آئین پاکستان کی تاریخ نفاذ سے بیس سال کی مدت تک حاصل تھی۔ جو کہ 1993 میں ختم ہو گئی۔ تاہم عمر کی بالائی حد میں حکومت پنجاب نے بلاتخصیص و امتیاز پانچ سال کی رعایت برائے بھرتی بے سکیل 1تا17 (ماسوائے پولیس)، 30۔جون 2005 تک دی ہوئی ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہذا جز(ب) کا جواب درکار نہیں ہے۔

وحدت کالونی لاہور، کوارٹرز کی تعداد، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*6521۔ محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وحدت کالونی میں تعمیر کئے گئے کوارٹروں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ملازمین کی تعداد کی نسبت کوارٹروں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے قریب کوارٹر کی الاٹمنٹ ہوتی ہے۔ جیسا کہ محکمہ کی تیار کی گئی ٹرن لسٹ سے ظاہر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں سرکاری کوارٹروں میں اصل الاٹی کی بجائے سینکڑوں کوارٹروں میں دوسرے افراد رہائش پذیر ہیں جن کی لسٹ اخباروں میں بھی چھپ چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے کئی بار غیرمتعلقہ افراد سے کوارٹرز خالی کروانے کی کوشش کی مگر اعلیٰ افسران اور اعلیٰ شخصیات رکاوٹ بنتے رہے؟

(ہ) اگر جزو(ب تا د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی میں قبضہ گروپ سے اراضی واگزار کروا کر نئے کوارٹر تعمیر کرنے اور سرکاری کوارٹروں سے غیرمتعلقہ افراد کو باہر نکالنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' نہیں تو وجوہات کیا ہیں اور موجودہ صورت حال کے مطابق ان کوارٹروں کی تعداد کیا ہے۔ جن میں غیرمتعلقہ افراد رہائش پذیر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) وحدت کالونی میں تعمیر کوارٹرز کی تعداد 1828 ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کوارٹرز کی تعداد ملازمین کی تعداد کی نسبت کم ہے۔ تاہم 1997 سے متعارف الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق "پہلے آیئے پہلے پایئے" کے اصول پر الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ تاہم محکمہ کے علم میں جب بھی اس قسم کی اطلاع آتی ہے قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے' تاہم چند کوارٹرز جن کی تفصیل درج ذیل ہے' ان کے الاٹی عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر چکے ہیں۔

نمبر شمار	نام و پتہ	کوارٹر نمبر	عرصہ
1-	محمد عمران' جونیئر کلرک' گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول دیو سماج روڈ لاہور	U-13/WC	8-7-2002 شہزادہ مسعود صادق' سول جج
2-	اصغر علی' ڈپٹی رجسٹرار' لاہور ہائی کورٹ لاہور	P-11/CGE	3-10-2003 منظور حسین ذوگر' AD&SJ
3-	یٰسین جاوید' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ' لوکل گورنمنٹ لاہور	FN-54/WC	4-12-1996 شہزادہ مسعود صادق' سول جج
4-	احسان الحق' واٹر کیریئر' ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی	BM-41/WC	12-8-2001 ۔ایضاً۔
5-	رفعت محمود' جونیئر کلرک' ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹری' لاہور	K-36/WC	14-6-1995 ایڈیشنل سیشن جج
6-	محمد علی' ریڈر سول کورٹس لاہور	L-24/WC	جنوری 1993۔ شہزادہ مسعود صادق سول جج
7-	صفیہ بشیر' ٹیچر گرلز پرائمری سکول قربان لائنز لاہور	FN-93/WC	5-9-2000 ۔ایضاً۔
8-	معراج دین' سیکشن آفیسر	P-12/WC	20-6-2000 ۔ایضاً۔
9-	جاوید اشرف' اسسٹنٹ' ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ	N-27/WC	18-7-1994 ۔ایضاً۔
10-	محمد اشرف' ہیڈ کانسٹیبل ایس۔ایس۔پی (آپریشن) آفس	M-37/WC	25-3-1996 ۔ایضاً۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ مندرجہ ذیل کوارٹرز کے کیس عدالت میں زیر سماعت ہیں تاہم S&G.A.D ان کوارٹرز کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے آفس سے رابطے میں ہے' جونہی عدالت فیصلہ دے گی اس کی روشنی میں ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ جہاں تک قبضہ گروپ سے اراضی واگزار کروا کر نئے کوارٹر تعمیر کرنے کا تعلق ہے' وحدت کالونی میں دو عدد کچی آبادیاں ہیں۔ کچی آبادی اتفاق کالونی

نمبر(1) 2 کنال 9مرلہ 94 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ جب کہ کچی آبادی اتفاق کالونی نمبر 2 11 کنال 2مرلہ اور 210 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق مورخہ 23-03-1985 سے قبل متذکرہ کچی آبادیاں معرض وجود میں آئی تھیں۔ یہ دونوں کچی آبادیاں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کی زمین پر واقع ہیں۔ مذکورہ دونوں کچی آبادیوں کے مکینوں کو ابھی تک مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے ہیں۔ ان کچی آبادیوں کی قسمت کے بارے میں چیف سیکرٹری پنجاب کے دفتر میں منعقدہ میٹنگ مورخہ 12-06-02 کو ایک کمیٹی زیر صدارت سیکرٹری ریونیو' بورڈ آف ریونیو' مع ممبران لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی' ڈائریکٹوریٹ جنرل' کچی آبادیاں' کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور تشکیل دینا قرار پائی (کاپی منسلک "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جس کی رپورٹ آنے پر کچی آبادیوں کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جائے گا اور قبضہ گروپ سے واگزار کروانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے نیز نئے کوارٹر تعمیر کرنے کے بارے میں غور و غوض کیا جائیگا۔ تاہم حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کو ان کی ریٹائرمنٹ پر مالکانہ حقوق نیز آسان اقساط میں گھر دینے کے لئے ایک سکیم "پنجاب" گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن" کا قیام عمل میں لایا ہے۔ اس کے اجراء سے ریٹائرڈ ملازمین کے رہائشی مسائل حل ہونے میں مدد ملے گی۔

محکمہ انٹی کرپشن میں سال 2003 کے دوران درج مقدمات اور فیصلہ جات کی تفصیل

*3111۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے سال 2003 کے دوران کتنے کرپشن کے مقدمات درج کئے۔ ضلع وار تفصیل مہیا کی جائے؛

(ب) کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے۔ کتنے مقدمات محکمہ کے پاس زیر تفتیش ہیں۔ ضلع وار تفصیل مہیا کی جائے؟

(ج) عدالتوں میں پیش ہونے والے مقدمات میں سے کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں کتنے زیر التواء ہیں۔ ضلع وار علیحدہ علیحدہ تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) فیصلہ ہو جانے والے مقدمات میں کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے۔ اور کتنے لوگ بری ہو گئے ہیں۔ ضلع وار علیحدہ علیحدہ تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) کسی مقدمہ میں کسی ملزم کو جرمانہ کی سزا بھی ہوئی ہے۔ تو کتنی رقم کی اور یہ رقم ریکور کر لی گئی یا نہیں؟

(و) سال 2003 کے دوران موصول ہونے والی شکایات کی تعداد مع شکایت کنندگان کے نام، پتا جات اور جس کے خلاف شکایت ہوئی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انٹی کرپشن:

(الف) اس وقت انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب پانچ ریجنل دفاتر پر مشتمل ہے۔ جس میں ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ) لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان شامل ہیں۔ سال 2003 میں کل 1167 مقدمات درج ہوئے۔ جن کی دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ)	87
2۔ لاہور ریجن	261
3۔ راولپنڈی ریجن	48
4۔ فیصل آباد	228
5۔ ملتان	543

ضلع وار تفصیل مندرجہ بالا دفاتر کی ترتیب کے لحاظ سے فلیگ "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج ہونے والے مقدمات میں سے 396 کے چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں جبکہ 730 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ جن کی دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

	مکمل تفتیش	زیر تفتیش
1۔ ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ)	166	107
2۔ لاہور ریجن	59	154
3۔ راولپنڈی ریجن	22	26
فیصل آباد	105	121
ملتان	44	322

ضلع وار تفصیل مندرجہ بالا دفاتر کی ترتیب کے لحاظ سے فلیگ "بی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات میں سے 534 کا عدالت سے فیصلہ ہو گیا ہے اور 1786 مقدمات زیر التواء ہیں۔ جس کی دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

	فیصلہ شدہ مقدمات	زیر التواء مقدمات
1۔ ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ)	24	142
2۔ لاہور ریجن	72	291
3۔ راولپنڈی ریجن	74	122
فیصل آباد	81	147
ملتان	283	1084

زیر التواء مقدمات کی ضلع وار اور دفاتر وارتفصیل فلیگ "سی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فیصلہ ہو جانے والے مقدمات میں سے 87 لوگوں کو سزا ہوئی ہے جب کہ 353 لوگ بری ہو گئے ہیں۔ جس کی دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

	بری	سزا
1۔ ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ)	17	-
2۔ لاہور ریجن	30	08
3۔ راولپنڈی ریجن	64	10
فیصل آباد	41	15
ملتان	353	87

تاہم ضلع وار اور دفاتر وار تفصیل فلیگ "ڈی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصلہ ہونے والے مقدمات میں سے 73 ملزمان کو 13.56لاکھ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ جس کی دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ لاہور ریجن — 7 ملزمان کو سزا کے ساتھ جرمانہ بھی ہوا ہے۔ جس کی کل رقم مبلغ 1.17لاکھ بنتی ہے۔

2۔ راولپنڈی ریجن — 9 ملزمان کو سزا کے ساتھ جرمانہ بھی ہوا ہے۔ جس کی کل رقم مبلغ 3.95لاکھ بنتی ہے۔

3۔ فیصل آباد — 8 ملزمان کو سزا کے ساتھ جرمانہ بھی ہوا ہے۔ جس کی کل رقم مبلغ 08.73لاکھ بنتی ہے۔

4۔ ملتان — 49 ملزمان کو سزا کے ساتھ جرمانہ بھی ہوا ہے۔ جس کی کل رقم مبلغ 13.42لاکھ بنتی ہے۔

تاہم مندرجہ بالا جرمانہ کی ریکوری اپیلوں کے فیصلہ ہونے کے بعد ممکن ہو سکے گی۔ دفاتر وار تفصیل فلیگ "ای" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) سال 2003 میں کل 11494 شکایات موصول ہوئیں۔ جن کی ریجنل دفاتر وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ ہیڈ کوارٹر (گوجرانوالہ)	2737
2۔ لاہور ریجن	1866

3۔ راولپنڈی ریجن	635
فیصل آباد	1662
ملتان	4594

تاہم شکایت کنندگان کے نام' پتا جات اور جس کے خلاف شکایت ہوئی کی ریجنل دفاتر وار تفصیل فلیگ "ایف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں بھرتی کی تفصیل

*3729: ملک شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ) ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں یکم جنوری 2002 سے آج تک بھرتی ہونے والے افراد کے نام' عہدہ' گریڈ' جگہ تعیناتی' تعلیمی قابلیت' ذوی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کی نقل مع نام اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اس بھرتی کے لئے کوئی ریکرولمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا اس بھرتی کے لئے میرٹ لسٹ بنائی گئی تھی۔ تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو میرٹ پر اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

(و) کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزیر کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ دی جائے؟

(ز) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انٹی کرپشن؛

(الف) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(د) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(ہ) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہےاور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(و) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

(ز) محکمہ انٹی کرپشن میں گوجرانوالہ ریجن نہ ہے۔اور نہ ہی کوئی بھرتی ہوئی ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، لاہور ریجن کے تھانہ جات اور ملازمین کی تفصیل

*3741۔جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن، لاہور ریجن میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان تھانہ جات کے کتنے سربراہان کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں/شکایات زیر کارروائی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ہر تھانہ کی سال 2003 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انٹی کرپشن؛

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور کے درج ذیل چار تھانہ جات ہیں۔

1۔ تھانہ انٹی کرپشن لاہور

2۔ تھانہ انٹی کرپشن اوکاڑہ

3۔ تھانہ انٹی کرپشن قصور

4۔ تھانہ انٹی کرپشن شیخوپورہ

تھانہ جات میں تعینات ملازمین کی تعداد فلیگ A-3741 " ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں کسی بھی ملازم کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائری نہ چل رہی ہے۔

(ج) کسی بھی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری نہ ہو رہی ہے۔

(د) کسی بھی تھانہ کے سربراہ کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں / شکایات زیر کارروائی نہ ہیں۔

(ہ) تھانہ جات کی سال 2003 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل فلیگ 3741"B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، گوجرانوالہ ریجن کے تھانہ جات اور ملازمین کی تفصیل

*3742۔ رانا شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان تھانہ جات کے کتنے سربراہان کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں/شکایات زیر کارروائی ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ہر تھانہ کی سال 2003 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انٹی کرپشن:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن نہ ہے۔ البتہ ایک ضلعی دفتر کام کر رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

1۔ انسپکٹر' اعجاز رشید ایم۔اے (BS-16) نومبر 2003

2۔ سپاہی محمد ناظر مڈل (BS-5) 22-04-1996

3۔ سپاہی محمد اشرف میٹرک (BS-5) نومبر 12-01-1998

4۔ سپاہی محمد بشیر میٹرک (BS-5) 1993

(ب) کسی ملازم کے خلاف محکمانہ اور کرپشن کی انکوائری نہ چل رہی ہے۔

(ج) کسی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری نہ چل رہی ہے۔

(د) تھانہ کے کسی سربراہ کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائری/شکایت زیر کارروائی نہ ہے۔

(ہ) سال 2003 میں تھانہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ میں برآمد کی گئی رقم -/47907روپے ہے جو کہ مقدمہ نمبر 35/2002 میں کی گئی۔ تفصیل اور خرچ بشمول تنخواہ' الاؤنسز' سفر خرچ کرایہ بلڈنگ بل بجلی مبلغ -/542094روپے ہے۔ تفصیل فلیگ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

تفصیل خرچ بشمول تنخواہ، الاؤنسز، سفر خرچ، کرایہ بلڈنگ، بل بجلی برائے سال2003

نمبر شمار	نام	تنخواہ	الاؤنس
1-	انسپکٹر، اعجاز رشید	73980/-	54756/-
2-	سپاہی محمد ناظر	42000/-	46332/-
3-	سپاہی محمد اشرف	50400/-	41952/-
4-	سپاہی محمد بشیر	44400/-	40512/
	ٹوٹل	210780/-	183552/-
	مکمل ٹوٹل	394332/-	
	سفری خرچ	90000/-	
	کرایہ بلڈنگ	48000/-	
	بل بجلی	9762/-	
	ٹوٹل	147762 مکمل ٹوٹل	542094

محکمہ انٹی کرپشن میں کنٹریکٹ ملازمین کی تعداد، شرائط و قواعد کی تفصیل

*3805، جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ماہانہ تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) ان ملازمین کو کنٹریکٹ پر بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؛

(ج) کیا مذکورہ بھرتی سے قبل باقاعدہ قانون / قاعدہ کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کی کس کس محکمہ سے کنٹریکٹ پر خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل الگ دی جائے؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے انٹی کرپشن:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں اس وقت کنٹریکٹ پر صرف بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد اسلم گھمن کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

عہدہ	ڈائریکٹر انٹی کرپشن پنجاب
گریڈ	بی-پی-ایس 20
تعلیمی قابلیت	ایم-ایس-سی (آنرز)
تجربہ	31 سال
ماہانہ تنخواہ	-/32264 روپے

(ب) حکومت پنجاب کی کنٹریکٹ پالیسی کے تحت بھرتی کیا گیا ہے جیسا کہ تمام حکومتی اداروں میں لاگو ہے۔

(ج) تمام قواعد و ضوابط کا خیال رکھا گیا ہے۔

(د) ڈائریکٹر کے علاوہ کسی اور افسر کی خدمات کسی دوسرے محکمہ سے حاصل نہیں کی گئی ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری محکمہ میں بھرتی کے لئے عمر کی بالائی حد میں اضافے کا مسئلہ

307: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کے وقت عام طور پر عمر کی زیادہ سے زیادہ حد 25سال ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بے شمار درخواستیں وزیراعلیٰ کو عمر کی حد میں رعایت کے لئے وصول ہوتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی کئی سال سرکاری ملازمتوں میں بھرتی پر پابندی کی وجہ سے امیدواروں کی عمر مذکورہ حد پار کر جاتی ہے؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اس مسئلے کے حل کے لئے کیا حکومت پنجاب عمر کی زیادہ سے زیادہ حد 30 سال کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف) بھرتی کے لئے عمر کی بالائی حد پوسٹ اور سکیل کے حساب سے اور موذونیت کے مطابق رکھی جاتی ہے۔ مختلف اسامیوں کے لئے قواعد بناتے وقت اسامی کے لئے مطلوبہ تعلیم اور تجربہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمر کی بالائی حد مقرر کی جاتی ہے۔ لہذا منسٹریل سٹاف یعنی سٹینو گرافر، اسسٹنٹ، کلرک، نائب قاصد، چوکیدار، مالی وغیرہ کے لئے عام طور پر عمر کی حد 25 سال رکھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان اسامیوں کے لئے تجربہ کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ بہت سے دیگر قواعد کے تحت مختلف اسامیوں کے لئے عمر کی بالائی حد 25 سال سے زائد ہے۔

(ب) کسی حد تک درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ماضی میں حکومت پنجاب نے کبھی بھی بہت لمبے عرصے تک بھرتی پر پابندی نہیں لگائی۔ البتہ جب کبھی بھی بھرتی پر پابندی لگی تو اس کے بعد حکومت نے عمر میں مناسب حد تک رعایت دی۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ریکروٹمنٹ پالیسی 2003 اور 2004 کے تحت سکیل ایک سے 17 تک تمام اسامیوں کے لئے عمر کی حد میں پانچ سال کی بلاتخصیص رعائت دے دی ہے۔ (متعلقہ Notification ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(د) جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے حکومت نے کبھی بھی لمبے عرصے کے لئے بھرتی پر پابندی نہیں لگائی مزید برآں جہاں تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں حکومت عمر کی بالائی حد ہر پوسٹ اور سکیل کے معیار کے مطابق مقرر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر محکمہ تعلیم اور صحت میں سینئر عہدوں پر بھرتی کے لئے عمر کی حد 45 یا 50سال تک بھی مقرر کی گئی ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے بی۔ایس 1 سے بی۔ایس 17 کی تمام پوسٹوں پر بھرتیوں کے لئے پانچ سال عمر کی چھوٹ بلا تخصیص دی ہے۔ لہذا قواعد کے تحت جن اسامیوں کے لئے عمر کی بالائی حد 25سال مقرر ہے' عملی طور پر ان کے لئے بالائی حد 30سال تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تمام محکموں کو یہ بھی اجازت دی گئی ہے کہ وہ کنٹریکٹ بھرتیوں کے سلسلے میں عمر کی بالائی حد اپنی ضرورت کے مطابق بڑھا سکتے ہیں۔ جس کے لئے وزیراعلیٰ کی منظوری ضروری ہے۔ ان حالات کے پیش نظر حکومت تمام اسامیوں کے لئے عمر کی زیادہ سے زیادہ حد 30 سال مقرر کرنے کی کسی تجویز پر غور نہیں کر رہی۔ کیونکہ ایسا اقدام قانون اور قواعد کے منافی ہو گا۔

حکومت کے مشیران کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

310۔ محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کے مشیروں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان کے فرائض کی نوعیت' دفاتر اور تنخواہیں کیا ہیں؟

(ج) ہم ان سے اپنے مسائل کے لئے کن ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن:

(الف' ب' ج)

نمبر شمار	نام	محکمہ	فون دفتر	فون گھر	اعزازیہ و مراعات
1	حافظ محمد طاہر اشرفی	مذہبی ہم آہنگی میں فروغ	9210380 9212248	0300 8446612	تنخواہ 15000 سرکاری گھر یا کرایہ مکان 15000' ایک عدد سرکاری گاڑی مع پٹرول' ٹیلی فون ایک دفتری ایک گھریلو' دونوں کی حد 15000' سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 10000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 300,000 روزانہ سفری وظیفہ 550' طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950 ایک پرائیویٹ سیکرٹری' ایک نائب قاصد' ایک ڈرائیور
2	مسز سعدیہ شہزاد	تعلیم و خیراتی اداروں کے درمیان باہمی رابطہ		0300 8455749	تنخواہ 25000 دفتری دیکھ بھال الاؤنس 5000 ماہانہ' ایک عدد سرکاری گاڑی مع پٹرول' ٹیلی فون ایک دفتری ایک گھریلو' دونوں کی حد

					6000 کالز' سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000 روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950 ایک پرائیویٹ سیکرٹری' ایک نائب قاصد' ایک ڈرائیور
3۔	کامل علی آغا	وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے دفتری معاملات	9203493 92-3494	7112805	تنخواہ 25000 دفتری دیگر بحالی الاؤنس 5000 ماہانہ' ایک عدد سرکاری گاڑی مع 200 لیٹر پٹرول' ٹیلی فون ایک دفتری ایک گھریلو' دونوں کی مد 6000 کالز' سفری وظیفہ درجہ اول افسرانہ جماعت کا ہوائی کرایہ اضافی سفری وظیفہ 40000 سالانہ ہوائی حادثہ کی صورت میں موت پر 3,00,000 روزانہ سفری وظیفہ 550 طبی سہولیات بمطابق طبی قانون 1950 ایک پرائیویٹ سیکرٹری' ایک نائب قاصد' ایک ڈرائیور

4۔	چودھری محمد صدیق		6367633	6362415	۔ایضاً۔
5۔	راحت قدوسی		9270541 9270044	7530843	۔ایضاً۔
6۔	اختر رسول چودھری		7586488 7539920	5414176 5435576	۔ایضاً۔
7۔	ڈاکٹر جاوید اصغر	صحت کے شعبے میں نئی اصلاحات	5716301 5716302	6673078	
8۔	ڈاکٹر فائزہ اصغر	حقوق اطفال	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
9۔	میاں محمد منیر				
10۔	سید افتخار حسین گیلانی				

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! سوال نمبر 6282 گورنمنٹ کی ممبر کی طرف سے آیا تھا۔ میں اس پر لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ آج اس لسٹ میں سوال تھا جو میں نے کل کیا تھا کہ regarding appointment of Advisors/Special Assistants آپ دیکھیں کہ یہ جن کا نام چھپا رہے تھے' وہ نام اس ڈاکومنٹ میں آ گیا ہے کہ وہ حکومت پنجاب کے مشیر ہیں۔ اب بتائیں کہ کوئی convict آدمی حکومت پنجاب کا مشیر بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس وقت وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، آج منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر منسٹر صاحب جواب تو نہیں دیں گے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے کیونکہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، کل میرے پوائنٹ آف آرڈر پر وزیر موصوف نے کہا تھا کہ وہ کل اس چیز کا جواب دیں گے۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! ملتان میں ایک واقعہ رونما ہوا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چند روز پہلے وہاڑی میں ایک مقدمہ قتل درج ہوا ہے جس میں حافظ اقبال خان خاکوانی جو کہ آپ کے ساتھی بھی رہے ہیں۔ ان کا نام بھی صرف اس بنیاد پر شامل کیا گیا ہے کہ وہ کسی فریق کے امدادی تھے۔ یہ بات اس لئے اہم ہے کہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین اسمبلی کسی نہ کسی صورت میں کسی نہ کسی دوست کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ اس مقدمے میں پولیس نے جس طریقے سے انھیں involve کیا ہے۔ اگر پولیس کی یہی روش رہی تو کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم دوستوں میں سے بھی نام 302 کے مقدمات میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ 302 کا مقدمہ عام مقدمہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کا مسئلہ solve کر دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

تھل کے کاشت کاروں کو آبیانے کی چھوٹ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے کل اسمبلی کے اندر ایک معاملہ اٹھایا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس معاملے سے آپ بھی واقف ہیں۔ معاملہ یہ تھا کہ تھل

کینال کے آبنوش پر فلیٹ ریٹ سے جو آبیانہ لگایا گیا ہے اس پر میں نے احتجاج کیا تھا اس سے پہلے بھی اس اسمبلی کے اندر یہ بات کرتا رہا ہوں اور اس پر چیف منسٹر صاحب نے بھی کمال مہربانی کر کے حکم فرمایا تھا اور وہ معاملہ جو ابھی تک سیکرٹری صاحب کے پاس موجود ہے۔ کل جب میں نے یہ بات کی تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے منسٹر آبپاشی' ریونیو منسٹر اور ان کے ساتھ ایک دو اور ممبران پر مشتمل کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ کیونکہ معاملہ اس وقت اریگیشن کے پاس ہے' انہوں نے پہلے رپورٹ دے دی تھی اور رپورٹ بھی ہمارے حق میں دی ہے لیکن اس پر ابھی عمل سست پڑ گیا ہے۔ لیکن ابہام یہ رہ گیا ہے کہ اس کمیٹی کا کوئی کنوینر مقرر نہیں کیا کہ کون کمیٹی کو بلانے گا' کون اس کی ذمہ داری قبول کرے گا' کون اس کی رپورٹ یہاں ہاؤس میں پیش کرے گا۔ آپ مہربانی کر کے متعلقہ منسٹر یا ریونیو منسٹر یا کسی اور کو کمیٹی کا ذمہ دار ٹھہرائیں۔

جناب سپیکر، کمیٹی کے ممبر کون کون سے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر، منسٹر آبپاشی' منسٹر ریونیو' کلو صاحب اور میرا نام بھی اس میں شامل ہے اور ڈپٹی سپیکر صاحب خود بھی ہیں۔

جناب سپیکر، ڈپٹی سپیکر صاحب خود بھی ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر، جی۔

جناب سپیکر، ڈپٹی سپیکر صاحب کو میں اس کمیٹی کا کنوینر مقرر کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، بڑی مہربانی۔ اس کے لئے کوئی ٹائم بھی مقرر فرما دیں۔

جناب سپیکر، اگلے سیشن تک۔

چودھری اصغر علی گجر، اگلے سیشن سے پہلے پہلے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ اٹھنے لگے ہیں اور کل ایک معاملہ آپ ہی کے متعلق تھا کہ کل جب ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر کر رہے تھے تو یہاں پر جنوبی پنجاب سے متعلق discussion ہوئی تھی۔ کچھ دوستوں نے وہاں کی محرومیوں کا ذکر کیا ہے، کچھ دوستوں نے کہا کہ وہاں پر پہلے سے بہتر کام ہو رہے ہیں۔ میں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ اگر بجٹ میں بہتر فنڈز کی utilization کو ensure کرنا ہے تو پری بجٹ سیشن جیسا کہ پوری دنیا میں رواج ہے کہ ہاؤسز میں پری بجٹ discussions ہوتی ہیں اور ان discussions کی رہنمائی میں محکمے بجٹ تیار کرتے ہیں۔ اس پوائنٹ کو چیئر نے اصولی طور پر منظور فرمایا تھا لیکن چونکہ آپ کل موجود نہیں تھے، لاء منسٹر صاحب بھی موجود نہیں تھے۔۔۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب بھی موجود نہیں تھے۔ ابھی ڈپٹی سپیکر صاحب لاء منسٹر صاحب کا موقف سننے کے بعد اس پر اپنا کوئی فیصلہ دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ۔ جناب سپیکر!

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! کل آپ نے جو کمیٹی تشکیل دی تھی اس کے بارے میں ابھی بات ہو رہی تھی۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور چیف منسٹر صاحب بھی پہلے شفقت کر چکے ہیں۔ میں دو تین اجلاسوں میں بھی، پارلیمانی کمیٹی کی میٹنگ میں بھی عرض کرتا رہا ہوں تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ابھی سپیکر صاحب نے آپ کا نام بطور کنوینر کمیٹی تجویز کر دیا ہے جس میں منسٹر اریگیشن، منسٹر ریونیو، اصغر علی گجر صاحب اور میرا نام شامل ہے۔ میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہوں گا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک یہ کام اسی طرح چل رہا ہے، کمیٹیاں بن رہی ہیں لیکن وہاں 2004 ربیع، 2004 خریف میں اور اب پھر وہاں فلیٹ ریٹ پر آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہاں تحصیلداروں، پٹواریوں کے ذریعے لوگوں کو پکڑ دھکڑ

کر رہے ہیں، کسانوں کو گرفتار کر رہے ہیں اور پکڑ کر اندر پھینک رہے ہیں، یہ بالکل زبردستی ہو رہی ہے۔ میری استدعا صرف یہ ہے کہ جب تک کمیٹی فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک اس کمیٹی کی میٹنگ آج نہیں تو کل کے لئے آرڈر فرما کر کمیٹی کا اجلاس بلا لیں۔ پرانا ریٹ چلتا رہے لیکن نئے ریٹ کو پینڈنگ کر دیں۔ جس طرح سپیکر صاحب فرما رہے تھے کہ اگلے سیشن تک بلا لیں گے۔ اگر یہ اگلے سیشن تک معاملہ گیا تو پھر اس وقت تک تو ہمارے لوگ ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے میری استدعا یہ ہے کہ اس کمیٹی کے کنوینر تو آپ مقرر ہو گئے ہیں لیکن کمیٹی کی میٹنگ اپنے چیمبر میں کل ہی بلا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جب کمیٹی بیٹھے گی تو اس میں discuss کریں گے۔ جو بھی مناسب ہوگا پھر اسی وقت ہی طے کر لیں گے وہاں اریگیشن منسٹر بھی ہوں گے، ریونیو منسٹر بھی ہوں گے اور آپ بھی ہوں گے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! دو تحاریک التوائے کار تھیں جن کے لئے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ موقع دیکھ کر رپورٹ کریں۔ وہ رپورٹیں تیار ہیں جس وقت آپ مناسب سمجھیں تو میں ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہاں پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت تشریف رکھتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میو ہسپتال میں فری کارڈیک سرجری کے لئے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ پچھلے فروری سے لے کر آج تک دو یا تین فری کیسز انہوں نے کئے ہیں۔ پچھلے ہفتے ایک مریض غلام قادر نامی دس دن admit ہونے کے باوجود اس کو آپریشن کا

سامان نہ مل سکا۔ پرنسپل اور ایم۔ ایس کے درمیان ٹسل چل رہی ہے اور سامان نہ ہونے کی وجہ 60سالہ غلام قادر بیتے والے دن فوت ہو گیا اور اس کا آپریشن نہیں ہوا۔ وہ ایک کروڑ روپیہ آج بھی ان کے پاس موجود ہے۔ میری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ وہ کس طرح مانیٹر کرتی ہیں کہ وہ فنڈ جو گورنمنٹ نے فری کارڈیک سرجری کے لئے مختص کئے ہیں۔ وہاں اگر کسی وجہ سے treatment نہیں ہوتا تو وہ کس طرح سے اس کو مانیٹر کریں گی؟ وہاں میو ہسپتال میں مریض کے لواحقین نے ہسپتال کے کمرے کے شیشے توڑے کہ آپ ہمارے مریض کا آپریشن کیوں نہیں کر رہے؟----

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایڈمنسٹریٹو matter ہے۔ آپ ان کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ order in the House

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! گوجرانوالہ ڈویژن کے پٹواری تقریباً دس بارہ روز سے ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ منڈی بہاؤالدین کے اینٹی کرپشن کے کسی انسپکٹر نے کسی پٹواری کی بے عزتی یا زیادتی کی ہے اور انہوں نے ہڑتال کر رکھی ہے جس سے محکمہ مال کا کام بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ آپ کو یہ پتا ہے کہ یہ مہینہ گرداوری کرنے کا ہے، کوئی پٹواری کام نہیں کرتا۔ میں تمام منسٹر صاحبان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کے معاملات کو حل کروائیں۔ اگر اس انسپکٹر نے واقعی زیادتی کی ہے تو جو بھی اسے محکمانہ طور پر سزا دی جا سکے اس کو دیں اور پٹواریوں کو اپنے کام پر لگائیں تاکہ یہ کام disturb نہ ہو۔ لوگ بہت زیادہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی بھی دھمکی دی ہے کہ اگر 31۔ مارچ تک انسپکٹر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی تو آئندہ ہم تمام پنجاب میں ہڑتال کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، 31۔ مارچ تو کل ہے اتنی جلدی تو نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ریونیو منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے وہ اس کا حل ڈھونڈ لیں گے۔

چودھری زاہد پرویز، ریونیو منسٹر صاحب اور لاءمنسٹر صاحب اس معاملے کو settle کرانے کے لئے کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پٹواریوں کا مسئلہ تو ریونیو منسٹر کے متعلقہ ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اگر یہ کوئی بات مجھے لکھ کر دیں تو میں اس پر ایکشن لوں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 60 پینڈ نگ تھی۔ جی، سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب!

سید محمد رفیع الدین بخاری، جناب سپیکر! میری یہ تحریک move ہو چکی تھی رانا صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تھا کہ کیا آپ پبلک سروس کمیشن کے ممبر کو استحقاق کمیٹی میں بلا سکتے ہیں جس پر وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اب وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ یہ تحریک استحقاق چیئرمین ٹیوٹا کے متعلق تھی وزیر صنعت نے اس کا جواب دینا ہے لیکن ایک دن وہ موجود نہیں تھے ان کی عدم موجودگی میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ سابقہ چیئرمین ٹیوٹا اب پبلک سروس کمیشن کے ممبر بن گئے ہیں تو کیا پبلک سروس کمیشن کے ممبر کو استحقاقات کمیٹی کے سامنے بلایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ وزیر صنعت آج تشریف نہیں رکھتے جب وہ تشریف لے آئیں تو ایک تو وہ میرٹ پر جواب دیں گے اور اگر admit ہو جاتی ہے تو اس کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا آپ انہیں بلا سکتے ہیں یا نہیں؟ لیکن پہلے یہ ہے کہ کیا یہ admit ہوتی ہے یا نہیں؟ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس کو دو دن کے لئے pending فرمالیں وزیر صنعت آ جائیں گے تو وہ اس کا جواب دیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بخاری صاحب! وہ کہتے ہیں کہ وزیر صنعت موجود نہیں ہیں لہذا اس کو pending کر لیں۔

سید رفیع الدین بخاری، جناب سپیکر! جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو admit کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس کو Monday تک pending کر دیا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 7 محمد وقاص صاحب کی ہے یہ pending کی گئی تھی۔ آج اس کا جواب آنا ہے۔ جی، چودھری اقبال صاحب!

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر (---جاری)

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: جناب سپیکر! یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے بارے میں تحریک ہے۔ اس میں قانون کی requirement یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی 1997 تک حکومت کو موصولہ رپورٹ صوبائی اسمبلی میں برائے ضروری کارروائی بھجوائی جا چکی ہے جو یہاں پر پیش بھی ہو چکی ہے۔ اس کے بعد والی رپورٹ نہ ہی ہمیں پہنچی ہے اور نہ ہی ہم نے پیش کی ہے۔ اس میں آئین کی جو بات quote کی گئی ہے میں وہ کو پیش کر دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! رول 230 کا سیکشن 4 ہے۔

230(4) The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment and shall submit annual interim report. The report whether interim or final shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt and Majlis-e-Shoora, Parliament and the Assembly after considering the report shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report.

جناب والا! جب یہ رپورٹ ہمیں موصول ہو جائے تو اس کے بعد چھ ماہ کے اندر صوبائی اسمبلی کی ذمہ داری ہے کہ اس کو پیش کرے۔ یہ ہمیں موصول ہی نہیں ہوئی تو ہم نے پیش کیا کرنا ہے ؛ جب تک وہ رپورٹ موصول نہیں ہوتی ہم اس رپوٹ کو پیش نہیں کرسکتے اس لئے ٹیکنیکلی یہ التوائے کار صوبائی اسمبلی کے خلاف نہیں بنتی اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس کو مسترد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے اسلامی نظریاتی کونسل سے رابطہ کیا تھا ان کی تمام رپورٹس تیار ہیں اورخصوصاً پنجاب کے حوالے سے تمام رپورٹیں تیار ہیں اور updated ہیں۔ لیکن یہاں سے باقاعدہ سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے وہ مانگی جانی چاہییں۔ پچھلا ایک سال ایسا گزرا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل constitute نہیں کی گئی اس لئے وہ کہہ رہے تھے کہ ہم بھیج نہیں سکتے اور اب جبکہ دوبارہ constitute ہو گئی ہے اور اس کے چیئرمین بھی نامزد ہو گئے ہیں لہذا اب اگر سیکرٹری کی طرف سے ان کو intimation جائے گی تو وہ رپورٹ آ جائے گی اور یہ باقاعدہ قانونی تقاضا ہے اس لئے کہ law making کا process ایک continuously process ہے۔ اس لئے اسلامی نظریاتی کونسل سے ہر سال رہنمائی لینا آئینی تقاضا ہے لہذا اس سے راہ فرار اختیارنہیں کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر اسلامی نظریاتی کونسل کا فائدہ کیا رہ گیا کہ اگر پنجاب اسمبلی کے قوانین پر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پیش نہ کی جائے تو پھر کونسل کے وجود کی ضرورت کیا ہے اس لئے اس کو desolve کر دینا چاہیے۔جس طرح وزیر صاحب بیان کر رہے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہے کہ کیا اسلامی نظریاتی کونسل کو صرف سات سال کے لئے بنایا گیا تھا حالانکہ آرٹیکل 230 پورا آرٹیکل ں پر ہے اور اس کے بہت سے سیکشنز ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے وجود کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ جو پنجاب کے قوانین پر observations دیتی ہیں ان کو پنجاب اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ اس وقت تک updated ہے اور پنجاب اسمبلی نے جو Acts پاس کئے ہیں ان پر کونسل نے observations لگائی ہیں کہ فلاں فلاں چیزیں غیر اسلامی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ آئینی تقاضا ہے کہ اس رپورٹ کو پنجاب اسمبلی میں پیش کیا جائے اور ہمارے قوانین میں جو چیزیں غیر اسلامی ہیں ان کو دور کیا جائے لیکن یہاں پر یہ راہ فرار اختیار کر رہے ہیں گویا اسلامی نظریاتی کونسل کے existence اور وجود کے خلاف بات کر رہے ہیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! راہ فرار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آئین پاکستان کا آرٹیکل نمبر 230 جو انہوں نے پیش کیا ہے اسی آرٹیکل کا سب آرٹیکل 4 میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ اس کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنے تقرر کے سات سال کے اندر حتمی رپورٹ اور اس دوران سالانہ رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے جو کہ انہوں نے سات سال کے اندر 1997 میں پیش کر دی تھی اس کے بعد کوئی آئینی تقاضا نہیں ہے کہ اس کو دوبارہ پیش کیا جائے unless کہ کوئی matter دوبارہ ریفر ہو اور اس کا جواب دوبارہ بھیجیں۔ اس لئے اس میں تمام آئینی تقاضے پورے کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی اس وقت ذمہ داری ہوتی ہے کہ جب کوئی رپورٹ آئے اور چھ ماہ کے اندر پنجاب اسمبلی رپورٹ پیش نہ کرے تو اس میں راہ فرار کا سوال پیدا ہو سکتا ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب اسمبلی اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہی۔ اس میں یہ صورتحال ہی نہیں ہے آپ آرٹیکل بھی ملاحظہ فرمالیں اور 1997 میں رپورٹ پیش ہوئی اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں اس کے بعد آپ جو حکم فرمائیں اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، 1997 میں جو رپورٹ آپ کو پیش ہوئی ہے وہ تو lay down ہو گئی تھی۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جی، جناب والا! وہ پیش ہو گئی تھی اور یہ جو کہہ رہے ہیں تو اس کے بعد تو وہ رپورٹ قومی اسمبلی میں بھی پیش نہیں ہوئی تو یہاں پر پیش ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان کی ضمنی رپورٹ ہر چھ ماہ اور ہر سال کے بعد پیش ہوتی رہتی ہے رپورٹ تیار پڑی ہے اب منگوائیں گے تو پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ جب رپورٹ منگوائیں گے یا جب وہ رپورٹ آجائے گی تو پھر یہ اس کا جواب دیں گے اس وقت تو ضرورت نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ ضرورت ہے۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو رپورٹ 1997 میں پیش ہوئی ہے وہ already laid down ہے اس کے بعد کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ تیار ہوئی پڑی ہے اور اب procedure منگوانے کا ہے تو وہ منگوا لیں گے۔ جب وہ آجائے گی تو اسمبلی میں پیش ہو جائے گی۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ یہ کب تک منگوا لیں گے؟

MR. DEPUTY SPEAKER: I have given the directions

تو وہ منگوا لیں گے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن۔ جناب سپیکر! یہ routine matter ہے اور وہ قانونی تقاضا پورا کرنے کے لئے بھیجتے ہیں جو کہ میں نے عرض کیا کہ انہوں نے 1997 میں بھیج دی ہے۔ اس کے بعد وہ بھی پابند نہیں ہیں کہ وہ ہمیں رپورٹ بھجوائیں۔ میں نے بڑا واضح بیان جاری کیا ہے اور پنجاب اسمبلی کی ذمہ داری کے حوالے سے جو آرٹیکل انہوں نے quote کیا ہے اس کا سیکشن 1 پڑھ کر سنایا ہے کہ جب انہوں نے رپورٹ بھجوانی ہوتی ہے اس کے بعد چھ مہینے تک پنجاب اسمبلی bound ہے کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ لہذا یہاں پر وہ صورتحال بھی نہیں ہے اس لئے اس میں ہمارا آئینی تقاضا بھی نہیں بنتا اور اس تحریک استحقاق کو مسترد کیا جائے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس پر تمام قانونی تقاضے پہلے پورے ہو چکے ہیں اس لئے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقاص صاحب! اصولاً بات یہ ہے کہ جب آپ نے کہا کہ انہوں نے رپورٹ تیار کی ہوئی ہے تو It is their duty to send here. They should send here and then they give the answer so in that case I think لیکن I have been disposed of on this issue because اگر انہوں نے تیار کیا ہے تو پھر they should send here.

جناب محمد وقاص، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ totally گورنمنٹ نے اپنا version بتایا ہے I kindly اگر آپ یہ رولنگ دے دیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا version تو پیش کریں کہ ان کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جب ان کی رپورٹ آ جائے گی تو ان کا version بھی پیش ہو جائے گا۔

جناب محمد وقاص، جناب سپیکر! رپورٹ نہیں بلکہ ان کا version آنا چاہئے۔ ان کا version معلوم کریں کہ کیا وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم رپورٹ پیش نہیں کریں گے بلکہ وہ تو تیار بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے پیش کرنی ہے۔ اگر ہم رپورٹ نہیں مانگیں گے تو ہمارے وجود کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، common sense کی بات یہ ہے کہ اگر ایک رپورٹ تیار ہے تو it should be sent to the Assembly اگر وہ بھیج دیں تو انہیں اعتراض تو کوئی نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! اسمبلی اس رپورٹ کو منگوائے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Under which rules the Secretary Assembly should call it

آپ بتائیں کہ

Under which rules the Secretary Assembly has powers to call it. Please quote with the rule, if there is no rule then the motion is disposed of

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں، میری گزارش یہ ہے کہ آئینی طور پر مقننہ کے اس ایوان کو پنجاب کا ہر محکمہ، کابینہ، سرکاری اور انفرادی حیثیت میں جواب دینے کا پابند ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پنجاب کے تحت نہیں۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے تحت ہے اور فیڈرل گورنمنٹ اسے کنٹرول کرتی ہے۔ they are not under Punjab Government

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! N.H.A میں پولیس والے سارے یہاں حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی یہاں fall کرتے ہیں وہ اس میں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر ایک ممبر نے کہا ہے کہ ایک انفارمیشن چاہتے، ایک ایشو ہی raise ہوا ہے تو اس ایشو پر پنجاب اسمبلی متعلقہ اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ نہیں پوچھ سکتی کہ یہ ایک ایشو raise ہوا ہے۔ اس پر آپ کیا جواب دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن وہ اس کے bound تو نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! bound تو نہیں لیکن پوچھ تو سکتے ہیں۔ آپ Legislative Body ہیں تو آپ ایک چیز پوچھتے ہیں کہ یہ ایک ایشو یہاں پر اٹھا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

حکمت عملی کے اصولوں اور ان پر عملدر آمد کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

جناب ڈپٹی سپیکر، بطور ایم۔ پی۔ اے یہ وہاں جا کر request کریں کہ ان کے پاس بھجوا دیں۔ If you are honourable Member of the House اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کو ذاتی درخواست کریں کہ رپورٹ یہاں بھیجیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 چودھری محمد ارشد صاحب کی ہے۔ یہ pending ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے moved on 29 and pending till سید احسان اللہ وقاص، چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی اور سید اعجاز حسین بخاری کی طرف سے move کی ہوئی ہے اور چودھری اقبال صاحب نے جواب دینا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! مذکورہ رپورٹ تیار کر لی گئی ہے اور گورنر پنجاب نے منظوری دے دی ہے اور رپورٹ کو کابینہ کے اگلے اجلاس میں لایا جا رہا ہے جہاں سے منظوری کے فوراً بعد اس کو معزز ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔ یہ پہلی رپورٹ یعنی 2003 کے بارے میں بات ہے اور جہاں تک 2004 کا تعلق ہے تو اس کی تیاری کے لئے صوبائی محکمہ جات سے رجوع کر لیا گیا ہے اور مطلوبہ رپورٹ مرتب کر کے گورنر پنجاب اور کابینہ کی منظوری کے بعد معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ یہ اس کے قانونی تقاضے ہیں جو کہ پہلے پورے کرنے پڑتے ہیں اور پھر رپورٹ پیش کی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! 2004 کی رپورٹ کے حوالے سے تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ابھی مارچ کا مہینہ ہے اور ابھی جس طرح ہمارے محکموں کی slow کارکردگی ہے تو اس میں پوچھنے پچھانے میں وقت تو لگ ہی جائے گا کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا! لیکن میں نے جو گزارش کی ہے کہ 2003 کی رپورٹ جو کہ 2004 میں پیش ہو جانی چاہئے تھی لیکن اس رپورٹ کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں کہ وہ ابھی تیار ہوئی ہے اور کابینہ کے پاس جائے گی اور اسی چکر

کے اندر مزید چھ ماہ لگ جائیں گے۔ میرا اس پر stress یہ ہے کہ 2003 کی رپورٹ جو اسمبلی کے اندر پیش نہیں کی گئی، چھوٹے چھوٹے معاملات آ جاتے ہیں کہ ایس۔ ایچ۔ او نے روک لیا، ڈاکٹر نے دوائی نہیں دی، اس پر تو تحریک استحقاق آتی ہے اور وہ منظور بھی ہو جاتی ہے اور کمیٹی کو ریفر بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ ایک انتہائی اہم آئینی معاملہ ہے جس کے متعلق میں نے تحریک پیش کی ہے اور پورا ہاؤس اس سے متاثر ہوتا ہے اور ہاؤس کا حق ہے کہ اس حوالے سے صوبے کے اندر ہونے والے کام کی رپورٹ منگوائے لیکن یہاں تو 2003 کی رپورٹ بھی پیش نہیں ہوئی تو میری التماس یہ ہے کہ اس کے پیش نہ ہونے سے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس ریفر کیا جائے تاکہ اس بارے میں بحث ہو اور آئندہ کے بارے میں لائحہ عمل طے ہو جائے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں نے 2003 کی رپورٹ کے بارے میں یہ گزارش کی ہے کہ گورنر پنجاب نے اس کی منظوری دے دی ہے اور کابینہ میں لانا اسے ضروری ہوتا ہے اور کابینہ کا جو پہلا اجلاس ہو رہا ہے اس میں اسے پیش کروانے کے بعد پاس کروا کر اسمبلی میں پیش کرنے کی پوری ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ 2003 کی رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میری دوبارہ التماس یہ ہے کہ 2004 کے بارے میں اگر یہ سارے دلائل چودھری صاحب پیش کریں تو وہ بالکل قابل قبول ہیں کہ چلو ٹھیک ہے کہ یہ معاملہ ہے لیکن 2003 کی رپورٹ اب 2005 جا رہا ہے یعنی کہ سارا سال لگ گیا اور یہ رپورٹ ہی تیار نہیں ہو سکی اور اب تیار ہو کر کابینہ کے پاس جا رہی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ 2003 کی رپورٹ تو 2004 کے اندر آ جانی چاہئے تھی تو یہ ایک قانونی تقاضا ہے جس کے اندر میں نے پورے ریفرنس دیئے ہیں اور اس میں تمام آرٹیکلز کا حوالہ دیا ہے جس کے نتیجے میں حکومت ہر سال رپورٹ پیش کرنے کی پابند ہے۔ وہ رپورٹ پیش نہیں ہوئی تو میری التماس ہے کہ اس کو کمیٹی میں ریفر کریں تاکہ اس پر discussion ہو۔ یہ کوئی اتنا simple سا

معاملہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ اتنی delay کیوں ہوتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! اس کا اسی طرح ایک پراسیس ہے۔ آپ اندازہ فرمالیں کہ پنجاب کے پورے ڈیپارٹمنٹس سے رپورٹ تیار کروا کر یہ فائنل ہوتی ہے پھر اسے خود بیورو کریٹس تھریش کرتے ہیں پھر اس کو کابینہ تھریش کرتی ہے تا کہ اس میں کوئی lacuna نہ رہ جائے پھر یہ گورنر صاحب سے منظور ہو کر کابینہ میں پیش ہوتی ہے اور کابینہ والے اس کو پاس کر کے یہاں لاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے سارے مراحل طے ہو گئے ہیں اور اب یہ آخری مرحلے میں ہے کہ صرف کابینہ کے سامنے آئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جب بھی کابینہ کی میٹنگ رکھتے ہیں تو اس میں پاس ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کب تک ہو جائے گی؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ، جناب سپیکر! اس میں کوئی time limit case نہیں ہے کہ یہ ضرور اگلے دن ہی آنی چاہئے تھی اور یہ انشاء اللہ ہو جائے گی میں پورے وثوق سے آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ کابینہ کے پہلے اجلاس میں یہ آ جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا کہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے تو سالانہ رپورٹ کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ہر سال پیش ہو۔ اب دو سال کے بعد پچھلے سال کی رپورٹ پیش کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ یہ تو بالکل simple سا ہے اور اس میں سمجھ میں نہ آنے والی بھی کوئی بات نہیں ہے اور جن رولز کا میں نے حوالہ دیا ہے وہ بھی اسی ہاؤس نے بنائے ہیں اور قانون کے اندر موجود ہیں جنہیں abrogate کیا گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ کمیٹی کو ریفر ہو تاکہ وہاں بیٹھ کر بات ہو اور ایک پورا پروسیجر طے ہو اور آئندہ اس قسم کی delay کو روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات تجویز ہو سکتے ہیں؟ اس لئے میں اپنی بات پر insist کرتا ہوں کہ اسے ریفر ہونا چاہئے اور اس معاملے کو مذاق نہیں بنانا چاہئے۔

وزیر سروسز اینڈ ایڈمنسٹریشن، جناب سپیکر! ابھی بھی ڈاکٹر صاحب کو یقین نہیں آ رہا تو میں حیران ہوں۔ رپورٹ مکمل ہو چکی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ رپورٹ بالکل تیار ہو چکی ہے اور ہر حال میں وہ اسے پیش کر دیں گے۔ اتنی مہلت تو آپ دیں کیونکہ جہاں اتنی delay ہو گئی وہاں تھوڑے دن اور انتظار کر لیں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ مستقبل میں یہ چیز نہیں ہونی چاہئے اور آپ اس چیز کو ensure کریں it should not happened again. I disposed of that. یہ تحریک التوائے کار رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے جس کا نمبر 21/05 ہے اور move ہو چکی ہے it was pended next session۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تحریک میں نے پڑھ دی تھی اور یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب وزیر مال نے دینا تھا اگر وہ باتوں سے فارغ ہو جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مال! یہ آپ سے متعلقہ ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میرے پاس اس کی کاپی نہیں تھی مجھے یہ کاپی ابھی ملی ہے برائے مہربانی کل یا پرسوں تک اس کو pending کر دیا جانے میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ اس کو دوبارہ پڑھ دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ پچھلے اجلاس میں پڑھی گئی تھی اور وزیر مال فرما رہے ہیں کہ اس کی کاپی مجھے آج ملی ہے تو یہ پھر سیکرٹریٹ کا قصور ہے یا منسٹر صاحب کا قصور ہے کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے تین ماہ ہو گئے ہیں اور یہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک 18-1-2005 کو move ہوئی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یعنی 18-1-2005 کو یہ پڑھی گئی تھی اگر یہ کہتے ہیں تو میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں یہ پرانی ہو گئی ہے ۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یا تو ہمیں نوٹس ملے کہ یہ آج پیش ہوگی پھر میں وہ فائل لے کر آؤں اور جواب دوں اور محکمے سے بھی اس بارے پوچھوں لیکن اچانک ایک بات کہہ دینا اور مجھ سے یہ توقع کرنا کہ میں فائل اٹھا کر پھر رہا ہوں تو یہ ناممکن ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو ہاؤس کا بزنس pending ہوتا ہے تو کیا ہمیں ایک دن پہلے وزراء صاحبان کو یاد کرانا چاہیے کہ کل آپ کا ہاؤس میں یہ بزنس آئے گا لہذا آپ تیاری کرکے آجائیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ بھی ناممکن ہے کہ تین ماہ ایک فائل میں جیب میں رکھوں کہ کس وقت یہ پوچھیں گے اور اس وقت میں جواب دوں تو یہ ناممکن ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار move ہوئی ہے اور جب اجلاس شروع ہوتا ہے تو وہیں سے ہی کام شروع ہوتا ہے اور اس موشن کا جواب منسٹر صاحب کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ اب اگر سپیکر صاحب فرمائیں تو میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ میرے پاس اب آئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا کل یا پرسوں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کا جواب آپ کل دے دینا لیکن ان کو پڑھ لینے دیں۔ جی رانا صاحب!

بورڈ آف ریونیو کا بھاری رشوت وصول کر کے میسرز کوہ نور کو سستے داموں زمین فروخت کرنا

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 1950 میں M/s Kohinoor Industries کو برائے صنعتی مقاصد 106 ایکڑ اراضی دی گئی۔ سرکاری اراضی میسرز کوہ نور کو nominal price پر اس بنیادی شرط پر دی گئی تھی کہ اراضی مقدمہ نہ صرف ماسوائے قیام صنعتی یونٹ کے اور کسی purpose کے لئے استعمال نہ کی جا سکے گی اور نہ ہی فروخت ہو سکے گی۔

میسرز کوہ نور نے اس اراضی پر قائم صنعتی یونٹ پر Banks کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے اراضی کو فروخت کرنے کی اجازت چاہی اور یہ موقف اختیار کیا کہ واجب الادا قرضہ جات کی ادائیگی کی اور صورت ممکن نہ ہے اس پر میسرز کوہ نور کو اراضی فروخت کرنے کی اجازت برائے چٹھی نمبر 2444-2003/1786-cs-111 مورخہ 14-7-03 دی گئی یہ حکم تابع اجازت بابت فروخت اراضی از Chief Executive Secretariat Office No. 3590/05 (D.3)/2001 مورخہ 13۔ نومبر 2001 ہے جس میں اجازت فروخت اراضی درج ذیل شرط سے منسلک تھا۔

The Cheif Executive has therefore been pleased to direct that the Industrial Units may be allowed by the respective Provincial Government to dispose Land for retiring respective debits Subject to the conditions that the sale proceed shall be paid to the Creditor Bank/ Institution and that the sale proceeding shall be supported by the Provincial authority to ensure transparency and the Provincial Government shall be entitled to retain 20% of sale proceed

درج بالا گائیڈ لائن بابت اجازت فروخت اراضی سے واضح ہے کہ فروخت سے حاصل کل / اصل رقم sale proceeds سے 20 فیصد حکومت پنجاب retain کرنے کی مجاز ہوگی اور بقیہ واجب الادا قرضہ بنک کی کلیرنس تک متعلقہ بنک کو جائے گی اور حکام صوبائی حکومت اس sale proceedings سے متعلقہ transparency کو ensure کرنے کی ذمہ دار ہوں گی لیکن متعلقہ حکام صوبائی حکومت و حکام بورڈ آف ریونیو نے میسرز کوہ نور سے بھاری رشوت وصول کرکے اراضی مقدعویہ کی قیمت مبلغ ایک لاکھ روپے مرلہ بمطابق schedule rate/valuation table جو کسی بھی علاقہ میں کم سے کم قیمت اراضی بغرض registration stamp duty مقرر کی جاتی ہے جو کسی طور market price یا sale proceed نہیں ہوتی طے کر لی ہے اور اسی تناسب سے حکومت کے 20 فیصد حصہ کا تعین ہو رہا ہے جبکہ موقع پر اراضی مقدعویہ بحساب دس لاکھ روپے فی مرلہ فروخت ہو رہی ہے جو actual sale proceed ہے۔ یہ عمل ایک ماہ سے جاری ہے اور سینکڑوں مرلہ سرکاری اراضی فروخت ہو چکی ہے جس سے حکومت کو کروڑوں کا نقصان ہو چکا ہے جبکہ ہزاروں مرلہ اراضی آئندہ چند ماہ میں فروخت ہو جائے گی۔ یہ انتہائی افسوسناک صورتحال نہ صرف حکومت کی فوری مداخلت اور اراضی مقدعویہ کی فروخت روکنے کا تقاضا کرتی ہے بلکہ سرکاری اراضی ہڑپ کرنے والے لینڈ مافیا پر اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر بحث ہونی چاہیے کیونکہ لینڈ مافیا کی ان بڑھتی ہوئی غیر قانونی کارروائیوں سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت تشویش اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ اس Sale Proceed کا 20 فیصد حکومت پنجاب کے خزانے میں آنا تھا اب وہاں پر قیمت 10 لاکھ روپے مرلہ ہے اور یہ حکام اور بورڈ آف ریونیو نے ان سے یہ طے کر لیا ایک لاکھ روپے مرلہ تو اس طرح سے ایک مرلہ پر تقریباً ڈیڑھ یا دو لاکھ روپے حکومت پنجاب کے خزانے کو بھی نقصان ہو رہا ہے اور یہ ہزاروں مرلہ زمین کوہ نور والے فروخت کر رہے ہیں میرا اس معاملے کو اس دن out of turn آپ سے اجازت لے کر یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ متعلقہ حکام اس معاملے کا فوری نوٹس لیں اور اس proceeding کو رکوائیں تاکہ حکومتی خزانے کو مزید نقصان نہ ہو لیکن آپ نے آج کی حالت دیکھ لی ہے کہ میری اس کوشش کا کیا اثر ہوا کہ آج تین ماہ گزر جانے کے باوجود بھی

وزیر موصوف کو یہ پتا ہی نہیں کہ یہ تحریک out of turn پیش ہوئی تھی اس کا کوئی جواب آیا یا نہیں آیا اور اس سے متعلقہ اگر کوئی proceeding ہوئی ہوتی یہ کم از کم تقریباً ایک ارب روپے کی پراپرٹی involve ہے اور ہم حکومت کے نوٹس میں تین ماہ پہلے لائے تھے لیکن ان تین ماہ میں جو حکومت کا نقصان ہو چکا ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ متعلقہ اتھارٹی اور متعلقہ منسٹر اس کے ذمہ دار ہیں۔ جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ حکومتی پراپرٹی کو save کرنے کا یہ انداز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ میرے نوٹس میں ابھی آئی ہے میں اس کا جواب کل یا پرسوں یا جو بھی تاریخ آپ مقرر کریں گے میں جواب دے دوں گا اور آپ کے پاس ساری چیز پیش کر دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ منسٹر صاحب کے نوٹس میں آج آئی ہے لیکن جب یہ 18-1-2005 کے اجلاس میں out of turn آپ کی اجازت سے پیش کی گئی تو آپ دیکھیں کہ یہ کہاں پر نقص ہے آیا اسمبلی سیکرٹریٹ کا نقص ہے کہ یہ تحریک متعلقہ منسٹر کو پہنچائی ہی نہیں گئی اور اس کا جواب مانگا ہی نہیں گیا آخر یہ خرابی کہاں ہے جس کی وجہ سے تین ماہ تک معاملہ ان کے نوٹس میں نہیں آ سکا۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ میں کل محکمے سے جواب لے کر پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے اپنے طور پر بات کروں گا اور آپ وزیر موصوف کو دو دن کی مہلت دے دیں اور اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 36/05 بھی رانا ثناء اللہ صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہماری ایک joint motion تھی جس میں وزیر موصوف نے موقع پر جا کر جو جال خانوں والا bridge ہے وہاں پر حکومت نے لوگوں کی اراضی acquire کی ہے اس کی قیمت سے متعلقہ معاملہ تھا۔ اس کی رپورٹ پیش ہوئی تھی اور ہماری information

کے مطابق موقع پر وزیر موصوف چلے گئے تھے تو وہ رپورٹ بھی انھوں نے آج ہاؤس میں پیش کرنی تھی۔ وہ pending چلی آ رہی ہے۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! ایجنڈے پر جو تحریک التوائے کار ہے وہ 36/05 ہے۔ یہ ابھی انھوں نے پڑھنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے اب جو تحریک التوائے کار پڑھنی ہے اس کا نمبر 36/05 ہے۔

رانا ثناء اللہ خان،جناب سپیکر! یہ تو میں نے ابھی پڑھنی ہے۔ یہ رپورٹ جو ہے یہ پچھلے اجلاس میں pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس چیز کی رپورٹ؟

رانا ثناء اللہ خان، تحریک التوائے کار کی۔ جال خانوں والا پل جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی وہ نہیں آ رہی۔ وہ آگے آئے گی۔ فی الحال آپ 36/05 پر بات کر لیں۔ آپ 36/05 دیکھیں۔

سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں اضافہ

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت حکومت پنجاب کے صوبائی سرکاری ملازمین گریڈ نمبر 1 تا 22 کو 1991 کے سکیل پر منجمد شدہ ہاؤس رینٹ الاؤنس ملتا ہے' وفاقی حکومت نوٹیفکیشن نمبر FA (8)/92-Policy مورخہ 28-7-2003 صوبہ سرحد کی حکومت محکمہ فنانس نوٹیفکیشن نمبر 1-27/78(a) (SL-III) (FD) مورخہ 15-10-03 اور صوبہ سندھ کی حکومت محکمہ فنانس نوٹیفکیشن نمبر 18/1-77/FD (SR-II) (P-IV) مورخہ 18-2-04 کے تحت اپنے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے جبکہ پنجاب حکومت اپنے سرکاری ملازمین کو یہ سہولت نہیں دے رہی۔ اس طرح صوبائی

حکومت آئین پاکستان 1973 کے آرٹیکل نمبر 25 اور 27 کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور حکومت پنجاب اپنے سرکاری ملازمین کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کر رہی جبکہ ایک ہی ملک میں وفاقی حکومت سمیت دوسرے صوبوں کی حکومتیں اپنے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے سکتی ہے تو پنجاب حکومت کیوں نہیں دے سکتی؟

اس وقت حکومت پنجاب اپنے ملازمین کو جو ہاؤس رینٹ دے رہی ہے اس میں تو ایک کمرہ بھی کرایہ پر نہیں مل سکتا۔ مثال کے طور پر گریڈ نمبر 1 کو 414 روپے، گریڈ نمبر 7 کو 493 روپے، گریڈ نمبر 16 کو 875 روپے اور گریڈ نمبر 17 کو 1250 روپے ہاؤس رینٹ ملتا ہے جبکہ اس مہنگائی کے دور میں کرائے کی رہائش میں رہنے کے لئے آدمی سے زائد تنخواہ دینا پڑتی ہے۔ حکومت پنجاب کے پاس تمام ملازمین کے لئے رہائشی سہولت نہ ہے اور نہ ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں کوئی اضافہ ہی کیا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جتنے بھی سرکاری ملازمین گریڈ 1 سے لے کر 22 تک کے ہیں ان کو جو ہاؤس رینٹ ملتا ہے وہ بنیادی تنخواہ کے 45 فیصد کے حساب سے ملتا ہے اور اس کو بھی 1991 سے منجمد کر دیا گیا ہے۔ یعنی 1991 میں جو اس گریڈ کی بنیادی تنخواہ تھی اس کا ہی 45 فیصد آج انھیں مل رہا ہے۔ ایک تو یہ ان کے ساتھ ناانصافی ہے کہ جو قانون طے شدہ ہے کہ کسی بھی ملازم کو اس کی تنخواہ کا 45 فیصد رینٹ الاؤنس میں ملے گا، اس کو اس کی تنخواہ جو کہ چودہ سال پہلے تھی اسے پر منجمد کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ ہاؤس ریکوزیشن کی وفاقی حکومت جب اسلام آباد میں سہولت دے رہی ہے، سرحد حکومت دے رہی ہے، سندھ حکومت دے رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو بھی at par اپنے ملازمین کو یہ سہولت دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب والا! میں سب سے پہلے یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہی same تقریباً ملتی جلتی تحریک التوائے کار رانا ثناء اللہ خان صاحب نے پچھلے اجلاس میں بھی پیش کی تھی جس کے اوپر مفصل بحث ہوئی اور چیئر نے اس کو dispose of کیا۔ صورتحال یہ ہے کہ اس وقت پے اینڈ پینشن کمیشن اپنی فائنل رپورٹ مکمل کر چکا ہے جو 14۔ اپریل کو وفاقی حکومت کے سپرد کی جائے گی۔ اس میں تمام صوبائی حکومتوں کا نقطہ نظر لیا گیا ہے اور تمام ملازمین کی جو تنخواہیں اور دیگر مراعات ہیں ان کے متعلق تمام صوبائی حکومتوں نے اپنا نقطہ نظر پے اینڈ پینشن کمیشن کے ذریعے وفاقی حکومت کو دیا ہے۔

جناب والا! اس میں محترم رکن نے ایک disparity کا ذکر کیا ہے کہ باقی صوبائی حکومتیں اور وفاقی حکومت اپنے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن الاؤنس دے رہی ہے۔ حکومت بلوچستان من وعن اسی طرح کر رہی ہے جس طرح حکومت پنجاب کر رہی ہے۔ حکومت سرحد نے صرف اور صرف پشاور اور ایبٹ آباد کی میونسپل کمیٹی کی حد تک یہ سہولت دی ہوئی ہے۔ سندھ حکومت صرف صوبائی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو یہ سہولت دے رہی ہے تو اس قسم کا تاثر دینا قطعی نامناسب ہے کہ باقی تمام صوبوں میں ایک پالیسی چل رہی ہے اور حکومت پنجاب اس سے اتفاق نہیں کر رہی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے تاوقتیکہ وفاقی حکومت اس پے اینڈ پینشن کمیشن کی رپورٹ پر اپنی سفارشات تمام صوبائی حکومتوں کو نہیں بھیجتی۔

جناب والا! علاوہ ازیں رول نمبر 83 جو پنجاب اسمبلی کے رولز آف پروسیجر 1997 کے تحت ہے صرف وہ تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق کسی فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔ اب چونکہ موجودہ تحریک التوائے کار کا فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے تعلق نہیں ہے تو اس وجہ سے بھی یہ فنی بنیاد پر قابل پذیرائی نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ انھوں نے جو فرمایا ہے کہ پے اینڈ پینشن کمیشن کی جو سفارشات ہیں وہ وفاقی حکومت کو بھجوائی گئی ہیں۔ وہ ویسے پچھلے دس سالوں سے بھجوائی جا رہی ہیں اور وہ جاتی ہیں تو پھر اس کے بعد ویسے ہی واپس آ جاتی ہیں۔ اب بھی جو انھوں نے بھجوائی ہیں وہ کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ کب واپس آ جائیں گی اور اگر اضافہ ہوا بھی تو وہ تنخواہ اور پینشن سے متعلقہ ہو گا' جو پانچ فیصد یا دس فیصد ہو جانے گا اور وہ یہ کہیں گے کہ یہ آگے جا کر دسمبر سے یا اگلے فنانشل ایئر سے لاگو ہو گا۔ میں پورے یقین سے یہ بات کہتا ہوں کہ انھوں نے جس پے اینڈ پینشن کمیشن کی رپورٹ کا ذکر کیا ہے اس میں اس بات کا قطعی طور پر ہاؤس ریکوزیشن کا' ہاؤس رینٹ کو بڑھانے کا یا انھوں نے جو اسے 1991 میں منجمد کر دیا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ اس رپورٹ کی کسی شق اور کسی رول میں mention نہیں ہے۔ اب دیکھیں! یہ خدا کا خوف کرنے والی بات ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ جو برسراقتدار ہیں اور اس ملک کے اقتدار کے اوپر زبردستی قابض ہیں ان کو خدا کا خوف کیوں نہیں آتا کہ ایک منسٹر کا 2002 میں 17,825 روپے رینٹ الاؤنس تھا' اسے 2004 میں صرف ایک آرڈر کے ذریعے 40,000 کر دیا گیا۔ اب 40,000 کے بعد 25-1-2005 کو اس میں مزید اضافے کی سفارش کی گئی اور جسے وردی والے صدر نے منظور کر لیا ہے۔ اب ایک وفاقی وزیر کو 75,000 روپے رینٹ کی صورت میں ملے گا' یعنی کہ مکان کا کرایہ۔ یعنی یہ کروڑ پتی مساکین' غرباء اور یتیم ہیں' یہ وزراء 75,000 روپیہ' یہ کروڑ پتی مسکین صرف مکان کے کرائے کی مد میں وہاں سے وصول کریں گے۔ یہ ہمارے ہاں 43 کے قریب مساکین ہیں ان کو بھی' ان کو دیکھ کر۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، یہ ہمارے بہت قریب ہیں لیکن آج میں ذرا ان سے دور ہوں' یہ ہمارے بڑے معزز ساتھی ہیں' بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ پتا نہیں کیسے بھٹک جاتے ہیں؟ آپ خود اندازہ لگائیں کہ آج کل پراپرٹی کی کیا حالت ہے؟ کرایوں کی کیا حالت

ہے؟ جب یہ وزیر بنیں گے ہم ان کو جھونپڑیوں میں ٹھہرائیں گے اور کہیں گے کہ 100 روپیہ کرایہ لو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خدا کے لئے عقل کے ناخن لو اور ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھو۔ سیاستدانوں! ہمیں redicule مت کرو۔ ہم وزیر ہیں تو عوام نے ہمیں یہاں بھیجا ہے' آپ نے نہیں بھیجا خدا را! ایسی باتیں مت کریں۔ آج کل آپ اسلام آباد میں دیکھیں کہ مکانوں کی کیا حالت ہے؟ کرایوں کی کیا حالت ہے؟ بیٹے بات بھی سن لیا کرو۔ (قہقہے)

تو بات یہ ہے کہ یہاں پر وزراء کو 20,000 روپیہ کرایہ ملتا ہے اور مجھے آپ 20,000 روپے میں مکان لے کر دیں۔ آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ جی ہماری عزت کی جائے کیونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ آپ انگلینڈ میں جا کر دیکھیں کہ ایک ممبر پارلیمنٹ کی کیا عزت ہے؟ آپ اپنی عزت خود کروانا نہیں جانتے ہیں۔ خدا کے لئے خیال کریں۔ ہماری عزت آپ کی عزت اور آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔ کوئی مخالفت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیانی صاحب ! آپ نے بات بالکل صحیح کہی ہے۔ رانا صاحب بھی تو یہی بات کہہ رہے ہیں کہ بھئی ان غریبوں کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ جہاں وزیروں' مشیروں کی تنخواہیں بڑھائی جاتی ہیں وہاں غریبوں کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ وہ بھی یہی بات کہہ رہے ہیں کہ غریبوں کا بھی حق بنتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ بہت اہم point ہے۔ رانا صاحب نے جو point اٹھایا ہے It's a very important point. اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بڑا وزن ہے۔ Government should also look into it. کہ جو غریب ملازمین ہیں ان کا بھی حق بنتا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اس بابت کوئی وضاحت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : وزیر خزانہ صاحب کی بات کا جواب میں نے عرض کیا ہے۔ کیانی صاحب نے فرمایا ہے کہ پراپرٹی کی قیمتوں کو دیکھو۔ اس وقت ان کو غالباً 15 ہزار کے قریب ہاؤس رینٹ مل رہا ہے جسے یہ 35 ہزار کروانا چاہتے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ 15 ہزار میں مکان نہیں ملتا' جھونپڑی بھی نہیں ملتی۔ تو یہ مجھے بتا دیں کہ گریڈ ایک کو 414 روپے ہاؤس رینٹ ملتا ہے تو

کیا 414 روپے میں جھونپڑی ملتی ہے؟ 414 روپے میں تو آدمی رات کو فٹ پاتھ پر نہیں سو سکتا۔ آگے گریڈ سترہ کو 1292 روپے ہاؤس رینٹ ملتا ہے تو مجھے بتائیں کہ 1292 روپے میں کون سی جھونپڑی ملتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب ! یہی بات تو میں نے خود کہی ہے۔ آپ کی بجائے میں نے اسے پیش کر دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! ایک آدمی جس کی کروڑوں روپے کی پراپرٹی ہے اس کروڑ پتی مسکین کو مکان کرانے پر لینے کے لئے 75 ہزار روپے ہر مہینے چاہییں حالانکہ اس کا اسلام آباد میں دس کروڑ کا بنگلہ ہے' اس کا پانچ کروڑ کا بنگلہ لاہور میں ہے۔ اس کے باوجود اسے 35 ہزار اور 75 ہزار روپے کرائے کی مد میں چاہییں لیکن ایک غریب ملازم کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اسے 1991 پر ہی freeze رکھو۔ یہ کہتے ہیں کہ خزانے میں پیسا نہیں ہے۔ انھوں نے اب 30 مرسڈیز اور لینڈ کروزر منگوائی ہیں جو کہ بلٹ پروف ہیں اور دس دس کروڑ روپے کی ایک گاڑی ہے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جب اس میں بیٹھ جائیں گے تو اس میں عزرائیل بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ یعنی یہ خود اپنے لئے چاہتے ہیں کہ عزرائیل پروف گاڑیاں منگوا کر ان میں سفر کریں۔ جبکہ ملازمین کو کہتے ہیں کہ تم 1991 میں رہو' تمھارے لئے 2005 آیا ہی نہیں ہے۔ تو جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اس کا جواب by reason دیں۔ یہ کہہ دینا کہ technically یہ بنتی نہیں ہے یا یہ معاملہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے۔ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں' وزیر خزانہ صاحب کا مقصد بالکل یہ نہیں تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ انھوں نے بہتر تجاویز دی ہیں اور شاید یہ تمام چیزیں جو آپ بیان کر رہے ہیں اس میں cover ہو جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : یہ مجھے رپورٹ دکھا دیں تو میں اپنی تحریک واپس لے لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر خزانہ صاحب کا مقصد یہی ہے کہ جو point آپ نے اٹھایا ہے

This will be coverd in that report.

رانا ثناء اللہ خان : اگر اس میں cover ہوتا ہے تو اس رپورٹ کی کاپی دے دیں۔

وزیر خزانہ : شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا صاحب نے یہ بحث بے پناہ الجھا دی ہے۔ اس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ یہ پورے یقین اور وثوق سے فرما رہے ہیں کہ Pay and Pension Commission کی رپورٹ' بقول ان کے پچھلے دس سال سے زیرغور یا زیر بحث ہے اس میں قطعی طور پر سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ بڑھانے یا house requisition allowance دینے کا ذکر نہیں ہے۔ میں اس بات کو مکمل طور پر رد کرتا ہوں۔ وہ pay and pension report وزیراعظم اور صدر صاحب کی خدمت میں پیش کی جائے گی' کابینہ میں discuss ہو گی اور اس رپورٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہیں' پنشن اور دوسری تمام items کو discuss کیا جا رہا ہے۔ اس میں قطعی طور پر یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف دس یا پندرہ فیصد تنخواہ بڑھا دیں۔ جناب! یہ ایک پورا package ہوتا ہے۔ جس میں اگر آپ ایک چیز کا اضافہ کرتے ہیں تو آپ نے اسی kitty resources میں رہ کر باقی تمام چیزوں کو بھی دیکھنا ہوتا ہے اور یہ چیز حکومت پنجاب' وزیر اعلیٰ پنجاب کے سو فیصد علم میں ہے کہ سرکاری ملازمین کو رہائش کا مسئلہ در پیش ہے۔ اسی چیز کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت پنجاب کی طرف سے Government Servants Employees Housing Society Corporation کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں گریڈ ایک سے بائیس تک کے تمام سرکاری ملازمین کو گھر دیئے جائیں گے اور زمین کی قیمت حکومت پنجاب خود برداشت کرے گی۔ چنانچہ میری جناب سے یہی استدعا ہے اور میں نے کوئی وعدہ فردا نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ 14- اپریل 2005 جو آج سے پندرہ بیس روز کے بعد آ جائے گا تب یہ کمیٹی اپنی سفارشات وفاقی حکومت کو پیش کرے گی۔ وفاقی حکومت ان میں سے جو چیزیں approve کرے گی تمام صوبائی حکومتوں کو وہ circulate کی جائیں گی ۔ رپورٹ بنانے میں تمام صوبائی حکومتوں کی رائے لی

گئی ہے۔ تو اس بنیاد پر کہ حکومت اپنے available resources میں رہتے ہوئے سرکاری ملازمین کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کا سوچ رہی ہے۔ جس طرح out rightly رانا صاحب نے فرمایا ہے میرے پاس calculations بھی موجود ہیں، اگر ہم رانا صاحب کی خواہش کی تکمیل کریں تو تقریباً 28 ۔ ارب 43 کروڑ روپیہ ہمیں ہاؤس ایکوزیشن کی مد میں دینا پڑے گا۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ صوبہ پنجاب کا مکمل ترقیاتی بجٹ اس وقت تقریباً 44۔ ارب روپیہ ہے۔ تو ہم ضرور سرکاری ملازمین کو مراعات دینا چاہتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ ہماری ترجیحات بالکل up side down ہو جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : میں وہی کہہ رہا ہوں کہ آپ نے خاطر خواہ خیال رکھا ہے۔ جس سے عام غریب ملازمین کو زیادہ سے زیادہ benefit ملے گا۔ رانا صاحب کا مقصد بھی یہی تھا کہ ان پر نظر ثانی کی جائے اور جتنی betterment ہو سکے کی جائے۔ تو حکومت پنجاب already اس جانب گامزن ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ 14۔ اپریل کے بعد کوئی بہتر، اچھی اور خوش آئند خبر آئے گی۔ اس کے بعد اگر کوئی ایسی بات رہ جائے Then you can discuss this issue

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر، وزیر خزانہ صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ میں وعدہ فردا نہیں کر رہا ہوں۔ یہ جو ہاؤسنگ کالونی والی بات ہے وہ وعدہ فردا سے بھی آگے کا کوئی فردا ہے کہ وہ کب بنے گی اور کب لوگوں کو ملے گی؛ لوگوں کا مسئلہ تو آج کا ہے۔ لوگوں کا رینٹ الاؤنس آج freeze ہے، لوگوں کو آج رہنے کے لئے گھر کی ضرورت ہے۔ وزیر موصوف نے یہ جو 28۔ ارب روپے کی calculation بتائی ہے یہ غلط ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہاؤس رینٹ کی مد میں 28۔ ارب روپے کی calculation انھوں نے غلط کی ہے۔ جب یہ کسی غریب طبقے کو سہولت دینے کی بات کرتے ہیں تو اس calculation کو بڑھا دیتے ہیں اور جب اپنی سہولتیں حاصل کرنے کی calculation کرتے ہیں تو پھر اسے بتاتے ہی نہیں ہیں۔ یعنی پچھلے تین سال میں انھوں نے تین وارداتیں کر کے منسٹرز کی مراعات میں پانچ گنا اضافہ کیا ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ یہ جو pay and pension رپورٹ ہے کیا اس میں ان غریب ملازمین کی تنخواہوں کو دگنا کر دیں گے اور 1991 کا freeze کیا ہوا house rent allowance کو کم از

کم یہ defreeze کر دیں گے؟ اس کے متعلق وزیر صاحب definite بات کریں۔ 14 ۔ اپریل کو وہ جائے گی' اگلے سال 14۔ اپریل کو واپس آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں یہ 14۔ اپریل ابھی جو آنے والا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : تو پھر واپس کب آئے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آج تو 30 تاریخ ہے باقی 14 دن ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : چلیں جناب سپیکر ! یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اس سال کے مالی بجٹ میں اس مسئلے کو یہ حل کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لامحالہ اس رپورٹ کے عوض میں تو کچھ نہ کچھ آئے گا۔ جب تک وفاقی حکومت کوئی اعلان نہیں کرتی وہ از خود تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! وفاقی حکومت اگر اگلے سال تک جواب نہ دے گی تو پھر؟

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب ! بات چیت چل رہی ہے' امید ہے کہ اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ فائدہ ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان : تو وزیر خزانہ صاحب اس بابت فرما دیں۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے گزارش کرتا ہوں کہ رانا صاحب کو ماشاء اللہ لفظوں پر بہت command ہے' پورا ہاؤس انہیں جانتا ہے۔ میں نے house requisition کی calcualtion 28۔ارب 43 کروڑ روپے بتائی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے جو ہاؤس رینٹ کی calculation کی ہے وہ سو فی صد غلط ہے۔ میں نے تو ہاؤس رینٹ کی calculation کی ہی نہیں۔ کیونکہ جناب ! نے اپنی تحریک التوائے کار میں سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن الاؤنس دینے کا مطالبہ کیا تھا جس کی میں نے calculation کی ہوئی ہے۔ اگر آپ کسی خاص شرح سے چاہتے ہیں کہ حکومت ہاؤس رینٹ کی calculation کرے تو وہ بھی کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک پے اینڈ پنشن کمیشن کا تعلق ہے۔ پے اینڈ پینشن کمیشن اپنی رپورٹ 14۔ اپریل 2005 کو وفاقی حکومت کو پیش کرے گا۔ وہ اس کو ایک دن میں discuss کر کے

کیبنٹ کے سامنے پیش کر کے تمام صوبائی حکومتوں کو بھیج دیں یا وہ اسے ایک مہینے میں کریں۔ اس کے اندر حکومت پنجاب قطعی طور پر کسی قسم کی یقین دہانی نہیں کرا سکتی۔ وہ رپورٹ ضرور پیش ہو جائے گی۔ وفاقی حکومت اور تمام صوبائی حکومتیں یہ ضرور چاہتی ہیں کہ سرکاری ملازمین کو موجودہ وسائل میں زیادہ سے زیادہ سہولت دی جائے۔ بہت شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں لاکھوں ملازمین کا مسئلہ ہے۔ وزیر خزانہ یہ فرما دیں کہ پے اینڈ پنشن کمیشن کو اس رپورٹ کی تکمیل کر کے رپورٹ کرنے کے لئے کب قائم کیا گیا تھا؟ کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور اس دوران کتنے وعدے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی رپورٹ مکمل کر کے پیش کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو وہ مکمل ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اسے مکمل کرتے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں۔ یہ تو بتائیں کہ اس کا قیام کب عمل میں آیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جب سے وزیر خزانہ بنے ہیں یہ تو اپنے دور کی ہی بات کر سکتے ہیں۔ یہ پچھلے دور کی بات تو نہیں کر سکتے۔ جب انھوں نے واضح کر دیا ہے کہ 14۔ اپریل کو یہ رپورٹ put up ہو جائے گی۔ اس کا قیام جب بھی ہوا تھا' نہیں ہوا تھا یا دس سال لگے ہیں لیکن اب یہ 14۔ اپریل کو پیش کر رہے ہیں۔ I think after that he should be satisfied.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یا تو میری اس تحریک التوائے کار کو 14۔ اپریل تک pending کر دیں یا پھر مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ 14۔ اپریل کے بعد 15۔ اپریل کو میں یہ تحریک التوائے کار بحث کے لئے دوبارہ ہاؤس میں لاسکوں کیونکہ ہم نے ان حکمرانوں

سے ان غریب ملازمین کا حق لے کر دینا ہے ورنہ یہ جس قسم کی بلٹ پروف گاڑیوں میں پھر رہے ہیں اور یہ 75/75 ہزار روپے ماہانہ کرایہ لے رہے ہیں ہم ان کو کھینچ کر جھونپڑیوں میں لائیں گے۔ یا یہ بھی جھونپڑیوں میں رہیں گے اور فٹ پاتھوں پر سوئیں گے یا پھر ان غریبوں کو بھی کم از کم ان کے سٹینڈرڈ کے مطابق ہاؤس ریکوزیشن کرنے دیں یا ہاؤس رینٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ حکومت کو اس چیز کا بڑا احساس ہے۔ آپ نے جو point raise کیا ہے اور وزیر خزانہ نے بار بار اس کی وضاحت کی ہے۔ اس وضاحت کے بعد میرے خیال میں اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے لیکن اسے 14۔ اپریل تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لہذا فی الحال اس کو dispose of کرتے ہیں۔ جی اگلی تحریک التوائے کار 37/05

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو بہت appreciate کرتا ہوں۔ جتنا درد ان کو غریبوں کا ہے ہم کو ان سے چار سو گنا زیادہ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بھائی ہم سب غریب ہیں۔ ہم کون سے کروڑ پتی ہیں؟ ہمارے پاس تو گھر بھی نہیں ہے۔ میں نے ائرفورس میں 30 سال نوکری کی ہے لیکن I don't have a house آپ کیا بات کرتے ہیں؟ ہم سب متوسط طبقے سے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ غربت کیا ہوتی ہے؟ ہمیں یہ پتا ہے کہ بس میں کیسے سفر کیا جاتا ہے؟ لیکن بلٹ پروف کاریں ?Is this the requirement آپ دیکھیں کہ یہ آپ کی، حکمرانوں کی اور حکومت کی عزت ہوتی ہے۔ you want your President to be shoot dead on the street. آپ کیا بات کرتے ہیں؟ We have to protect our President. We have to protect ourselves. یہ کوئی بات نہیں ہے کہ بلٹ پروف کار آ گئی۔ پیسے کی کیا قدر ہے؟ انسان کی زندگی is more important than money. What is money? ہم غریبوں کو پیسا دینا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ دیں گے اور میں

آپ کے ساتھ ہوں۔ I can ensure you کہ ہمارے وزیر خزانہ is a very capable person and he will make sure انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہے لیکن We can't force federal govt کہ یہ کر کے دو۔

شیخ علاؤ الدین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

شیخ علاؤ الدین، جناب والا! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

بحث

ماحولیات پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ابھی دیتا ہوں ۔ Let me start the new item and give it you. آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم ماحولیات پر عام بحث ہے ۔ اس پر بحث کا آغاز وزیر ماحولیات کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ جی وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، اس ماحول کو اپنے ماحولیات کے مطابق ٹھیک کریں۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! یہ پہلا موقع ہے کہ آج ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ وزیر ماحولیات ماحول کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ بسم اللہ جی۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب والا! آج پہلا موقع ہے کہ مجھے کھل کر بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ environment کیا ہے؟ environment میں ہر وہ چیز جو انسانوں، جانوروں، پرندوں اور insects پر اچھے یا برے اثرات رکھتی ہے وہ سب چیزیں ماحولیات کے اندر آتی ہیں۔ آج دنیا بھر میں ماحولیات بہت اہم موضوع بن گیا ہے۔ چونکہ انسان جس رفتار سے ترقی کر رہا ہے، جس رفتار سے کمرشل اور انڈسٹریل activities بڑھ رہی ہیں، جس رفتار سے آبادی بڑھ رہی ہے اس رفتار سے ماحولیات میں جو آلودگی پیدا ہو رہی ہے اور اس سے جو خطرات پیدا ہو گئے

ہیں۔ آج ہر انسان اس کے بارے میں فکر مند ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت ماحول کے حوالے سے ہمارے سامنے جو issues ہیں ان میں clean air یعنی air polluted ہے۔ air pollution ہو چکی ہے اور ہم نے ہوا کو صاف کرنا ہے۔ اب air pollution کیسے ہوتی ہے؟ air pollution انڈسٹری، ٹرانسپورٹ اور dust کی وجہ سے ہوتی ہے۔ particulate matter ہوا میں suspended dust بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ تین مسائل ہیں تو اب میں سب سے پہلے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ لوں گا۔ پاکستان اور پنجاب کے اندر ڈیزل گاڑیوں اور رکشوں کا دھواں اور شور ہے۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب سے مخدوم صاحب نے ماحولیات کا چارج لیا ہے انھوں نے اس پر کافی محنت کی ہے اور اس میں ان کا شوق بھی develop ہوا ہے۔ لہذا آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ ہاؤس کو in order کریں تاکہ انھوں نے اس میں جو کاوش کی ہے اس سے ایوان کو آگاہ کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل پوری دنیا میں ماحولیات بہت ہی اہم ہے۔ لہذا ہاؤس in order کریں اور ان کی بات سنوائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Alrerady House is in order مزید in order کرنا ہے تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ بھائی ذرا خاموشی سے سنیں۔ جی، مخدوم صاحب فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ہوا کی آلودگی کی دو وجوہ ہیں۔ ایک تو ٹرانسپورٹ کی pollution اور دوسرا انڈسٹری کی pollution ہے۔ میں پہلے ٹرانسپورٹ کی بات کروں گا کہ ہمارے ملک کے اندر، ہمارے شہروں کے اندر ڈیزل بسیں چل رہی ہیں اور رکشہ چل رہا ہے جو دھواں پیدا کرتا ہے۔ رکشہ کی ٹیکنالوجی بہت پرانی ہے۔ اس میں 2 سٹروک انجن لگا ہوا ہے اور یہ فیول اور lubricant کی combination سے چلتا ہے جب یہ lubricant جلتا ہے تو بے پناہ دھواں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم جو فرنچائزڈ بسیں چلا

رہے ہیں ان کی وجہ سے بھی دھواں ہوتا ہے۔ اب حکومت پاکستان نے پہلا قدم یہ اٹھایا کر گرین ڈیزل کے نام سے ایک فیول متعارف کرایا ہے جو lead free ہے۔ اسے P.S.O بھی بنا رہا ہے اور شیل نے بھی بنانا شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ 2 سٹروک انجن کی مینوفیکچرنگ پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اب 2 سٹروک انجن والا رکشہ رجسٹرڈ نہیں ہو رہا۔ جو پرانے رکشے چل رہے ہیں وہ چلتے رہیں گے لیکن ہم ان کو بتدریج age wise بڑے شہروں سے نکال دیں گے اور ان کو اجازت دی جائے گی کہ بے شک وہ رکشے چھوٹے شہروں میں چلتے رہیں اور ایک خاص مدت کے بعد وہاں پر بھی وہ 2 سٹروک انجن والے رکشے بند کر دیئے جائیں اور 4 سٹروک پر آ جائیں۔ اس کے علاوہ C.N.G کو فروغ دینے کے لئے جگہ جگہ C.N.G سٹیشن قائم کئے گئے ہیں۔ جو فرنچائزڈ بسیں شہر کے اندر چل رہی ہیں ان پر بھی یہ لاگو ہو گیا ہے کہ اب جب پانچ سال کے بعد وہ بسیں replace کریں گے تو وہ C.N.G پر ہی ہوں گی۔ اس وقت جو نئی بسیں آ رہی ہیں وہ بھی C.N.G پر ہوں گی۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پبلک ٹرانسپورٹ C.N.G پر convert ہو جائے۔

جناب والا! سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس ان کو چیک کرنے کا کیا نظام ہے؟ اس وقت موٹر وہیکل کا موجودہ نظام ناکافی ہے۔ مثلاً میرے ضلع رحیم یار خان میں دو آدمی ایسے ہیں جو موٹر وہیکل ایگزامینر کہلاتے ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ دو آدمی 20 ہزار گاڑیوں کو چیک کریں۔ اب ہم وہ نظام قائم کرنے کی طرف جا رہے ہیں جو دنیا بھر میں ہے۔ موٹر وہیکل ایگزامینیشن سنٹرز بنائے جا رہے ہیں۔ ہر گاڑی سال میں ایک دفعہ وہاں جائے گی وہاں پر اس کی بریک، اس کی لائٹ، اس کی سی۔ این۔ جی کی فٹنگ اس کا ٹوکن غرضیکہ اس کی ہر چیز چیک ہوگی۔ اس کے بعد ہی اس کو fitness certificate ملے گا تب وہ گاڑی سڑک پر آئے گی۔ سڑک پر آنے کے باوجود بھی اگر وہ دھواں چھوڑ رہی ہے تو اس کو پکڑا جائے گا اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ چونکہ ہم بڑے شہروں میں air-pollution کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اس مسئلے پر قابو پائیں گے۔

اس کے علاوہ پہلے کچھ مخصوص علاقے تھے جو انڈسٹریل زون کہلاتے تھے بعد میں ماسٹر پلان کی دھجیاں اڑا دی گئیں violation کی گئی اور صنعت کاروں کو یہ سہولت دی گئی

کہ آپ جہاں چاہیں انڈسٹری لگالیں چاہے remote area میں چلے جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی روزگار ملے۔اس سے انڈسٹری بکھر گئی۔ آج یہ حالت ہے کہ فیصل آباد جیسا شہر جہاں صنعتی علاقہ اور شہری علاقہ آپس میں گڈ مڈ ہو گئے ہیں۔ لاہور میں کوٹ لکھپت کا علاقہ گجرگ کا علاقہ اور بند روڈ کا علاقہ جہاں پر انڈسٹریز لگ گئی ہیں۔ پہلے تو declared industrial areas تھے لیکن آبادی اتنی بڑھی کہ آہستہ آہستہ وہاں تک پہنچ گئی۔ آج شہری چلا رہے ہیں' چیخ رہے ہیں' شکایتیں کر رہے ہیں کیونکہ ان کی صحت کو نقصان پہنچ رہا ہے اور یہ کریڈیٹ بھی چودھری پرویز الٰہی صاحب کو جاتا ہے کہ انہوں نے اب نئے انڈسٹریل ایریاز بنانے کا اعلان کیا ہے۔لاہور کے لوگوں کو سہولت دینے کے لئے لاہور سے باہر سندر کے مقام پر 15 سو ایکڑ پرمشتمل ایک نیا انڈسٹریل ایریا قائم کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر ہر طرح کی سہولت میسر ہوگی۔ صنعت کاروں کو سوئی گیس کے کنکشن بجلی کے کنکشن یا ایمبولینس یا کسی اور سہولت کے لئے بھاگنا نہیں پڑے گا۔سب سہولتیں وہاں پر پبلک پرائیویٹ سیکٹر میں قائم کی گئی یہ کمپنی جس کو پنجاب گورنمنٹ نے ایک ارب روپے کا فنڈ فراہم کیا تھا انہوں نے انڈسٹریل ایریا سیٹ اپ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح فیصل آباد سے باہر موٹر وے کے قریب تین ہزار ایکڑ پر نیا انڈسٹریل ایریا بنایا جا رہا ہے۔ رانا صاحب بھی شاید وہاں پر فیکٹری وغیرہ لگانے کا سوچ رہے ہیں۔یہ فیصل آباد کے لوگوں کو سہولت دی گئی ہے کیونکہ یہاں پر بہت زیادہ مسائل ہیں۔ بہت زیادہ pollution ہے۔ رانا صاحب کے شہر میں کوئی چھ سات ہزار گدھا گاڑیاں چلتی ہیں۔ جن کی لد جب ہوا میں اڑتی ہے تو pollution پیدا ہوتی ہے۔ (قہقہے)۔ حیرانگی یہ ہے کہ رانا صاحب نے اس کا کبھی یہاں پر ذکر نہیں کیا۔بہرحال ہم اس کا سد باب بھی کر رہے ہیں ہم چاہ رہے ہیں کہ انڈسٹری کو شہر سے باہر move کریں۔

فیصل آباد میں پینے کے پانی کی میں بعد میں بات کروں گا۔ وہاں کھارا پانی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو انہوں نے گدھوں اور ان کی لد کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے کہ اس لد کا یہ کوئی سد باب کرنا چاہتے ہیں تو یہ ذرا اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب والا! یہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی جلسے جلوسوں کا پلان بنا رہے۔ جب یہ جلسہ جلوس نکالیں گے تو جلوس کے شرکا، صفائی بھی کرتے جائیں گے۔ (قہقہے)

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انڈسٹری سے جو pollution پھیلتی ہے اس کے سد باب کے لئے proper industrial areas بنائے جا رہے ہیں۔ ملتان کے اجڑے ہوئے انڈسٹریل ایریا کو revive کیا جا رہا ہے۔ ہر طرح کی facility وہاں provide کی جا رہی ہے۔ پانی بجلی گیس کی سہولت دی جا رہی ہے۔ ملتان کا کھنڈ گھر جہاں پر ہمارے ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں وہاں پر چمڑے کا کاروبار ہوتا تھا یہ بھی اپنے چمڑے' قربانی کی کھالیں ان کو فروخت کرتے تھے۔ ان سب کو باہر نکال کر ملتان کے proper industrial area میں لے جا رہے ہیں تا کہ ملتان شہر کو بھی ہم صاف کریں۔ رحیم یار خان میں بھی نیا industrial area بنایا جا رہا ہے۔ سیالکوٹ میں تین سو ٹینریز کو حکومت پنجاب نے پچھلے ہفتے پیسا دیا ہے۔ ہم وہاں پر نیا انڈسٹریل ایریا بنا رہے ہیں تمام ٹینریز کو بھی باہر move کریں گے۔ دوسری انڈسٹری جو کہ pollution create کرتی ہے ان کو باہر move کیا جائے گا تا کہ انڈسٹری proper industrial area میں آ جائے۔ شہریوں کو سہولت بہم پہنچانا ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ شہری یعنی people come first آپ جتنی commercial industrial activity کر لیں۔ People come first. ہم نے اپنے عوام کو بچانا ہے ان کی صحت کا خیال رکھنا ہے۔ ان اقدامات کا سہرا چودھری پرویز الٰہی کے سر جاتا ہے کہ جنہوں نے یہ سارے اقدامات کئے ہیں۔

اس کے علاوہ clean drinking water کی بات ہے۔ یہ ایک مسئلہ پورے پنجاب کا ہے۔ air pollution تو بڑے شہروں کا مسئلہ ہے جہاں تک صاف پینے کے پانی کا مسئلہ ہے یہ پوری دنیا میں 3 فیصد ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ فیصل آباد رحیم یار خان بہاولپور اور اس کے بعد لودھراں میں بہت سارے علاقے ہیں جہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ وہاں پر پانی کھارا ہے جسے آپ پی ہی نہیں سکتے۔ اس وقت پچھلے سال سے حکومت نے پینے کے پانی کے لئے جو سکیمیں ایوب خان کے زمانے سے بند پڑی تھیں۔ ان کو ہم نے revive کیا ہے۔ اس

مقصد کے لئے ہم نے 3۔بلین روپے مختص کئے ہیں تا کہ یہ سکیمیں چل پڑیں۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان اور اب ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح آپ نیسلے کی بوتل پیتے ہیں اس طرح کا refined اور purified filter water آپ کے گھروں میں مہیا کیا جائے۔یہ تجربہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے۔ سیالکوٹ کے ناظم نے ہر یونین کونسل میں ایک filteration plant لگایا ہے۔یہ وہی فلٹر ہے جو آپ لوگوں نے دس بارہ ہزار میں اپنے گھروں میں لگایا ہے۔ So Safe کا'یا ایک دو اور کمپنیاں بھی ہیں۔ وہاں ایک بڑا پلانٹ لگا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی وزیر موصوف اپنی بات ختم کر لیں اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مجھے دے دیں۔ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ سیالکوٹ کا نام آیا ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو موقع دوں گا۔آپ اپنی تقریر میں بات کر لیں۔تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب والا! سیالکوٹ کے ناظم کو یہ کریڈیٹ جاتا ہے کہ انہوں نے lead لی ہے۔ سیالکوٹ چیمبر آف کامرس واحد چیمبر آف کامرس ہے جو اپنا نیا انٹرنیشنل ایئر پورٹ خود بنا رہا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے یہ تجربہ کیا ہے اور اب یہ تجربہ ہم پورے پاکستان میں پھیلاؤں گا کہ ہر یونین کونسل لیول پر ایک پلانٹ لگایا جائے لوگ آئیں دس یا بیس لیٹر والا کین بھر کر لے جائیں۔ہم چاہتے ہیں کہ قوم filtered water پیئے اور واسا کا پانی آپ نہانے دھونے کے لئے استعمال کریں۔ آپ دیکھیں امیر آدمی بوتل والا پانی پیتا ہے۔آپ بھی دس لٹر کا بیس لٹر کا کین لے جائیں گے اور اپنے گھروں میں صاف پانی پیئیں گے۔ انشاء اللہ ایسا ہو گا اور یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے اور 2007 میں جب الیکشن ہو گا' رانا صاحب اس سے پہلے نہیں ہو گا۔(قہقہے)

اس وقت تک انشاء اللہ ہم آپ کو کر کے دکھائیں گے اور پینے کا صاف پانی انشاء اللہ آپ کو مہیا ہو گا۔
اس کے علاوہ third issue clean environment کا ہے یعنی ہمارے ارد گرد کا ماحول۔
آپ دیکھیں شہروں کے اندر cottage industry لگی ہوئی ہے۔ ہر cottage industry کچھ نہ کچھ pollution پیدا کرتی ہے۔ جیسے کہ لانڈری کی دکان ہے' فرنیچر کی دکان ہے' پرنٹنگ پریس ہے' قالین دھونے کے کارخانے' ان میں جو ملا جلا کیمیکل استعمال ہوتا ہے یہ بھی pollution پیدا کرتا ہے۔ یہ ملا جلا کیمیکل ہمارے سیوریج کے اندر آ رہا ہے کیونکہ اس کے disposal کا انتظام ہی نہیں ہے۔ اس وقت بڑی انڈسٹری اور چھوٹی انڈسٹری دونوں میونسپلٹی کے drains کو استعمال کر رہی ہیں۔ لاہور شہر کے باہر راوی میں سات جگہ پر سیوریج کا پانی پھینکا جاتا ہے اور آٹھواں پوائنٹ وہ ہے جو ہڈیارہ ڈرین انڈیا سے چلا آ رہا ہے اور ستو کتلہ میں وہ drain جا کر گرتا ہے۔ اس کے علاوہ ستو کتلہ میں کوٹ لکھپت کا' ڈیفنس کا' گلبرگ کا پانی بھی جاتا ہے۔ ہمارے دریا contaminate ہو گئے ہیں اور راوی بہت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ کا پانی چناب میں جاتا ہے' فیصل آباد کا آدھا پانی چناب میں جاتا ہے اور اس کے علاوہ ملتان کا پانی چناب میں جاتا ہے۔ ہمارا یہ گندہ پانی جب دور دراز کے علاقوں میں جاتا ہے تو شہری یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی مصیبت ٹال دی۔ مگر ان کو پتا نہیں کہ food chain کے ذریعے' خوراک کے ذریعے دودھ مرغی گوشت پھل سبزی چارہ وغیرہ جب شہروں کی طرف آتا ہے تو food chain کے ذریعے اس کے مضر اثرات انسانوں میں دوبارہ داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے حکومت پنجاب نے اور حکومت پاکستان نے یہ پلان بنایا ہے کہ common affluent treatment plant لگایا جائے گا۔ ایک فیصل آباد میں کھرڑیانوالہ کی جگہ پر لگانے کا پروگرام ہے کیونکہ وہاں پر زیادہ انڈسٹری لگی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ملتان میں' ایک لاہور میں اور ایک سیالکوٹ میں لگانے کا پروگرام ہے۔ اس کے علاوہ ابھی پچھلے ہفتے میں نے ایک سیمینار کروایا تھا اس میں ہم نے treatment plant بنانے والے لوگوں کو بلایا تھا صنعت کاروں کو بھی بلایا تھا کہ بیٹھ کر وہ اپنے اپنے treatment plant لگائیں۔ شیخوپورہ میں بہت بڑا مسئلہ ہے اتنی زیادہ انڈسٹری ہے اور ہم چاہ رہے ہیں کہ وہاں پر بھی ایک common affluent treatment plant لگے۔ مگر ہماری یہ کوشش ہے کہ

انڈسٹری اپنا in house treatment plant لگائے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب! کہاں سے لگے گا؟ کتنے میں لگے گا؟ تو ہم نے سب کو اکٹھا کیا۔ ہم نے کہا بیٹھے ہیں یہ manufacturer ان سے بات کر لو۔ کس cost پر لگے گا' کیا ہوگا؟ ہم نے بینک والوں کو بلایا کہ آپ finance کریں۔ بینک اس وقت 60۔ ارب روپیہ گاڑیوں کی خریداری کے لئے دے رہے ہیں۔ بینکوں کی طرف سے easy car finance loan کی وجہ سے سڑکوں پر یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ اب ہم ان سے چاہ رہے ہیں کہ کم از کم 10/15 ارب روپیہ تو دے دو تاکہ ہم انہیں سی-این-جی پر convert کریں' پانی کو صاف کریں۔ بینکوں کے involve ہونے سے آپ دیکھیں گے کہ 2007 سے پہلے پہلے یہ کام آپ کو کر کے دکھائیں گے۔

جناب والا! ماحول کی بات ہو رہی ہے تو ہمارے دور دراز علاقوں میں' میں ساؤتھ پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں' کل بھی بات ہو رہی تھی' آج میں پھر کہوں گا کہ اب بھی ملک کی اکانومی ٹیکسٹائل ایکسپورٹ پر چل رہی ہے اور یہ کاٹن ساؤتھ پنجاب produce کرتا ہے۔ ساؤتھ پنجاب صرف کاٹن produce نہیں کر رہا بلکہ یہ کاٹن اگانے کی ایک بھاری قیمت ادا کر رہا ہے۔ دنیا میں امریکہ اور باقی ممالک نے اب کاٹن اگانا چھوڑ دیا ہے کیونکہ Cotton is be considered as a highly polluted crop. اس میں کیمیکل کا سپرے اور فرٹیلائزر کا استعمال ہے اور پھر ڈائنگ اور پرنٹنگ میں کیمیکل استعمال ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، اب یہ ختم کرنے والے ہیں۔ پانچ منٹ کے بعد آپ اپنی بات کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اب یہ ارد گرد کے ماحول سے امریکہ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے تقریباً تمام مسائل کا ذکر کر کے یعنی کھوتوں کی لد سے لے کر انڈسٹریل یونٹس تک تمام مسائل کو حل کرنے کا مژدہ سنا دیا ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ 2007 تک ان کی وزارت ماحولیات کی budget allocation کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اس کا جواب wind up میں دیں گے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! وزارت ماحولیات کو اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ میں بتاتا چلوں کہ 1983 میں پہلا قانون بنا' اس کے بعد 1997 میں دوسرا قانون بنا۔ اس وقت پنجاب کے اندر ایجوکیشن یا کسی بھی محکمے کا ٹربیونل یا جج نہیں ہے۔ محکمہ ماحولیات کا اپنا ٹربیونل اور اپنا ہائیکورٹ کا جج بیٹھا ہے۔ یہ چھوٹا سا محکمہ تھا لیکن ہم اس کی آہستہ آہستہ capacity build کر رہے ہیں۔ devolution plan کے تحت یہ devolve ہو گیا۔ سٹاف ناظمین کے پاس چلا گیا کیونکہ یہ مسائل ناظمین سے باہر تو نہیں ہیں اور وہ ان مسائل کو look after کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر محکمہ ماحولیات devolve ہو گیا ہے تو یہ پھر یہاں پر کیا کر رہے ہیں؛ یہ باتیں کر رہے ہیں |*********************|

MR DEPUTY SPEAKER: Expunged from the record

رانا صاحب! دیکھیں' آخر ان کے پاس ہے تو اس کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کو کیا پریشانی ہے؟ وہ سب کچھ کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے budget allocation پوچھی ہے تو وہ کہتے ہیں محکمہ devolve ہو کر نیچے ڈسٹرکٹ ناظمین کے پاس چلا گیا ہے۔ اگر ڈسٹرکٹ ناظمین کے پاس چلا گیا ہے تو یہ بھی وہاں پر جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! ان کے پاس بہت کچھ ہے۔ آپ ان کو بولنے تو دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، بہت کچھ ہے تو بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ کی باری آئے تو اس وقت یہ points raise کریں۔ وہ wind up میں ان کا جواب دیں گے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، میں رانا صاحب کا بہت شکر گزار ہوں انہوں نے relevant بات کی۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چوہان صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! جس طرح ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے یہ کہا کہ ان کے پاس بجٹ کدھر ہے کہ جس کی بنیاد پر یہ اتنے بڑے دعوے کر رہے ہیں تو مجھے وہ بھی ایک حقیقی لطیفہ یاد آ رہا ہے اور یہ حقیقی ہے فرضی نہیں ہے۔ [*******************]

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن اس وقت اس بات کا ماحولیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ماحولیات پر بات کریں۔ مخدوم صاحب! آپ بات کریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! معزز ممبر نے irrelevant بات کی ہے لہذا اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو irrelevant بات ہے وہ سب حذف کی جاتی ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، یہی ہمارے بھائی کمروں میں بیٹھ کر ماحولیات کی بات کرتے ہیں' شکایتیں کرتے ہیں اور اگر آج بولنے کا موقع آیا ہے تو انہیں سننا گوارہ نہیں۔ رانا صاحب نے جو سوال پوچھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب do not mention anybody. آپ continue کریں۔ آپ اپنے محکمے کے بارے میں بات کریں۔ آپ سوالات کا جواب مت دیں۔ آپ اپنی speech کو wind up کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ واقعی تھوڑا ہے۔ ہم اس کی capacity building بنا کر اس کو expand کر رہے ہیں اور میں یہ بتاتا چلوں کہ کام ہر لائن ڈیپارٹمنٹ نے کرنا ہے۔ environment انڈسٹری کو، ٹرانسپورٹ کو، فوڈ کو، ایگریکلچر کو اور لوکل گورنمنٹ کو monitor کرتا ہے۔ سب کو ہم نے regulate اور push کرنا ہوتا ہے اور نیشنل پالیسی پر عمل درآمد کروانا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ پالیسی review ہو رہی ہے اور آئندہ دس سال کے لئے نئی پالیسی بنائی جا رہی ہے جس پر عملدرآمد ہوگا۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ تھوڑا سہی لیکن expand ہو رہا ہے۔ ہر لائن پر ڈیپارٹمنٹ کو کام کرنا پڑے گا۔انڈسٹری اور ٹرانسپورٹ سب کو فنڈز دیئے جائیں گے ہم نے انہیں regulate کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ E.P.A بھی ہے یعنی Environment Protection Agency ہے۔ چاروں صوبوں میں فیڈرل ایجنسی ہے جس کو E. P.A کہا جاتا ہے۔ امریکہ میں بھی E.P.A ہے اور E.P.A اتنی strong ہوتی ہے کہ F.B.I کے بعد لوگ E.P.A سے ڈرتے ہیں۔ تو انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ہماری capacity building ہے اور اس میں جو فنڈز مختص ہوں گے ہم یہ سارے کام کرکے آپ کو دکھائیں گے۔

جناب والا! میں ساؤتھ پنجاب کی environment کی بات کر رہا تھا۔ Cotton is being considered as highly pollutant crop. بہت سارے ممالک اس سے ہٹ رہے ہیں اور یہ چائنا، انڈیا اور پاکستان cotton grow کریں گے اور cotton products بنائیں گے۔ میں ساؤتھ پنجاب کی بات کر رہا تھا کہ South Punjab is paying heavy price for growing cotton. وہاں پر pesticide کی لاکھوں بوتلیں بکتی ہیں اور استعمال ہونے کے بعد پھینک دی جاتی ہے جو ماحول کو زہر آلودہ کرتی ہیں۔ اسی طرح پنجاب کے اندر جو کیمیکل امپورٹ ہوتا ہے وہ فیصل آباد جاتا ہے، لاہور جاتا ہے اور اس کے علاوہ جہاں بھی جاتا ہے ہم اس چیز پر غور کر رہے ہیں کہ ان کیمیکلز کو مانیٹر کریں اور کیمیکلز بیچنے والے خالی ڈرم واپس لیں تاکہ صحیح طریقے سے انہیں dispose of کیا جائے۔ اس کے علاوہ بہت ساری اور چیزیں جیسے میکڈونلڈ جو برگر دے رہا ہے وہ poly styrane میں دیتا ہے، نیسلے کا دہی کا ڈبہ بہت اچھا ہے سب لوگ دہی پسند کرتے ہیں لیکن جب وہ استعمال کرنے کے بعد پھینکا جاتا ہے تو یہ میٹریل

bio-degradable نہیں ہے یعنی یہ زمین میں بھی دفنانے سے گلتا نہیں ہے۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ پلاسٹک، پلاسٹک کی خالی بوتلیں، پلاسٹک کے خالی ڈرم جن میں کیمیکل امپورٹ ہوتا ہے۔ اس کو ری سائیکلنگ کرنے کے لئے تاجر سامنے آئیں جو ان کو اٹھائیں اور ہم اس کو re-cycle کریں۔ امریکہ یا ترقی یافتہ ممالک ہم سے سو گنا زیادہ پلاسٹک کا استعمال کرتے ہیں لیکن وہاں پر یہ ساری چیزیں re-cycle ہو جاتی ہیں تو وہاں پر گند اور کچرا کم ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ نظام نہیں ہے۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ اس چیز کو مانیٹر کر کے کنٹرول کریں تاکہ ماحول کو صاف کیا جا سکے۔ اس وقت لاہور شہر میں پانی کی اوپر کی سطح خراب ہو چکی ہے۔ اب واسا تین سو کی بجائے پانچ سو فٹ گہرائی سے پانی لے رہا ہے۔ میرے ضلع رحیم یار خان میں زرعی ادویات، کھادوں کے استعمال سے اور ہر طرح کے کیمیکل کے استعمال سے جو نلکوں میں پانی آ رہا ہے اس میں arsenic پایا گیا ہے، arsenic سنکھیا کو کہتے ہیں جو آہستہ آہستہ اثر کرتا ہے۔ اس لئے ہمارا ماحول poison بڑی تیزی سے خراب ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے ان چیزوں کو کنٹرول نہ کیا، ٹرانسپورٹ کے دھویں اور شور کو کنٹرول نہ کیا، انڈسٹریل آلودگی کو کنٹرول نہ کیا، اپنے کیمیکل پر نگاہ نہ رکھی تو اس سے جو اثرات ماحول پر پڑیں گے اس کا اندازہ آپ کو بھی ہے۔

میں وزیراعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پھر یہ بات دہراؤں گا کہ انڈسٹریل پالیسی کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ ماسٹر پلان کی دھجیاں اڑائی گئیں اور صنعتکار کو یہ سہولت دی گئی کہ جاؤ جہاں مرضی وہاں انڈسٹری لگا لو۔ اس کو نا سوئی گیس ملتی تھی، نہ بجلی ملتی تھی تو اب وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انھوں نے فیصل آباد کے لوگوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ اپنے شہر کو صاف کر لو اور انڈسٹری شہر سے باہر لے جاؤ۔ فیصل آباد میں تین ہزار ایکڑ پر نیو گارمنٹس سٹی کے نام سے انڈسٹری لگ رہی ہے اور لاہور میں سندر کے نام سے انڈسٹریل ایریا باہر بنایا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت کی اولین ترجیحات ہیں کہ ہم انسانوں کو اولیت دیں۔ ہم اپنے لوگوں کو اولیت دیں۔ ہمارے ارد گرد کے ماحول میں جانور بھی ہیں، انسان بھی ہیں، پرندے بھی ہیں۔ ہم سب کا تحفظ کریں اور قدرتی ماحول کو اسی طرح maintain کریں جس طرح قدرت نے دیا تھا تب تو انسانی نسل چلتی رہے گی ورنہ اللہ تعالیٰ

نے قیامت کا تعین پتا نہیں کب کرنا ہے' انسان خود ہی قیامت لا رہا ہے۔ اس وقت وزیراعلیٰ صاحب نے پینے کے صاف پانی کے لئے پرانی سکیمیں چلائیں۔ میں ان کی موجودگی میں یہ اعلان کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں اور یہ تجربہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے کہ ہر یونین کونسل لیول پر انھوں نے فلٹریشن پلانٹ لگایا ہے اور ہم بھی سوچ رہے ہیں کہ ہر یونین کونسل پر فلٹریشن پلانٹ لگا کر پینے کا صاف پانی مہیا کریں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات، اگر یہ جھوٹ ہے تو ہم ہر یونین کونسل پر لگا کر دیں گے۔ 2007 سے پہلے لگا کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ان کی تجویز ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، میں نے پہلے کہا ہے کہ اس وقت air pollution ہے۔ یہ ٹرانسپورٹ اور انڈسٹری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انشاء اللہ 2007 سے پہلے پہلے testing سنٹر قائم ہو جائیں گے۔ آپ کے بڑے شہروں میں سی۔ این۔ جی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ سی۔ این۔ جی بسیں آ جائیں گی اور سی۔ این۔ جی سے چلنے والے رکشے شہروں میں آ جائیں گے۔ ان لوگوں کا روزگار ختم نہیں کریں گے۔ ان کو سہولت ہوگی کہ اپنے یہ رکشے چھوٹے شہروں میں لے جائیں اور ایک age limit لگائیں گے کہ اس کے بعد اس رکشے کو بالکل ختم کر دیا جائے اور نئی میکنالوجی آ جائے۔ ہمارے پاس رکشے انجن والے آتے ہیں' ان سے بات چیت ہوتی ہے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ ٹیوٹا کا ماڈل بدل گیا' سوزوکی کا ماڈل بدل گیا ہے' ہونڈا کا ماڈل بدل گیا ہے' ہیو کا بدل گیا ہے۔ اگر کوئی چیز نہیں بدلی تو رکشے کا ماڈل نہیں بدلا اور اس کی specification نہیں بدلی۔ اس کو بدلنا ہوگا۔ ہم غریبوں کے نمائندے ہیں اور غریبوں سے ووٹ لے کر آتے ہیں۔ ہم ان کو نقصان نہیں دیں گے لیکن ساتھ ساتھ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ پنجاب کے عوام کو ہم صاف پانی مہیا کریں' صاف غذا مہیا کریں' صاف ماحول مہیا کریں۔ اس کے لئے سکول و کالج کے level پر ہم نصاب میں یہ مضمون لا رہے ہیں کہ

وہاں پڑھایا جائے۔ یونیورسٹی کے لیول پر یہ پڑھایا جا رہا ہے۔ یہ کینیرڈ کالج میں پڑھایا جا رہا ہے اور لاہور کالج فار ویمن میں پڑھایا جا رہا ہے۔ بہت سارے اداروں میں یہ مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔ لوگ خود بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس میں بہت ساری این۔ جی۔ اوز بھی کام کر رہی ہیں۔ اب وفاقی حکومت بڑھ چڑھ کر اس کو اہمیت دے رہی ہے۔ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ نئی پالیسی دس سال کے لئے بن رہی ہے۔ ہماری ترجیحات میں انسان پہلے آتے ہیں۔ ہم نے انسانوں کا تحفظ کرنا ہے۔ اور ساتھ ساتھ انڈسٹری بھی لگانی ہے۔ اب جو انڈسٹریل ایریاز بن رہے ہیں تو پنجاب حکومت اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے کہ انڈسٹریل ایریا کے دو کلومیٹر کے اندر اندر جو بھی زرعی زمین ہے اس کو کسی رہائشی مقصد کے لئے یا کمرشل مقصد کے لئے تبدیل نہیں کیا جا سکے گا۔ جیسا کہ بند روڈ پر ہوا' بند روڈ پر ساری سٹیل انڈسٹری لگی ہوئی ہے۔ وہ سکریپ میٹل جلاتے ہیں' جب وہ جلتا ہے تو انیل کے جلنے سے کالا دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اب شادی پورہ اور بند روڈ کے مکین چیخ چلا رہے ہیں۔ جب انڈسٹری لگی تو اس وقت یہ لوگ نہیں تھے لیکن آہستہ آہستہ آبادی اس کے قریب پہنچ گئی ہے۔ وہ کالا دھواں dioxan ہے۔ اس سے کینسر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! مسائل وہی ہیں' چاہے فیصل آباد ہو' لاہور ہو یا باقی شہر ہوں۔ وہاں پر شہری علاقے اور انڈسٹریل علاقے آپس میں مل گئے ہیں۔ ہماری پچھلی حکومتیں جس میں آپ بھی شامل تھے۔ یہ ان سب کا قصور ہے۔ اس پر کسی نے توجہ نہ دی۔ اب لوگ چیخ چلا رہے ہیں۔ لہذا یہ کریڈٹ چودھری پرویز الٰہی صاحب کو جاتا ہے جنھوں نے آپ کو موقع فراہم کیا ہے کہ اپنی انڈسٹری کو باہر لے جاؤ اور اپنے لوگوں کو صاف ماحول فراہم کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔ جن صاحبان نے اس کا جواب دینا ہے یا بحث میں حصہ لینا ہے۔ وہ اپنا نام دے دے تا کہ ان کو باری باری موقع دیا جائے۔ اب میں محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ بحث میں حصہ لیں۔ جی' محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے پہلے خواتین کو بولنے کا موقع دیا۔ میں ابھی وزیر موصوف کی تقریر سن رہی تھی۔ وہ بڑی تیاری کر کے آئے تھے۔ لیکن شاید وہ بھول گئے اور انہوں نے اس قسم کی تیاری کی ہوئی تھی کہ رٹی ہوئی باتیں جو انہوں نے یاد کی ہوئی تھیں وہ ساری فلور پر بیان کر دیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے صرف لاہور اور اس کے گرد و نواح کا تو ذکر کیا لیکن بہاولپور کے جو پسماندہ علاقے ہیں ان کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ یہ ملتان سے آگے نہیں گئے۔ کیا انہوں نے صرف اپنے ان شہروں کا ہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے جو پہلے سے ہی ترقی یافتہ ہیں۔ ہمارے بہاولپور، بہاولنگر اور ضلع مظفرگڑھ، ڈی۔ جی خان کا کیا قصور ہے؟ کیا وہاں پر pollution نہیں؟ میں آپ کو حالیہ واقعہ بتاتی ہوں کہ اسلامیہ کالونی بہاولپور کے ایک حصہ میں ابھی تک گورنمنٹ کی کوئی سکیم نہیں پہنچی۔ وہاں پر پچھلے دنوں گٹر ابل آئے کیونکہ سیوریج کا سسٹم درست نہ ہے۔ اسلامیہ کالونی کی آبادی بہت زیادہ ہے، سیوریج سسٹم چونکہ خراب ہے وہاں پر پانی کی نکاسی نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو ہیپاٹائٹس ہونا شروع ہو گیا اور وہاں پر کافی سارے مریض اس بیماری میں مبتلا ہسپتال آئے، یہ ابھی پچھلے دنوں کا واقعہ ہے یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کر رہی ہوں اس بات کا وزیر ماحولیات جواب دیں کہ انہوں نے اس کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بہاولپور میں سبزی منڈی کا مسئلہ ہم نے کئی دفعہ اٹھایا ہے، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے بھی کہا لیکن آج تک سبزی منڈی کا وہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ وزیر موصوف بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم یہ کریں گے، یہ بھی کریں گے۔ نئے منصوبے تو بہت دور۔۔۔۔۔۔

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

جو پرانے لوگ پریشان حال ہیں ان کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟ سبزی منڈی بہاولپور کے عین وسط میں ہے۔ وہاں پر اگر صبح کے وقت کبھی آپ چلے جائیں تو گزرنے کا راستہ نہیں ہوتا۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں ان کو ایک اور بھی مسئلہ کے متعلق بتاؤں گی کیونکہ بہاولپور میرا علاقہ ہے اور میں وہاں کی ہر چیز کو دیکھتی ہوں اور مجھے افسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت بہت بڑے بلند بانگ دعوے تو کرتی ہے لیکن بار بار نشاندہی کرنے پر کسی چیز پر عمل نہیں کیا جاتا۔ محلہ کنجر پورہ بہاولپور میں ایک سکول ہے وہاں پر وہ سکول پہلے کارپوریشن کے ماتحت تھا اس کے بعد جس وقت یہ ضلعی حکومتیں بنیں تو پھر وہ ضلعی حکومت کے ماتحت آ گیا۔ وہ بچیوں کا سکول ہے اور ہزاروں کی تعداد میں وہاں بچیاں پڑھ رہی ہیں۔ اس کے دروازے پر ہی ایک کھلا ہوا مین گٹر ہے اور لوگ اس قدر وہاں پر گندگی پھینکتے ہیں کہ پورے محلے کا گند وہاں پر ہے۔ بہت دفعہ نشاندہی کی کہ یہ ماحول کو خراب کر رہے ہیں کیونکہ بچیوں کا سکول ہے لیکن موجودہ حکومت کے کسی بھی نمائندے کے سر پر جوں تک نہیں رینگی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہم فلاں بات کریں گے، ہم نے فلاں سکیمیں بنائی ہوئی ہیں۔ "گا" "گی" کا صیغہ تو انہوں نے ضرور رکھا ہوا ہے لیکن وزیر موصوف مجھے ایک بات بھی بتا دیں کہ ہم نے فلاں جگہ پر بہاولپور شہر میں یا کسی بھی شہر میں یہ منصوبہ مکمل کر دیا ہے تو پھر میں سمجھوں گی کہ وزیر صاحب اور یہاں کی حکومت کوئی کام کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں غیر آئینی صدر پرویز مشرف کا بہاولپور میں دورہ تھا تو پورے شہر کو خوبصورت بنا دیا لیکن گندگی کے جتنے ڈھیر تھے وہ اندرون شہر میں لگا دیئے گئے۔ جب کوئی نمائندہ، وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم دورے پر آتے ہیں تو صرف ان سڑکوں کی صفائی ہو جاتی ہے۔ یہ پسماندہ علاقے کب تک ان کی بھینٹ چڑھتے رہیں گے اور کب تک یہ پسماندگی کا شکار رہیں گے۔ میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھوں گی کہ آپ نے بہاولپور کے علاقے میں کیا کیا ہے، وہاں کے انڈسٹریل ایریا میں کیا کیا ہے؟ یہاں پر انڈسٹریاں لگا دی ہیں ٹیکنیکلی بہاولپور میں کوئی نیا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کسی کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت نہیں دوں گا۔ کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ پانچ منٹ سے زیادہ نہ بولیں کیونکہ سب نے بولنا ہے۔

Now I will call upon Dr. Waseem Akhtar Sahib!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گفتگو کے آغاز سے پہلے میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے ہاؤس ریکوزیشن کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ Pay and Pension Commission کی رپورٹ آئندہ بجٹ میں آجائے گی۔ لیکن پنجاب حکومت غریب ملازمین کے لئے کوئی سپیشل الاؤنس کا اعلان کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ماحولیات پر بحث ہو رہی ہے آپ صرف اسی پر محدود رہیں اور اس پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرواؤں گا کہ ابھی ہم دیکھ ہی رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب آکر اچھی طرح سے بیٹھے بھی نہ تھے کہ وہ چلے گئے۔ ہم چاہتے تھے کہ وہ discussion بھی سنتے اور ہم اس صوبے سے متعلقہ کچھ انتہائی اہم معاملات ان کے نوٹس میں لانا چاہتے تھے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ آج تقریباً آٹھ ماہ بعد ہاؤس میں آئے ہیں اور ابھی وہ ٹھیک طرح سے بیٹھے بھی نہیں تھے کہ وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ وہ صرف یہ چیک کرنے کے لئے آئے تھے کہ جو انہوں نے ان کی سرزنش کی ہے کہ آپ لوگ کورم پورا نہیں کرتے اور جنرل پرویز مشرف کو پتا چل گیا ہے کہ آپ لوگ کورم پورا نہیں کرتے اس لئے انسان بن جاؤ، کورم پورا کرو ورنہ تمہارا حال ٹھیک نہیں ہوگا۔ وہ صرف چیک کرنے کے لئے آئے لیکن کورم تو پورا تھا جس پر ہم تو ان کو مبارک باد دینا چاہتے ہیں لیکن وہ مبارک باد لینے کے لئے بھی نہیں بیٹھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز کا ٹائم ہے اس لئے وہ گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہے کہ وہ نماز پڑھ کر واپس ہاؤس میں آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ کہیں تو فی الحال نماز کا وقفہ کر دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نماز پڑھ کر واپس ہاؤس میں آ جائیں تو ہم صرف صوبے سے متعلقہ اور عوام سے متعلقہ جو انتہائی اہمیت کے حامل معاملات ہیں' ان پر بات کریں گے۔ ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مذاق میں نہ لیا جائے۔ رانا صاحب! اگر حقیقتاً آپ کو صوبے کے عوام کے ساتھ دلچسپی ہے اور ان کے مسائل کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں تو آئیں نماز سے پہلے میں اور آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے دو منٹ بات کر لیتے ہیں لیکن اس کو مذاق میں نہ لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں' ان کے کمرے میں ٹی وی لگا ہوا ہے۔ آپ جو فرمائیں گے وہ سن بھی رہے ہوں گے۔ لیکن اس طرح نہیں کہ نماز پڑھ کر واپس آ جائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے متعلقہ جو بات ہے آپ بتائیں' تمام وزراء کی ٹیم یہاں پر موجود ہے ہر محکمے سے متعلقہ وزیر یہاں پر موجود ہے۔ جو بھی حکومت کے نوٹس میں لانے والی بات ہو گی' وزراء کرام حکومت کے نوٹس میں لائیں گے۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نماز پڑھ کر واپس آئیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب نے ابھی یہ فرمایا کہ گزشتہ آٹھ ماہ سے نہیں آئے۔ ابھی گزشتہ اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب اس معزز ایوان میں تشریف لائے تھے اور آج تو اجلاس کو شروع ہونے دوسرا تیسرا دن ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور تشریف لائیں گے وہ اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اسکو اتنا اجاگر کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شاید وزیر قانون نے اس بات کو برا منایا ہے۔ اس ہاؤس کی یہ روایات رہی ہیں کہ صوبے کا چیف ایگزیکٹو جو کہ قائد ایوان بھی ہوتا ہے جب امن و امان پر بحث ہو تو وہ موجود ہوتے ہیں۔ Call Attention Notice کا جواب وہ

خود دیتے ہیں۔ اب آپ نے آہستہ آہستہ ان تمام چیزوں کو ختم کر دیا ہے۔ اب لاء اینڈ آرڈر پر جب بحث ہوتی ہے تو چیف ایگزیکٹیو تو کیا یہاں پر آئی۔جی اور ہوم سیکرٹری تک موجود نہیں ہوتے اور پچھلے اجلاسوں میں یہ بات پوائنٹ آؤٹ ہوتی رہی اس کے باوجود وہ موجود نہیں ہوتے تھے۔ Call Attention Notice کے حوالے سے جب میں یہ کہوں گا کہ جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے تو اس وقت سے میرے خیال میں ایک Call Attention Notice کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب نے نہیں دیا۔ جب تک قائد ایوان اس ہاؤس میں آئیں گے نہیں، بیٹھیں گے نہیں، وہ دلچسپی نہیں لیں گے تو پھر اس ہاؤس کی sovereignty اور اس ایوان کا وقار بحال نہیں ہو گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان معاملات میں اپنے آپ کو اس حد تک محدود نہ رکھیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ تین دن سے وزیر اعلیٰ بھی |*********| رہا ہے، وزیر اعظم بھی |*********| رہا ہے، جلسوں سے خطاب کر رہا ہے مہنگائی کنٹرول کرو، مہنگائی کنٹرول کرو، مہنگائی کنٹرول کرو۔ سڑک کا افتتاح کر رہا ہے تو کہتا ہے کہ مہنگائی کنٹرول کرو۔ کیا مہنگائی دو تین دن سے ہوئی ہے۔ صرف بات یہ ہے کہ وردی والے نے کہا کہ مہنگائی کنٹرول کرو تو یہ سارے مہنگائی کے پیچھے |***********| پڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: الفاظ |****| کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب بات وہاں سے ہو گی تو یہ وہ کام کریں گے۔ اگر وہاں سے کورم کی نشاندہی ہو گی تو تب یہ ہاؤس میں آئیں گے اور وہاں سے اگر مہنگائی کنٹرول کرنے کی بات ہو گی تو تب یہ مہنگائی کنٹرول کریں گے۔ ان ایوانوں کا اور ان حکومتوں کا کیا جواز اور وقار رہ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب از خود تشریف لے آتے ہیں ان کو کسی نے مجبور نہیں کیا وہ آتے ہیں اور انہوں نے کارروائی دیکھی ہے اس وقت وہ اپنے چیمبر

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں موجود ہیں۔ اگر دوبارہ کہیں تو ان کو کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اگر وہ کسی ضروری فون کے لئے یا نماز کے لئے گئے ہیں تو ان کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ آنا چاہیں گے تو ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے کیونکہ وہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیشہ اپوزیشن کے ساتھ اچھے مراسم رکھے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسی ماحول میں یہ جاری رہے۔ قائد حزب اختلاف بھی موجود نہیں ہیں حالانکہ ان کو بھی یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ قائد ایوان یہاں پر تشریف لائے ہیں اس کے برعکس کل سے میں دیکھ رہا ہوں کہ قائد حزب اختلاف بھی موجود نہیں ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر کوئی آنا چاہے تو خوش آمدید اور اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ رہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دلچسپی نہیں رکھتے ۔ میں قائد حزب اختلاف یا قائد ایوان میں سے کسی ایک کی بات نہیں کر رہا وہ دونوں معزز حضرات ہیں اور آپ بھی معزز رکن ہیں۔ آپ کی خواہش ضرور ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر ممبر کی خواہش ہوتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب آ کر بیٹھیں اس طرح کم از کم ایسے مسائل جو فوری حل طلب ہوتے ہیں وہ ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہو اور شاید وہ تشریف لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے اگر وزیر اعلیٰ صاحب آ کر بیٹھتے ہیں اس سے کئی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اب چونکہ نماز کا وقت ہو گیا ہے لہذا میں ہاؤس کو آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 2 بج کر 4 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ مخدوم صاحب کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور ان کو بالکل نوزائیدہ منسٹری دی گئی ہے۔ چلیں! یہ بھی اچھا ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر کے اندر بہت سارے avenues identify کئے ہیں اور حوالے بھی دیئے ہیں کہ یہاں پر یہ کچھ ہونا چاہیے لیکن یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ اتنے سارے کام چند دنوں سے ہو جائیں گے وہ ممکن نہیں ہے۔ اس میں پہلی تجویز

ہے کہ یہ جو ماحولیات کا معاملہ ہے یہ بہت ہی multi dimensional ہے اور اس حوالے سے بہت گھمبیر معاملات چل رہے ہیں۔ ان کو redress کرنے کی ضرورت ہے۔ famous sign ہے کہ healthy body keeps a healthymind لیکن ہمارے ملک میں ہر طرح کی pollution ہے اور اس حوالے سے کسی بھی سطح پر کوئی چیک محسوس نہیں کرتے۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ بہت لمبے لمبے منصوبے بنانے کی بجائے چند sectors کو identify کیا جائے اور اس حوالے سے موثر معاملات کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر آپ اس ہاؤس کے اندر بھی دیکھیں کہ اگر شو ہو تو ہاؤس کی کار کردگی بطریق احسن نہیں چل پاتی اور disturb ہوتی ہے۔ آپ ہارن کو ہی لے لیں ہمارے ملک کے اندر اس کا بے بہا استعمال ہوتا ہے حالانکہ ترقی یافتہ ممالک میں تو صورت حال یہ ہے کہ اگر سڑک پر کوئی کسی گاڑی کو ہارن دیتا ہے تو وہ اس کو ایک گالی سمجھتے ہیں اور اس پر لڑنے کو پڑتے ہیں لیکن یہاں ہماری صورتحال یہ ہے کہ دل کے مریضوں کے ہسپتال کے ساتھ سڑک گزر رہی ہے اور وہاں بے دریغ ہارن کا استعمال ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں قانون سازی کی ضرورت ہے وہاں عوام کے اندر بھی ایک سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر اسی طرح ہم لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو بھی دیکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے اپنے مقاصد کے لئے مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگائی ہے اور کہا کہ وہاں سے صرف اذان کی آواز آ سکے گی۔ آپ دوسری طرف دیکھیں کہ جب شادی بیاہ کے معاملات ہوتے ہیں تو محلوں کے اندر ساری ساری رات اونچی آواز میں ڈیک چلتے ہیں لیکن ان کو کوئی سوچ نہیں ہوتی کہ کسی ہمسائے کے اندر فوتیدگی ہے، سوگ کا معاملہ ہے یا کوئی بیمار ہے اور اسے تکلیف ہو گی۔ یہ سلسلہ چلتا ہے لیکن اس کے چیک کا کوئی سلسلہ موجود نہیں ہے۔ پھر اسی طرح وڈیو شاپس کو بھی پوری آزادی ہے کہ وہ اس فحاشی کو پھیلائیں اور یہ سارا سلسلہ اونچی آواز میں چلتا ہے جس سے شرفا disturb ہوتے ہیں۔

جناب والا! میں main focus زرعی ادویات کے حوالے سے کروں گا۔ میں نے زراعت پر بحث کے دوران بھی اس بات کا ذکر کیا تھا کہ میں بطور ڈاکٹر سوچ سمجھ کر یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر ادویات کا جو بے بہا استعمال ہے بالخصوص کاٹن، فروٹس اور سبزیوں پر اس کا کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں 80 فیصد زرعی

ادویات دو طریقوں سے pollution پھیلاتی ہیں اور نقصان دہ ہوتی ہیں---

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز موبائل بند کر دیں یا لابی میں جا کر سنیں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ایک تو یہ کہ وہ سبزی اور فروٹ کے اندر interior میں جا کر fix ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ بے شک سبزی کو چار گھنٹے بھی ابالیں وہ اس سے disassociate نہیں ہوتے تاوقتیکہ وہ معدے کے اندر پہنچیں اور وہاں کیمیکل reaction ہوتا ہے جس کے نتیجے میں disassociation ہوتی ہے اور پھر اس کی مقدار باڈی کے اندر چلی جاتی ہے اور نقصان برپا کرتی ہیں۔ جب سپرے ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی کہ سپرے کرنے والے نے کوئی ہیلمٹ یا ماسک پہنا ہو بلکہ وہ کھلے عام سپرے کر رہے ہوتے ہیں----

جناب سپیکر: پلیز! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس کے اندر جو fumes ہوتے ہیں اس کے نتیجے میں بیماری پیدا ہوتی ہیں جیسے آج کل آپ دیکھ رہے ہیں کہ کینسر کی بیماری مسلسل پھیل رہی ہے۔ پھر اس حوالے سے impotence create ہوتی ہے' kidney failure کے کیسز ہیں پھر اس حوالے سے مختلف alergies develop ہو رہی ہیں پھر respiratory track infection کی بیماریاں اس کے علاوہ ہیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں فیکٹریز ہیں ' جننگ فیکٹریاں ہیں' سرامکس فیکٹریاں اور سیمنٹ کی فیکٹریاں ہیں وہاں پر چمنیوں سے جو باریک باریک ریشہ نکلتا ہے' particle نکلتا ہے اس سے الرجی اور سانس کی بیماریاں develop ہوتی ہیں۔ ان چیزوں کو چیک کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے۔ محکمے کو اس پر کچھ سوچنا چاہیے۔ پہلے زراعت کی بحث کے دوران بھی یہ بات سامنے آئی تھی لیکن اس وقت اس کو ignore کر دیا گیا جیسے اس کی کوئی value نہیں ہے۔ چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ دو تین چیزیں ہیں اس پر اس حوالے سے focus کریں اور pesticides کے استعمال کو limit کیا جائے۔ industrial waste کی disposal کے لئے اس کی treatment کے لئے مخصوص انتظامات

کئے جائیں اور پینے کا جو پانی ہے جس طرح انہوں نے خود فرمایا ہے کہ دنیا میں صاف پانی صرف 3 فیصد ہے۔ ہمارے ہاں بھی صورت حال کچھ ایسی ہے۔ بہاولپور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے لیکن وہاں پر صورت حال یہ ہے کہ 80 فیصد بہاولپور کے علاقے میں شہر زیر زمین پانی کھارا ہے اور آپ وہاں پر آ جائیں اور دیکھیں کہ بہاولپور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر اس سلسلے میں کاروبار چل رہا ہے کہ جہاں پر زیر زمین پانی میٹھا ہے وہاں سے پانی کینوں کے اندر لاکر محلوں کے اندر آ کر آوازیں لگاتے ہیں اور پانچ روپے سے لے کر بیس روپے تک وہ پانی کے کین فروخت کرتے ہیں۔ یہاں بڑی بات کی جاتی ہے کہ ہم یہ خرچ کر رہے ہیں وہ خرچ کر رہے ہیں لیکن یہ جو بنیادی معاملہ ہے اس کو میں سمجھتا ہوں کہ حل کرنے کی ضرورت ہے اور وزیر موصوف اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جاوید اکرم صاحب۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رانا مشہود احمد خان صاحب۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

آوازیں، وہ بات کر چکی ہیں۔

جناب سپیکر، وہ بات کر چکی ہیں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں یاور زمان صاحب۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ نشاط افزا صاحبہ!

محترمہ نشاط افزاء، بسم اللہ الرحمان الرحیم o جناب سپیکر! یہ آج کا بڑا touchy point ہے جس کے لئے آپ نے بولنے کا موقع دیا ہے وہ ہے ماحولیات۔ ماحولیات کا مقصد ہے کہ گندگی' کس قسم کی گندگی ذہنوں کی گندگی' انسانوں کی گندگی یا ویسے شہروں میں گندگی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس ملک کو بنے ہوئے 57 سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک ہم۔۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

محترمہ نشاط افزاء، ابھی تک ہم اس ماحول میں اپنے لوگوں کے لئے اپنے غریب عوام کے لئے ایک قطرہ صاف پانی بھی مہیا نہیں کر سکے۔ جو گندگی کا سب سے بڑا سبب بن رہا ہے۔ آپ دیہاتوں میں جائیں' چولستان میں جائیں یا کسی بھی پسماندہ علاقے میں جائیں یہاں تک کہ کراچی جو کہ روشنیوں کا شہر ہے وہاں بھی لوگ دریا اور سمندر کے کنارے پیاسے بیٹھے

ہوتے ہیں اور وہاں پر بھی گٹروں کا پانی مل کر ان لوگوں کو پینے کے لئے مل رہا ہے۔ اس چیز نے ہمارے ملک میں ایک وبائی صورت حال اختیار کر لی ہے۔ آپ دیکھیں ٹی۔بی جیسا مہلک مرض سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے کیونکہ لوگوں کو کوئی چیز بھی خالص نہیں مل رہی۔ پینے کا پانی نہیں' کھانے کی اشیاء نہیں ہر چیز میں وہی گندگی وہی ملاوٹ وہی ماحول اور وہی سب کچھ۔ یہاں تک کہ یہاں بڑے بڑے شہروں کے ارد گرد جس شہر کی طرف بھی آپ دیکھیں گنجان آباد جو علاقے ہیں وہاں سے گندے نالے' گٹر ابلتے ہوئے درمیان میں سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ جو کہ ہواؤں کو' فضاؤں کو آلودہ کر رہے ہیں اور ان کی بد ترین صورت حال ہے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں اور ہمارے وزراء صاحبان یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اخباروں میں 'ٹی وی پر اشتہارات آتے ہیں کہ ترقیاتی کام ہو رہے ہیں لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ آپ اپنے ملک کے کسی کونے میں چلے جائیں۔ مجھے تو ان اڑھائی سالوں میں یہ جو بلند بانگ دعوے کرتے چلے آ رہے ہیں کہ ہماری اتنی صفائی ہے عملی طور پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری گزارش ہو گی کہ وہ اپنی گاڑیوں کے جلو میں نہ جائیں' آگے پیچھے پم پم کرتی ہوٹر والی گاڑیوں میں نہ جائیں۔ کمبل اوڑھیں اور کسی چھوٹی سوزوکی گاڑی میں بیٹھیں پھر ملک کی گندگی کو دیکھیں کہ صوبے کا کیا حال ہے؟ جگہ جگہ گٹر ابل رہے ہیں۔ کوڑے کرکٹ کے ہر طرف ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ ہاں! صاف ماحول بھی ہے چیف منسٹر کے ارد گرد اور ان کی اپنی کالونی میں ہے۔ ہمارے وزیروں اور سیکرٹریوں کی جو فوج بیٹھی ہوئی ہے ان کے ارد گرد بھی ماحول ٹھیک ہے۔ غریبوں کے لئے اتنی گھٹن اور اتنی تاریکی ہے کہ وہ صاف ہوا میں سانس تک نہیں لے سکتے۔ یہ حالات ہو گئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہے۔ بچے بیمار پڑے ہوئے ہیں کسی کا کچھ پتا نہیں۔ پولیو کی مہم آپ نے شروع کی ہوئی تھی وہ بھی اسی گندگی اور اس گندے ماحول کی نذر ہو گئی ہے اور ابھی تک ہم اس کا سد باب نہیں کر سکے۔ ٹی۔بی کا جو مرض پہلے سے بھی زیادہ ratio سے بڑھ گیا ہے۔ روزانہ اخباریں بھری ہوتی ہیں۔ یہ مرض کیوں پھیل رہا ہے؟ صرف اور صرف ہماری گندگی کی وجہ سے کہ ہم اپنے ماحول کو بہتر نہیں بنا سکے۔ میونسپلٹی کے خاکروب اور جتنے سینٹری

ورکرز ہیں وہ سارے وزراء امراء کے گھروں میں پرائیویٹ کام کرتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ جس سے پوچھتے ہیں کہ ہماری سڑکیں کیوں صاف نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ ہم تو فلاں منسٹر کی کوٹھی پر ہیں۔ باخدا میں آپ کو یہ ایمانداری سے عرض کر رہی ہوں۔ اپنے خون میں ڈبو کر ہم اپنی انگلیاں دکھاتے ہیں مگر یہاں کوئی شنوائی نہیں' کوئی بہتری کا ماحول نہیں۔ صرف آپ کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں یہ سب کچھ اخباروں میں اور ٹی وی پر ہوتا ہے اعلانات ہوتے ہیں۔ اشتہارت آتے ہیں لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ ورنہ ہمارے ملک کے حالات اتنے ابتر ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم کباڑ خانے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ نشاط افزاء، ٹھیک ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے ان وزراء کو تنبیہہ کی جائے کہ آپ ہمیں یہاں مباحثے کے لئے وقت دیتے ہیں۔ بولتے ہیں' ہم آپ کا بھی time waste کرتے ہیں اور اپنا بھی سر کھپاتے ہیں۔ مگر اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اس بحث کا رزلٹ کیا ہوتا ہے؟ یا تو ان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ جو شکایات ہم یہاں کر رہے ہیں اس کا کوئی سد باب کیا گیا۔ کیا یہ گٹر ٹھیک ہوئے نالے بند ہونے کیا یہ کوڑا کرکٹ ختم ہوا؟ آپ کسی سڑک پر چلے جائیں باخدا سوائے اس علاقے کے جو ان لوگوں سے منسلک ہے کہیں بھی آپ کو صفائی نظر نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ صبا صادق (تشریف نہیں رکھتیں)۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں تھوڑا سا لیٹ ہو گیا ہوں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے وقت دے دیں۔

جناب سپیکر، چلیں میں آپ کو دوبارہ موقع دوں گا۔ جناب محمد وقاص!

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمان الرحیم ○ جناب سپیکر! اس وقت اگر اپنے اس خطے کو

دیکھا جائے اور خاص طور پر اپنے پانچ دریاؤں کی سرزمین پنجاب کو تو ہمارے سامنے ایک خوبصورت تصویر آتی ہے۔ اس کی بہت خوبصورت تاریخ ہے۔ صحت مند آب و ہوا کے لحاظ سے اور اپنے موسم کے لحاظ سے اور اپنے دریاؤں کے لحاظ سے یہ سرزمین مشہور تھی اور تاریخ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ لیکن آج اس سر زمین کو جو سب سے بڑا threat ہے وہ environment کا ہے ماحولیات کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے ٹھیک indicate کیا اور ان areas کو بھی specify کیا کہ کہاں کہاں ہمیں مشکلات درپیش ہیں۔ فضائی آلودگی کو دیکھیں اس وقت ہمارے جو شہر ہیں ان میں ٹریفک کی وجہ سے گاڑیوں کی وجہ سے اور خاص طور پر پرانی جو ڈیزل کی گاڑیاں ہیں یا وہ گاڑیاں جیسے two stroke رکشے موٹر سائیکل ہیں جن میں آئل جلتا ہے اور جن سے گیسیں نکلتی ہیں اور دھواں نکلتا ہے اس سے تمام بڑے بڑے شہر بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبے وہ بھی متاثر ہیں اور لوگوں کے لئے صاف ستھری ہوا بھی میسر نہیں ہے۔ آواز کی pollution بھی موجود ہے۔ میں آپ کو اپنے علاقے اور اپنے حلقہ انتخاب کی بات کرتا ہوں۔ میں نے اسمبلی میں ایک سوال کیا اور اس سوال کے نتیجے میں environment کی ٹیم آئی اور انہوں نے ٹیکسلا شہر میں کچھ پیمانوں کے ذریعے آلودگی کی کیفیت دیکھی۔ جناب والا! وہاں پر جو فضائی آلودگی تھی وہ بھی خطرناک حد تک تھی اور جو آواز کی آلودگی تھی noise pollution تھی وہ بھی خطرناک حد تک cross کر چکی تھی۔ اس کے نتیجے میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو کانوں کی بیماریاں ہیں جو اعصاب کی بیماریاں ہیں یا فضائی آلودگی کے نتیجے میں جو سانس اور گلے کی بیماریاں ہیں یا جو کینسر کی بیماریاں ہیں وہ بڑی عام ہو گئی ہیں۔ فضائی اور noise pollution کے ساتھ ساتھ ان دونوں سے جو بڑا مسئلہ ہے وہ پانی کا مسئلہ ہے۔ ہمیں پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے بلکہ ہر جگہ سیوریج لائنیں۔ جناب والا! میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب باہر چلے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد وقاص: تو چلیں بہرحال ہم آپ کی موجودگی میں بات کریں گے لیکن یہ بات ریکارڈ پر رہنی چاہیے کہ انہوں نے اتنا بھی interest نہیں لیا۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب لابی میں بیٹھے points وغیرہ نوٹ کر رہے ہوں گے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں' پلیز۔

جناب محمد وقاص، یا شاید لابی میں بیٹھے سگریٹ پی رہے ہوں۔ بہر حال میں پینے کے پانی کی بات کر رہا تھا تو اس وقت ہم شہروں میں جو سیوریج دے رہے ہیں تو اس کے ساتھ بعض اوقات پانی کی لائنیں منصل ہوتی ہیں اور چونکہ عموماً ہمارا تعمیراتی کام ناقص ہوتا ہے تو سیوریج اور پانی کی لائنیں mix ہو جاتی ہیں۔ لیبارٹریز کی رپورٹس نے بارہا اس کو ثابت بھی کیا ہے کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں اور خاص طور پر ہیپاٹائٹس بی اور سی بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس بات کو بھی rightly identify کیا گیا کہ ہمارے شاپنگ بیگ اور پولی تھین کلچر نے بھی ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ یہ چیزیں ضائع بھی نہیں ہو سکتیں انہیں مٹی میں دبانے سے بھی یہ consume نہیں ہوتیں اور انہوں نے بھی pollution کو ایک بڑا مسئلہ بنا دیا ہے لہذا ان سب کو address کرنے کے لئے ہمیں ایک dynamics policy بنانی چاہیے۔ حکومت پنجاب اور ہر سطح کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو اس مصیبت سے بچائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح پنجاب حکومت تعلیم کو عام کرنے کے لئے چرچا کر رہی ہے اور بلاشبہ انہوں نے کروڑوں روپیہ اشتہارات پر لگا کر "پڑھا لکھا پنجاب" کی ایک advertisement شروع کر رکھی ہے تو انہیں اس بات پر تھوڑا سا social civic sense create کرنے کے لئے advertisement کر کے لوگوں کو aware کرنا چاہیے اور انہیں آگاہ کرنا چاہیے کہ اگر یہ پانی پئیں گے تو انہیں یہ بیماریاں ہو سکتی ہیں تاکہ اگر حکومت اپنے لوگوں کو بچانے کی کوشش نہ کرے تو وہ خود تو کم از کم اپنے آپ کو بچائیں نا۔ اسی طرح یہ noise pollution کی بیماری بھی بہت خطرناک ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میرے علم کے مطابق غالباً اس ایوان میں آج یہ پہلی مرتبہ ماحولیات پر بحث ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہ نہایت اہم اور سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ اس دنیا اور اس صوبے کے اندر اگر ہمارے رہنے کے لئے ماحول سازگار نہیں ہوگا تو باقی چیزیں تو ثانوی ہیں۔ اس کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کو priority پر بہت کچھ کرنا

چاہیے اور اس کے لئے ہر طرح سے ایک dynamics policy بنانی چاہیے اور اس کے لئے وسائل مختص کرنے چاہئیں۔ ہم سب انشاء اللہ ماحول کو بہتر بنانے کے سلسلے میں ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ محترمہ شہناز سلیم صاحبہ!

محترمہ شہناز سلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر۔ ماحول کی آلودگی کا مسئلہ پورے پنجاب کے لئے بہت ہے لیکن ہماری مجبوری ہے کہ ہم جنوبی پنجاب اور جنوبی پنجاب کے ان دور دراز شہروں مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور کی بات کرتے ہیں جن کے بارے میں منسٹر صاحب نے کوئی ایک بات بھی نہیں کی۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک نالہ شہر کے انتہائی وسط سے گزرتا ہے دونوں طرف گنجان آبادی، سکولز، ہوٹلز، بچوں بچیوں کے ہاسٹلز اور مسجدیں ہیں۔ وہ کسی زمانے میں نہر ہوا کرتی تھی لیکن دو چار سالوں سے اس میں پورے شہر کا سیوریج ڈال دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مکھیوں مچھروں کی آماجگاہ بن کر بیماریاں پھیلانے کا باعث بن رہا ہے اور اسی وجہ سے پورے شہر کا پینے کا پانی خراب ہوتا جا رہا ہے ورنہ عام طور پر وہاں ہینڈ پمپ سے پانی استعمال کیا جاتا تھا جو قابل استعمال ہوا کرتا تھا۔ ہیپاٹائٹس اور کڈنی کی بیماریاں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ کنٹرول کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے اور وہ وبائی صورت اختیار کر گئی ہیں۔ جناب گورنر صاحب دو سال پہلے وہاں آئے تھے انہوں نے اس کی پختگی اور beautification کا اعلان کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ منسٹر صاحب نے اب تک جتنے بھی منصوبوں کی بات کی ہے کہ ہوگا، ہوں گے، کریں گے۔ کسی ایک کا بھی انہوں نے نہیں کہا کہ ہو چکا ہے یا کر چکے ہیں یا ہم نے کیا ہے تو میں منسٹر صاحب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ جنوبی پنجاب کے ان علاقوں کی طرف بھی ذرا توجہ دیں جہاں یہ صورت حال ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ رکشے چھوٹے شہروں میں منتقل کر دیں گے۔ کیا چھوٹے شہروں میں انسان نہیں بستے، انہیں تکالیف نہیں ہیں ان کے بارے میں یہ کیوں نہیں سوچتے؟ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ہم رکشے چھوٹے شہروں

میں منتقل کر کے بڑے شہروں کے لئے conveyance کا کوئی اچھا انتظام کریں گے جہاں پر دھواں کا مسئلہ نہ ہو۔ کیا چھوٹے شہروں میں بیماریاں نہیں پھیلتیں۔

اس کے علاوہ وہاں سیوریج اور پینے کے پانی کی کئی مدتوں سے لائنیں بچھی ہوئی ہیں اورمتوازی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی mix ہوتا ہے جس کی وجہ سے بیماریاں بڑھ رہی ہیں اور سیوریج کی وجہ سے پینے کے پانی میں اتنی smell ہوتی ہے اور آج تک اس پر کوئی عمل در آمد نہیں ہوا۔ برائے مہربانی منسٹر صاحب اس کے بارے میں کچھ سوچیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ چودھری محمد اشرف کمبوہ صاحب!

چودھری محمد اشرف کمبوہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہم ماحولیات پر بحث کر رہے ہیں جناب! میں گوجرانوالہ کا ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ گوجرانوالہ میں اپر چناب نہر گزرتی ہے۔ وہاں پر آج کل ٹی ایم اے سٹی پیپلز کالونی کے علاقے سے اپنا تمام کوڑا کرکٹ اس میں dump کر رہی ہے اور وہ پانی کئی علاقوں میں پینے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اب جہاں جہاں پانی جانے کا ظاہر ہے وہاں لوگ یقیناً ہیپاٹائٹس بی اور سی کا ضرور شکار ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ واسا نے گوجرانوالہ شہر کا سروے کروایا تھا کہ under ground water کیسا ہے؟ تو اس میں وہ ایک ے کی شکل میں ہے۔ اوپر سے بد قسمتی یہ ہے کہ آج کل لوگ تھوڑے تھوڑے ایکڑ لے کر اپنی ہاؤسنگ سکیمیں بناتے ہیں جن کا سیوریج کی نکاسی کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا تو وہ زمین میں ایک فٹ بور کر کے زمین کے اندر ہی سیوریج کا پانی disburse کر دیتے ہیں۔ کل بھی اسمبلی میں ایک سوال پیش ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی کے سب سے زیادہ مریض گوجرانوالہ سے ہوتے ہیں تو اس کی یقیناً یہی وجہ ہے کہ انہی سکیموں کی وجہ سے under ground water بھی خراب ہو رہا ہے اور سیوریج بھی ناکارہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے جتنا پانی زمین کے اندر رہتا ہے وہ ے کی شکل میں اکٹھا ہوتا جاتا ہے۔ جب لوگ ہینڈ پمپ سے پانی نکالتے ہیں تو وہی خراب پانی استعمال

کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم اپنے ہمسایہ ملک کے شہر دہلی اور لاہور کی pollution compare کرتے ہیں تو دہلی کی آبادی لاہور سے تقریباً double ہے لیکن وہاں پر اتنی کم pollution ہے کہ جو انسانی صحت کے لئے زیادہ مضر نہیں ہے جب کہ ہم لاہور میں دیکھتے ہیں تو یہاں pollution بہت زیادہ ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ لاہور پراونشل ہیڈ کوارٹر ہے۔

(اس دوران ایک معزز ممبر کے موبائل پر bell بجی)

جناب سپیکر، شیخ صاحب! پلیز موبائل فون بند کر دیں یا لابی میں جا کر سن لیں۔ شیخ اعجاز صاحب! اگر فون سننا ہے تو پلیز! لابی میں جا کر سن لیں۔ جی، کمبوہ صاحب!

چودھری محمد اشرف کمبوہ، جناب سپیکر! افسوس کا مقام ہے کہ لاہور ہمارا پراونشل ہیڈ کوارٹر ہے اور دہلی کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے لیکن لاہور میں pollution دہلی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ لاہور میں smoke detector جگہ جگہ نصب کریں تاکہ ہم یہ چیک کر سکیں کہ یہاں پر pollution کی مقدار کیا ہے اور اس کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہییں۔ اس کے علاوہ زہریلے انڈسٹریل مادے مختلف نہروں میں بہائے جا رہے ہیں اس کی بھی روک تھام کرنی چاہیے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! ماحولیات کا مسئلہ بہت پرانا ہے اور جلد از جلد اس کو حل کرنا ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں کچھ تجاویز ہیں کہ کچھ علاقوں جیسے سمن آباد میں گندہ نالہ کئی سالوں سے بہہ رہا ہے اس کا پانی بہت بدبودار ہوتا ہے لہذا اس کو cover کرنے کا انتظام کرنا چاہیے۔ اسی طرح پیکجز فیکٹری کا گندہ مادہ اس کے ساتھ بنے ہوئے نالے میں پھینک دیا جاتا ہے وہاں گندہ پانی بھی کھڑا ہوتا ہے، زہریلی گیسیں بھی اٹھتی رہتی ہیں اور مچھر مکھیاں بھی بڑی تعداد میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کو توجہ دلائی جائے تو وہ Protection environment order 1997 کا حوالہ دے کر کہتے ہیں ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے لیکن بعد میں خاموش ہو جاتے

ہیں۔ اسی طرح چھوٹے شہروں اور قصبوں میں کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ سینیٹری ورکرز اگر کوڑے کو اٹھا بھی لیتے ہیں تو اسے بس جلا دیا جاتا ہے جس سے فضائی آلودگی مزید بڑھ جاتی ہے۔ ماحول بہتر بنانے اور صفائی کا یہ کام یو سی کی سطح پر ہونا چاہیے۔ ضلع شیخوپورہ میں شہر کے ارد گرد ایسی فیکٹریاں ہیں جو چاول کا بھوسا جلاتی ہیں جس سے فضائی آلودگی میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح صنعتی اداروں کو جو 3R (reduce, reuse and recycle) فارمولا دیا گیا ہے اس کا پابند بنانے کے لئے حکومت کو کوئی ٹھوس قانون بنانا چاہیے تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے ان کے خلاف ایکشن بھی لیا جائے۔ اسی طرح پنجاب کے کئی علاقے مثلاً لاہور' گوجرانوالہ' سیالکوٹ کے گرد و نواح میں جو فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں۔ ان کا گند کبھی نہروں میں اور کبھی دریاؤں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کیمیکل ملے ہوئے پانی کی وجہ سے بیشتر علاقوں کی زمینیں بھی بنجر ہو رہی ہیں اور طرح طرح کی بیماری ہیپاٹائٹس بی' سی' ٹائیفائیڈ اور ہیضہ وغیرہ پھیلتا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے جو لیدر زون بنانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اس کو حکومت کب شروع کرے گی اور کب اس کو مکمل کیا جائے گا؟ اسی طرح شیخوپورہ کی مل کا نہایت زہریلا پانی شیخوپورہ کی نہر میں گرایا جا رہا ہے۔ اس کے خلاف حکومت کو فوری نوٹس لینا چاہیے تاکہ بیماریوں کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔

جناب سپیکر! بڑی آلودگی دھواں پھیلانے والی گاڑیوں اور خاص طور پر رکشوں کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ یہ بہت زیادہ دھواں نکالتے ہیں اور مڈگارڈ نہ ہونے سے رکشے دوسروں پر پانی پھینکتے ہیں۔ یہ دھواں چھوڑنے والے سب سے بڑے ایجنٹ ہیں۔ یہ دھواں پھیپھڑوں کے کینسر اور دل کی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو چاہیے کہ اپنی گاڑیوں کو درست حالت میں رکھیں اور صحیح تیل استعمال کریں اور جو لوگ گھٹیا تیل فروخت کرتے ہیں ان کے خلاف بھی حکومت کو قانون بنانا چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر مظفر علی شیخ!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھ سے پہلے تمام معزز

اراکین نے ماحولیات کے موضوع پر بہت زیادہ روشنی ڈالی ہے اور یقیناً وہ سب درست فرما رہے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم موضوع ہے اور میں دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے اس کو عام بحث کے لئے منتخب کیا ہے۔

جناب والا! ہمارے ملک میں ماحول کی آلودگی ایک بہت prime مسئلہ بن چکا ہے۔ جس میں دھواں' آلودہ پانی اور noise pollution شامل ہے۔ میں اس میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا۔ ایک دو تجاویز ہیں جن کے ذریعے میں اس موضوع کو اجاگر کروں گا۔ جہاں تک دھویں کا تعلق ہے۔ یہ فیکٹریوں کو کنٹرول کرنا' بسوں اور ٹرانسپورٹ کے دھویں کو کنٹرول کرنے کے لئے پہلے ہی قوانین موجود ہیں' صرف مختلف محکموں میں روابط اور عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم رکشوں اور منی ویگنوں کو C.N.G پر لا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں' میں یہ عرض کروں گا کہ عملی طور پر اگر کوئی آدمی انویسٹمنٹ کر کے سی۔ این۔ جی سٹیشن لگانا چاہے تو آپ یقین نہیں کریں گے کہ جتنی مشکلات اس کو پیش آ رہی ہیں یہ صرف اس آدمی سے پوچھیں کہ جس نے کروڑ ڈیڑھ کروڑ یا تین کروڑ روپے کی انویسٹمنٹ کرنی ہے اور اس کو اس کے بعد بھی سی۔ این۔ جی سٹیشن لگانے کی اجازت نہیں مل رہی۔ اسے کم از کم بیس محکموں سے این۔ او۔ سی لینا پڑتے ہیں اور جان بوجھ کر ان کو delaying حربوں سے اس کو discourage کیا جاتا ہے۔ آپ اس کو encourage کریں اور سی۔ این۔ جی سٹیشن لگانے میں اس کو facilitate کریں اور expedite کریں۔

اس کے علاوہ میرے پاس ایک تجویز ہے کہ بڑے شہر جیسے لاہور' فیصل آباد' ملتان اور راولپنڈی ہیں۔ آپ لاہور کے garbage کو دیکھیں' روزانہ پانچ ہزار ٹن کے قریب بنتا ہے۔ جس کا dispose of ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس میں سے تین ہزار ٹن روزانہ dispose of کرنے کا ہمارے پاس بندوبست ہے اور دو ہزار ٹن پھر لوگوں کے پاؤں سے یا گاڑیوں کے پہیوں سے لگ کر اسی ماحول میں شامل ہو جاتا ہے۔ آپ پوری دنیا کا جائزہ لے لیں' سنگاپور' پیرس' جرمنی' انگلینڈ' امریکہ یا دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے شہر کیوں صاف ہیں؛ وہاں پر کوئی

جن آ کر صفائی تو نہیں کرتے۔ ہمارے شہر کیوں گندے ہیں' کبھی ہم نے اس چیز کا تجزیہ کیا ہے کہ وہاں پر اتنی زیادہ صفائی کیوں ہے اور ہمارے ہاں کیوں نہیں ہے؛ گند تو وہاں پر بھی پڑتا ہے' انسان تو وہاں پر بھی بستے ہیں' nature سب کی ایک جیسی ہوتی ہے لیکن انھوں نے ایک ایسا بندوبست کیا ہوا ہے کہ جتنے بھی بڑے شہر ہیں ان کے باہر انھوں نے ری سائیکلنگ پلانٹ لگائے ہوئے ہیں۔ تین ہزار ٹن ویسٹ کو re-cycle کرنے کے لئے جو پلانٹ لگایا جاتا ہے اس کی قیمت تقریباً نوے کروڑ روپے کے قریب بنتی ہے۔ آپ پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کریں کہ وہ ری سائیکلنگ پلانٹ لگائیں۔ اس سے ان کو کھاد حاصل ہو گی' سیمنٹ حاصل ہو گا اور تیسرے نمبر پر اس سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ایک پلانٹ لاہور کے اندر لگا ہو تو آدھے لاہور کو وہ اکیلا پلانٹ بجلی دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے سوا لاکھ یونٹس فی گھنٹہ بجلی پیدا ہوتی ہے جو کہ لاہور کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

اس کے بعد جہاں تک گندے پانی کا تعلق ہے۔ وزیر موصوف نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ گندہ پانی پھر re-circulate ہو کر ہماری سبزیوں اور ہماری خوراک کے ذریعے ہم میں جا رہا ہے اور اس سے انتہائی مہلک بیماریاں جیسے silicosis, asbestosis جلد کا سرطان' پھیپھڑوں کا سرطان' معدے کی بیماریاں' ہیپاٹائٹس بی' سی' اے اور ای ہم میں پیدا ہو رہی ہیں۔ ہم نے یہ جو پلان بنانا ہے وہ یونین کونسل کے level سے شروع ہو کر بڑے شہروں پر جا کر ختم ہونا ہے۔ اس میں جیسا کہ وزیرموصوف نے فرمایا ہے کہ پینے کے صاف پانی کے لئے ہر یونین کونسل کو ایک فلٹریشن پلانٹ ترجیحی بنیاد پر دیا جائے۔ انھوں نے سیالکوٹ کا نام لیا تو ہمارے ارشد صاحب نے اس کو contradict کیا۔ ہو سکتا ہے کہ سیالکوٹ میں نہ ہوں لیکن اس عام بحث کا یہ فائدہ ہوا کہ یہ بات کھل گئی کہ ہر بندے کو صاف پانی ہم منرل واٹر کے ذریعے نہیں دے سکتے۔ 22 روپے کی پانی کی بوتل آتی ہے اور سولہ روپے کلو دودھ مل رہا ہے۔یہ اس ملک میں کہاں کا انصاف ہے جہاں پر لوگ پہلے ہی مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ اس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر یونین کونسل کو صرف ساڑھے چار لاکھ

روپے کی لاگت سے ایک بہت بڑا فلٹریشن پلانٹ مل جاتا ہے اور وہ پوری یونین کونسل کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی شہر کے اندر مثال کے طور پر دس یونین کونسل ہیں تو پچاس لاکھ روپے سے آپ پورے شہر کو صاف پانی مہیا کر سکتے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں اگر 100 یونین کونسل ہیں تو پینے کا فلٹرڈ پانی چار یا پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے مہیا کر سکتے ہیں۔ اس کا سائنٹیفک طور پر جائزہ لے کر اس کا پورا database collect کریں اور اس کے بعد اس پر expedition ہونی چاہیے اور عملدر آمد ہونا چاہیے۔ میری یہی گزارشات تھیں۔ میں آپ کا دوبارہ شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جیسا کہ وزیر موصوف نے جب اپنی environment کے بارے میں پالیسی ہاؤس کے اندر پیش کی تو انھوں نے اپنی پوری تقریر میں صرف یہی بات فرمائی کہ ہم یہ کرنے جا رہے ہیں' یہ ہم کر رہے ہیں اور ایسا کیا جائے گا اور رانا صاحب سن لیں کہ 2007 میں الیکشن ہونے ہیں اس سے پہلے نہیں ہونے اور 2007 تک ہم ان شاء اللہ پاکستان کو pollution free کر دیں گے۔ ان کی طرف سے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب وہ یہ باتیں فرما رہے تھے تو اس کے بعد جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ یہ فرمائیں کہ آپ نے جو پنجاب کو pollution free area کرنے کا ٹھان لیا ہے تو آپ یہ فرمائیں کہ آپ کی منسٹری کے پاس بجٹ کیا ہے اور اختیارات کیا ہیں؟ اس پر وہ ہاؤس کو کوئی جواب نہیں دے سکے اور انھوں نے یہ فرمایا کہ یہ بجٹ انشاء اللہ ہم کریں گے' بجٹ کی کوئی بات نہیں ہے' اس میں دیگر ادارے inter link کرتے ہیں' جس میں ٹرانسپورٹ ہے' ہیلتھ ہے' اس میں فلاں منسٹری ہے اور فلاں منسٹری ہے۔ چلیں! ہم ان کی یہ بات مان لیتے ہیں کہ ان کے پاس بجٹ نہیں ہے۔ ان کے پاس کوئی الٰہ دین کا چراغ ہے جس کو وہ رگڑیں گے اور پورے پنجاب کے اندر pollution free ماحول دے دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کوئی نئی تجویز دیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں سیاق و سباق سے بات کر رہا ہوں اور نئی تجاویز دینے لگا ہوں۔ سب سے اہم تجویز تو یہ ہے کہ اگر یہ اس ضرورت کو محسوس کرتے تھے کہ ہم نے صرف سپروائزری باڈی کے طور پر اس ماحول کی منسٹری کو چلانا ہے تو ان کو چاہیے تھا کہ ان منسٹرز کو جن کے ساتھ ان کی منسٹری inter link ہے' جن کے ساتھ ان کی منسٹری نے ان کو سپروائز کرنا ہے تو کم از کم ان کی حاضری کو یقینی بناتے۔ وزیر زراعت یہاں پر موجود ہوتے' وزیر ٹرانسپورٹ یہاں پر موجود ہوتے اور آپ کے دیگر وزراء یہاں پر موجود ہوتے جن ministries کا انہوں نے categorically نام لیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت ماحول کے معاملے پر اور environment protection کے معاملے پر بڑی سنجیدہ ہے۔ اب آپ اپنے بنچز کا حال دیکھ لیں کہ یہاں پر کوئی دیگر منسٹر جن کا انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ان میں سے کوئی بھی منسٹر یہاں پر تشریف فرما نہیں ہے۔ انہوں نے وزیر ٹرانسپورٹ کا specially ذکر کیا۔ میں ابھی اس طرف آتا ہوں اور میری بات سننے کے بعد آپ یہ محسوس کریں گے کہ وزیر ٹرانسپورٹ کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر environment والے روزانہ گاڑیوں کو چیک کرواتے ہیں تو ان کے پاس صرف ایک پیمانہ ہے اور انہوں نے اپنی تقریر میں admit کیا کہ ایک ضلع کے اندر صرف دو موٹر وہیکل ایگزامینر ہیں اور ہم ان کو ختم کر کے امریکہ میں' جرمنی میں یا انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق معیار قائم کرنے جا رہے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جب ایک سال کے بعد آپ کے موٹر وہیکل ایگزامینر اگر گاڑیوں کو چیک کریں' رکشوں کو چیک کریں تو اس وقت مجھے یاد آ رہا ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا جو ہماری Islamic history کا ایک سنہرا باب ہے' انہوں نے اپنے بیٹے کو مختلف نصیحتیں کی تھیں اس میں سے انہوں نے ایک نصیحت یہ بھی کی تھی کہ بیٹا اپنی آواز کو پست رکھا کرو بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔ آج اگر حضرت لقمان ہوتے تو انہوں نے یہ کہنا تھا کہ بیٹا اپنی آواز کو پست رکھا کرو بے شک سب سے بری آواز رکشوں کی آواز ہے۔ رکشے سلنسر کی بانسریاں نکال کر ماحول میں آلودگی پھیلا رہے ہیں' شور پھیلا رہے ہیں۔ اب ان ministries کا عالم یہ ہے کہ کسی پر کوئی چیک قائم نہیں ہے۔ یہ مجھے

بتائیں کہ انہوں نے اب تک ایسی گاڑیوں کے کتنے چالان کئے ہیں جو گاڑیاں دھواں دیتی ہیں' جو تیز آواز رکشے چلاتے ہیں جن سے مریض اور دیگر لوگ پریشان رہتے ہیں۔ اگر آدھے کلومیٹر تک بھی رکشا چلا جائے تو اس کے پھنپھنانے کی آواز ہمارے کانوں تک رینگتی رہتی ہے۔ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ devolution plan میں جب یہ کسی فیکٹری کا بھی چالان کرتے ہیں تو یہ کیس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھجواتے ہیں اور اس کے بعد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ان کے سیاہ و سفید کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اگر ہمارے منسٹرز active ہوں اور وہ ان security measures کو اختیار کریں جو ان ministries کو کرنا چاہئیں۔ پرسوں جھنگ روڈ پر ایک واقعہ ہوا ہے جس کی خبر کل کے اخبارات میں بڑی highlight ہوئی ہے کہ ایک پرانا ٹرک تھا جس کا ٹائی راڈ کھلا' اس ٹرک نے ایک گاڑی کو روند دیا اور اس گاڑی میں ایک نئی نویلی دلہن تھی اور وہ فیملی walima ceremony میں شرکت کرنے کے بعد واپس آ رہی تھی۔ وہ میرے حلقے میں رہنے والے لوگ ہیں۔ آج ان کا فون آیا اور وہ پوری فیملی فون پر ہی رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ کیا ہمارا وزیر اعلیٰ پنجاب پر یہ حق ہے جو انہوں نے کسی جگہ پر جا کر کوئی اعلان کیا ہے۔ ٹرک جھنگ روڈ پر لگے ہوئے divider کو کراس کر کے گاڑی پر چڑھا اور ان خواتین اور دلہن پر جس کا ابھی تک سہاگ کا جوڑا بھی میلا نہیں ہوا تھا اور اس پر ٹرک چڑھ گیا اور ان کے چہرے تک مسخ ہو گئے۔ یہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ ہم لمبی تان کر سو رہے ہیں اور ہمارے منسٹرز کی ایک فوج ظفر موج اپنے معاملات سے چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: اگر وہ ٹرک چیک ہوا ہوتا تو ان خاندانوں کے گھروں میں صف ماتم نہ بچھتی۔ مجھے تو اس بات کا افسوس ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے تھے تو ان کو چاہیے تھا کہ وہ تشریف رکھتے۔۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے آپ کی بات سن رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: اگر وہ اپنے چیمبر میں تشریف فرما ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں جس حادثے کا ذکر کر رہا ہوں تو میں ان سے فلور آف دی ہاؤس یہ اپیل بھی کرتا ہوں کہ وہ اس خاندان سے ہمدردی کریں کیونکہ سات زندگیاں موت کے منہ میں جا چکی ہیں۔ کیا حکومت نے اب تک انکوائری hold کی ہے؟ کیا ان لوگوں کے خلاف ایکشن take up ہوا ہے؟ جب وزیر اعلیٰ صاحب آئے تو وزیر ماحولیات اپنی تمام باتوں کی repetition کر رہے تھے۔ اگر ہم یہاں پر کسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں تو خدانخواستہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم نے گورنمنٹ کو let down کرنا ہے یا ہم نے کسی کی تضحیک کرنی ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ اپوزیشن اور حکومت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں جو جتنی خوبصورتی کے ساتھ آپس میں co-ordination کے ساتھ چلیں گے اتنا ہی صوبے کے عوام کو ریلیف ملے گا۔ انہوں نے جو اب فرمایا ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سیالکوٹ سے ٹینریز جلاتے ہوئے جو air pollution بنتی ہے اس کو ہم ختم کریں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس منسٹری کی حکومت پنجاب کو ضرورت تھی، پاکستان کو بھی اس منسٹری کی ضرورت ہے۔ اس منسٹری کو اگر آپ اچھے طریقے سے چلانا چاہتے ہیں تو پھر آپ ضرور ان کو بااختیار کریں۔ اگر یہ بے اختیار رہیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ پورا ایوان بے اختیار ہے۔ جب تک یہ بااختیار ہو کر security measures اختیار نہیں کرتے، لیکن محض گورنر صاحب کو دعوت دے کر اور دیگر dignitaries کو دعوت دے کر flag لگا کر مال روڈ پر ایک کیٹ واک منعقد کر لینے سے environment protection نہیں ہوسکتی اور نہ اس سے pollution free punjab کا خواب دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ ان کو اختیار دیں کیونکہ devolution plan سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ان کے گھر کے باہر پانی کو بھی ختم کریں کیونکہ وہ بھی pollution پھیلا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس topic پر آج ہم بات کر رہے ہیں اس کا تعلق کسی ایک محکمہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں دیکھا جائے تو محکمہ جنگلات بھی اس میں شامل ہے۔ اگر پوری

دنیا میں دیکھا جائے تو پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں جنگلات کی تعداد کا رقبہ ہمارے پاکستان کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ لیکن اگر ہمارے پاکستان میں جنگلات کے حوالے سے دیکھا جائے تو 0.0 رزلٹ ملے گا۔ یہاں پر محکمہ موجود ہے' سٹاف موجود ہے' انہیں فنڈز بھی دیئے جاتے ہیں اور صرف اسی مقصد کے لئے دیئے جاتے ہیں کہ جنگلات میں اضافہ کیا جائے' درخت زیادہ سے زیادہ لگائے جائیں تاکہ ماحول کی آلودگی کو ختم کیا جا سکے۔ لیکن آپ اس کی ایک مثال دیکھیں کہ ہمارے ہاں ڈگری کالج کار بوائز میں جو درخت لگے ہوئے تھے ان کا پیٹ تقریباً چار چار فٹ کا تھا اور وہاں پر تقریباً 50 کے قریب درخت لگے ہوئے تھے اور اب وہاں پر ایک بھی درخت موجود نہیں ہے۔ اگر وہ درخت چوری ہوئے ہیں تو کیسے ہوئے ہیں اور اگر انہیں کاٹا گیا ہے تو کس کی اجازت سے کاٹا گیا ہے اور کس کے کہنے پر کاٹا گیا ہے؟ وہاں اس سلسلے میں محکمہ جنگلات کے کسی آفیسر نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہاں پر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جاتے۔ جب آپ ساہیوال سے عارف والا جاتے ہیں تو ہیڈ ڈلوں والا تک نہر کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے درخت تھے جو سالہا سال پرانے تھے اور اب وہاں پر آپ کو ایک پتا تک نظر نہیں آئے گا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ایسے درختوں کو ختم کر کے وہاں پر زیادہ سے زیادہ نئے درخت لگائے جائیں۔ اس کے علاوہ آپ جی۔ ٹی روڈ پر دیکھیں کیونکہ میرا بہاولنگر اور لاہور آنا جانا رہتا ہے تو ساہیوال بائی پاس پر درخت لگائے ہوئے تھے جو کہ چھوٹے چھوٹے پودے تھے اور جب وہ بیس بیس فٹ کے ہوئے تو وہ بھی وہاں سے ختم کر دیئے گئے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سب کام آپ آلودگی کو ختم کرنے کے لئے کر رہے ہیں یا اس کو بڑھانے کے لئے کر رہے ہیں؟ اس کا تعلق انسانی صحت سے ہے۔ جب تک آپ درختوں کو نہیں بڑھائیں گے' جنگلات کے رقبے میں اضافہ نہیں کریں گے تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک ہم ماحول کی آلودگی کو ختم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ گاڑیوں بلکہ رکشوں کو دیکھیں کہ رکشوں میں جو L.P.G گیس بھری جاتی ہے وہ نہایت خطرناک ہے اور اس سے کینسر کی بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ان کو C.N.G کیا جائے بلکہ جیسا کہ وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ ہم ان کو چھوٹے شہروں میں شفٹ کریں گے۔ کیا چھوٹے شہروں میں لوگ نہیں رہتے' کیا وہاں جانور

رہتے ہیں ' ان کا حق نہیں ہے کہ صحت کے معاملے میں ان کو بھی ریلیف دیا جائے؟ جب آپ ان رکشوں کو چھوٹے شہروں میں شفٹ کریں گے تو وہاں پر کوئی فرشتے تو نہیں رہتے وہاں پر بھی آخر انسان رہتے ہیں ان کی صحت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لئے آپ کو چاہیے کہ رکشوں کو C.N.G پر کیا جائے کیونکہ ان کا سلنسر فری ہوتا ہے اور اتنا شور ہوتا ہے جو اعصابی لحاظ سے انسان کو پریشان کرتا ہے اور خاص طور پر ہسپتالوں اور سکولوں کے باہر جو رش ہوتا ہے وہ بھی اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے ہونا تو یہ چاہیے کہ فیکٹریاں بھی شہر سے باہر ہونی چاہیئں لیکن بہاولنگر میں ماڈل ٹاؤن کو دیکھیں کہ وہاں پر شیلرز لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے پانی نمکین ہے لوگ چائے تک نہیں پکا سکتے جب تک کہ وہ پتیلی کے اوپر ڈھکنا نہیں دے دیتے کیونکہ ان شیلرز سے جو گرد اٹھتی ہے وہ اتنی باریک ہوتی ہے کہ لوگوں کے گھروں تک جاتی ہے وہاں کے لوگ جب کھانا پکاتے ہیں تو وہ کھانا کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ آپ کم از کم ان شیلرز کو وہاں سے شفٹ کروائیں۔ جیسا کہ رولز کے مطابق ہے کہ جہاں پر اس قسم کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان کو شہری آبادی سے دور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اصغر علی قیصر صاحب ' اعجاز احمد سماں صاحب ' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! وزیر ماحولیات کو دیکھ کر ' ان کی صحت کو دیکھ کر ' ان کے لباس کو دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے پنجاب اور پورے پاکستان کی environment بالکل درست ہے۔ میں اس بات کا شاہد ہوں کہ گو رانا صاحب نے یہ point out کیا تھا کہ گورنمنٹ اس میں serious نہیں ہے کہ ہمارے ملک کی ماحولیات کی صورتحال کو درست کیا جائے۔ وہ اس لئے serious نہیں ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا۔ میں نے سیالکوٹ کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار بھیجی تھی جس میں' میں نے کہا تھا کہ وہاں پر فیکٹریوں کے کیمیکل کا پانی tannery سے باہر جا رہا ہے اور اس سے اردگرد کھیتوں کا اور انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔ میں اس بات کا خود شاہد ہوں کہ وزیر موصوف خود وہاں پر گئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ میں نے چیمبر آف کامرس سے میٹنگ کی ہے اور میں نے ان سے یہ commitment لی ہے کہ treatment plant وہاں

پر لگائیں حکومت بھی ان کو فنڈ دے گی اور وہ بھی ان کو دیں گے۔ میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اپنے لیول تک یہ جو کچھ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں۔ اس میں دو چیزیں انہوں نے کہی ہیں کہ انڈسٹری اور ٹرانسپورٹ یہ بنیادی وجوہات ہیں جو کہ ماحولیات کو خراب کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات شہروں میں یہ حالت ہے کہ سیالکوٹ کی میں مثال دیتا ہوں کہ سو کے قریب روزانہ کوڑے کی ٹرالیاں شہر سیالکوٹ سے نکلتی ہیں۔ وہاں پر دس لاکھ کی آبادی ہے۔ کوڑا ڈمپ کرنے کے لئے سیالکوٹ تحصیل کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ٹرالیاں کوڑا اٹھا کر شہر سے باہر اطراف میں پھینک دیتے ہیں۔ میں نے اس پر بھی تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے پتا نہیں اس کا نمبر کب آتا ہے؟ میں نے یہ کہا تھا کہ میرے حلقے میں یہ کوڑا پھینک دیتے ہیں اور لوگ میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے لوگوں کو سانس کی بیماریاں ہو گئی ہیں کہ ساری تحصیل کا وہاں پر کوڑا پھینک کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں 1982 میں یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ یہاں پر ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں ایشیا کے مختلف شہروں کے میئرز ٹوکیو ، جاپان ، بمبے اور دہلی وغیرہ کے میئرز یہاں پر آئے ہوئے تھے۔ پی۔ سی ہوٹل میں یہ پروگرام ہوا تھا۔ بمبے کا میئر بھی یہاں پر آیا تھا۔ بمبے کو 1979-80 میں ایشیا کا گندا ترین شہر قرار دیا گیا تھا لیکن اسی بمبے شہر کو 1982-83 میں ایشیا کا خوبصورت ترین شہر قرار دیا گیا۔ جب وہ میئر یہاں پر آئے اور ان سے یہ سوال کیا گیا کہ جناب اتنا بڑا کارنامہ آپ نے کیسے کیا؟انہوں نے کہا کہ ہم نے سب سے پہلے جو کام کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم نے ٹریفک کو کنٹرول کیا ۔ ہم ٹریفک کو انڈر گراؤنڈ لے گئے ۔ دوسری بات انہوں نے کہا کہ کوڑا ڈمپ کرنے کے لئے ہمارے پاس جگہ نہیں تھی۔ ہم نے شہر سے باہر کچھ جگہ خریدی اور ہم نے یہ اعلان کر دیا کہ جو آدمی وہاں پر کوڑے کی ٹرالی ڈالے گا اس کو ہم دو سو روپیہ دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میرے ممبرز نے میرے ساتھ اختلاف کیا انہوں نے کہا کہ اتنا بھاری فنڈ آپ کہاں سے دیں گے؟ہم نے کہا کہ جہاں سے مرضی دیں گے ہم دو سو روپیہ

اس آدمی کو دیں گے جو وہاں پر کوڑے کی ٹرالی پھینک آئے گا۔ اس نے کہا کہ پھر اس طرح ہوا کہ غریب لوگ اور بے روزگار اور بچے صبح صبح کوڑا اکٹھا کر کے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ٹرالی آتی تھی وہ بیس روپے ان سے لیتے تھے اور کوڑا ٹرالی میں ڈال دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب وہاں پر کوڑا اکٹھا ہو گیا تو ہمارے پاس کمپنیاں آ گئیں۔ کچرے والوں نے کہا کہ ہمیں ٹھیکہ دے دیں ہم آپ کو اتنے پیسے دینے کے لئے تیار ہیں' پیپرز والوں نے کہا کہ ہمیں پیپرز اٹھانے دیں لکڑی اٹھانے دیں ہم آپ کو اتنا ٹھیکہ دیں گے۔ اس طرح انہوں نے کہا کہ ہم نے اس شہر کو بنایا۔ اب یہ ہو رہا ہے کہ devolution کے بعد ضلعی حکومتیں ہمارے اثر اور اختیار سے باہر نکل چکی ہیں۔ یہاں سے حکومت پنجاب ان کو بیسیوں لیٹرز بھیجتی ہے کہ ماحول کے متعلق یہ کام کریں یا اس مسئلے کو اس طرح حل کریں لیکن اس پر عمل در آمد نہیں ہوتا۔ میرے خود علم میں ہے کہ انہوں نے ضلعی حکومت کو خط لکھا ہے، تحصیل کو خط لکھا کہ آپ شہر کے باہر جو ٹرالیاں پھینک رہے ہیں اس کو بند کریں اور اس کا کوئی مناسب بندوبست کریں۔ یہ دو مہینے پہلے کی بات ہے لیکن آج تک اس پر عملدر آمد نہیں کروایا گیا بلکہ اسی طرح' وہ کوڑا اٹھاتے ہیں اور باہر پھینک دیتے ہیں۔ اس کے لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس پر قانون سازی کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم مانیٹرنگ کر رہے ہیں لیکن مانیٹرنگ سے کام نہیں چلے گا جب تک ان پر گرفت کرنے کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کریں گے اس وقت تک آپ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میری بہن نے بھی کہا ہے کہ ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے پودے لگانے چاہئیں۔ سرحدی علاقوں میں صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر کوئی آدمی اگر کسی درخت کی ایک ٹہنی بھی اتار لیتا ہے تو اس کے ۔ ۔ نے مقدمہ بن جاتا ہے اور اس کو اٹھا کر جیل میں پھینک دیتے ہیں۔ میں نے یہاں پر وزیر جنگلات کو تجویز پیش کی تھی کہ آپ بارڈر کے قریب علاقوں میں اعلان کر دیں کہ جو آدمی دس درخت لگائے گا اگر وہ کوئی ایک درخت اتار بھی لیتا ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ جو درخت ہم لگاتے ہیں اگر ہم اس کی ٹہنی بھی نہیں اتار سکتے تو وہ ہم کیوں لگائیں؟ لوگوں میں

awareness پیدا کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ لوگوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ درخت ماحول کو صاف کرتے ہیں' بیماریوں کو کم کرتے ہیں اور یہ ماحول کی صفائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن اس کے لئے بھی پنجاب گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہیں ہیں لہذا لوگوں میں جو awareness پیدا ہونی چاہیے اس طرح کی awareness پیدا نہیں ہو رہی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ بازاروں میں جو غیر معیاری پلاسٹک کراکری فروخت ہو رہی ہے اس کے متعلق مجھے ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ پلاسٹک جس میں لوگ گرم چیز ڈال کر کھاتے ہیں اور جب اس میں گرم چیز ڈالی جاتی ہے تو اس سے ایسے زہر پیدا ہوتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے بڑے مضر ہیں اس پر بھی حکومت نے کوئی قانون سازی نہیں کی۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید چالیس منٹ extend کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ان سے کہوں گا کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی قانون سازی کی ضرورت ہے کہ ان لوگوں کو اور ان فیکٹریوں کو پابند کیا جائے کہ وہ پلاسٹک کے اچھے اور معیاری برتن تیار کریں جو عالمی معیار کے ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ضلع ناظم نے مجھے کہا کہ ہم نے ہر یونین کونسل میں فلٹر پلانٹ لگا دیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ میرا شہر کا حلقہ ہے اور یہاں پرمسلم لیگ (ن) کے ممبر عمران اشرف صاحب ہیں وہ ایکسپورٹر بھی ہیں اور امیر آدمی ہیں انہوں نے اپنے حلقے میں اپنی جیب سے دس پلانٹ لانے انٹر نیشنل لیول کے پلانٹ ہیں۔ ساڑھے چھ چھ لاکھ روپے کا ایک پلانٹ ہے جو انہوں نے وہاں لگوائے ہیں ان کو دیکھ کر ان کو تھوڑی سی کھجلی ہوئی اور انہوں نے اپنے طور پر چار پانچ پلانٹ لگائے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ضلع ناظم نے یہ کہا ہے کہ ہم نے ہر یونین کونسل میں پلانٹ لگائے ہیں یہ جھوٹ بولا ہے۔ آپ ذمہ دار وزیر ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے کہ وہ ہر یونین کونسل میں فلٹر پلانٹ لگائیں تو ہم ان کو wellcome کہیں گے اور ہم اس کا اظہار بھی کریں گے لیکن کسی بھی یونین کونسل میں ضلع ناظم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ سوائے مسلم لیگ (ن) کے ممبر عمران اشرف صاحب جنہوں نے وہاں پر اپنی جیب سے فلٹر پلانٹ لگائے ہیں۔ میں آخر میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ اپوزیشن جو تنقید کرتی ہے یا جو باتیں کرتی ہے چونکہ ماحول

تھوڑا tense ہوتا ہے جس کو بہتر بنانا بھی ہوتا ہے تو یہ تنقید ذاتی حیثیت سے کوئی نہیں کرتا بلکہ آپ کو ترغیب دینے کے لئے یا آپ کو کام پر لگانے کے لئے یہ ساری تنقید کی جاتی ہے تو اس میں برا منانے، feel کرنے یا اس کو اپنی insult سمجھنا بھی اچھی بات نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے آخر میں بولنے کا یہ ایک drawback ہوتا ہے کہ mostly سارے پوائنٹس ہو گئے ہیں----

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی میرے پاس 13 نام مزید ہیں۔ اس لئے میں نے وقت بڑھایا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! بالخصوص ڈاکٹر مظفر علی شیخ کی speech پر base کر کے بالعموم بہت سارے اچھے پوائنٹس میں سے میں ایک چیز آج highlight کرنا چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ کی سفارشات بالکل درست ہیں کہ آئیڈیل situation کون سی ہے جس کو پتا نہیں کہ pollution کا کیا کرنا ہے۔ اس کی end points اور اس کے plants بہت سہل طریقے سے بتائے بھی گئے ہیں اور میں اس چیز سے اتفاق کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس کو فعال کیسے بنانا ہے؟ ہماری ایک نئی منسٹری ہے اور سب سے بڑی خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ منسٹری بنی اور اس کے اندر اتنا بجٹ دیا گیا کہ اس کو initiate کر دیا گیا۔ بات یہ ہے کہ اس وقت کون سی ایسی سفارشات ہیں جن کو آگے لایا جائے جس سے اس میں بجٹ اور اس میں ان کی help یا اس کو کو آرڈی نیٹ کر کے لیجسلیشن اور بجٹ money کو کیسے سپورٹ کیا جائے؟ اس سلسلے میں، میں صرف تین چار points دوں گی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے air pollution کی بات ہوئی جس میں یہ بات بڑی صحیح کہی گئی کہ موٹر وہیکل ایگزامینیشن کے بارے میں کہ وہاں ڈسٹرکٹ پر جتنی بھی چیزیں موجود

ئیں یا جو points موجود ہیں ان میں ایک short comming یہ بھی ہے کہ جس وقت وہیکل کو چیک کیا جاتا ہے تو ایک شخص کھڑا ہو کر موٹر کا hood اٹھاتا ہے اور اس کو جلدی سے دیکھ کر اسی طرح بند کر دیتا ہے اور اگر اس سے پوچھا جائے کہ اس سے کتنی وہیکل چیک ہو گئی ہے تو ان کی یہی بات ہوتی ہے کہ یہ equipped نہیں ہے اس لئے میں یہ سفارش کروں گی کہ وہیکل کو چیک کرنے کا موجودہ نظام یا موٹر وہیکل سنٹرز کی equipment کے لئے کچھ غور کیا جائے کہ وہ پیمانے جن سے ان کو چیک کیا جاتا ہے' اس کو equipped کیا جائے کیونکہ وہاں پر موجود لوگ اپنے آپ کو کافی بے بس محسوس کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو pollution ہے اس کو اگر ہم رکشا اور یہ سی۔ این۔ جی میں change بھی کریں گے تو اس کے لئے ہمیں پیسے کے علاوہ ایک وقت درکار ہے مثلاً دو یا تین سالہ پروگرام ہے۔ اس وقت تک میں سمجھتی ہوں کہ اگر ٹریفک کو اور رکشاؤں کو اس طرح سے divert کیا جائے کہ خاص طور پر جہاں ہمارے monuments اور important buildings موجود ہیں' ان کی پروٹیکشن کے حوالے سے ان کے روٹ اس قسم کے بنائے جائیں یا ان رکشاؤں کو اس طرح کی monumental جگہوں پر divert کر کے یا کچھ ایسا سسٹم کیا جائے جس سے pollution میں کمی ہو اور ان buildings کی صحت کی damage کو کم کیا جائے تو یہ بھی ایک مفید مشورہ اور میری سفارش رہے گی۔ noise pollution کے بارے میں بھی پریشر ہارن پر پابندی پر سختی سے عملدرآمد کی سفارش کرتی ہوں۔ پلاسٹک بیگز اور پلاسٹک ڈسپوزل کی بات ہوئی لیکن ان پلاسٹک بیگز یا شاپر بیگز کے اندر والی چیزوں پر بات نہیں کی گئی۔ وہ bio-material جس میں سب سے بڑی بات اور سب سے بڑا drawback ہوتا ہے کہ پلاسٹک کے لفافے کے اندر جب اس کوڑے کی rotting شروع ہوتی ہے تو اس کے اندر جو بیکٹریا پیدا ہوتے ہیں they undergo a mutation اور صرف اور صرف اس mutation یا زیادہ خطرناک جراثیم جن کے لئے اینٹی بائیوٹک یا ادویات کی زیادہ potent استعمال کرنا پڑتی ہے ان کی mutation کی ایک بڑی وجہ یہ شاپر بیگ ہیں جو کہ ان کے لئے ایک apron کا کام دیتے ہیں اور وہ mutation زیادہ ہوتی ہے لہذا میری یہ سفارش ہے کہ یہ totally ban کیا جائے کہ شاپر میں

کسی بھی طرح کوڑا نہ باندھا جائے۔ پلاسٹک بیگز ختم کر کے پیپر ڈسپوزل بیگز کے لئے لیجسلیشن کا سلسلہ کیا جائے کیونکہ جو mutated bacteria اگر dead ہیں اور اگر آپ ان کو سورج سے ہی مرنے دیں یا rot کرنے دیں تو dead bacteria do not mutate یہ وہ mutation ہوتی ہے جو شاپر بیگز کے اندر ہوتی ہے باقی پلاسٹک dispose کرنے کی باتیں تو منسٹر صاحب اور دیگر لوگوں نے بھی کیں۔ اس میں ایک اور اضافہ یہ کرنا چاہتی ہوں کہ hospital waste میں خاص طور پر drip اور B.T. sets اور سرنجز کی ڈسپوزل کے لئے کوئی قانون سازی کی جائے اور ہر ہسپتال میں کاٹنی اور سرجیکل کے hospital waste پر بہت زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

میں اس کے بجٹ کے لئے یہ سفارش کروں گی کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس اپنی یونین کونسل لیول پر یونین ناظمین کو دس، دس لاکھ روپے سے بیس، بیس لاکھ روپے تک ڈویلپمنٹ فنڈز دیتے ہیں۔ اگر one essential کریں اور donation from the Union Nazimins مثلاً اگر تمام 120 ناظمین یعنی فی یونین کونسل ایک لاکھ روپے بھی دے تو وہ ایک یا دو کروڑ روپے کے قریب پیسا جمع ہو جاتا ہے اور اس پیسے کو اگر by laws emphasis کیا جائے کہ ہر یونین کونسل must spend a certain amount of money on the sewerage and the drinking water تو یہ بہت بڑا مسئلہ اور ایک بہت بڑی help ان پراجیکٹس کو کامیاب کرنے کے لئے اس وقت فوری طور پر ہو گی۔

جناب سپیکر! ایک اور عرض یہ ہے کہ drinking water کی جو سکیمیں رورل ایریاز میں لگائی جا رہی ہیں اس میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی شرط تھی کہ 20 فیصد پبلک pay کرے تاکہ ان کی participation ensure کی جا سکے۔ میں سفارش کروں گی دوبارہ یونین ناظم سے لے کر صوبائی بلکہ وفاقی حکومت تک جس جگہ بھی جس زمرے میں بھی یہ آ سکتا ہے کہ اس 20 فیصد کو یا payment کرنے کا کوئی alternate طریقہ ہو کیونکہ وہ بہت غریب لوگ ہیں جن کو پینے کا پانی نہیں مل رہا اور وہ اس 20 فیصد پیسے کو جمع کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں تو اس کو کسی طریقے سے ختم کروایا جائے۔ یہ بھی ایک سفارش ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: راجہ محمد شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت باتیں ہو چکی ہیں تو میری گزارش یہی ہے کہ ماحول کے حوالے سے ہماری سنجیدگی ظاہر ہو رہی ہے کہ ہاؤس میں کتنا سنجیدہ ماحول ہے اور کتنے لوگ بیٹھے ہیں اور یہاں سے زیادہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس کتنے لوگ بیٹھے ہیں تو اس سے بھی یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہماری ترجیحات ' ماحول آپ نے بنانا ہے' آپ نے ٹھیک کرنا ہے تو یہاں سے سنجیدگی لے سکتے ہیں اور زیادہ بہتر ہو تاکہ اگر یہاں وزیراعلیٰ صاحب بیٹھتے یا ہم بھی وہاں ان کے سامنے بیٹھ کر کہتے کہ وہاں حاضری اس ہاؤس سے زیادہ ہے۔

دوسری سنجیدگی ثابت ہوتی کہ ہم اینوائرنمنٹ کے حوالے سے کتنا بجٹ رکھتے ہیں؟ پوری دنیا میں کتنا شور شرابہ ہے اور کتنی بات ہو رہی ہے اور اس حوالے سے پاکستان میں اور پاکستان کے علاوہ پھر پنجاب میں کتنا کام ہو رہا ہے؟ منسٹر صاحب winding up تقریر میں اپنے مسائل اور مشکلات کے حوالے سے بتائیں گے کہ ہم کتنا بجٹ رکھتے ہیں؟ انہوں نے مسائل کی نشاندہی ٹھیک کی ہے کہ پاکستان اور پنجاب میں ہر جگہ فیکٹریز کا پرابلم ہے اور یہاں سے جو پانی نکلتا ہے اس کے لئے کتنے ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔ قصور میں چمڑے کی فیکٹریاں ہیں' فیصل آباد میں کپڑے کی فیکٹریوں کا پانی اور سیالکوٹ میں بھی ایسے ہی مسائل اور یہ سارے معاملات ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا محکمہ کیا کچھ کر رہا ہے اور ان کی کارگزاری اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اینوائرنمنٹ پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے تحت جس میں مجسٹریل کورٹس بھی بنی ہوئی ہیں جہاں ایک ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج ایک ٹریبونل کو ہیڈ کر رہے ہیں۔ پچھلے سات سال میں کوئی 40 کے قریب وہاں مقدمات گئے جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کتنا سنجیدگی کے ساتھ اس قانون پر عمل درآمد کر رہے ہیں اور پچھلے سات سالوں میں میرے خیال میں 180 کے قریب مقدمات بنائے ہیں۔ یعنی 7 یا 8 سالوں میں 180 کا ریشو ہے اور اس میں سے جو انہوں نے آرڈرز جاری کئے وہ تقریباً 300 کے قریب ہیں اور 40 پر ہی implement ہو۔ جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا کہ نہ ان کا یہ محکمہ چل رہا ہے اور نہ یہ اس ایکٹ 1997 پر عملدرآمد کروا سکتے ہیں اور نہ ان کی کوئی بات مانتا ہے' نہ ان کی بات کوئی سنتا ہے۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ قانون تو انہوں نے بنا دیا۔ اس لئے پاکستان ایک signatory تھا United Nation کے montreal Convention تھے کہ ہم اس ملک میں کوئی ایسا منصوبہ شروع نہیں کریں گے جو اینوائرنمنٹ کے لئے friendly نہیں ہوگا۔ ہم کوئی ایسا منصوبہ جو ماحول کے لئے خطرناک ہوگا اس کو این۔ او۔ سی لینا پڑے گا لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی بڑے معاملے میں نہ تو ان سے پوچھا جاتا ہے اور نہ ان کی رائے لی جاتی ہے اور جس طرح کہ میں نے پہلے بھی مثال دی تھی کہ ہمارے مری کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت بڑا وژن ہے کہ ہم ایک نیا شہر بسانے جا رہے ہیں' وہ شہر کہاں بسانے جا رہے ہیں جہاں سو ستر ہ لاکھ بیر اور دیار کے درخت کاٹ کر شہر بنائیں گے اور ان درختوں کی اس وقت عمر 200 سال اور اڑھائی اڑھائی سو سال ہے اور وزیر ماحولیات کو میں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ" وزیرمخولیات "ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر یہ جواب دیا تھا کہ ہم نئے پودے لگا لیں گے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ایک درخت تیار ہونے میں اڑھائی سو سال لگتے ہیں اور ان کی عمریں تین سو سال ہیں اور سو لاکھ سے زیادہ درخت کاٹ کر نیا شہر بنوائیں گے اور یہ کہہ دیں کہ ہمارے ماحول پر فرق نہیں پڑے گا اور صورتحال یہ ہے کہ متعلقہ محکمہ جنگلات نے اس سے disagree کیا کہ یہ بہت خطرناک ہو گا کہ اگر اس علاقے کے یہ درخت کٹ گئے کیونکہ یہ راول ڈیم کے لئے catchment area ہے اور یہ سملی ڈیم کے لئے ایک catchment area ہے لیکن ہوا یہ ہے کہ ہم نے جنگلات کو بھی فارغ کر دیا اور اس بورڈ سے ان کا کوئی رول ہے ہی نہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ واقعی اگر حکومت سنجیدہ ہے تو وہ معاملات کرے اور اگر سنجیدہ نہیں ہے تو ویسے Montreal Convention کے تحت ہم نے وہ قانون بنا دیا اس قانون پر عملدر آمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ جج صاحب جو ٹریبونل بنا کر بیٹھے ہیں کہتے ہیں کہ یہ مقدمات ان کے پاس ہیں' کہتے ہیں کہ انہوں نے مجسٹریٹ کے پاس مقدمات refer کئے ہیں میں وزیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال کا ڈیٹا بتائیں کہ ان کی ایجنسی نے کتنے آرڈر جاری کئے اور کتنے آرڈرز پر عملدر آمد ہوا تو اس کا جواب negative ہو گا۔

جناب سپیکر، پلیز۔ ایک منٹ میں wind up کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! ایک دفعہ پہلے بھی بات آئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ماحول کو صاف کرنے کے لئے ایک پرندہ vulture جو بہت اونچائی پر ہوتا ہے جو بھی جانور مر جاتے ہیں گھوڑے گدھے وغیرہ یہ vulture ان کو کھا کر صفائی کا کام کرتا ہے یہ ایک research ہوئی ہے پاکستان کی بہاولپور یونیورسٹی اور واشنگٹن یونیورسٹی کی ایک تحقیق ہے کہ یہ پرندہ جو صفائی کا کام کرتا ہے اور پاکستان میں اس کی 90% فیصد نسل ختم ہو چکی ہے اس تحقیق کے مطابق جب جانور medicine کھاتے ہیں اور مر جاتے ہیں جو یہ پرندہ ان جانوروں کو کھاتا ہے تو اس پرندے کو کڈنی کا problem ہوتا ہے۔ میری وزیر صاحب سے اس حوالے سے پہلے بھی بات ہوئی تھی اور میں آج بھی گزارش کروں گا کہ یونیورسٹی کے حوالے سے جو recommendations ہیں اس کے مطابق اس پرندے کو بھی بچانے کے لئے کچھ کر سکیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ اس کے علاوہ آخری بات مری پورے پنجاب کا ایک ہی مری ہے۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ دو سال سے تعمیرات پر پابندی لگائی ہوئی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہر معاملے میں وزیراعلیٰ پنجاب رولز relax کرکے اجازت دیتے ہیں وہاں پر فلیٹس آٹھ آٹھ منزلہ بن رہے ہیں پچھلی بارشوں میں ہماری مری شہر کا مال گر گیا کیونکہ وہاں، ایک بہت بڑی construction شروع کی گئی ہے ہم نے پتا کیا کہ حکومت پنجاب کی بڑی پابندی لگی ہوئی ہے اسی اسمبلی میں بات ہوتی رہی لیکن جو بااثر لوگ ہوتے ہیں وہ مل ملا کر رولز relax کرکے یہ construction کر رہے ہیں جس سے مری کے ماحول پر فرق پڑ رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق مری ہر سال پانچ سے سات انچ نیچے آ رہا ہے۔ خدا نہ کرے کہ اسی طرح معاملات ہوتے رہیں اور اسی طرح لوگوں کو نوازتے رہے اور rules relax کرکے دس دس منزلہ بناتے گئے تو پھر ہمارے پاس مری نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر، جی شکریہ' جناب احسان الحق نولاٹیا! تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے ہیں سردار فتح محمد خان بزدار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار، جناب سپیکر! ماحول انسان کی صحت کے لئے نہایت ہی اہم ہے کیونکہ میرا تعلق پہاڑی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے ہے پہاڑی علاقے کی آب و ہوا نہایت اچھی ہوتی ہے۔ چشمے کا پانی ہوتا ہے۔ گندگی نہیں ہوتی لیکن ایک مسئلے کی طرف میں آپ کی

توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں دو بڑے یورینیم فیلڈ ہیں جو کہ اٹامک انرجی والے وہاں سے یورینیم نکالتے ہیں۔ کافی عرصے سے یہ یورینیم نکالا جا رہا ہے ایک اور فیلڈ تحصیل تونسہ کے پاس travel area میں شالاری ہے دوسرا بغلچر ہے وہ بھی اسی علاقے میں ہے۔ جب سے یہ کام شروع ہوا ہے اس وقت سے یہاں کینسر کی بیماری عام ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے لوگ کینسر کی بیماری سے نا آشنا تھے کہ کینسر کیا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو یہ process کرتے ہیں اس میں کوئی احتیاط نہیں برتی جاتی۔ وہاں کے مزدور لوگ سادھا ہاتھوں سے اس میں ہاتھ لگاتے ہیں ان کے ذرات ادھر ادھر پھیلتے ہیں پھر وہاں کی گائے بکریاں چرتی ہیں تو وہاں کی گھاس کھانے کی وجہ سے ان میں بیماری پیدا ہوتی ہے ان کے پاؤں بہت آگے بڑھ جاتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد وہ مر جاتے ہیں تو یہ نہایت ہی خطرناک مسئلہ ہے کیونکہ یہ ذرات ہوا اور پانی سے ادھر ادھر پھیل جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ مسئلہ بہت بڑھ رہا ہے۔ وہاں کے لوگ جو کام کرتے ہیں مثلاً پراجیکٹ آفیسر وغیرہ وہ اس بات کی قطعاً پروا نہیں کر رہے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور لوگوں کو کیا بیماریاں ہو رہی ہیں۔ ہم نے بارہا انہیں کہا ہے کہ آپ ہمارے پہاڑی علاقے کے ماحول کو خطرناک بنا رہے ہیں ان کا جواب ہوتا ہے کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہو گا آپ بے فکر رہیں۔ کچھ عرصہ پہلے اٹامک انرجی کا چیئرمین وہاں آنے والا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں اور اس بارے میں بات کروں گا۔ وہ آئے اور آکر چلے بھی گئے اور مجھے اطلاع نہیں دی گئی اس لئے میں ان سے مل نہیں سکا میں ان سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا تھا اور ان کی حالت یہ ہے کہ مقامی لوگوں کے ساتھ اچھوتوں کا سلوک کرتے ہیں یہ اپنے آپ کو انگریز اور ہمیں کالا لوگ سمجھتے ہیں۔ میں آپ سب سے اپیل کرتا ہوں اور حکومت پنجاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ باہر سے ہمارے علاقے میں کوئی experts لے آئے اور وہ دیکھیں کہ یہ ذرات کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا کیا علاج ہے؟ ان کا کوئی protection کیا جانے اگر یہی صورتحال رہی تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آگے کیا ہوگا یہ نہایت ضروری بات ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، اگلی ہیں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آج کا موضوع ماحولیات کی آلودگی ہے یہ موضوع تو بہت

اہم ہے لیکن جناب! اس کے اوپر صرف رائے ہی دے دینا کافی نہیں ہے اگر اس کے اوپر عمل نہ ہو۔ یوں تو ہر روز بہت ساری debates ہوتی ہیں لیکن وہ صرف debates کی حد تک ہوتی ہیں ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ جہاں تک ماحول کی آلودگی کا تعلق ہے میرے نزدیک سب سے اہم چیز پانی ہے اور زہر آلودہ پانی پی کر انسان بہت سی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے۔ پانی میں زہر کیسے ملتا ہے وہ فیکٹریاں جو نہروں کے کنارے لگائی گئی ہیں جیسا میرے اپنے ضلع خان پور میں نہر کے کناروں پر جو فیکٹریاں لگائی گئی ہیں اس کا سارا گندہ اور زہر آلودہ پانی اس پانی میں شامل ہو جاتا ہے جو ہم پیتے ہیں اور وہی پانی جب ہم فصلوں کو دیتے ہیں تو فصلوں میں تمام جراثیم شامل ہوتے ہیں اور ان کو کھانے سے انسان بھی اور جانور بھی بیمار ہوتے ہیں۔ لاہور کو خوبصورت بنانے کے لئے لاہور کی خوبصورت نہر جو لاہور شہر کے درمیان سے گزرتی ہے اس کے اندر گٹروں کا پانی شامل کیا جاتا ہے۔ جلوموڑ سے لے کر ٹھوکر نیاز بیگ تک نہر کے اندر تمام گٹروں کا پانی شامل کیا جاتا ہے کبھی آپ دوپہر کو وہاں سے گزریں تو آپ کو پھول جیسے ننھے بچے اس نہر میں نہاتے ہوئے نظر آئیں گے۔ لوگ اپنے درختوں اور چیزوں کو خوبصورت بناتے ہیں لیکن جو چیز اس شہر کو خوبصورت بناتی ہے اگر اس کے اندر ہم گندہ پانی ڈالیں گے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی اس لئے میری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ایک سخت قانون بنایا جائے کہ اس نہر میں کسی بھی قسم کا گندہ پانی شامل نہ کیا جائے تاکہ اس خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا جائے۔ جہاں تک دھوئیں کا تعلق ہے تو صرف گاڑیوں کے دھوئیں سے ہی فضا آلودہ نہیں ہوتی بلکہ کارخانوں کی چمنیوں سے نکلنے والے دھوئیں سے فضا زیادہ آلودہ ہوتی ہے اور اس آلودگی سے کینسر اور ہیپاٹائٹس جن کا ہم نے کبھی نام بھی نہیں سنا تھا آج اس آلودگی کی وجہ سے یہ بیماریاں عام ہوئی ہیں۔ میں ایسے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو جانتی ہوں جو کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے ماحول میں بہت زیادہ گندگی ہے اور سب سے زیادہ پانی کے اندر ملا ہوا pollution انسانی صحت کے لئے بہت زیادہ مضر ہے۔ میری یہ رائے ہے اور میرا یہ حکومت کو ایک مشورہ بھی ہے کہ وہ تمام فیکٹریوں کے اوپر ایک سخت قانون نافذ کرے کہ جن کا پانی نہروں کے پانی میں ڈالا جاتا ہے جس سے پانی گندہ ہوتا ہے۔ ان کے اوپر کوئی جرمانہ لگایا جائے اور ان کے لئے کوئی ایسا ایکٹ بنایا جائے تاکہ وہ گندے پانی کو نہر کے پانی کے اندر شامل کر کے پانی کو آلودہ نہ کریں۔ وہ

فیکٹریاں قانون کے تحت شہر کی حدود سے اتنی دور لگائی جائیں تاکہ ان سے نکلنے والا دھواں اور زہریلا مادہ جو ہے وہ وہاں کی آبادی کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔ اگر کوئی قانون بنتا ہے' میں ڈیفنس کے علاقے کی بات کرتی ہوں' وہاں پر بھی انسان ہی رہتے ہیں اور وہاں پر بھی اسی ملک کے شہری رہتے ہیں---

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا مختصر کر لیں۔ اب آپ wind up کر لیں۔

محترمہ صفیرہ اسلام: وہاں پر یہ کہتے ہیں کہ شہر کے مہنگے علاقوں میں کوڑا کرکٹ اگر نوکریوں سے باہر ڈالیں گے تو 500 روپیہ جرمانہ ہو گا۔ اب اگر یہی اسی قسم کے قانون تمام علاقوں میں بنا دیئے جائیں تو یہ آلودگی بہت حد تک کم ہو سکتی ہے۔ ڈیفنس کے علاقے میں ایک بہت بڑی پیکجز فرم ہے' اس کا گندہ پانی ڈیفنس کے علاقے کے مرکز سے گزرتا ہے' اس زہریلے پانی کی گیس سے الیکٹرک کی چیزوں پر یہ اثر پڑتا ہے کہ آئے دن الیکٹرک کی چیزیں خراب ہوتی ہیں اور جب میں نے ان سے ایک دفعہ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ سارا اس پانی کے زہریلے مواد کا اثر ہے۔ آزادی حاصل کئے ہوئے ستاون سال کا عرصہ گزر چکا ہے' اگر اس ملک میں رہنے والے لوگوں کو زندگی میں صاف پانی ہی میسر نہیں ہے تو باقی انہیں کیا میسر آئے گا؟

جناب سپیکر: جی' شکریہ مہربانی۔ چودھری مشتاق احمد صاحب!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج یہاں پر ماحول پر بحث ہو رہی ہے تو پنجاب سارے میں ہی آلودگی ہے لیکن میں اپنے حلقے کا ذکر کروں گا۔ یہاں سے 23 کلومیٹر پر جی۔ٹی روڈ کے بالکل اوپر آپ دیکھیں تو وہاں پر قصور کا سا سماں ہے۔ وہاں پر ٹینریوں کا گندہ پانی وہاں پر جمع ہو چکا ہے کہ جو قصور شہر کا سماں پیش کر رہا ہے۔ شمالی پنجاب سے آنے والے ممبران جو جی۔ٹی روڈ سے گزرتے ہیں وہ سب اس چیز کے گواہ ہیں کہ اتنا گندہ پانی اور اتنی بدبو کہ وہاں سے گزرنا بھی محال ہو رہا ہے۔ وہی پانی جس کو روزانہ ہم پیتے بھی ہیں اور اسی وجہ سے مرید کے میں ہیپاٹائٹس جیسی بیماریاں اتنی زیادہ ہیں کہ میں نے مختلف حکماء اور ڈاکٹروں سے بات کی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جتنے مریض مرید کے سے آتے ہیں وہ شاید کسی اور شہر سے نہیں آتے ہوں گے۔ اس پر وزیر موصوف توجہ فرمائیں۔ میں نے ٹی۔

ایم۔ او سے بات کی ہے تو اس سلسلے میں اکثر وہ بھی اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ مرید کے کے شہریوں نے تجاویز پیش کی ہیں کہ ہم maching grant دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ سیوریج کا پانی پینے کے پانی سے مل چکا ہے۔ یقین کریں کہ میں نے اپنے باتھ روم میں ایک دن پانی کھولا تو وہ پانی کالا سیاہ تھا۔ میں نے اسی روز اپنا ذاتی نلکا لگوا لیا لیکن ہر کوئی وہ ٹیوب ویل اپنا ذاتی نہیں لگوا سکتا۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ کیا وہ maching grant لینے کے لئے تیار ہیں؟ یہ لیں اور اس سلسلے میں وہاں پر جو مسائل ہیں ان کو حل کریں۔ گندہ پانی جو سڑک کے اوپر جمع ہو چکا ہے اس کا ٹی۔ ایم۔ او صاحب کو آج ہی کہیں اور خود اس کی نگرانی فرمائیں اور اس کو ٹھیک کروائیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ، مہربانی۔ راؤ جہانزیب صاحب! ---- تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک اچھا قدم اٹھایا اور ماحولیات کی وزارت تشکیل دی جس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ وزیر پر اختلاف ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ اچھا ہے یا کم اچھا ہے لیکن وزارت پر بہرحال اختلاف نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اور بھی مسئلہ ہے، وہ یہ ہے کہ چونکہ ہمارے مخدوم اشفاق صاحب سکنہ رحیم یار خان (قہقہے)

ایک آواز، جنوبی پنجاب۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، میں اسی طرف آ رہا تھا اور جس کی وجہ سے فنڈ کی قلت اور جنوبی پنجاب کی پسماندگی کا اس وزارت کے لئے جتنا فنڈ مختص ہوا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر میرے بھائی عمران مسعود کے پاس یہ وزارت ہوتی سکنہ گجرات یا چودھری اقبال صاحب سکنہ گوجرانوالہ یا ڈاکٹر شفیق صاحب سکنہ فیصل آباد تو یقیناً اس کے پاس کروڑوں روپے کی گرانٹ ہوتی اور یہ محکمہ زیادہ بہتر طریقے سے کام کرتا۔ اب بھی اگر ہو سکے تو میرا خیال یہ ہے کہ ماحول کو خوشگوار کرنے کے لئے ویسے بھی میں نے بات کی ہے تو آپ دیکھیں کہ ماحول خوشگوار ہو گیا ہے اور چہرے مسکرا رہے ہیں۔ اگر ہو سکے تو راجہ صاحب کی بلدیات کی وزارت مخدوم صاحب

کو دے دی جائے اور ماحولیات کی وزارت راجہ صاحب کو دے دی جائے تو پنجاب کا ماحول بہت خوشگوار ہونا شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری دو تین تجاویز ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ماحولیات کی وزارت وزارتوں کی ماں ہے۔ اس لحاظ سے کہ ٹرانسپورٹ کی وزارت کا بھی اس سے تعلق ہے' ہیلتھ کی وزارت کا بھی اس سے تعلق ہے' بلدیات کا بھی تعلق ہے' جنگلات کا بھی تعلق ہے' واسا اور ہاؤسنگ کا بھی تعلق ہے۔ یعنی کافی وزارتوں کا اس سے تعلق ہے۔ اس کے لئے بڑی serious قسم کی قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ ماحولیات کا وزیر اس قدر کمزور یا بے بس محسوس نہ ہو۔ اگر ان کے پاس اس قسم کے اختیارات قانون سازی کے ذریعے آ جائیں کہ جس سے ایک تو ان وزارتوں کے ساتھ اس کا قانونی طور پر ایک موثر link ہو کہ وہ کچھ instructions convey کر کے ان باتوں پر عملدرآمد کروا سکیں۔ دوسری بات قانون سازی کی یہ ہے کہ ایک طرف جہاں آپ افسران کو پابند کریں گے کہ وہ ماحولیات کو بہتر کرنے کے لئے قانون سازی پر عمل کروائیں کیونکہ قانون سازی سے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ pollution پھیلانے میں انفرادی طور پر جو ہمارا کردار ہے کہ ہم اپنے گند کو اکٹھا کرنے کی بجائے گھروں میں پھینک دیتے ہیں' گلی میں شاپر پھینک دیتے ہیں' یہ جو ہم سگریٹ سے ہر جگہ بیٹھ کر pollution پھیلاتے ہیں یا جو لوگ پان کھاتے ہیں' انفرادی طور پر کوئی ایسی قانون سازی ہو کہ جس سے گندگی پھیلانا یا ماحول کو خراب کرنا قابل دست اندازی جرم پولیس ہو جائے تاکہ لوگوں کو اس سے تھوڑا سا ماحول کو بہتر کرانے میں عوام کا بھی کردار ہو سکے۔ ایک تو میں چھوٹی سی عرض کروں گا کہ ہمارے ایم' پی' اے ہاسٹل میں آپ کو پتا ہے کہ زنگ آلود پانی آتا ہے تو کوشش کی جائے کہ اس کو بھی دیکھا جا سکے۔

جناب سپیکر! جہاں رکشاؤں کی باتیں ہوئی ہیں وہاں چھوٹے شہروں میں گھوڑے' تانگے اور گدھا ریڑی بہت چلتے ہیں۔ رکشے والے تو pollution پھیلاتے ہی پھیلاتے ہیں لیکن گھوڑا' تانگہ اور گدھا ریڑی کی جو pollution ہے وہ تو بہت خطرناک ہے جس سے کافی امراض پھیلتے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی قانون سازی کرتے وقت کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ جس سے وہ جو گندگی پھیلاتے ہیں اس کو بھی کنٹرول کرنے کے لئے موثر قسم کا کوئی قانون بن سکے۔

جناب سپیکر! ملتان میں کھاد فیکٹری کی pollution بہت اہم ہے۔ ان کو کم از کم instructions کی جائیں۔ ان کے ارد گرد آٹھ دس کلومیٹر آبادی ہے جو اس سے زیادہ آبادی نہیں ہو رہی۔ ان کو بھی کہا جائے کہ وہ بہت بڑا ادارہ ہے کہ وہ اس قسم کی زہریلی گیسوں کا اندر ہی کوئی ایسا سسٹم ٹھیک کریں تاکہ وہاں کوئی خرابی نہ ہو سکے۔ ایک چھوٹی سی عرض یہ ہے جو خاص طور پر بلدیات سے متعلق ہے اس میں یہ ہے کہ جب شہروں میں گندگی کے ٹرک گندگی باہر پھینکنے کے لئے جاتے ہیں تو وہ covered نہیں ہوتے۔ اگر کوئی ایک آدھ covered بھی ہوتا ہے تو وہ شہر کے سارے راستوں سے جہاں سے گزرتا ہے وہ ساری گندگی پھیلاتا جاتا ہے تو بلدیات کے اداروں کو ٹی۔ ایم۔ ایز کو پابند کیا جائے کہ ٹرک کیونکہ گورنمنٹ کی اپنی ملکیت ہیں' اس قسم کے ٹرک ہوں جو اوپر سے مکمل طور پر بند ہوں اور covered ہوں' کم از کم وہ جہاں سے جتنی گندگی اٹھاتے ہیں اس سے زیادہ پھیلاتے ہوئے جاتے ہیں تو کم از کم اس پر بھی موثر کنٹرول کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! ایک دو اور بھی کام ہیں آپ دیکھیں کہ اس میں بھی discrimination ہے مثلاً سیوریج ہے' ہم ماحول کو بہتر کریں' اگر سیوریج کا گندہ پانی پھیلتا رہے گا' proper صفائی نہیں ہو گی تو ماحول خراب ہو گا۔ آپ کو میں اعداد و شمار کی رو سے کہہ رہا ہوں کہ ملتان میں واسا کے اندر ایک کلومیٹر کے لئے جو average ہے وہ ایک آدمی سیورمین موجود ہے جو کہ اوسطاً اس کی صفائی کرتا ہے جبکہ لاہور میں ایک کلومیٹر کی صفائی کے لئے دس آدمی مقرر ہیں' فیصل آباد میں چھ آدمی مقرر ہیں اور گوجرانوالہ میں پانچ آدمی مقرر ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ملتان کے لحاظ سے' مجھے پتا ہے کہ باقی بلدیاتی اداروں میں بھی شاید ایسا ہو کہ کئی سالوں سے آپ نے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے خاکروبوں کی نوکریوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور شہر بڑے ہوتے جا رہے ہیں اگر آپ صفائی کرنے والوں پر قدغن لگائیں گے تو صفائی کرنے والے تھوڑے رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ اب wind up کریں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: آخری بات یہ ہے کہ Asian Development Bank نے ملتان

اور جنوبی پنجاب کی دوسری تحصیلوں کے لئے بہت اچھا کام کیا ہے' بڑا احسان کیا ہے انہوں نے 5 ارب روپے جنوبی پنجاب کی چھوٹی تحصیلوں کے لئے اور اڑھائی ارب روپے ملتان شہر کے لئے واٹر سپلائی' purification plant اور سیوریج لائنوں کے لئے دیئے ہیں۔ یہ پیسا پچھلے پانچ چھ ماہ سے وہاں سے release ہو کر حکومت پنجاب کے فنڈز میں جمع ہو گیا ہے۔ اس پر ہر مہینے تقریباً 24/27 لاکھ روپے interest پڑ رہا ہے لیکن اس کے باوجود ادھر investment نہیں ہو رہی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ فنڈز جلد از جلد release ہو کر وہاں پہنچ جائیں تو سیوریج اور پانی کے سلسلے میں بہت بہتری آ جائے گی۔ بہت مہربانی' شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے پاس جن اراکین اسمبلی کے نام کی چٹیں تھیں وہ تمام معزز اراکین بات کر چکے ہیں۔ اگر کوئی مزید معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو پہلے ہی بات کر چکے ہیں۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک یا دو منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیں۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا' مرید کے میں سینٹری ورکر کی اسامیوں پر 40 مسلمانوں کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ وہ صرف تنخواہیں لیتے ہیں' کوئی کام نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی مسلمان گندگی اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔ لہذا وہ صرف تنخواہیں لیتے ہیں کوئی کام نہیں کر رہے۔ وہاں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ ان چالیس مسلمان ورکرز کی چھٹی کروائی جائے اور ان کی جگہ عیسائی ورکرز بھرتی کئے جائیں تاکہ وہاں پر صفائی ہو سکے۔

دوسرا پولی تھین بیگز کا خاتمہ ضروری ہے۔ ان کی وجہ سے سیوریج سسٹم بیکار ہو رہا

ہے۔ اگر ان پر پابندی لگا دی جائے تو یہ بہت بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں وزیر ماحولیات کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میرے لئے آج بہت خوشی کا دن ہے' اس لئے کہ جتنے ممبران نے آج تقاریر کیں اور انھوں نے جس دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ اس بات کا مظہر ہے کہ ہر انسان' ہر ممبر یہ سمجھتا ہے' اسے احساس ہے کہ اس کے ارد گرد جو گندگی کا ماحول ہے' جو ماحول کی خرابی ہے اس پر وہ کس قدر دلچسپی رکھتا ہے اور کس قدر concern ہے۔ کیونکہ یہ کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ساری انسانیت کا مسئلہ ہے۔ ہم سب کا مسئلہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی تصحیح کرنی چاہوں گا۔ شاید وہ جو بات کر رہے ہیں اسے سمجھ نہیں رہے۔ جناب والا! کوئی بھی رکن اپنے ارد گرد گندگی میں دلچسپی نہیں رکھتا بلکہ اس سے نفرت کرتا ہے' اس سے تنگ ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ کتنی دلچسپی رکھتے ہیں کوئی آدمی دلچسپی نہیں رکھتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے ماحول میں' ہمارے ارد گرد جو بھی خرابی ہے اس بابت ممبران نے جس قدر اظہار کیا ہے حقیقت میں مسئلہ اس سے بھی کہیں زیادہ گھمبیر ہے' مسئلہ اس سے زیادہ سنگین ہے۔ معزز ممبران نے مختصر بات کی ہے۔ اس ملک' معاشرے اور ہمارے ارد گرد مسائل بہت زیادہ ہیں۔ جن خیالات کا اظہار معزز ممبران نے کیا ہے میں بالکل ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ معزز ممبران نے اس بابت دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ تو میں اس کو sum up کرتے ہوئے مختصراً یہ کہوں گا کہ من حیث القوم ہم صفائی کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں۔ بہت سارے ممالک' بہت ساری اقوام سے اگر

ہم اپنا موازنہ کریں تو ہم بہت پیچھے ہیں۔ اب ہم نے چند چیزوں کی طرف پہلی دفعہ توجہ دینے کی کوشش کی ہے۔ ہر شہر میں سیوریج کے پانی میں کیمیکلز بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو صاف کرنے کے لئے ہر شہر میں ایک ایک ٹریٹمنٹ پلانٹ لگایا جائے جن کے ذریعے سیوریج کے پانی کو treat کر کے کھیتوں' نہروں یا دریاؤں میں پھینکا جائے۔ اس کے لئے ہم نے لوگوں کو invite کیا ہے کہ B.O.T basis پر آئیں ' بینک سے پیسے لیں' ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائیں اور چارج کریں۔ یہ سب کے لئے ایک open invitation ہے۔

جناب والا ' پہلے انڈسٹریز والے بات ہی نہیں سنتے تھے ۔ دو سال پہلے W.T.O regime آیا۔ انہوں نے ایک شرط لگائی کہ وہ ادارہ جو اپنا سامان export کرتا اسے یہ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہو گا کہ اس نے اپنے فضلے ' solid waste, emissions and liquid waste/waste water کو treat کیا ہے ورنہ اس کا سامان export نہیں ہو گا۔ اس زمرے میں ہمارے دو بڑے سیکٹر ایک ٹیکسٹائل اور دوسرا leather متاثر ہوتے تھے۔ چنانچہ ان فیکٹریوں کے مالکان نے دھڑا دھڑ اپنے اپنے treatment plants لگانے شروع کر دیئے اور اب وہ کام کر رہے ہیں۔

اس کے بعد وہ انڈسٹریز جو کہ export تو نہیں کرتیں لیکن ملک کے اندر ان کا کاروبار بہت وسیع ہے' ان کا turn over اربوں روپے میں ہے۔ ان کے لئے بھی W.T.O کا standard 9001 آیا کہ آپ کوئی بھی چیز بنائیں گے تو وہ عالمی معیار کے مطابق ہو گی اور اس کے لئے یہ سرٹیفکیٹ لینا پڑے گا۔ لوگ اب یہ سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر ! حکومت بھی کوشاں ہے کہ ہر شہر میں انڈسٹریز کو بچانے کے لئے common affluent treatment plant لگایا جا رہا ہے۔ اسی طرح شہروں کے گندے پانی کے لئے treatment plants لگائے جائیں گے۔ ہر شہر کے لئے ایک یا دو اور لاہور جیسے بڑے شہر کے لئے کم از کم آٹھ treatment plants چاہئیں تا کہ پانی کو صاف کیا جا سکے۔

سولڈ ویسٹ کے حوالے سے لاہور کی بات کروں گا کہ لاہور سے 60 فیصد کچرا اٹھایا جاتا جبکہ 40 فیصد کچرا اٹھایا ہی نہیں جاتا۔ جب ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ کچرا کیوں نہیں

اٹھاتے تو کہتے ہیں کہ جناب ہمارے پاس capacity ہی نہیں ہے۔ ان کے پاس اتنی work force نہیں ہے کہ وہ اس بقیہ چالیس فیصد کچرے کو بھی اٹھا سکیں۔ اس کے لئے ان اداروں کو taxes بڑھانے پڑیں گے۔ جب حکومت یا بلدیاتی ادارے ٹیکس بڑھاتے ہیں تو عوام چیختی' چلاتی ہے کہ ہم ٹیکس نہیں دیں گے' یہ ٹیکس زیادہ ہیں۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کاموں کے لئے پیسا کہاں سے آئے گا' پیسا درختوں پر تو نہیں لگتا۔ Pakistan has always lived on borrowed money. ہم نے جب بھی کوئی منصوبہ بنایا ہے ہمیشہ کسی نہ کسی ادارے سے قرض لے کر بنایا ہے۔ ہمارے اپنے پاس اتنا پیسا نہیں ہے۔ بہت سے ممالک کے لوگ یہاں آئے کہ ہم اس کچرے کو اٹھائیں گے' جلائیں گے اور اس سے بجلی پیدا کریں گے لیکن جب وہ لوگ اِدھر آتے ہیں' یہاں کے نظام کو study کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ چور ہیں' scavengers ہیں جو نائرز' کپڑے' سٹیشنری وغیرہ یعنی کام کا کچرا اٹھا کر بیچتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ extend کیا جاتا ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جو کچرا بچ جاتا ہے وہ kitchen waste ہوتا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے بجلی پیدا کی جائے۔ تو اس کا متبادل طریقہ یہ ہے کہ compost یعنی کچرے سے کھاد بنائی جائے جس کو compost کہا جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے اب ایک پلانٹ لاہور میں لگ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ آئیں' investment کریں' compost بنائیں یا پاور پلانٹ لگائیں۔ بہت سارے لوگ آئے بھی ہیں انھوں نے لاہور اور فیصل آباد کو study کیا ہے۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کچرا جلانے کے لئے اتنا نہیں ہے کہ جس سے بجلی پیدا کی جا سکے۔ اب دوسرا طریقہ compost ہے اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر دنیا بھر میں ایک طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جسے land fill کہا جاتا ہے۔ ایک بہت بڑا گڑھا بنایا جاتا ہے۔ لاہور میں بند روڈ پر بنے بنائے گڑھے پہلے سے موجود تھے۔ اس میں کچرے کو dump کیا جاتا ہے اور پھر اسے اوپر سے cover کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے اوپر پارک بنا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پھر دوسری pit بنائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلی حکومتیں بھی آئیں، لاہور سے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بھی آئے لیکن لاہور کے اندر آج بھی کھلے نالے چل رہے ہیں۔ اس حوالے سے سوچا تو بہت دفعہ گیا لیکن بات وہیں پیسے کی کمی کی وجہ سے رہ جاتی ہے کہ کہاں سے قرضہ لائیں۔ ان کھلے نالوں کو بند کیا جانا چاہیے اور یہاں پر پائپ ڈالے جائیں تاکہ لاہور کو خوبصورت بنایا جا سکے۔ ابھی حال ہی میں ورلڈ بنک نے لاہور شہر کا انتخاب کیا ہے کہ ہم اسے model city کے طور پر فنانس کرنے کو تیار ہیں۔ آپ اس کے نالے بند کر دیں، ان کو صاف ستھرا کریں، اس کا کچرا باقاعدگی سے اٹھایا جائے اور اس سے بجلی پیدا کی جائے، compost بنائی جائے یا land fill بنا کر کچرے کو dispose کیا جائے۔ ہمارے ہاں land fill اس طرح تھا کہ شہر کے ایک کونے کا کچرا دوسرے کونے میں جا رہا تھا۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں سے کچرا اٹھے اسی سائیڈ پر ہی land fill بنایا جائے شہر میں سے گزرنے کی وجہ سے وہ شہر میں گرتا جاتا ہے۔

اسی طرح بہت ساری باتیں ارشد بگو صاحب نے بھی point out کی ہیں۔ میں نے ٹیلیفون پر معلومات لی ہیں۔ وہاں پر پسرور میں، بڈیانہ اور چونڈہ میں پلانٹ لگا ہے اور جناح گیٹ پسرور میں بھی لگا ہے۔ میونسپل پارک پسرور، کلاس والا، ڈیرہ آرائیاں اور ڈیرہ چونڈہ میں پانی کے پلانٹ لگ رہے ہیں۔ T.M.A سیالکوٹ میں کریم پورہ، بیری والا چوک، حاجی پورہ، کچا شہاب پورہ، بیلا پورہ، پاک پورہ، نزد لیڈی کلب، مظفر پور، اگوکی، بالمقابل میٹ گیٹ امام صاحب اور بھی تفصیل ہے جہاں پر یہ Treatment Plant لگے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا اور ابھی انہوں نے بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا حوالہ دیا اور ٹیلی فون پر information بھی لی ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں 122 یونین کونسلز ہیں اگر یہ دیکھیں تو یہ بیس بنتی ہیں جو انہوں نے بتائی ہیں اور یہ جتنی بھی بتا رہے ہیں وہ ڈیڑھ لاکھ روپے کا پلانٹ بنتا ہے وہ تو پلانٹ ہے ہی نہیں۔ جو

پلانٹ اچھے اور انٹرنیشنل معیار کے ہیں وہ چھ' ساڑھے چھ لاکھ میں لگے ہیں۔سیالکوٹ میں عمران اشرف صاحب نے یہ پلانٹ لگائے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جو اپنے کھاتے میں ڈال رہی ہے یہ ڈیڑھ لاکھ میں لگے ہیں جس طرح ہم اپنے گھروں میں دو تین سو روپے کا فلٹر لگا دیتے ہیں یہ اس طرح کا پلانٹ ہے اور پھر بھی یہ 20/22 بنتے ہیں۔ انھوں نے کون سا تیر مارا ہے؟ مجھے یہ بتائیں کہ انھوں نے ماحولیات کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات: ہم نے ابتدا کی ہے۔جناب والا! میں sum up کرنے کے لئے یہی کہوں گا کہ یہ موجودہ حکومت تین چیزیں کرنے چلی ہے جو پہلے نہیں تھیں۔ پہلا تو یہ کہ گاڑیوں کی چیکنگ کا نظام' وہ ٹرک یا وہ گاڑیاں جو مری آتے جاتے حادثے کا شکار ہوتی ہیں جن میں کئی درجنوں لوگ مارے جاتے ہیں۔ ان کی چیکنگ کا نظام ہو گا اور ہر گاڑی چیک ہو گی----

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 31-3-0005 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جمعرات ' 31۔مارچ 2005

(یوم الخمیس' 20۔صفر المظفر 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : انیسواں اجلاس

جلد 19 : شمارہ 4

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 31-مارچ 2005

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3- توجہ دلاؤ نوٹس

4- سرکاری کارروائی

i) امن عامہ پر عام بحث

ii) قیمتوں میں اضافہ پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس)

جمعرات' 31 - مارچ 2005

(یوم الخمیس' 20- صفر المظفر 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰہَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

سورۃ حمٓ السجدہ آیات: 33 تا 35

اور اس سے بہتر بات کس کی ہے جو (دوسروں کو) اللہ کی طرف بلانے اور (خود) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۰ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیکی سے (بدی کو) ٹال دیا کیجئے تو پھر یہ ہو گا کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہو جانے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے ۰ اور یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے رہتے ہیں' اور اس کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہوتا ہے۰

وما علینا الاالبلاغ۰

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' بگو صاحب! فرمائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

آئینی حدود کے تحت احتجاج

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آئین پاکستان ہر شہری اور ہر جماعت کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی احتجاج کر سکتا ہے۔ کسی جماعت' کسی فرد پر قانون میں اس کے متعلق کوئی بندش اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ایم-ایم-اے کے مہنگائی کے خلاف نقطہ نظر کو حکومت اپنے ایوانوں میں تسلیم کرتی ہے کہ اس وقت مہنگائی نے پورے ملک پر قبضہ کیا ہوا ہے اور لوگ اس سے خود کشیاں کر رہے ہیں۔ اس کمر توڑ مہنگائی کے خلاف ایم-ایم-اے نے 2- اپریل کو شٹر ڈاؤن ہڑتال کی کال دی ہے اور لوگوں سے اپیل کی ہے' ہم کسی سے کوئی زبردستی نہیں کر رہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت صرف اس اعلان سے ہی بوکھلا چکی ہے اور انہوں نے فیصل آباد میں جن لوگوں اور تاجروں نے اخباروں میں یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اپوزیشن کے ساتھ ہیں اور ایم-ایم-اے کے ساتھ ہیں اور 2- اپریل کو ہم ہڑتال میں حصہ لیں گے انہیں وہاں کی مقامی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! لاہور میں بھی اسی طرح کیا جا رہا ہے اور سیالکوٹ میں بھی اسی طرح کیا جا رہا ہے جو کہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ یہ حکومت جب دعویٰ کرتی ہے کہ ہم اپوزیشن کو پورا موقع دیں گے کہ وہ آئین کے اندر رہتے ہوئے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے تو دوسری طرف

حکومت کا یہ رویہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ جن لوگوں کو فیصل آباد یا دوسرے شہروں میں بے جا گرفتار کیا گیا ہے' ابھی تو انہوں نے کسی ہڑتال میں حصہ نہیں لیا اور انہوں نے کوئی غیر قانونی حرکت ہی نہیں کی تو جنہیں پولیس نے گرفتار کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کروں گا کہ انہیں رہا کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ میرے خیال میں آئین میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اسمبلیوں میں احتجاج کیا جائے اور اسمبلی کی کارروائی کو روک دیا جائے اور جتنی دیر اسمبلی کی کارروائی چلتی رہے اتنی دیر ڈیسک بجائے جائیں یا سپیکر کا گھیراؤ کر لیا جائے۔ آئین میں اس چیز کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہاں پر یہ ہوتا رہا ہے۔ اس کے بعد میرے خیال میں آئین میں اس بات کا بھی کہیں کوئی ذکر نہیں کہ اپنے کسی مطالبے کی حمایت میں خاص طور پر وہ لوگ جو معزز ایوانوں میں منتخب ہو کر آئے ہیں' وہ ایوانوں کے اندر آواز اٹھانے کی بجائے سڑکوں پر آئیں اور لوگوں کو compel کریں کہ دکانیں بند کریں' کوئی ٹریفک نہ چلے' پہیا جام ہو اور شٹر ڈاؤن ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس احتجاج کا آئین میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آئین کے اندر رہتے ہوئے احتجاج۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی کوئی پابندی ہے۔ رہی بات یہ کہ فیصل آباد کے حوالے سے انہوں نے بات کی تو وہاں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلوس نکالنے پر گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے بڑے واضح طور پر یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر کوئی سیاسی جماعت اپنا نقطہ نظر ایوان سے باہر عوام تک پہنچانا چاہتی ہے تو وہ جلسہ کرکے پہنچائے۔ ہر ضلع میں حکومت نے جلسہ کے لئے ایک جگہ

مختص کر دی ہے اور ابھی حال ہی میں ایم۔ایم۔اے کے لانگ مارچ کے سلسلے میں مینار پاکستان پر جلسہ ہوا۔ حکومت نے کوئی مداخلت نہیں کی اور ارشد بگو صاحب اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ان کا جلسہ ہوا جو کہ پر امن رہا اور حکومت نے وہاں پر کوئی مداخلت نہیں کی لیکن اگر جلوس نکالنے کی کوشش کی جائے گی تو اس میں حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے گی۔ اب بھی میں حکومت کی طرف سے اس بات کو واضح کرتا ہوں کہ آئین اور قانون کے اندر رہتے ہوئے سیاسی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں ہے اور حکومت اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست اور بھائی وزیر قانون نے کہا ہے کہ آئین میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کوئی پر امن سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ یہ law-knowang اور وکیل ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا طریق کار ہے کہ اپنی بات پر ہم نے ڈیسک بجائے' پھر حکومت نے دعوت دی کہ آئیں! ہمارے ساتھ بیٹھ کر table talk کرلیں۔ ہم نے ان کے ساتھ table talk کی اور اسی table talk کی صورت میں ہمارے اوپر الزامات لگے اور پھر اسی ایوان میں ملاں ملٹری الائنس کے نعرے بھی لگے اور اسی الائنس کی صورت میں 17 ویں ترمیم قومی اسمبلی میں منظور ہوئی اور اسی ترمیم کی دھجیاں اس صدر نے اڑائیں جس نے ٹیلیویژن پر آ کر وعدہ کر کے کہا کہ میں 31- دسمبر تک ایک عہدہ رکھوں گا اور دوسرا چھوڑ دوں گا اور اس پر حکومت نے عملدر آمد نہیں کیا۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس اور کیا طریق کار ہے کہ ہم اگر احتجاج اسمبلیوں میں کرتے ہیں' negotiation کرتے ہیں۔ دوسرا طریق کار تو یہی ہے کہ ہم پبلک کے پاس جا کر اپنی بات ان کے سامنے کریں تو ہم جمہوری قدروں کے اندر رہتے ہوئے وہ کام کر رہے ہیں۔ ہم کوئی غیر قانونی کام نہیں کر رہے اور غیر قانونی جلوس نہیں نکال رہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے آئین کی جو تشریح فرمائی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آئین میں یہ کہیں درج نہیں ہے کہ آپ اسمبلیوں کے اندر احتجاج کریں' آئین کے اندر کہیں درج نہیں ہے کہ سڑکوں پر احتجاج کریں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ آئین کے اندر یہ بالکل درج ہے کہ کوئی بھی آدمی اگر اپنی opinion کو express کرنا چاہے تو کسی law کو violate کئے بغیر وہ express کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر کسی protest کا کرنا' واک آؤٹ کرنا یا کارروائی سے اختلاف کرنا یا اس کا بائیکاٹ کرنا قطعی طور پر کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اگر ملک میں مروجہ قوانین میں سے کسی قانون کی زد میں یہ عمل آتا ہے تو یہ فرمائیں کہ جناب! آپ جو بائیکاٹ کرتے ہیں یا آپ اسمبلی کے اندر protest کرتے ہیں یہ فلاں رولز آف بزنس کی violation ہے؟ اسی طرح سے ہماری تاجر برادری سڑکوں کو بلاک کرے تو پھر ٹھیک ہے کسی law کی violation ہوئی لیکن اگر وہ اپنے protest یا اپنے مطالبے کو منوانے یا اس پر زور دینے کے لئے شٹر ڈاؤن کرتے ہیں یا ایک دن کے لئے اپنا کاروبار بند رکھتے ہیں تو میں وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کسی قانون کی violation نہیں ہے بلکہ قانون کی violation تو یہ ہے کہ اگر ان کو شٹر ڈاؤن کرنے پر کوئی compel کرے یا اس بات پر مجبور کرے کہ جناب! اگر آپ اس دن شٹر ڈاؤن کریں گے تو ہم آپ کو گرفتار کریں گے یا ہم آپ کو پکڑیں گے جیسا کہ ان کی انتظامیہ اس وقت پورے صوبے میں کر رہی ہے کہ لوگوں کو بلا بلا کر انہیں لالچ بھی دے رہی ہے اور اس کے بعد انہیں یہ بھی کہہ رہی ہے کہ اگر آپ نے اس کے باوجود شٹر ڈاؤن کیا تو ہم آپ کے خلاف مقدمات بنائیں گے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ کہاں درج ہے آئین میں کہ آپ ڈیسک بجائیں' کہاں درج ہے کہ آپ احتجاج کریں۔ [************]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 826، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

برنی روڈ گڑھی شاہو لاہور کی تعمیر و مرمت

*826۔ **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ برنی روڈ گڑھی شاہو لاہور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ روڈ پر تجاوزات کی وجہ سے مقامی لوگوں کا گزرنا محال ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے بارش کے دوران جا بجا پانی جمع ہو جانے سے کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ جاتا ہے؟

(د) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت برنی روڈ گڑھی شاہو کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جی ہاں۔

(ب) برنی روڈ نزد گڑھی شاہو میں واقع تجاوزات جو کہ ریڑھی وغیرہ ہیں۔ عملہ تہہ بازاری گاہے بگاہے تجاوزات دور کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اب عوام الناس کے آنے جانے میں مشکل نہ آتی ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے۔ پچھلے دنوں برنی روڈ کے کچھ حصہ پر پیچ ورک کروایا گیا تھا۔ جس سے گڑھے وغیرہ پر کر دیئے گئے تھے سڑک کے باقی حصہ پر معمولی پیچ ورک درکار ہے جو بہت جلد مکمل کرا دیا جائے گا۔

(د) برنی روڈ کی از سر نو تعمیر فنڈ میسر آنے پر کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کیا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے admit کیا ہے کہ جس روڈ کا میں نے ذکر کیا ہے واقعی خراب ہے اور وہاں کافی زیادہ تجاوزات تھیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ گزرنے میں مشکل پیش نہیں آتی جبکہ حقائق اس کے بالکل مختلف اور بر خلاف ہیں کیونکہ وہاں لوگوں کو گزرنے میں دقت پیش آتی ہے اور سڑک کی حالت اب بھی جوں کی توں ہے۔ بہت معمولی پیچ ورک کروایا گیا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسے کب تک درست حالت میں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں دو معاملات ہیں ایک معاملہ encroachment سے متعلق ہے اس سلسلے میں جب یہ سوال آیا تو ہم نے کل بھی متعلقہ T.M.A کو ہدایات کی ہیں----

جناب سپیکر: وزیر صاحب! ان کا سوال صرف یہ ہے کہ یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے حکومت اس کو کب تک صحیح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس کی repairing ہو چکی ہے اس میں صورتحال یہ ہے کہ محکمہ P.W.D نے برنی روڈ کی از سر نو تعمیر جناب ایاز صادق ایم۔این۔اے کے فنڈ سے کر دی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ اگلا سوال بھی حاجی اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز، سوال نمبر 827 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

شالامار ٹاؤن کے غیر قانونی مذبح خانے اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل

*827۔حاجی محمد اعجاز، کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شالامار ٹاؤن میں مذبح خانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) 1999 سے تاحال مذبح خانوں کی خلاف ورزی کرنے والے کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری مذبح خانوں کے ہوتے ہوئے لوگوں نے اپنے گھروں میں مذبح خانے بنا رکھے ہیں۔ جن کی سرپرستی متعلقہ سرکاری اہل کار کرتے ہیں۔ اس لئے نہ تو وہ گرفت میں آتے ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی ہے۔ نیز ذاتی مذبح خانوں کے جانوروں سے نکلنے والے فضلے سے محلوں میں گندگی پھیل رہی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ شیر چوک عمر پارک گلی نمبر 186 اور چاند منی جوائے لینڈ میں لوگوں نے اپنے گھروں میں ذاتی مذبح خانے بنا رکھے ہیں اور رات گئے بیمار جانور ذبح کر کے صبح باغبانپورہ میں مہنگے داموں گوشت بیچا جاتا ہے۔ جس سے عوام الناس میں طرح طرح کی بیماریاں پھوٹ رہی ہیں۔ نیز ناغہ کے علاوہ روزانہ صبح آٹھ بجے گدھا ریڑھی پر کھالیں، سریاں اور دوسرے اعضاء مار کیٹ میں پہنچائے جاتے ہیں؟

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک شالامار ٹاؤن کی حدود میں ذاتی مذبح خانوں کو بند کیا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والوں اور ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) شالامار ٹاؤن میں صرف ایک ہی سرکاری مذبح خانہ ہے۔

(ب) جب سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مذبح خانوں کا چارج متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کے حوالے کیا ہے اس وقت سے ٹاؤن انتظامیہ غیر قانونی مذبح خانوں کے خلاف چالان مقدمات و جرمانہ کی شکل میں قانونی کارروائی کر رہی ہے۔ 2002 تا حال

Animal Slaughter Control Act 1963 & Food Stuff Control Act 1958 & 1964

کے تحت F.I.R' 53 رجسٹر کی گئیں PLGO.2001 کے تحت 105 چالان کئے گئے' 1380 کلو گرام مضر صحت گوشت ضائع کیا گیا اور -/2,79,100 روپے کا گوشت فروخت کیا گیا اور وصول شدہ آمدنی T.M.A کے خزانے میں جمع کروادی گئی۔

(ج) یہ درست ہے کہ سرکاری مذبح خانوں کے ہوتے ہوئے بھی کچھ قصاب اپنے گھروں میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ ٹاؤن انتظامیہ ان مذبح خانوں کے خلاف کارروائی کرتی رہتی ہے جس کے متعلق جواب جز(ب) میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ شیر چوک عمر پارک گلی نمبر 186 اور چاندنی جوائے لینڈ میں صرف ایک شخص مسمی افتخار چھوٹے جانور ذبح کرتا تھا جس کے خلاف قانونی کارروائی کر کے یہ مذبح خانہ بند کروا دیا گیا۔ شالامار ٹاؤن کے ہسپتالوں میں غیر معیاری گوشت کے استعمال سے کوئی بھی مرض پھوٹنے کی رپورٹ و اطلاع نہ ہے۔ شیر چوک سے سرکاری مذبح خانہ سے کھالیں' سریاں و دوسرے اعضاء مارکیٹ میں پہنچائے جاتے ہیں۔

(ہ) اس کا جواب جز(ب) اور (د) میں دیا جا چکا ہے۔ شالامار ٹاؤن میں نئے مذبح خانہ کی تعمیر کے بعد غیر قانونی مذبح خانوں پر مکمل قابو پا لیا جائے گا۔ نئے مذبح خانہ کی تعمیر کے لئے ٹاؤن انتظامیہ انتہائی محنت و لگن سے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 53 ایف۔ آئی۔ آر رجسٹرڈ کی گئیں پوچھنا یہ ہے کہ جو ایف۔ آئی۔ آر رجسٹرڈ کی گئی تھیں کیا لوگوں نے bail کروالی ہے یا جرمانہ ہوا ہے بتایا جائے کہ ان کا کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ جب سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مذبح خانوں کا چارج متعلقہ قانون انتظامیہ کے حوالے کیا ہے اس وقت سے قانون انتظامیہ غیر قانونی مذبح خانوں کے خلاف چالان مقدمات و جرمانہ کی شکل میں قانونی کارروائی کر رہی ہے 2002 تا حال Animal Slaughter Control Act 1963 & Food Stuff Control Act 1958 & 1964 کے تحت F.I.R، 53 رجسٹرڈ کی گئیں اور 105 چالان کئے گئے ہیں اور -/2,79,100 روپے قومی خزانے میں جمع بھی کروائے گئے۔

جناب سپیکر، جی۔ شکریہ۔ اگلا سوال مہر خالد محمود سرگانہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال علی عباس صاحب کا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے، اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص، سوال نمبر 1313 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1313 دریافت کیا)

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نئے نظام میں واسا لاہور کی ذمہ داریوں کا تعین

*1313، سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ سیوریج ڈرینز اور فراہمی آب کے تمام منصوبے ضلع لاہور میں واسا ہی کی زیر نگرانی مکمل ہونگے۔ کیونکہ سیوریج ڈرینز اور فراہمی آب کی فراہمی، بحالی اور درستی (maintenance) کی مکمل ذمہ داری واسا لاہور پر ہی عائد ہوتی ہے؛

(ب) اگر یہ درست ہے تو سٹی گورنمنٹ نشتر ٹاؤن کی انتظامیہ کس اختیار کے تحت رائے ونڈ اور کاہنہ میں فراہمی آب ڈرینز اورسیوریج کی فراہمی کا کام واسا کی نگرانی اور تکنیکی مہارت حاصل کئے بغیر براہ راست خود کروا رہے ہیں؛

(ج) واسا کی تکنیکی مہارت اور نگرانی کے بغیر کروائے گئے یہ ترقیاتی کام مکمل کروانے کے بعد کس محکمہ کے حوالے کئے جائیں گے اور کونسا محکمہ ان کی درستی (maintenance) کا ذمہ دار ہو گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) جہاں تک رائیونڈ اور کاہنہ میونسپلٹی حدود میں فراہمی آب ڈرینز اور سیوریج کی فراہمی کا تعلق ہے تو ٹاؤن کمیٹی رائیونڈ اور کاہنہ نئے نظام سے پہلے بھی اپنے طور پر دوسرے سرکاری محکموں کی ٹیکنیکل معاونت سے کام کر رہے تھے۔ موجودہ نظام رائیونڈ اور کاہنہ میں میجر پراجیکٹ واسا کی زیر نگرانی اور چھوٹے منصوبہ جات لوکل نائب ناظم یو۔سی اور واسا ٹیکنیکل سٹاف سے مشاورت کے بعد T.M.A نشتر ٹاؤن کا ٹیکنیکل سٹاف کروارہا ہے۔ کیونکہ واسا کے لئے یہ منصوبہ جات جو فوری نوعیت کے ہیں کروانا ممکن نہیں ہے۔

(ج) یہ منصوبہ جات جو ٹاؤن انتظامیہ کی نگرانی میں مکمل ہوں گے ان کا ذمہ دار ٹاؤن ہی ہو گا جبکہ محکمہ واسا ان علاقہ جات کو مکمل طور پر take over کرے گا، یہ منصوبہ جات واسا اپنی نگرانی میں ہی مکمل کروانے کا اور واسا ہی ان کی درستی کا ذمہ دار ہو گا۔

جناب سپیکر، کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جز (الف) کا جواب درست ہے تو پھر سٹی گورنمنٹ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا وہاں پر سیوریج ڈرینز کا نظام خراب ہے ہم نے کہا کہ درست ہے کہ وہ خراب ہے اور جز (ب) میں ہی محکمانہ کارروائی کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ محکمہ اس سلسلے میں یہ کام کر رہا ہے اور موجودہ یہ ہے کہ رائیونڈ T M A نشتر ٹاؤن ٹیکنیکل سٹاف کے تعاون سے کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی' بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا تھا کہ واسا ڈرین اور سیوریج کا کام کرتے ہیں۔ آگے انہوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ہی اس کام کو کروا رہی ہے لیکن وہ واسا کے زیر نگرانی کروا رہے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ واسا سے لکھ کر مشاورت کرتے ہیں یا ویسے ہی واسا ان کی look after کرتا ہے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! واسا کے باقاعدہ ٹیکنیکل اسسٹنٹس ہیں اور واسا کی نگرانی میں ہی کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی' اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1453 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں آگ لگنے کے واقعات کی تفصیل

*1453: سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں گزشتہ سال آگ لگنے کے کتنے واقعات ہوئے اور ان تمام واقعات میں اندازاً کتنا مالی نقصان ہوا؛

(ب) فائر بریگیڈ لاہور کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں؛ عملہ کی تعداد کیا ہے؛ عملہ کی تقرری کا کیا معیار (merit) ہے۔ موجودہ گاڑیوں میں کتنی ٹھیک working حالت میں ہیں اور یہ کس ماڈل کی ہیں۔ آئندہ اس میں اضافے کے لئے کیا منصوبہ بنایا گیا ہے اور کتنا بجٹ مخصوص کیا گیا ہے۔ ناکارہ گاڑیوں کو نیلام کرنے کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؛

(ج) صوبہ پنجاب میں کتنے ایسے اضلاع ہیں، جہاں فائر بریگیڈ موجود نہیں ہے۔ جہاں فائر بریگیڈ موجود نہیں، وہاں کب تک قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) لاہور میں گزشتہ سال آگ لگنے کے 720 حادثات رونما ہوئے مالی نقصان کی تفصیلات فراہم نہیں ہو سکتیں۔

(ب) لاہور فائر بریگیڈ کے پاس اس وقت 15 آگ بجھانے والی گاڑیاں ہیں جب کہ عملہ کی تعداد 380 ہے عملہ کے تقرری کا معیار سروس رولز ہیں جو کہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنے مالی وسائل کے مطابق اگلے مالی سال میں مزید گاڑیاں خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ محدود مالی وسائل کے پیش نظر موجودہ مالی سال 2004-05 میں ترقیاتی کام کا بجٹ نہ رکھا گیا ہے البتہ اس سلسلے میں 274 ملین روپے کی مالی امداد کا کیس زیر غور ہے۔ ناکارہ گاڑیوں میں سے دو گاڑیاں نیلام ہو چکی ہیں جبکہ مزید چار گاڑیوں کی نیلامی کے سلسلے میں کیس زیر غور ہے۔

(ج) تمام ضلعی حکومتوں میں فائر بریگیڈ موجود ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مزید گاڑیاں خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ گاڑیاں کب تک خریدی جائیں گی اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے یا نہیں رکھی گئی؟

جناب سپیکر، جی وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ فائر بریگیڈ کو اپ گریڈ کرنے کے متعلق حکومت پنجاب کی ہدایات پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اب خصوصی اقدامات کر رہی ہے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ اس جواب کے آنے کے بعد بھی لاہور میں کچھ واقعات ایسے ہوئے ہیں جہاں آگ لگی ہے اور وہاں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے اس سلسلے میں 9-3-2005 کو محکمہ P&D میں میٹنگ ہوئی ہے ان کو PC-1 پیش کیا گیا ہے 28-3-03 کو اس کی منظوری کے لئے پھر میٹنگ ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی سٹی ڈسٹرکٹ لاہور کا نیا پروگرام approve ہو جانے گا اور اس پر کام شروع ہو جانے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔جی۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جو اچھرہ میں آگ لگی ہے وہاں بہت نقصان ہوا ہے اور پولیس بھی وہاں کھڑی تماشہ دیکھتی رہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح کا نقصان دوبارہ نہ ہو۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ' اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، سوال نمبر 1466 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ کے عملہ صفائی کی تفصیل

*1466. جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ نے صفائی کے لئے کتنا عملہ مقرر کر رکھا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں۔ ان کی تعداد صوبائی حلقہ وائز دی جائے؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ کی ناکامی کی وجہ سے شہر میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور محلوں، گلیوں کی صفائی نہ کی جاتی ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عملہ صفائی افسران اور انتظامیہ کے گھروں میں تعینات ہے؛

(د) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ کے خلاف کارروائی کرنے اور شہر میں صفائی کا انتظام کروانے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ نے شہری حدود میں صفائی کے لیے 864 سینٹری ورکر مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جناب ارشد محمود بگو صاحب کے حلقہ میں 318 سینٹری ورکرز کام کرتے ہیں۔ جن میں 258 سینٹری ورکرز مستقل اور 73 سینٹری ورکرز عارضی طور پر روزانہ اجرت کی بناء پر ملازم ہیں۔ مستقل سینٹری ورکرز 1983 سے مستقل بنیادوں پر بھرتی ہیں۔ جو گریڈ نمبر 1 میں ملازم ہوئے تھے اور ہر سال سالانہ ترقی حاصل کرتے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) غلط ہے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ شہری حدود کے اندر سے روزانہ تقریباً 100ٹرالہ کوڑا کرکٹ تین شفٹوں میں اٹھواتی ہے اور احسن طریقے سے صفائی کے مسئلے کو حل کر رہی ہے۔ شہر کی حدود کے اندر سڑکوں اورمحلوں میں کوڑے کا کوئی ڈھیر نہ ہے۔ روزانہ صبح و شام علاقوں کے ناظمین اور نائب ناظمین کی نگرانی میں گلیوں اور محلوں کی صفائی کرائی جاتی ہے اور وہی عملہ صفائی کی حاضری وغیرہ چیک کرتے ہیں۔

(ج) غلط ہے۔ آفیسران کے گھروں میں کوئی صفائی کرنیوالا نہ ہے۔

(د) غلط ہے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ احسن طریقے سے شہری حدود کی صفائی کرا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہاں جو گندگی کی صورتحال تھی میں نے اس وجہ سے سوال کیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ وہاں بالکل صفائی ہے اور وہاں پر کوئی گندگی کا نام و نشان نہیں ہے۔ میں نے کل بات کی تھی کہ وہاں پر کوڑے کی 100 ٹرالی نکلتی ہے اور یہ ٹرالیاں باہر سڑکوں پر پھینکی جاتی ہیں اور ان کے پاس dump کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کوڑا dump کرنے کے لئے کوئی جگہ خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ جگہ حکومت نے نہیں بلکہ متعلقہ بلدیاتی ادارے نے خریدنی ہے۔ جس طرح معزز رکن فرما رہے ہیں یہ بات ہم متعلقہ بلدیاتی ادارے کے نوٹس میں لائیں گے اور انہیں کہیں گے کہ کوڑا dump کرنے کے لئے کسی مناسب جگہ کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں رکھتے سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی' رانا ثناء اللہ صاحب ان کے behalf پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 1546 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے چودھری عبدالغفور ایم۔پی۔اے کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ترقیاتی منصوبوں پر اراکین صوبائی و قومی اسمبلی سے مشاورت

*1546۔ چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور میں آئندہ اور موجودہ مالی سال کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبہ جات کی پلاننگ کی گئی ہے' ان منصوبہ جات کے نام' تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان منصوبہ جات کی پلاننگ سے قبل لاہور شہر سے منتخب ہونے والے ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے حضرات سے آراء حاصل کی گئی تھیں تو ان ٹاؤن ناظموں اور سرکاری ملازمین کے نام جنہوں نے اس سلسلے میں ان منتخب ممبران سے رابطہ کیا؟

(ج) کیا ان ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے حضرات کی تجاویز پر عمل درآمد کیا گیا' تو ان منصوبہ جات کے نام' تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے حضرات کی تجاویز پر کوئی عمل نہ کیا گیا ہے۔ بلکہ لاہور کے تمام منصوبے متعلقہ ناظم ٹاؤن' ناظم اور ڈسٹرکٹ ناظم کی منظوری سے شروع کئے جارہے ہیں؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناظمین کے خلاف کارروائی کرنے اور ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے حضرات کی تجاویز پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

مطابق رپورٹ سٹی ڈسٹرکٹ لاہور جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں موجودہ مالی سال کے دوران جن نئے ترقیاتی منصوبہ جات کی پلاننگ کی گئی ان کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ آئندہ مالی سال کے لئے ترقیاتی منصوبہ جات کی پلاننگ ابھی نہیں کی گئی۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے منصوبہ جات کی پلاننگ ڈسٹرکٹ اسمبلی کے منتخب ممبران کی آراء سے کی جاتی ہے۔ جس کی سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی باضابطہ منظوری دیتی ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی کے مجوزہ طریق کار سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی کے معزز ممبران کی تجاویز کے مطابق ہاؤس کی منظوری کے بعد ترقیاتی سکیموں پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

(ہ) ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے حضرات کی تجاویز پر قانون اور ضابطہ کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ ترقیاتی سکیموں کے بارے میں تجاویز پر عمل درآمد فنڈز کی دستیابی کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں تین جگہ پر لفظ ڈسٹرکٹ اسمبلی کا ذکر ہے جیسا جز (ب) میں ہے کہ "جس کی سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی باضابطہ منظوری دیتی ہے۔" پھر (ج) میں ہے کہ "سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی کے مجوزہ طریق کار سے متعلقہ نہ ہے" پھر (د) میں بھی "سٹی ڈسٹرکٹ اسمبلی کے معزز ممبران کی تجاویز" کا ذکر آیا ہے۔ جو میں نے

لوکل باڈی گورنمنٹ آرڈیننس پڑھا ہے اس میں لفظ ڈسٹرکٹ کونسل ہے ڈسٹرکٹ اسمبلی نہیں ہے تو وزیر موصوف کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ کیا لفظ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! لفظ ڈسٹرکٹ کونسل بھی استعمال کیا جاتا ہے اور بعض جگہوں پر وہ لفظ ڈسٹرکٹ اسمبلی بھی استعمال کرتے ہیں اور بعض جگہوں پر جو اس کو preside کرتا ہے تو Presiding Officer بھی استعمال ہوتا ہے بعض جگہ کنوینئر کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے کوئی خاص پابندی نہیں ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا لفظ استعمال کریں یا ڈسٹرکٹ اسمبلی کا لفظ استعمال کریں۔ بہر حال میں اس کو چیک کر لیتا ہوں میں حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا اگر آپ مہلت دیں تو میں ابھی چیک کرکے بتا سکتا ہوں کہ قانون میں لفظ ڈسٹرکٹ کونسل ہے یا ڈسٹرکٹ اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں نے چیک کر لیا ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس قانون میں لفظ ڈسٹرکٹ کونسل ہے، اور میں نے بھی تصحیح کر لی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف کا جواب ایک انتہائی پڑھے لکھے آدمی کی طرف سے انتہائی ان پڑھ قسم کا جواب ہے اور قانون جانتے والے آدمی کی طرف سے ایک غیر قانونی جواب ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ کسی جگہ پر یہ لکھا ہے لیکن ایکٹ میں ڈسٹرکٹ کونسل لکھا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے ایکٹ کا بتایا ہے کہ ایکٹ میں ڈسٹرکٹ کونسل لکھا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن جو انہوں نے دوسری جگہ کا نام لیا ہے کہ کسی جگہ پر یہ لکھا کسی جگہ پر وہ لکھا ہے تو وہ جگہ بتا دیں کہ وہ جگہ کون سی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں رانا صاحب! انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان کا تو اپنا محکمہ اس بات کو غلط لکھ رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ بعض جگہوں پر قانون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ہے یا ڈسٹرکٹ اسمبلی ہے' میں نے اداروں کے متعلق گزارش کی ہے کہ وہ لفظ کہیں ڈسٹرکٹ اسمبلی استعمال کرتے ہیں اور کہیں ڈسٹرکٹ کونسل استعمال کرتے ہیں لیکن قانون کے مطابق میں نے کہا تھا کہ میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں تو میں نے دیکھ کر بتایا ہے۔ میں اب اپنے طور پر تو یہ نہیں کہہ سکتا تھا' میں نے دیکھ کر یہ بتایا ہے کہ وہاں پر لفظ ڈسٹرکٹ کونسل ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انھوں نے جب رات کو اس سوال کی بریفنگ لی تو اس وقت انھوں نے یہ کیوں نہیں دیکھا؟

جناب سپیکر، جی' اس پر اب کافی بحث ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کافی تو ہو گئی ہے لیکن اس کا یہ بتائیں کہ یہ غلط جواب جو ہے۔۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ابھی انھوں نے صحیح جواب دے دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، تو اس کا پھر بتائیں کہ اس کا کیا ازالہ کریں گے؟

جناب سپیکر، وہ تو ڈیپارٹمنٹ نے لکھا تھا لیکن on the floor of the House اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، ڈیپارٹمنٹ کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ غیر قانونی۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، ہم نے پہلے ہی یہ لکھا ہے کہ یہ جواب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے موصولہ جواب ہے اور جو ہمیں جواب موصول ہوا' جو لفظ انھوں نے استعمال کیا ہم نے

ایوان کو بتا دیا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے موصولہ جواب ہے تو اس جواب کو انھوں نے پڑھا نہیں ہے؟

جناب سپیکر، چلو' اب درستی ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کے متعلق ان سے پوچھیں۔

جناب سپیکر، یہ درستی ہو گئی ہے۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان، انھوں نے تو کہا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' انھوں نے کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں' اس بارے میں کیا وہ کوئی direction دیں گے؛ وہ کیا کریں گے؛ یہ بتائیں ناں۔

جناب سپیکر، direction ابھی کیا دینی ہے؛ سن رہے ہیں۔ پورا ڈیپارٹمنٹ بھی سن رہا ہے اور سیکرٹری صاحب بھی سن رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! آئندہ کے لئے بیشک ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو لفظ لکھا ہوا آئے ہم قانون میں جو لفظ درج ہے وہی استعمال کریں گے۔

جناب سپیکر، وہی ڈسٹرکٹ کونسل۔ جی' اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، سوال نمبر 1726

جناب سپیکر، جی' سوال نمبر 1726' جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جی۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

موضع سنجر بہاول پور کے لئے بجلی کی فراہمی

*1726، ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع سنجر (بہاول پور) کی آبادی کتنے افراد پر مشتمل ہے۔ کیا مذکورہ موضع میں بجلی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا ضلعی حکومت بہاول پور اس موضع کی سپلائی کے لئے گرانٹ منظور کرنے اور واپڈا کو بجلی کی فراہمی کے لئے فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) موضع سنجر بہاول پور کی آبادی 5161 افراد پر مشتمل ہے۔ مذکورہ موضع کی چند آبادیوں میں بجلی نہ ہے۔

(ب) ضلعی حکومت بہاول پور اس موضع کو مالی سال 2004-2005 میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان کا جز (ب) میں یہ جواب ہے کہ "ضلعی حکومت بہاولپور اس موضع کو مالی سال 2004-2005 میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے"۔ میرا وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا ضلعی حکومت صوبائی حکومت کے تابع ہے اور ضلعی حکومت نے جو یہ جواب دیا ہے کیا یہ اس ایوان میں اس کے پابند ہیں کہ اس سال میں بجلی فراہم ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ممبر موصوف نے یہ پوچھا تھا کہ "ضلعی حکومت بہاولپور اس موضع کو بجلی فراہم کرنے کے لئے، گرانٹ منظور کرنے اور واپڈا کو بجلی کی فراہمی کے لئے کہہ سکتی ہے"۔ تو یہ گرانٹ انھوں نے اپنے بجٹ سے منظور کرنی ہے، اپنے بجٹ کو

انھوں نے کس طرح خرچ کرنا ہے تو وہ ہماری direction کے پابند نہیں ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاؤس کے فیصلے کے مطابق اس پر عملدر آمد کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا ضلعی حکومت صوبائی حکومت کے تابع ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: بالکل تابع ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اگر تابع ہے تو پھر کیا یہ اس ایوان میں یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اس سال اس موضع میں بجلی فراہم ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ ان کا اپنا بجٹ ہے اور اپنے بجٹ کو وہ ہاؤس کے ممبران کی تجاویز کے مطابق خرچ کرتے ہیں نہ کہ ہماری direction پر کرتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک independent House ہے۔ وہاں پر جو ممبران تجاویز دیتے ہیں وہ ان کو دیکھتے ہیں۔ اس متعلقہ حلقے سے منتخب ممبران اگر اس موضع میں بجلی کی فراہمی کے لئے تجویز دیں گے تو وہ اس پر غور کر کے فیصلہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، صوبائی گورنمنٹ کی تابع ہے؟ اگر حکومت پنجاب کی priority ہے کہ ایجوکیشن کا معیار پڑھا لکھا پنجاب ہے کوئی ضلع گورنمنٹ ایجوکیشن کی مد کے لئے، ایجوکیشن کی

promotion کے لئے ایک پیسا بھی نہیں دیتی تو کیا صوبائی حکومت کا کوئی اختیار ہے کہ اسے کہے کہ ایجوکیشن ہماری نمبر ون priority ہے' ہم پڑھے لکھے پنجاب کو دیکھ رہے ہیں جبکہ کسی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے اپنے ڈسٹرکٹ میں ایک پیسا بھی ایجوکیشن کی مد میں نہیں رکھا' اس حوالے سے کیا صوبائی گورنمنٹ کا کوئی اختیار ہے کہ ضلعی حکومت کو مجبور کر سکے کہ کم از کم ہر ضلعی گورنمنٹ صوبائی گورنمنٹ کی priority جس کی مثال تعلیم کے حوالے سے ہے' ضلع راولپنڈی کے حوالے سے جس میں ڈیڑھ سال پہلے انھوں نے ایجوکیشن کی ڈویلپمنٹ کے لئے تنخواہیں اور باقی عملے کے معاملات تو رکھے لیکن ایجوکیشن کی promotion کے لئے نہیں رکھا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ کیا صوبائی حکومت مجبور کر سکتی ہے کہ اپنی priorities کے حصول کے لئے پیسا گورنمنٹ آف پنجاب دیتی ہے تو جس چیز کو صوبائی حکومت نمبر ون کا درجہ دیتی ہے تو اگر کوئی ضلع گورنمنٹ اس کو ignore کرتی ہے تو صوبائی حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! صوبائی حکومت وقتاً فوقتاً ضلعی حکومتوں کو guide lines دیتی رہتی ہے لیکن جہاں تک انھوں نے priorities کے متعلق فرمایا ہے تو مثال کے طور پر انھوں نے کہا ہے کہ ایجوکیشن پراونشل گورنمنٹ کی priority ہے۔ اس priority کے مطابق ہی چیف منسٹر صاحب نے ہر ضلع میں 15 کروڑ روپے ایک جو ہمارا routine کا بجٹ ہے اس سے ہٹ کر اضافی دیے ہیں' پنڈی ضلع میں 15 کروڑ گزشتہ سال دیے گئے' 15 کروڑ اس سال دیے جائیں گے۔ پراونشل گورنمنٹ اپنی priorities کا خود خیال رکھے ہوئے ہے' نہ کہ ہم اس کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس پر d. nd کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' وقاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد وقاص، شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ایجوکیشن کی بات ہو رہی تھی تو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں' لاء منسٹر صاحب اور ایجوکیشن منسٹر صاحب بھی توجہ کریں۔ محترم وزیراعلیٰ صاحب نے "پڑھا لکھا پنجاب" کا ایک تصور دیا تو اس سے ہمارے تحصیل ناظم بڑے متاثر ہوئے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر یہاں لاہور میں بی۔ اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں' چاہے وہ ایم۔اے کا امتحان دیں یا پی۔ ایچ۔ ڈی کا امتحان دیں لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چونکہ پنجاب کا مسئلہ بھی ہے اور ہمارا تعلیمی نظام بھی بڑا اچھا ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ چیز ensure کرنی چاہیے کہ وہ ٹیکسلا سے اٹھ کر لاہور آتے ہیں تو کہیں ان کے ذہن میں کوئی اور چیزیں تو نہیں ہیں یا کسی اور طرح سے وہ ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

جناب محمد وقاص: لاء منسٹر اس پر کچھ فرما دیں۔

جناب سپیکر: نہیں' لاء منسٹر اس کا کیا جواب دیں گے؟ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔ انہوں نے سن لیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔ جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 1753 جی' جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل

*1753: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قواعد کے مطابق ہر ضلع ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں اپنے زیر استعمال رکھ سکتا ہے؟

(ب) ضلع ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال اس وقت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں۔ ان گاڑیوں کے نمبر کیا ہیں اور یہ کب سے ان کے زیر استعمال ہیں؟

(ج) یہ گاڑیاں کب خرید کی گئی تھیں۔ کیا ان کی خرید سے قبل مجاز اتھارٹی یا ضلع کونسل سیالکوٹ کی اسمبلی سے اجازت حاصل کی گئی تھی تو اس کی تاریخ بیان فرمائیں؛

(د) کیا ان گاڑیوں کی خرید سے قبل اخبار میں ٹینڈر برائے خرید گاڑیاں شائع ہوا تو ان اخباروں کے نام' تاریخ اور ان کی نقل فراہم کی جائے؛

(ہ) ان گاڑیوں کی سپلائی کے لئے کتنی پارٹیوں / فرموں / اداروں نے ٹینڈر جمع کروائے' ان کے نام' پتاجات اور فی گاڑی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(و) ان گاڑیوں کی مرمت پر آج تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے۔ اس کی تفصیل گاڑی وائز فراہم کی جائے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) قواعد کے مطابق صرف ایک گاڑی ضلع ناظم استعمال کر سکتا ہے۔

(ب) ضلع ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال صرف ایک گاڑی ہے اس کا نمبر STL-5878 ہے اور یہ گاڑی 15-11-2001 سے ان کے زیر استعمال ہے۔

(ج) یہ گاڑی 15-11-2001 کو خرید کی گئی تھی جس کا باقاعدہ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ لاہور بذریعہ فائل نمبر SOX(LG)1-9/2001 مورخہ 27-9-2001 ٹیوٹا کرولا کار XE-1300CC سیاہ یا سفید خریدنے کی منظوری دی گئی۔ ضلع کونسل (اسمبلی) سیالکوٹ اجازت کی ضرورت نہ تھی۔ 8 لاکھ روپے کی منظوری تھی اور ڈی۔ سی۔او سیالکوٹ کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ضلع ناظم کے لئے گاڑی خرید سکتے ہیں۔

(د) اخبار میں اشتہار نہیں دیا گیا تھا کیونکہ حکومت نے ٹیوٹا کرولا کار XE-1300CC سیاہ یا سفید خریدنے کی منظوری دی تھی۔ انڈس ۔مرز کمپنی کراچی کے ریٹ فکس تھے جس کو سپلائی کے لئے آرڈر دیا تھا۔ ریٹ فکس ہونے کی وجہ سے اخبار اشتہار کی ضرورت نہ تھی۔

(ہ) انڈس موٹرز کمپنی لمیٹڈ کراچی یہ گاڑی تیار کرتی ہے اور ان کا ایک ہی نمائندہ ٹیوٹا سیالکوٹ موٹرز تھا جس نے اپنی کوٹیشن دی تھی۔ اس لئے دوسری فرموں سے کوٹیشن لینے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ بمطابق Government sanction یہ گاڑی ٹیوٹا کرولا کار XE-1300CC اور انڈس موٹرز کمپنی لمیٹڈ کراچی کے ریٹ فکس ہیں۔ ٹیوٹا سیالکوٹ موٹرز کی پرائس لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گاڑی کی قیمت -/7,84,000 روپے تھی جبکہ ٹرانسپورٹیشن چارجز کراچی تا سیالکوٹ مبلغ چھ ہزار روپے تھے۔ اس طرح کل ادائیگی -/7,90,000 روپے کی گئی۔

(و) گاڑی نمبر STL-5878 کی رجسٹریشن پر -/7,840 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ گاڑی کی مرمت پر اب تک -/6770 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! کیانی صاحب کو کم از کم ہم سے ذرا ادھر بٹھایا کریں۔ یہ ماشاء اللہ باتیں بڑی کرتے ہیں۔ صحت مند ہیں، سارا دن باتیں کرتے رہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی، کیانی صاحب فرمائیں۔ (قطع کلامی)

میں نے permission دی ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، میں نے کل بھی کہا تھا کہ "خدا دے بندیو! کیوں اک دوجے دی بے عزتی کرانا چاہندے او"۔ (قطع کلامیاں)

کچھ شرم ہونی چاہیے۔ ہم ادھر عزت دار لوگ ہیں۔ بات کیوں نہیں کر سکتے؟ I am discussing some with my colleague، بگو صاحب! پلیز اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے۔ بے عزتی کرو گے تے اساں وی تیار آں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب! --- آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! کیانی صاحب نے ذرا محسوس کر لیا ہے۔ میں نے تو از راہ تفنن بات کی تھی کہ ہمارے بھائی ہیں، بڑے بھائی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں،نہیں' آپ نے تو بڑے پیار کے ساتھ بات کی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو، جی'یہ تو ہمارے بڑے بھائی ہیں تو یہ گرم ہو جاتے ہیں۔(قہقہے)

میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ "ضلع ناظم کے زیر استعمال اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں"؟ انھوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "ضلع ناظم کے زیر استعمال صرف ایک گاڑی ہے"۔ میں نے ایک اور سوال بھیجا تھا جس کا جواب بھی آ چکا ہے۔ اس میں انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ "ضلع ناظم کے پاس دو گاڑیاں ہیں"۔ چونکہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ "ضلع ناظم سال میں کتنا پٹرول استعمال کرتا ہے"؟ انھوں نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ "اس کے پاس دو گاڑیاں ہیں۔ وہ استعمال نہیں کرتے۔" آگے جس میں' میں نے پٹرول کا پوچھا ہوا تھا اس میں انھوں نے کہا کہ "ایک سال میں دو لاکھ روپے کا پٹرول خرچ ہوا اور دوسرے سال میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا پٹرول خرچ ہوا"۔ وہ استعمال نہیں کرتے لیکن پٹرول استعمال ہو گیا۔ اب میری submission یہ ہے کہ میرے اس سوال کو pending کر دیا جائے۔ وہ سوالات جو میں نے کئے تھے ان کو بھی دیکھا جائے تاکہ یہ جو ضلع ناظم نے اس مقدس ایوان میں جھوٹ لکھ کر بھیجا ہے اس کا کم از کم کوئی سدباب ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو سوال ارشد محمود بگو صاحب نے کیا تھا اس کا جواب ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے لیا۔ انھوں نے جو جواب دیا ہم نے اسے اس معزز ایوان میں پیش کر دیا۔ دوسرا سوال جو انھوں نے بقول ان کے چونکہ وہ میرے علم میں نہیں ہے' دوسرا سوال جو انھوں نے کیا وہ بھی ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھیجا اور اس کا بھی انھوں نے جواب بقول ان کے دے دیا ہے۔ اس کو بیشک dispose of کر دیجیے لیکن اگر ان دونوں سوالوں میں اسی correspondence date میں کوئی فرق پایا گیا' کوئی غلطی پائی گئی تو اس کے ہم ذمہ دار ہیں اور ہم باقاعدہ جس افسر نے یا جس ضلعی ناظم نے یا جس کسی نے بھی غلط جواب دیا ہے اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر ! وزیر قانون کی بات ٹھیک ہے کیونکہ next جب وہ سوال آئے گا تو میں اس پر پھر اس حوالے سے بات کر لوں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر : بالکل ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیں !

محترمہ ثمینہ نوید : جناب والا ! میں جس مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے ہمارے ضلع بہاول نگر کو تعلیم کی مد میں 22 کروڑ روپے دیئے ہیں اور وہاں پر E.S.R کی جو کمیٹی بنی ہے اس کے چیئرمین جناب عبد اللہ وینس ہمارے ڈسٹرکٹ ناظم کے بیٹے ہیں۔ D.C.O کے دفتر میں جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ تمام ایم۔پی۔ایز کو مساوی فنڈز دیئے جائیں گے۔ اس حساب سے میری سکیمیں اڑھائی کروڑ کی بنتی ہیں۔ جب ان سکیموں کی منظور ہوئی ہے تو اس میں عبد اللہ وینس صاحب کی ساڑھے چار کروڑ کی سکیمیں منظوری ہوئی ہیں۔ اس حساب سے ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے کیونکہ ہمیں اڑھائی کروڑ کہا گیا اور خود چار کروڑ کی سکیمیں منظور کروا رہے ہیں۔ پہلے ہی ان کے حلقے میں دس سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر : محترمہ! آپ وزیر تعلیم کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔

محترمہ ثمینہ نوید : جناب سپیکر ! اس کا تعلق ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے ہے۔ یہ کوئی مخصوص فنڈ نہیں ہے کہ مجھے پچاس لاکھ ہی ملنے ہیں۔ جب ہمارے ضلع بہاولنگر میں 22 کروڑ رکھا گیا ہے تو یہ میرا حق ہے کہ میں وہاں سے equal funds لوں۔ یہ میرا ذاتی معاملہ نہیں۔ یہ فنڈز میں نے سکولوں پر لگانے ہیں۔ تو میری وزیر تعلیم اور وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے درخواست ہے کہ وہ عبد اللہ وینس صاحب کو اس بابت ہدایت کریں کہ ہم سب ایم۔پی۔ایز کو equal funds دیں۔ میں اپنے حق سے زیادہ نہیں مانگ رہی، میں تو equal funds کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ محترمہ فائزہ احمد صاحبہ !

محترمہ فائزہ احمد : سوال نمبر 1760۔ جناب والا! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

سڑک نقشے کے مطابق نہ بننے کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل

*1760۔ **محترمہ فائزہ احمد**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں کینال گیٹ نمبر 1 سے ٹھوکر نیاز بیگ چوک تک بنائی گئی سڑک اصل نقشے سے ہٹ کر بنائی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں آئے دن ٹریفک کے حادثے ہوتے رہتے ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مخصوص مفادات کی خاطر متذکرہ سڑک کو zig zag طریقے سے بنایا گیا ہے۔ جس پر ڈرائیونگ کرنا انتہائی مشکل ہے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لنک موڑ بننے سے اس سڑک پر بے پناہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں؛

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھوکر نیاز بیگ کے علاقے میں بنائی گئی zig zag سڑک پر حادثات روکنے کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) مذکورہ سڑک تقریباً 15 سال پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ ضلعی حکومتوں کے نظام کے ساتھ یہ سڑک 2001 میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی تحویل میں دے دی گئی۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ایسا کوئی ریکارڈ نہ ہے۔ جس سے اس بات کی تصدیق ہو سکے کہ سڑک اصل نقشہ سے ہٹ کر بنائی گئی تھی۔

(ب) ایضاً۔

(ج) یہ درست ہے کہ موٹر وے اور جوہر ٹاؤن لنک روڈ کی تعمیر کے بعد اس سڑک پر ٹریفک کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔

(د) فی الحال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر غور ایسا منصوبہ نہ ہے۔ جس کے تحت اس سڑک کو کسی نئی Alignment کے تحت بنایا جانا مقصود ہو۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی بی بی! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد: جناب والا! جیسا کہ میں نے اپنے سوال میں ذکر کیا ہے کہ اس سڑک کے حوالے سے بہت زیادہ problems ہیں۔ مجھے سوال دیئے ہوئے تقریباً ایک سال ہو چکا ہے لیکن اسمبلی میں ہمیں آج اس پر بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میرے علم میں آیا تھا کہ اس سڑک کے لئے کوئی پراجیکٹ منظور ہوا ہے یا زیر غور ہے جبکہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ اصل صورت حال کیا ہے؟

جناب سپیکر: جناب سپیکر! زیر غور ہونا علیحدہ بات ہے لیکن فی الحال یہاں پر کوئی کام شروع نہیں ہوا۔ اگلا سوال بھی محترمہ فائزہ احمد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1761۔ جناب والا! جواب پڑھ دیا جائے۔

لالہ زار پارک کینال ویو میں سہولیات کی فراہمی

*1761۔ محترمہ فائزہ احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لالہ زار پارک کینال ویو آبادی کے لحاظ سے بہت چھوٹا اور پس ماندہ ترین علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں جسمانی صحت کی سرگرمیوں، جاگنگ، سیر و تفریح وغیرہ کے لئے کوئی پارک موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پارک کے ساتھ بنا فٹ پاتھ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس پر لگے ہوئے لائٹ پولوں سے بجلی کی فراہمی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پارک میں بنائے گئے جنگلے بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(د) اگر (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لالہ زار پارک کے عوام کی سہولت کے لئے متذکرہ پارک کو خوبصورت بنانے، لائٹ کے فوری بندوبست، فٹ پاتھ کی مرمت اور دیگر سہولیات سے آراستہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ کہ لالہ زار پارک کینال ویو آبادی کی سیر و تفریح کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔ یہ پارک گیارہ ایکڑ رقبے پر محیط ہے۔ جو مختلف قسم کے درختوں، موسمی پھولوں اور سرسبز گھاس سے مزین ہے۔ علاقہ مذکورہ کے لوگ صبح شام اس پارک کے واک وے پر سیر و تفریح کرتے ہیں۔

(ب) پارک سے ملحقہ بنا ہوا فٹ پاتھ N.H.A (نیشنل ہائی وے اتھارٹی) کے زیر انتظام ہے۔ اس طرح اس پر لگے پول بھی ان کے زیر نگرانی ہیں۔

(ج) پارک کے گرد لگایا گیا جنگلے درست حالت میں ہے۔ دو جگہوں سے تھوڑا ٹوٹا ہوا ہے۔ جس کی مرمت ایک دو روز میں کر دی جائیگی۔

(د) لالہ زار پارک کے جنوب میں غیر استعمال شدہ جگہ پر سوئمنگ پول / جم بنانے کی بھی تجویز زیر غور ہے۔ لائٹ اور فٹ پاتھ کو بہتر کرنے کے لیے P.H.A مزید کام ایک ماہ میں کر دے گا۔

جناب سپیکر ! latest position یہ ہے کہ جنگلے کی مرمت ،فٹ پاتھ اور لانس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فائزہ احمد : کوئی نہیں۔

جناب سپیکر : اگلا سوال اشتیاق احمد مرزا صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال بھی اشتیاق احمد مرزا صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ شاہینہ اسد صاحبہ کا ہے--- تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال جناب فیاض الحسن چوہان کا ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک نذر فرید کھوکھر صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ذو گر صاحب کا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی، جناب سپیکر ! سوال نمبر 1872۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

حسین آگاہی ملتان مثالی درسگاہ کی بندش

*1872۔ محترمہ زیب النساء قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حسین آگاہی ملتان میں ایک مثالی درسگاہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر انتظام چل رہی تھی۔ جس سے ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کر رہے تھے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی حکومت ملتان اب اس درسگاہ کو ختم کر کے اس جگہ پر ایک کمرشل پلازا بنانا چاہتی ہے۔ یہ درسگاہ کس اتھارٹی کے حکم کے تحت ختم کی جا رہی ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت ضلعی حکومت ملتان کے زیر کنٹرول کون کون سی مارکیٹیں کمرشل بنیادوں پر چل رہی ہیں اور ان کی سالانہ آمدنی کتنی ہے؟ تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر جزو ہائے بالا (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلعی حکومت اس مثالی درسگاہ کو قائم رکھنا چاہتی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ حسین آگاہی ملتان میں ایک مثالی درسگاہ چل رہی تھی۔ مگر اس کا انتظام گورنمنٹ کے ذمہ نہ تھا۔ بلکہ میونسپل ایڈمنسٹریشن ملتان سٹی کے ذمہ تھا۔ اس میں طلباء کی تعداد ہزاروں میں نہ تھی بلکہ صرف 143 طلباء زیر تعلیم تھے جن کا انتظام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو بہت مہنگا پڑ رہا تھا۔

(ب) اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے اور طلباء کم ہونے کی وجہ سے اس درسگاہ کے طلباء کو قریب کی دیگر درسگاہوں / سکولوں میں ضم کر دیا گیا۔ مگر یہ کام کسی کمرشل پلازہ بنانے کی نیت سے نہیں کیا گیا۔ یہ درسگاہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے زیر انتظام چلائی جا رہی تھی جو کہ devolution plan 2000 کے تحت خود مختار ادارہ ہے اور مفاد عامہ کی خاطر کوئی بھی قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔

(ج) ضلعی حکومت کے زیر کنٹرول کوئی کمرشل مارکیٹ نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ یہ درسگاہ کم طلباء کی وجہ سے اور زیادہ خرچہ کی وجہ سے economically viable نہیں تھی اس لئے طلباء کو قریب والی درسگاہوں میں ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : جی' کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ یہ سوال میں نے 24-3-03 کو دیا تھا اور دو سال کے بعد آج اس کا نمبر آ رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ صرف 143 طلباء زیر تعلیم تھے جبکہ میں وہاں خود گئی ہوں اور میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہاں تقریباً 600 طلباء زیرتعلیم تھے۔ جز(ب) میں لکھا ہے کہ اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے اور طلباءکم ہونے کی وجہ سے اس درس گاہ کے طلباء کو قریبی دیگر درس گاہوں/سکولوں میں ضم کر دیا گیا۔ وہاں کی خواتین سے میری بات ہوئی ہے وہ کہتی ہیں کہ جب سے یہ سکول بند ہوا ہے ہمارے بچے بالکل بیکار ہو گئے ہیں اور وہ سکولوں میں نہیں جاتے ہیں۔ انھوں نے جواب میں آگے لکھا ہے کہ " مگر یہ کام کسی کمرشل پلازہ بنانے کی نیت سے نہیں کیا گیا " میں نے اس سلسلے میں خود سٹی ناظم صاحب سے بات کی تھی۔ میں چاہ رہی تھی کہ یہ جو جگہ پڑی ہوئی ہے یہاں میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بنا دوں۔ اس لئے کہ اندرون شہر کی بہت بڑی آبادی اپنی بچیوں کو پڑھنے کے لئے باہر نہیں بھیجتی۔ سٹی ناظم نے مجھے خود کہا ہے کہ جی یہاں تو میں مارکیٹ بناؤں گا۔ میں آپ کو کالج کے لئے یہ جگہ نہیں دیتا۔ آگے جواب کے آخر میں لکھا ہے کہ "مفاد عامہ کی خاطر کوئی بھی قدم اٹھایا جا سکتا ہے" جناب والا! سب سے بڑا مفاد عامہ تو یہ ہے کہ بچیوں' لڑکیوں اور عورتوں کو تعلیم دی جائے۔ آپ دیکھیئے کہ اس کے قریب تین چار سکول ایسے ہیں' اقبال ہائی سکول بالکل برابر میں ہے' تھوڑا سا آگے جائیں گے تو دولت گیٹ ہے اور اندرون شہر میں ایک کوترمنڈی سکول ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ اندرون شہر کا ماحول اس قسم کا ہے کہ والدین زیادہ دور اپنی بچیوں کو نہیں بھیجتے۔ اسی طرح ہمارے ڈگری کالج پر بھی بہت زیادہ burden ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہاں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بن جائے تاکہ بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ دوسرا وہاں میں نے دیکھا ہے کہ لاکھوں روپے کا فرنیچر ویسے ہی ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ایک ضمنی سوال کریں۔ آپ نے تو اکٹھے تین چار سوال کر دیئے ہیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی : میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پنجاب حکومت سٹی حکومت کو منع

کرے گی کہ وہ یہاں مارکیٹ نہ بنائے بلکہ لڑکیوں کے لئے ایک کالج بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر : جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ محترمہ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہاں پر طلباء کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ 600 تھی۔ تو طلباء کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے اس سکول کو بند کیا گیا ہے۔ اس میں زیر تعلیم بچوں کو existing سکولوں میں adjust کیا گیا ہے۔ محترمہ یہ محسوس کرتی ہیں کہ وہاں پر ایک کالج بنایا جانا چاہیے جبکہ وہاں پر تو ایک سکول ناکام ہو گیا ہے تو پھر کالج کیسے چلے گا؟ ویسے بھی کالج T.M.A نہیں بناتی۔ محترمہ کی تجویز بڑی مناسب ہے یہ اپنے حلقے کی نمائندگی کرتی ہیں، انھوں نے حلقے کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک اچھی تجویز دی ہے۔ وزیر تعلیم سن رہے ہیں اگر feasible ہوا تو وہ اس منصوبے کو take up کریں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! انھوں نے لکھا ہے کہ "چونکہ یہ سکول میونسپل ایڈمنسٹریشن کو بہت مہنگا پڑ رہا تھا اس لئے ہم نے اسے بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو میں عرض یہ کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت اربوں روپے تعلیم کے فروغ کے لئے خرچ کر رہی ہے۔ قوم کو جو تعلیم دی جاتی ہے وہ ویسے بھی کمرشل بنیادوں پر نہیں ہوتی بلکہ حکومت اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم کر کے قوم کو تعلیم مہیا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیا وزیر صاحب سمجھتے ہیں، کیا یہ مناسب بات ہے کہ اگر کسی جگہ پر بچوں کو تعلیم مل رہی ہو اور اس سے مالی فائدہ نہ ہو رہا ہو، وہ economical نہ ہو، مہنگا ہو اس لئے اسے بند کر دیا جائے؟ دوسرا اب جبکہ اس جگہ کو خالی کرایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ devolution plan 2000 کے تحت خود مختار ادارہ ہے اور مفاد عامہ کی خاطر کوئی بھی قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی کہا گیا ہے کہ مفاد عامہ کی خاطر اس سکول کو خالی کرایا گیا ہے۔ وزیر موصوف بتا دیں کہ وہ کونسا مفاد عامہ ہے جس کے تحت اس سکول کو خالی کرایا گیا ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر بلدیات!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ایک تو انھوں نے ایجوکیشن کے متعلق فرمایا ہے کہ حکومت تعلیم دینے کے متعلق بات کر رہی ہے۔ میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے ذریعے تعلیم دینے کی کوشش کر رہی ہے اور بلدیاتی اداروں کے ذمے سکولوں کو انھوں نے آہستہ آہستہ ختم کیا ہے اور اب وہی بچے محکمہ تعلیم کے سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بعض جگہوں پر اس طرح بھی ہوا ہے کہ T.M As یا ضلعی حکومتوں کے سکولوں کو محکمہ تعلیم نے باقاعدہ طور پر take over کر لیا ہے اور یہ صرف وسائل کی کمی کے باعث ہی کیا گیا ہے چونکہ بلدیاتی اداروں کے وسائل کم ہوتے تھے اور وہ سکولوں کو بہتر طور پر نہیں چلا سکتے تھے اور بہتر سہولیات نہیں دے سکتے تھے اس لئے یہ سکول محکمہ تعلیم کو ٹرانسفر کر دیئے گئے۔ یہاں پر بھی یہی بات تھی کہ ایک بلدیاتی ادارہ جو اس کو feasible نہیں سمجھ رہا تھا اس نے اس کو ختم کیا۔ ہم نے بچوں کو adjust کر دیا ہے مزید یہاں پر محترمہ نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ یہاں پر کمرشل پلازہ بنایا جا رہا ہے اس کے تحت ہم نے یہ لکھا ہے کہ اس جگہ کو مفاد عامہ کے تحت بلدیاتی ادارہ جیسے مناسب سمجھے استعمال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ایک طرف تو تعلیم کو عام کرنے کے بلند و بانگ دعوے ہیں اور ٹی وی پر پڑھا لکھا پنجاب کے اشتہار چلتے ہیں جن پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر ایک دن کا اشتہار بند کر دیں تو یہ سکول چل سکتا ہے۔ وزیر موصوف نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ بعض مقامات پر ایسے ادارے ہیں جو لوکل گورنمنٹ کے ماتحت تھے لیکن وہ چل نہیں پا رہے تھے تو انھیں حکومت پنجاب نے take over کر لیا۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ اگر اندرون شہر ایک سکول ہو اور وہ کامیاب نہ ہو۔ deliberately ایسی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ unfeasible ہو جائے اور پھر اس کی جگہ کوئی کمرشل چیز بنا دی جائے اور اس سے آمدنی حاصل کی جائے اور اس میں لوگوں کو نوازا بھی جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب اس جگہ کو لے کر اسے تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے کوئی حکم جاری

کرے گی؟

جناب سپیکر، جی' وزیر بلدیات!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ سوال لوکل گورنمنٹ سے متعلق نہیں ہے۔ اگر محکمہ تعلیم کو یہ جگہ تعلیمی مقاصد کے لئے چاہیے تو وہ باقاعدہ صوبائی حکومت کو لکھیں گے تو صوبائی حکومت اس پر غور کرے گی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، تو پھر صوبائی حکومت یہ زمین دینے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، اس پر غور کرے گی۔ یہ محکمہ تعلیم اور ہمارے درمیان بات ہے۔ اگر محکمہ تعلیم یہ جگہ مانگے تو ہم دے دیں گے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر تعلیم!

بابو نفیس احمد انصاری، جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم کے بعد میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔ جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے یہاں پر جو سوال پیش کیا ہے ان کا concern جائز ہے کہ ان کے حلقے میں ایک سکول تھا اور وہ ختم ہو گیا۔ وزارت تعلیم میں ایک پالیسی ہے کہ ایسے سکول جو صحیح نہ چل رہے ہوں یا جن کی enrolment بہت کم ہو اور وہاں پر ٹیچرز بھی تعینات نہ ہوں تو ہم انہیں قریب والے سکول میں merge کر دیتے ہیں۔ جس سکول کا معزز ممبر نے ذکر کیا ہے یہ دوسرے سکول میں merge ہو گیا ہے اور سکولز کا merger ایک regular procedure ہے۔ خدانخواستہ اس میں نقصان والی کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں جو 143 سٹوڈنٹس تھے ان کو ساتھ والے سکول میں merge کر دیا گیا ہے۔ آپ کے ضلع فیصل آباد میں بھی ایسے بے شمار سکولز ہیں اور رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی اس بارے میں سوال put کیا تھا۔ ہم لوگ merger کرتے رہتے ہیں۔ ہم rationalize بھی کرتے ہیں۔ اگر ایک سکول میں 50 سٹوڈنٹس ہیں اور وہاں پر 25 ٹیچرز ہیں تو ہم ٹیچرز کو اٹھا کر ساتھ والے سکول میں لے جاتے ہیں۔ اب رہا سوال کہ لوکل گورنمنٹ کے سکولز کو پنجاب حکومت نے take over کیا ہے۔ اگر محترمہ کا

کوئی نیا سکول کھولنے کا پروگرام ہے تو وہ ہمیں لکھیں تو ہم اسے ضرور consider کریں گے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ جی انصاری صاحب!

بابو نفیس احمد انصاری: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ وہاں پر کمشنر رہے ہیں اور انھوں نے کنٹرول کیا تھا۔ یہ بات غلط ہے کہ وہاں پر 143 سٹوڈنٹس تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس کا نام مثالی درس گاہ تھا۔ پانچ لاکھ کی آبادی میں وہاں کوئی ایسا کالج نہیں ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ یہاں پر موجود ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس دور میں ان کی موجودگی میں جب لوکل گورنمنٹ میں 1979 کا آرڈیننس نافذ تھا اس وقت ایک تجویز آئی تھی کہ نیچے کمرشل پلازہ بنا دیا جائے اور اوپر کالج بنا دیا جائے۔ یہ ہمارا ایک پرانا قلعہ ہے اس کے اور حسین آگاہی چوک کے درمیان تقریباً 113 ایکڑ زمین پر واقع ہے۔ قاسم نون صاحب بھی جانتے ہیں کہ یہ اتنی اہم جگہ ہے اور پانچ لاکھ آبادی کو effect کر رہی ہے۔ وہاں پر کلچر ہے کہ ہماری بچیاں باہر نہیں جا سکتیں بلکہ قریب کے سکول میں پڑھ سکتی ہیں۔ میں یہ بات نہیں مانتا کہ اس ادارے میں 143 سٹوڈنٹس تھے اور اس ادارے میں جسے مثالی درس گاہ کا نام دیا گیا۔ ہر اچھا بچہ وہاں سے پڑھ کر بڑا آدمی بنا ہے۔ وزیرتعلیم اور راجہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ اگر سٹی ناظم نے لوٹ سیل لگائی ہے تو مہربانی کریں کہ نیچے بے شک پلازہ بن جائے، مارکیٹیں بن جائیں لیکن کم از کم اوپر دو یا تین منزلہ بلڈنگ بنا کر کالج بنا دیں۔ یہ feasible ہے اور اس پر کوئی فائل بھی کھلی ہوئی ہے۔ لہذا مہربانی فرماتے ہوئے وہاں ہمیں ایک کالج ضرور دیں بے شک انٹر کالج ہی دے دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! سوال کا مقصد یہ ہے کہ ... سے حلقے میں ضلعی حکومتیں یا T.M.As ایجوکیشن کے معاملے میں جو رکاوٹیں پیدا کر رہی ہیں ان کی نشاندہی کی جائے۔ میرے حلقہ میں ڈگری کالجز برائے گرلز میں 2000 سٹوڈنٹس اور 13 لیکچرار ہیں۔ میں نے پچھلے سال کی اپنی گرانٹ میں سے 5 ملین ہائیر سیکنڈری سکول برائے گرلز کے لئے دیا تھا۔ لیکن جو جگہ

میں specify کرتا ہوں۔ T M A وہاں پلاٹ بنانا چاہتی ہے اور جب سے پاکستان بنا ہے وہاں میرے علاقے میں کسی بھی سکول کا اضافہ نہیں ہوا۔ T M.As جو بد دیانتی کرتے ہیں کم از کم انھیں ایجوکیشن پر ہلکا ہاتھ رکھنا چاہیے---

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

چودھری اعجاز احمد سماں، وزیر موصوف سے میری گزارش ہے کہ میری 5 ملین کی گرانٹ ایسے ہی پڑی ہے لہذا وہاں پر گرلز ہائیر سیکنڈری سکول بنانے میں میری مدد کریں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے merger policy کے متعلق جو بات کی ہے میں اس سے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ پالیسی غلط ہے۔ ان کا vision بھی ہے اور یہ اس سلسلے میں کافی کوشش بھی کر رہے ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنی پالیسی کو revise کریں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک علاقے میں ایک سرکاری سکول تین ایکڑ میں ہوتا ہے وہ فیل ہو جاتا ہے اور اسی علاقے میں ایک دس مرلے کے مکان میں پرائیویٹ سکول کھلتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر اس سکول کے catchment area کی ضرورت ہے کہ وہاں پر سکول ہونا چاہیے اور اس کے باوجود وہاں پر سٹوڈنٹس نہیں آتے اور لوگ اپنے بچے دور کسی پرائیویٹ سکول یا کسی دوسرے سکول میں پڑھاتے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ آپ اس بات پر توجہ دیں کہ اس سکول کے معیار کو بہتر کیا جائے تاکہ وہاں پر سٹوڈنٹس آئیں بجائے اس کے کہ آپ اسے merger کریں اب merger تو یہ ہوا کہ دو adjoining سکول ہیں تو آپ ان کو merge کر دیں۔ یہ تو merger نہ ہوا کہ آپ اس سکول کو ایک محلے سے اٹھائیں اور دس محلے دور جا کر merger کر دیں۔ وہ تو shifting ہوئی اور پھر وہ جگہ خالی ہو جاتی ہے چونکہ اس وقت ان سکولوں کی location بڑی بہتر ہے اس لئے یہ جگہ مختلف قبضہ گروپ اور لینڈ مافیا کے کام آتی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ اب نیا بجٹ بھی آنے والا ہے تو اب انھیں اس کو revise کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر بلدیات!

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! تشریف رکھیں۔ پہلے راجہ صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سکول کی شفٹنگ کی بات تھی اور جس طرح انصاری صاحب اور محترمہ نے بھی فرمایا ہے کہ genuinely اس علاقے میں سکول کی ضرورت ہے تو وزیر تعلیم نے بھی سن لیا ہے۔ میں بھی ان سے درخواست کروں گا کہ اگر وہاں پر سکول کی ضرورت ہے تو وہاں پر ضرور سکول کھولا جانا چاہیے۔ جہاں تک ان کے اس خدشے کا تعلق ہے کہ شاید یہاں پر کوئی کمرشل پلازہ بنایا جانے گا تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک ہم اس بات کو یقینی نہ بنالیں کہ وہاں پر سکول کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو سکول ہی بنے گا کسی کمرشل پلازے کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' شاہ صاحب!

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔ جی' شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! بڑا عجیب سسٹم ہے کہ اگر کوئی شخص سینما بند کرنا چاہتا ہو تو مالک کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ سینما بند کر سکے۔ جب کہ ایک سکول جیسا کہ ہمارے معزز اراکین نے کہا ہے کہ پانچ لاکھ کی آبادی پر ایک سکول بنا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہاں پر اس

قسم کا ماحول create کیا جائے اور وہ اس کو commercialize کر رہے ہوں یا وہ کہیں کہ ہم وہاں پر دکانیں بنانا چاہتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے پر کوئی مستقل قانون بنائیں کہ ایک طرف تو سینما بند کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن سکول بند کرنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! رانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ اگر سکول بند ہونے کی کوئی اور وجوہات ہیں تو ہمیں ان کا ازالہ کرنا چاہیے اور اس کو improve کرنا چاہیے تا کہ مزید طالب علم اس میں داخل ہوں۔ بجائے اس کے کہ ہم اس کو بند کر کے اور حالات خراب کر دیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نوید عامر جیوا صاحب!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! سوال نمبر 1937 - اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب نوید عامر جیوا ایم پی اے کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب سپیکر، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

اقلیتی ارکان کے لئے اعزازیہ اور ترقیاتی فنڈز کی تفصیل

*1937، جناب نوید عامر جیوا، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع، تحصیل اور یونین کونسل میں اقلیتی ممبران کو کتنا کتنا اعزازیہ دیا جا رہا ہے۔ الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) کیا حکومت ضلع، تحصیل اور یونین کونسل ں سطح پر ترقیاتی فنڈ جاری کر رہی ہے۔ اگر درست ہے تو کیا اقلیتی ممبران کو بھی ترقیاتی فنڈ جاری کیا گیا ہے۔ تو تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) اگر حکومت نے کسی بھی سطح پر اقلیتی ممبران کو ترقیاتی فنڈ جاری نہیں کئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا حکومت دوسرے ممبران کی طرح اقلیتی ممبران کو ترقیاتی فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' تو کب سے' اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حکومت پنجاب نے صرف ضلع ناظم' نائب ضلع ناظم' تحصیل ناظم' نائب تحصیل ناظم' یونین ناظم اور نائب یونین ناظم کے لئے ماہانہ اعزازیہ منظور کیا ہے۔ درج بالا مقامی حکومتوں کے نمائندگان کے علاوہ کسی بھی کونسل کے کسی بھی ممبر کے لئے فی الحال کوئی اعزازیہ منظور نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2001 کے مطابق ہر ضلع' تحصیل اور یونین کونسل اپنا سالانہ بجٹ خود بنانے اور منظور کرنے میں خود مختار ہے۔ صوبائی حکومت اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتی۔ مزید برآں مقامی حکومتوں کی تمام کونسلوں یعنی ضلع' تحصیل اور یونین کی سطح پر فنڈز صوبائی مالیاتی ایوارڈ کی سفارش پر فراہم کئے جاتے ہیں' ان فنڈز کی بناء پر مقامی حکومتیں اپنے اپنے بجٹ بناتی ہیں۔ کسی بھی ممبر کو انفرادی طور پر کوئی ترقیاتی فنڈ تفویض نہیں کیا جاتا ہے۔

(ج) اس بات کا جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب والا! جواب کے جز(ب) میں فرمایا گیا ہے کہ تمام کونسلوں یعنی ضلع' تحصیل اور یونین کی سطح پر فنڈز صوبائی مالیاتی ایوارڈ کی سفارش پر فراہم کئے جاتے ہیں' ان فنڈز کی بناء پر مقامی حکومتیں اپنے اپنے بجٹ بناتی ہیں۔ کسی بھی ممبر کو انفرادی طور پر کوئی ترقیاتی فنڈ تفویض نہیں کیا جاتا ہے۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تمام یونین کونسلوں کو فنڈز مساوی طور پر تقسیم کئے جاتے ہیں؟ پہلے تو جناب! اس بات کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی' وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے کہ مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2001 کے مطابق ہر ضلع، تحصیل اور یونین کونسل اپنا سالانہ بجٹ خود بنانے اور منظور کرنے میں خود مختار ہے۔ صوبائی حکومت اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتی۔ مزید برآں مقامی حکومتوں کی تمام کونسلوں یعنی ضلع، تحصیل اور یونین کی سطح پر فنڈز صوبائی مالیاتی ایوارڈ کی سفارش پر فراہم کئے جاتے ہیں'

جناب والا! اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ کے لئے فارمولا ہے، تحصیل کے لئے بھی فارمولا ہے اور میری اطلاع کے مطابق یونین کونسلوں کو مساوی فنڈز ضلع دیتا ہے۔

جناب سپیکر، مساوی فنڈز دیئے جاتے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب والا! اس میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے --

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر، سماں صاحب! تشریف رکھیں۔ انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گوجرانوالہ کی صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ گوجرانوالہ کی چند یونین کونسلیں تو ایسی ہیں جن کو فنڈز بالکل دیئے ہی نہیں گئے۔ کچھ یونین کونسلیں ایسی ہیں جن کو تحصیل ناظم نے جو کہ ان کے چہیتے نائب ناظمین ہیں ان کو سالانہ کروڑوں روپے فنڈز دیئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ ان یونین کونسلوں کے نام بتا سکتے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، میں ان کے نائب ناظمین کے نام بتا سکتا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جن کو فنڈز نہیں ملے۔

جناب سپیکر، جن یونین کونسلوں کو فنڈز نہیں ملے ان کے نام بتا سکتے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب والا! میں اپنی یونین کونسلوں کے نام بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، سماں صاحب! تشریف رکھیں ان کو بات کرنے دیں۔ پلیز!

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، جناب والا! اس میں ایک یونین کونسل نائب تحصیل ناظم کی ہے ان کے ساتھ تحصیل ناظم کا جھگڑا چل رہا ہے وہ ان کی یونین کونسل کو فنڈز نہیں دے رہے۔ یہ یونین کونسل نمبر 42 ہے یا 43 ہے۔ نائب ناظم کا نام ہے احسان اللہ۔ ان کے بھائی نعمان اللہ ہیں ایک تو ان کی یونین کونسل ہے۔ ایک یونین کونسل نمبر 39 ہے اس کو بھی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ اس کے برعکس پانچ ناظمین ایسے ہیں میں ان کے بھی نام لیتا ہوں جن کو کروڑوں روپے کے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے مرزا جہانگیر کی یونین کونسل ہے وہ بھی نائب ناظم ہے۔ وسیم باری کی یونین کونسل ہے۔ لطیف بٹ کی یونین کونسل ہے۔ قیصر رشید بھٹی کی یونین کونسل ہے۔ ٹی۔ایم۔اے کا زیادہ فنڈ ان یونین کونسلوں کو دیا جا رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ تحصیل کونسل کے ٹھیکیدار بھی ہیں۔ یہ ٹھیکہ بھی خود ہی حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، اس میں انہوں نے کروڑوں کی کرپشن بھی کی ہے۔

جناب سپیکر، پہلے وزیر موصوف کی طرف سے جواب تو آنے دیں۔ جی، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جن یونین کونسلوں کی میرے بھائی نے نشاندہی کی ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ مجھے تحریری طور پر میری یادداشت کے لئے دے دیں تو میں اس سلسلے میں معلومات حاصل کر کے جناب! کی خدمت میں بھی اور معزز رکن کی خدمت میں بھی پیش کروں گا اور میں آپ کو ensure کرواتا ہوں کہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میں نے تقریباً آٹھ ماہ سے انہی یونین کونسلوں کے متعلق یہ سوالات داخل کئے ہوئے ہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق۔۔

جناب سپیکر، ابھی آپ لکھ کر وزیر صاحب کو دے دیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، میری اطلاع کے مطابق ابھی تک تحصیل میونسل کارپوریشن آٹھ ماہ گزرنے کے باوجود ان کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر، نہیں ابھی آپ وزیر موصوف کو لکھ کر دیں وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا جائزہ لوں گا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، میں نے سوالات بھی کئے ہوئے ہیں اس کی کاپی میں وزیر موصوف کو دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، جناب والا! میں بھی یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ناظمین فنڈز برابر تقسیم نہیں کر رہے آپ چیک کر سکتے ہیں۔ جہاں پر ان کی مرضی ہوتی ہے بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں اور کسی جگہ بالکل خرچ نہیں ہو رہا۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ equal distribution کو یقینی بنایا جائے گا۔ کیا ایسا کوئی طریقہ ہے؟

جناب سپیکر، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! بات یہ ہے جیسا کہ میں نے جواب میں پڑھا تھا کہ یہ قانون میں کہیں درج نہیں کہ equal distribution ہو گی۔ ان کا ہاؤس اس بات کا فیصلہ کرتا ہے ہاؤس مجاز ہے کہ کہاں پر ہم نے کیا دینا ہے اور کتنا دینا ہے؛ ان کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جیسا کہ پہلے میں نے گزارش کی ہے کہ اگر کہیں زیادتی ہو رہی ہے اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیا جا رہا تو بتائیں ہم اس کے ازالے کے لئے کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزا، جناب والا! بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بڑے ادب سے اپنے وزیر تعلیم سے اور وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے یہ گزارش کروں گی کہ آپ نے فرمایا ہے

کہ جگہوں کی نشاندہی کی جائے کہ کن جگہوں پر نا انصافی کی جا رہی ہے۔ میں سو فیصد سچائی بیان کر رہی ہوں کہ یہ کسی ایک جگہ کی بات نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے کہ جہاں پر کسی وزیر یا کسی سیکرٹری کی یا جہاں پر کسی بڑے حکومتی نمائندے کی کوئی دلچسپی ہے ان علاقوں کو فنڈز دیئے جاتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض علاقوں کو بہت زیادہ develop کیا جا رہا ہے۔ مگر جو علاقے ان کی زد میں نہیں آتے ان کو مکمل طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں میرے علاقے میں بہت دور دور تک کوئی سکول نہیں ہے۔میں نے اس کی خاص طور پر نشاندہی بھی کی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ نشاط افزا: جناب والا! میں یہی عرض کر رہی تھی۔

یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں

میں تو اپنی شکایت آپ کے سامنے لا رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مجھے ان علاقوں کی نشاندہی کی جائے۔ میں کیا نشاندہی کروں۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ کسی جگہ بھی انصاف سے کام نہیں لیا جاتا کسی جگہ بہت سارے فنڈز دیئے جا رہے ہیں اور کہیں کچھ بھی نہیں دیا جا رہا۔ ہمارے وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی بہت زیادہ انصاف پسند انسان ہیں۔ میں ان کی بڑی معترف ہوں۔ مگر بخدا میری ان سے گزارش ہے کہ وہ بذات خود اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لے کر اس معاملے کو احسن طریقے سے resolve کریں اور check and balance کا نظام قائم کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب والا! مجھے موقع نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کو میں نے فلور دیا ہے۔ آگے اور بھی سوالات ہیں آپ کو موقع دیا جائے گا۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر :جناب والا! جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے صرف ضلع ناظم، نائب ضلع ناظم، تحصیل ناظم، نائب تحصیل ناظم، یونین ناظم اور نائب یونین ناظم کے لئے ماہانہ اعزازیہ منظور کیا ہے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ بڑی تعداد کے اندر خواتین کو ان یونین کونسلوں کے اندر ممبر شپ دی گئی ہے اور اکثر خواتین غریب گھرانوں سے آئی ہوئی ہیں۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نعرے بھی لگ رہے ہیں۔ تو کیا حکومت اس بات پر غور کرے گی کہ جو خواتین یونین کونسل کی ممبرز بنی ہیں ان کو بھی کوئی اعزازیہ دیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر مقامی حکومت!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! اس سلسلے میں ہم نے ایک سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو move کی ہوئی ہے اس میں ابھی فیصلہ ہونا ہے اور یہ معاملہ محکمہ خزانہ کے پاس زیر غور ہے۔ ہم نے اس کو recommend کیا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب ہم Call Attention Notice کو take up کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور کے ٹاؤنز ان میں متعین عملہ اور بھرتی پالیسی کی تفصیل

*1114۔ مہر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کو لوکل باڈی کے لحاظ سے کتنے ٹاؤنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ٹاؤن کا حدود اربعہ کیا ہے؟

(ب) ہر ٹاؤن میں متعین گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ اہلکاران کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ہر ٹاؤن میں کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور ان میں متعین اہلکاران کی تعداد، سکیل اور عہدہ جات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا ٹاؤنوں میں اہلکاران کی تقرری بغیر اشتہار دیئے کی جاتی ہے جبکہ حکومتی پالیسی کے مطابق بھرتی صرف اور صرف اشتہار کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت درج بالا اداروں میں آئندہ خالی اسامیوں پر بھرتی اشتہار کے ذریعے کرنے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع لاہور انتظامی مقاصد کے لئے چھ ٹاؤنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ٹاؤنوں کی حدود اربعہ کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹاؤنوں میں متعین گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ اہلکاران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ٹاؤن	گزیٹڈ آفیسر	نان گزیٹڈ آفیسر
راوی ٹاؤن	8	189
شالامار ٹاؤن	11	228

عزیز بھٹی ٹاؤن	6	132
داتا گنج بخش ٹاؤن	13	337
اقبال ٹاؤن	11	311
نشتر ٹاؤن	7	214
ٹوٹل	56	1183

(ج) ہر ٹاؤن میں چار شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ جس میں I&S، P&C، Regulation اور Finance ہیں۔ ٹاؤن میں شعبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ ابھی تک باقاعدہ تقرریاں نہ کی گئی ہیں۔ ٹاؤنوں میں تعینات تمام عملہ مختلف محکمہ جات PHED، H&PP، Zila Council، MCL اور LG&RD ڈیپارٹمنٹ سے ایڈجسٹ ہوا ہے۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے تقرریوں پر پابندی ہے۔ اگر بھرتی شروع ہوئی تو تقرریاں کرتے وقت قواعد و ضوابط/حکومتی پالیسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(ہ) اس کا جواب جز (د) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مین بازار کوٹ حسین شیخوپورہ میں تجاوزات کا مسئلہ

*1238۔ جناب علی عباس، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ رنجیت (کوٹ حسین) گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ میں مین بازار 66 فٹ چوڑا تھا جو تجاوزات کی وجہ سے دس فٹ رہ گیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے مین بازار کی چوڑائی کو اس کی اصل حالت میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سلسلے میں تحصیلدار شیخوپورہ کو بذریعہ چٹھی نمبر 1208مورخہ 14-4-03 اس مین بازار کی نشاندہی کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے۔ ابھی تک تحصیلدار کی رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔ جونہی تحصیلدار کی رپورٹ موصول ہو گی تجاوزات ختم کرنے کے لئے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور کے ٹاؤنز' ملازمین اور دیگر تفصیلات

*1545۔ چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں کتنے ٹاؤن بنائے گئے ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں' ہر ٹاؤن میں تعینات ملازمین کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے اور ان ملازمین کی سرکاری فرائض کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؛

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد حکومت کی پالیسی کے برعکس لاہور میں تعینات ہیں اور ان کو لاہور سے باہر تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؛

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہیں ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف ڈیوٹی سے غفلت برتنے پر محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں کس کس بناء پر ہو رہی ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) لاہور میں چھ ٹاؤن بنائے گئے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

1۔ راوی ٹاؤن 2۔ شالامار ٹاؤن 3۔ عزیز بھٹی ٹاؤن

4۔ داتا گنج بخش ٹاؤن 5۔ اقبال ٹاؤن 6۔ نشتر ٹاؤن

ملازمین کی تفصیل ٹاؤن وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام ٹاؤنز 14۔اگست 2001 کو معرض وجود میں آئے۔ لہذا کسی ملازم کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ نہ ہے۔

(ج) ٹاؤنوں میں تعیناتی کے بعد ان میں سے کسی بھی ملازم کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمہ درج نہ ہے۔

(د) ماسوائے راوی ٹاؤن باقی تمام ٹاؤنوں میں کسی بھی اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔ راوی ٹاؤن میں ڈیوٹی سے غفلت برتنے پر مندرجہ ذیل ملازمین کے خلاف کارروائی زیر عمل ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
طاہر عباس	روڈ رولر ڈرائیور	8
صفدر علی	ٹریسر	5

(ہ) مکمل وضاحت جز (د) بالا میں دے دی گئی ہے۔

بھیانوالہ چنیوٹ گلیوں اور نالیوں کی تعمیر نو

*1762(A)۔ جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھیانوالہ ڈاک خانہ لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کی گلیاں اور نالیاں انتہائی خستہ حالت میں ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کی گلیاں اور نالیاں ازسرنو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔ بھیانوالہ ڈاک خانہ لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ موضع ونو کہ کی ذیلی آبادی ہے اور اس کی گلیاں و نالیاں تعمیر شدہ نہ ہیں۔

(ب) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ مذکورہ بالا گلیاں اور نالیاں اپنے وسائل کے مطابق تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آبادی مذکورہ کی گلیاں اور نالیاں تعمیر کرنے کا معاملہ سال 2003-04 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تشکیل کے دوران برائے غور و فیصلہ تحصیل کونسل چنیوٹ کے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

بھیانوالہ تا لالیاں جھنگ روڈ سڑک کی تعمیر نو

*1763: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھیانوالہ ڈاک خانہ لالیاں تحصیل و ضلع جھنگ کی سڑک جو بھیانوالہ کو لالیاں جھنگ روڈ سے ملاتی ہے' انتہائی خستہ حالت اور ٹریفک کے لئے انتہائی خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے کھیتوں کا منڈیوں سے رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو گیا ہے؟

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو ازسرنو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) بھیانوالہ سے لالیاں جھنگ روڈ کو ملانے والا راستہ پختہ نہ ہے۔ بلکہ کچا راستہ موجود ہے۔

(ب) فی الحال حکومت کے کسی پروگرام میں اس سڑک کی تعمیر کا منصوبہ نہ ہے کیونکہ فنڈز کے مطابق یہ سڑک ترجیحات میں نہیں آتی سڑک کی تعمیر کے لئے مبلغ 5.50 لاکھ روپے درکار ہیں۔ فنڈز مہیا ہونے پر اس سڑک کی تعمیر شروع کی جاسکے گی۔

ریلوے گیٹ نمبر A-117 پھلروان سرگودھا کی بندش

*1794۔ رانا تجمل حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیہ پرانہ تا پھلروان روڈ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا پر ریلوے گیٹ نمبر A-117 نزد پھلروان عرصہ تقریباً تین سال سے بند ہونے کی وجہ سے سڑک بند پڑی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک مذکورہ پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا ہے؛ لیکن پھاٹک کے بند ہونے کی وجہ سے عوام کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور علاقہ کے غریب عوام کو منڈی تک پہنچنے کے لئے سخت مشکلات درپیش ہیں؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ پر ریلوے پھاٹک کو کھلوانے اور سڑک مذکورہ کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) درست ہے۔ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ریلوے کراسنگ A-117 نزد پھلروان عرصہ تین سال سے بند ہونے کی وجہ سے سڑک بند پڑی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ سرکاری گرانٹ سے سابقہ ضلع کونسل نے تعمیر کرائی۔ موٹر وے کی تعمیر کی وجہ سے سڑک کو realign کرنا پڑا اور مزید حفاظتی اقدامات کی

وجہ سے ریلوے لائن کے اوپر ریلوے کراسنگ کی تعمیر کرنا پڑی اس طرح بطور سپانسر جنرل منیجر نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے مبلغ 33 لاکھ روپے ریلوے کو جمع کرائے جبکہ -/12,67,367روپے واجب الادا رہ گئے جو ابھی تک نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے ادا نہیں کئے جس وجہ سے محکمہ ریلوے نے پھاٹک بند کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں وفاقی محتسب نے پہلے ہی ایک فیصلہ مورخہ 11-10-03 کو جاری کر دیا ہے۔ جس کے مطابق -/12,67,367روپے واجبات لینے کا تنازع دو اداروں یعنی N.H.A اور پاکستان ریلوے نے حل کرنا ہے۔ فیصلہ کے صفحہ نمبر 7 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی طرف سے واجب الادا رقم کی ادائیگی پر پھاٹک دوبارہ کھل سکتا ہے اور مزید یہ کہ مستقبل کی مرمت اور گیٹ کیپر کی اجرت کی ذمہ داری ضلع حکومت نے برداشت کرنی ہے۔

راجباہ ماچس فیکٹری فیروز والا
کی دوسری سائیڈ بھی پختہ کرنا

*1797۔ محترمہ شاہینہ اسد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ برلب راجباہ ماچس فیکٹری جی۔ٹی روڈ تا بدو ملی تحصیل فیروز والا شیخوپورہ کے صرف ایک جانب پختہ سڑک موجود ہے؛

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ راجباہ کے دوسری جانب بھی پختہ سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) برلب راجباہ ماچس فیکٹری جی ٹی روڈ تا بدو پلی تحصیل فیروز والا شیخوپورہ کے صرف ایک جانب سڑک موجود ہے۔

(ب) ضلعی حکومت کے طریق کار کے مطابق ہر نئی سکیم پہلے ڈسٹرکٹ اسمبلی سے منظور کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ضلع کے بجٹ برائے مالی سال میں اس کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اور پھر اس کی دیگر Formalities مثلاً انتظامی، تکنیکی منظوری کے بعد سڑک تعمیر کی جاتی ہے۔ موجودہ مالی سال کے دوران منصوبہ ضلع کے بجٹ میں شامل نہ ہے۔

پی پی۔ 187 دیپالپور میں ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*1815: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور میں تحصیل کونسل نے پچھلے مالی سال میں ترقیاتی کاموں پر تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے خرچ کئے ہیں؛

(ب) تحصیل دیپالپور حلقہ پی پی۔ 187 میں کل کتنے گاؤں ہیں۔ ان کے نام ہر گاؤں میں پچھلے مالی سال میں کون کون سے ترقیاتی کام کرائے گئے اور ان پر کتنی کتنی لاگت آئی، تفصیل فراہم کی جائے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور میں تحصیل کونسل نے پچھلے مالی سال میں ترقیاتی کاموں کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے کے منصوبے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کئے تھے لیکن دوران سال صرف تین کروڑ روپے کے ترقیاتی منصوبہ جات پایہ تکمیل تک

پہنچ سکے ہیں بقایا تقریباً ڈیڑھ کروڑ کے منصوبہ جات نئے مالی سال میں مکمل کئے جا رہے ہیں۔

(ب) تحصیل دیپالپور حلقہ پی پی۔ 187 میں گاؤں اور ان میں کروائے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	موضع	مالیت	منصوبہ
1۔	حجرہ شاہ مقیم	2.491	تعمیر سولنگ و نالیاں
2۔	بھجہ کلاں	6.482	۔ایضاً۔
3۔	چشتی شام دین	3.427	۔ایضاً۔
4۔	قلعہ سوبھندا سنگھ	3.419	do
5۔	رحمت والا	3.438	do
6۔	منچریاں	0.200	do
7۔	بھائی راؤ کے	0.400	do
8۔	چک کمبوہ	0.300	do
9۔	چک مانک کمبوہ (جموں وچھل)	0.250	do
10۔	چک نمبر 18/D، 17/D	3.75	do
11۔	بی سدا سنگھ	0.351	do
	ٹوٹل	24.509	

پی پی۔ 14 راولپنڈی کی آبادیوں میں قبرستان کے لئے جگہ کی فراہمی

*1852: جناب فیاض الحسن چوہان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 14 راولپنڈی کے علاقوں مسلم ٹاؤن' صادق آباد' سکریال' خرم کالونی' بہاری کالونی' ڈھوک کالا خان اور ملحقہ آبادیوں میں پچھلے پندرہ بیس سالوں کے دوران آبادی میں تین سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے بیس سالوں میں ان مذکورہ آبادیوں کے لئے کسی نئے قبرستان کا انتظام نہیں کیا گیا۔ جس کی بناء پر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان علاقوں میں قبرستان کے لئے جگہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) کیونکہ راولپنڈی شہر کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہذا تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن راولپنڈی نے موضع رکھ ڈھمیال میں 125 ایکڑ رقبہ جو کہ خسرہ نمبر 23'24 اور 29 پر مشتمل ہے۔ برائے قبرستان مختص کیا ہے اور مذکورہ جگہ پر Development work بھی کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے اس سکیم سے نئے قبرستان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

پی پی- 187اوکاڑہ میں رسانی آب اور نکاسی آب کے مسائل

*1861: ملک نذر فرید کھوکھر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چک بھائی راؤ کے تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ حلقہ پی پی۔ 187 میں پینے کا پانی نہایت مضر صحت ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ پیٹ کی متعدد خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں گندے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ گاؤں کے درمیان گندے پانی کا بہت بڑا جوہڑ بن گیا ہے اور بارشوں کے دوران پانی جوہڑ سے نکل کر گلیوں میں پھیل جاتا ہے۔ جس سے متعدی امراض پھیل چکے ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک ان مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) چک بھائی راؤ کے تحصیل دیپال پور میں اہل دیہہ کم گہرائی سے پانی پی رہے ہیں۔ جو کہ ذائقہ اور خاصیت کے لحاظ سے معیاری نہ ہے۔ اہل دیہہ اس وجہ سے مختلف اقسام کی پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن دیپال پور کو مذکورہ گاؤں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(ب) ہاں، مذکورہ گاؤں میں گندے پانی کی صحیح طرح سے نکاسی نہ ہے۔ گندہ پانی گاؤں کے درمیان موجود تالاب میں اکٹھا ہو رہا ہے۔ جس سے دیہہ مذکورہ کا پینے کا پانی متاثر ہو رہا ہے۔

(ج) دیہہ ہذا میں نکاسی آب کے لئے تحصیل کونسل نے رواں مالی سال میں 4لاکھ روپے کچھ حصہ کی نکاسی آب کے لئے مختص کر دیئے ہیں۔ جس پر کام جاری ہے۔

تحصیل کونسل ہال بورے والا سے ملحقہ دکانوں کی بوگس الاٹمنٹ

*1864۔ڈاکٹر نذیر احمد منھو ڈوگر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ بلدیہ(موجودہ تحصیل کونسل ہال) بورے والا کی دیوار کے ساتھ چند غریب لوگوں نے عرصہ 25سال سے بھی زائد دکانیں تعمیر کی ہوئی تھیں اور ان کی اس جگہ کو باقاعدہ کچی آبادی بھی قرار دیا گیا ہے' جس کا باقاعدہ نقشہ بھی منظور شدہ تھا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دکانوں کو پچھلے غیر جمہوری دور میں گرا دیا گیا تھا اور ان دکانوں کے مکینوں سے وعدہ کیا گیا کہ اگر اس جگہ بلدیہ نے دکانیں تعمیر کیں تو ان کو دکانوں کی الاٹمنٹ میں ترجیح دی جائے گی؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بورے والا نے اس جگہ پر دکانیں تعمیر کر کے دیگر افراد کو بغیر نیلام عام کے اور بغیر کسی اخباری اشتہار کے الاٹ کر دی ہیں؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاٹمنٹ بھی بھاری رشوت لے کر کی گئی ہے؛

(ہ) کیا حکومت اس الاٹمنٹ کو کینسل کرنے اور سابقہ الاٹیوں کو دکانیں الاٹ کرنے اور باقی ماندہ دکانیں بذریعہ نیلام عام فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بورے والا کا دفتر شہر کے وسط بالمقابل گول چوک میں واقع ہے۔ دفتر کے تینوں اطراف مین بازار ہے۔ سابقہ دور میں بھی دفتر کی دیوار کے ساتھ ایسی کوئی دکانات تعمیر شدہ نہ تھیں۔ جن کو کچی آبادی قرار دیا گیا ہو اور ان کا نقشہ بھی منظور شدہ ہو۔ یہ بات قرین قیاس نہ ہے اور نہ ہی اس کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ جگہ پر نہ تو کوئی دکانیں تعمیر تھیں جن کو گرایا گیا ہو تو پھر ان کو متبادل جگہ دینے کا وعدہ کیسا؛

(ج) درست نہ ہے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بورے والا نے خسرہ نمبر 136/1 ٹاؤن ہال بورے والا میں رقبہ پانچ مرلے چھ سرساہی پر تعمیر دکانات منصوبہ بنایا تھا اور اس سلسلہ میں تمام قانونی تقاضے پورے کئے گئے۔ بورڈ آف ریونیو کی مقرر کردہ قیمت ادا کرنے کے بعد بذریعہ اخبار اشتہاران دکانات کے کرایہ کا نیلام عام کیا گیا اور کامیاب بولی دہندگان کو مذکورہ دکانات کرایہ پر الاٹ کی گئیں۔ (منظوری بورڈ آف ریونیو، ادا شدہ قیمت کا چالان، فرد نیلام، اخبار اشتہار وغیرہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ کرایہ کی نیلامی کھلے عام کی گئی۔ ان دکانات کے کرایہ کی بولی کسی بھی پرائیویٹ دکان سے زیادہ آئی ہے۔

(ہ) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بورے والا ان دکانوں کو دوبارہ نیلام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ چونکہ ان دکانات کی بولی (کرایہ) نہایت معقول ہے۔

شیخوپورہ مین روڈ سرگودھا پر لائیٹس کی بحالی

*1877۔ محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی ناظم شیخوپورہ نے مین روڈ سرگودھا پر تھانہ سٹی سے لے کر قیصر ذوالفقار علی بھٹی کے گھر تک لائٹ بند کر رکھی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس لائٹ کو صرف اس لئے بند کر رکھا ہے کہ یہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے موجودہ اور سابقہ عہدے داروں کے گھر ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کے اتنے حصے میں پانچ ہسپتال بھی ہیں؟

(د) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی سٹریٹ لائٹ بحال کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور' سرگودھا روڈ پر تھانہ سٹی سے لے کر قیصر ذوالفقار بھٹی کے گھر تک سٹریٹ لائٹ ضلعی ناظم نے بند کر رکھی ہے۔ اصل صورت حال یہ کہ فروری 2003 کے آخری ہفتہ میں چیئرمین واپڈا نے محکمہ واپڈا کے دفاتر اور انفراسٹر کچرز کی انسپکشن کے لئے شیخوپورہ شہر کا دورہ کرنا تھا۔ اس دوران لیسکو واپڈا نے لاہور' سرگودھا روڈ پر H.T لائن کا ایک سٹرکچر پول تبدیل کیا اور تھانہ سٹی بی ڈویژن کے بالمقابل T.M.A کی سٹریٹ لائٹ کا کنکشن کاٹ کر سٹریٹ لائٹ کنڈکٹر (نیوٹرل + فیز) ساتھ لے گئے۔ جس وجہ سے مذکورہ بالا سیکشن میں سٹریٹ لائٹ بند رہی۔ T.M.A نے اس سلسلہ میں لیسکو واپڈا سے فوری رابطہ کرنے کے علاوہ ایک چٹھی نمبر 603/TO(I&S) مورخہ 07-03-03 کے ذریعہ واپڈا اتھارٹی کو سٹریٹ لائٹ کنڈکٹر دوبارہ نصب کرنے کی درخواست کی تاکہ شہر کی سٹریٹ لائٹ چالو کی جا سکے۔ لیسکو واپڈا نے یہ کنڈکٹر دوبارہ نصب کر دیا اور T.M.A نے لائن کی ضروری مرمت کر کے سٹریٹ لائٹ چالو کر دی ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سٹریٹ لائٹ اس لئے بند کی گئی ہے کہ یہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے موجودہ اور سابقہ عہدیداروں کے گھر ہیں۔ بلکہ سوال کے جز (الف) کے جواب میں متذکرہ وجہ کی بناء پر سٹریٹ لائٹ بند رہی۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس سیکشن میں پانچ ہسپتال واقع ہیں۔

(د) سٹریٹ لائٹ کی کنڈکٹر لائن دوبارہ نصب کر کے سٹریٹ لائٹ بحال کر دی گئی ہے اور اب یہ چالو حالت میں ہے۔

اقلیتی ارکان کے لئے اعزازیہ اور ترقیاتی فنڈز کی تفصیل

*1937: جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع، تحصیل اور یونین کونسل میں اقلیتی ممبران کو کتنا کتنا اعزازیہ دیا جارہا ہے۔ الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت ضلع، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر ترقیاتی فنڈ جاری کر رہی ہے۔ اگر درست ہے تو کیا اقلیتی ممبران کو بھی ترقیاتی فنڈ جاری کیا گیا ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر حکومت نے کسی بھی سطح پر اقلیتی ممبران کو ترقیاتی فنڈ جاری نہیں کئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا حکومت دوسرے ممبران کی طرح اقلیتی ممبران کو ترقیاتی فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب سے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حکومت پنجاب نے صرف ضلع ناظم، نائب ضلع ناظم، تحصیل ناظم، نائب تحصیل ناظم، یونین ناظم اور نائب یونین ناظم کے لئے ماہانہ اعزازیہ منظور کیا ہے۔ درج بالا مقامی حکومتوں کے نمائندگان کے علاوہ کسی بھی کونسل کے کسی بھی ممبر کے لئے فی الحال کوئی اعزازیہ منظور نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2001 کے مطابق ہر ضلع، تحصیل اور یونین کونسل اپنا سالانہ بجٹ خود بنانے اور منظور کرنے میں خود مختار ہے۔ صوبائی حکومت اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتی۔ مزید برآں مقامی حکومتوں کی تمام کونسلوں یعنی ضلع، تحصیل اور یونین کی سطح پر فنڈز صوبائی مالیاتی ایوارڈ کی سفارش پر فراہم کئے جاتے ہیں،

ان فنڈز کی بناء پر مقامی حکومتیں اپنے اپنے بجٹ بناتی ہیں۔ کسی بھی ممبر کو انفرادی طور پر کوئی ترقیاتی فنڈ تفویض نہیں کیا جاتا ہے۔

(ج) اس بات کا جواب جز (ب) میں موجود ہے۔

ملتان کی یونین کونسلز
اور سینٹری ورکرز کی تفصیلات

*1939، جناب نوید عامر جیوا، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں کتنی یونین کونسلیں ہیں۔ اس وقت سینٹری ور کرز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ کتنی پر ملازمین کام کر رہے ہیں اور کتنی خالی ہیں۔ ہر یونین کونسل میں سینٹری ور کرز کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) سینٹری ور کرز کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے۔ کیا بھرتی کے وقت مذہب کا بھی خیال رکھا جاتا ہے؛

(ج) کیا سینٹری ور کرز کو daily wages یا مستقل بنیادوں پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ بھرتی کے وقت سینٹری ورکرز کو کون سا گریڈ دیا جاتا ہے اور ترقی کس گریڈ میں دی جاتی ہے۔ کیا حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین کو جو مراعات دی جاتی ہیں۔ انہیں بھی حاصل ہیں۔ اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع ملتان میں کل 126 یونین کونسلز ہیں۔ جن میں سینٹری ور کرز کی کل 1627 اسامیاں ہیں۔ تمام پوسٹوں پر سینٹری ور کر بطور ورک چارج کام کر رہے ہیں۔ اس وقت کوئی پوسٹ خالی نہ ہے۔ ضلع ملتان میں ہر یونین کونسل میں ور کرز کی پوزیشن کے بارے میں نقشہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) سینیٹری ورکرز کی بھرتی کے لئے امیدوار کا جسمانی و ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ تعلیمی قابلیت کی کوئی شرط نہ ہے۔ مستقل سینیٹری ورکرز کی ملازمت کے حصول کے لئے عمر کی حد 35سال ہے۔ بھرتی کے لئے مذہب کی کوئی قید نہ ہے۔

(ج) اگست 1993 سے گورنمنٹ سروس میں بھرتی پر پابندی عائد ہے۔ صرف اور صرف دوران ملازمت فوت ہو جانے والے ملازمین یا طبی بنیاد پر معذور ہو جانے والے ریٹائرڈ ملازمین کے بچوں کو مستقل بنیاد پر بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ بھرتی کے وقت ورکرز کو تنخواہ کا پہلا درجہ دیا جاتا ہے۔ مستقل ورکر کو درجہ نمبر 2 میں ترقی ملتی ہے۔ گریڈ نمبر 3 میں موو اوور دیا جاتا تھا۔ حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین کو جو مراعات حاصل ہیں۔ مستقل سینیٹری ورکرز کو بھی حاصل ہیں۔

شیخوپورہ، سیوریج اور صفائی کے مسائل

*1952، محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سیوریج کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بڑی بڑی گلیوں اور سڑکوں کے کناروں پر پانی اور غلاظت سے بھری نالیاں لوگوں کے آنے جانے کے لئے پریشانی کا باعث ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالیوں کی صفائی کا کوئی معقول بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے پانی گلیوں میں پھیل جاتا ہے اور مختلف بیماریاں پھیلنے کا موجب بنتا ہے؟

(د) کیا حکومت تاریخی شہر شیخوپورہ میں سیوریج بچھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک کام شروع ہو گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ شیخوپورہ شہر کے سیوریج سسٹم کے منصوبے کا تخمینہ تقریباً مبلغ7 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ جس کے تحت فیز1 میں مبلغ3.80 کروڑ روپے کا کام پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ جب کہ باقی کام اس مد میں رقم وصول ہونے کے بعد مکمل کروا دیا جائے گا۔

موضع قلعی پیرانوالی دیپال پور پختہ سڑک کی تعمیر

*1964، محترمہ شاھینہ اسد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع او کاڑہ تحصیل دیپال پور میں حویلی لکھا تا ہیڈ سلیمانکی روڈ سے ایک سولنگ روڈ موضع قلعی پیرانوالی کے لئے تعمیر کی گئی تھی؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سولنگ تقریباً بیس سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ مسلسل استعمال سے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور علاقے کے لوگ شدید مشکلات سے دو چار ہیں؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ پالیسی بنا رکھی ہے کہ دس سال یا اس سے زائد پرانے سولنگ روڈ کو پکی سڑک بنانے کے لئے ترجیح دی جاتی ہے؛

(د) کیا حکومت مذکورہ سولنگ روڈ کو پختہ سڑک بنانے کے لئے مالی سال 04-2003 میں فنڈ فراہم کرنے کو تیار ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) سال 2003-04 میں سڑک مذکورہ کو پختہ کر دیا گیا ہے۔

سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ میں بے جا ٹال پلازہ کا قیام

*1965، جناب فیصل حیات جبوآنہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ کی ضلعی حکومت نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں داخلے کے لئے ہر گاڑی پر ٹیکس لگایا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں کے رہائشی لوگوں کو دن میں کئی بار وہاں سے گزرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چناب کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن سے صرف سات کلومیٹر دور ہے اور ہر شخص کو وہاں جانے کے لئے (یک طرفہ) دو بار ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے؟

(د) اگر مندرجہ بالا حقائق درست ہیں تو کیا حکومت عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ظالمانہ ٹیکس سے جان چھڑانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) غلط ہے۔ ضلعی حکومت / ضلع کونسل جھنگ نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں داخلہ پر ہر گاڑی پر ٹال ٹیکس نہ لگایا ہوا ہے۔ سیٹلائٹ ٹاؤن میں آنے جانے کے لئے متعدد راستے ہیں۔ 98 فیصد ٹریفک سیٹلائٹ ٹاؤن دوسرے راستوں سے آتی جاتی ہے صرف 2 فیصد ٹریفک جو دوسرے اضلاع یا چناب کالج جاتی ہے ٹیکس ادا کرتی ہے۔ ضلعی حکومت نے شہر میں ٹریفک کو کم کرنے کے لئے اس سڑک کو بائی پاس بنایا ہوا ہے۔ تمام ہیوی ٹریفک صبح 7 بجے تا 9:00 بجے رات اس سڑک سے گزرتی ہے۔ یہ ٹال ٹیکس ضلعی

حکومت کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ امسال یہ ٹھیکہ مبلغ -/51,75,000 روپے میں نیلام ہوا ہے۔ اس سڑک پر ٹال ٹیکس سال 1982 سے نافذ ہے۔

(ب) سیٹلائٹ ٹاؤن کی 98 فیصد ٹریفک دوسرے راستوں سے آتی جاتی ہے۔ جہاں پر ٹال ٹیکس نہ ہے۔ صرف 2 فیصد بلکہ اس سے کم ٹریفک جنہوں نے دوسرے اضلاع یا چناب کالج جانا ہوتا ہے۔ ٹیکس ادا کرتی ہے۔ ٹیکس سے بچاؤ کے لئے دیگر راستے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

(ج) سیٹلائٹ ٹاؤن کی بہت ہی کم ٹریفک اس ناکہ سے گزرتی ہے کیونکہ سیٹلائٹ ٹاؤن کے چند اشخاص کے بچے چناب کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ اگر یہ اشخاص اس ناکہ کی بجائے جہاں ٹیکس ادا ہوتا ہے استعمال نہ کریں۔ دیگر راستے جہاں ٹیکس عائد نہ ہے بھی اختیار کرسکتے ہیں۔ مزید برآں چناب کالج کے بالکل ساتھ ہی نیشنل ہائی وے ڈویژن نے ٹال ٹیکس لگا رکھا ہے۔ جہاں ہر گاڑی کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس ٹیکس کا ضلعی حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) تفصیلاً جواب پیرا (الف)، (ب) اور (ج) میں آچکا ہے۔ یہ ٹیکس ضلعی حکومت کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر اس ٹیکس کو ختم کیا گیا تو ضلعی حکومت کو کثیر مالی نقصان ہو گا۔

اراضی قبرستان میانی صاحب کی قابضین سے واپسی اور متبادل جگہ کا انتخاب

*1967۔ جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبرستان میانی صاحب میں تدفین کے لئے مزید گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ممبران کمیٹی کے مطالبہ پر اس مقصد کے لئے فیروز پور روڈ اور ملتان روڈ لاہور پر قبرستان کے لئے اراضی کا معائنہ کیا گیا تھا؛

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس مقصد کے لئے کس کس جگہ کتنی کتنی اراضی کا معائنہ کن کن تاریخوں میں کن کن افراد نے کیا تھا؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قبرستان میانی صاحب کا سرکاری جگہ واقع اسلامیہ پارک (گھونو سائیں) باغ گل بیگم' ڈایا آموں شاہ' قرطبہ چوک' احاطہ شہاب دین اور بہاول شیر روڈ لاہور پر چند لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قابضین سے اگر قبرستان کی جگہ واگزار کروالی جائے تو میانی صاحب قبرستان کے لئے مزید اراضی کی ضرورت نہیں رہتی؛

(ہ) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قبرستان کی اراضی کو قابضین سے واگزار کروانے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل اراضی کا معائنہ سیٹلمنٹ آفیسر لاہور نے 29-6-2002 کو کیا تھا۔

1۔ موضع شاہ کانجراں اور گوپے رائے	950 کنال
2۔ موضع تھے پنجو اور کاچھا	1600 کنال
3۔ موضع خیرا' جلو اور مناواں	721 کنال
4۔ موضع رکھ لدھیکے اونچے	2169 کنال

نیز مندرجہ ذیل اراضی کا معائنہ اور غور کے لئے ٹاؤن ناظم اقبال ٹاؤن' ای۔ڈی۔او (ریونیو)' ای۔ڈی۔او (سی۔ڈی) اور ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ جو معائنہ کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

1۔ موضع نیاز بیگ 1267 کنال

2۔ موضع امیر پورہ 698 کنال

3۔ موضع بھوبتیاں 957 کنال

(ج) یہ درست ہے کہ قبرستان میانی صاحب کے رقبہ پر واقع اسلامیہ پارک، گھونو سائیں، قرطبہ چوک پر چند لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور کچھ قابضین کے خلاف عدالتی کارروائی کی جاری ہے۔ دیگر مقامات پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(د) قابضین سے یہ جگہ واگزار کروانے کے باوجود میانی صاحب قبرستان میں تدفین کے لئے جگہ ضرورت کے مطابق نہ ہو گی اور مزید اراضی خریدنے کی ضرورت برقرار رہے گی۔

(ہ) قبرستان کمیٹی اس اراضی کو قابضین سے واگزار کروانے کے لئے ہائیکورٹ کے احکامات کی روشنی میں آپریشن کلین اپ کی تیاریاں کر رہی ہے اور بعض مقامات پر عدالتی حکم امتناعی وغیرہ ختم کروا کر جلد ہی تمام قابضین سے قبضے چھڑا لئے جائیں گے۔

فیصل آباد میں نامکمل ترقیاتی منصوبوں کی فوری تکمیل

*1979۔ محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ستیانہ روڈ، کچہری روڈ اور دیگر بازار کی روڈز تقریباً 4/5 سالوں سے زیر تعمیر ہیں اور تاحال مکمل نہ ہوئی ہیں۔ جب کہ ان کی تکمیل کی مدت 1/2سال تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ تعمیراتی و ترقیاتی منصوبہ جات پر ہونے والے کام کی تکمیل تیزی سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں ستیانہ روڈ و دیگر بازار کی سڑکیں پچھلے 4/5سال سے زیر تعمیر ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے۔

1۔ F.W.O نے جولائی 2001 میں ستیانہ روڈ کی تعمیر مکمل کر دی تھی۔ ماسوائے گیٹاں والا چوک کا معمولی حصہ جو کہ سیور لائن ڈالنے کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔

II۔ کچہری روڈ کی تعمیر پلان میں نہ تھی۔

III۔ دوسرے بازاروں کی سڑکات کے بارے میں صورت حال اس طرح ہے۔

(i) چنیوٹ بازار کی سڑک N.L.C نے جولائی 1999 میں مکمل کر دی تھی۔

(ii) N.L.C نے مارچ 2003ء میں ریل بازار کی کار پارکنگ کا کام مکمل کر دیا تھا۔ تاحال اس کے سولنگ کا کام بوجہ شفٹ کرنے پول بجلی وغیرہ ابھی تک مکمل نہیں ہو پایا تھا۔ لیکن اب سولنگ کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔

(iii) منٹگمری بازار کی سڑک کی تعمیر N.L.C کو تفویض کی گئی تھی۔ لیکن بوجہ عدم دستیابی فنڈز بجلی کے کھمبے، فون کے کھمبے اور دوسری لائنیں نہ ہٹوائی جا سکی ہیں۔ جس کی وجہ سے ابھی تک کام شروع نہ ہو سکا ہے۔

(ب) مفصل جواب پیرا (الف) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ فرید پارک لاہور مین روڈ کی تعمیر میں تاخیر

*1988۔ مہر اشتیاق احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ نمبر 150 کی یونین کونسل نمبر 111 میں واقع مین روڈ شاہ فرید پارک پر عرصہ چھ ماہ سے روڑی وغیرہ پڑی ہوئی ہے؟

(ب) اگر مندرج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو تعمیر مکمل کیوں نہیں ہوئی۔ کیا وجوہات ہیں اور تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ مین روڈ شاہ فرید پارک کی تعمیر نو کے لئے کچھ عرصہ پہلے پتھر بچھایا گیا تھا۔

(ب) کارپٹ پلانٹ فارغ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ تاخیر ہوئی۔ اب تقریباً دو ہفتہ قبل کارپٹ بچھا کر سڑک مکمل کر دی گئی ہے۔

روھی نالہ قصور کی صفائی اور پختگی کا مسئلہ

*2012، سید مظفر حسین کاظمی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصور شہر کے وسط میں گزرنے والے روہی نالہ کو صاف اور پختہ کرنے کے لئے جناب گورنر پنجاب نے صدارتی ریفرنڈم کے دوران قصور میں اپنی آمد پر اڑھائی کروڑ روپے کی امداد کا اعلان فرمایا تھا؟

(ب) اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ اگر حکومت کا مذکورہ نالہ تعمیر کرنے کا ارادہ ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔ تاہم واضح رہے کہ فی الحال اس ضمن میں فنڈز موصول نہ ہونے ہیں۔

(ب) روہی نالہ (دیہی) کی بابت محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے فیز -1 میں 33.88 ملین روپے منظور کئے۔ جس پر عملدر آمد کے لئے محکمہ انہار و برقیات کو اس کی تعمیر کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ضلعی حکومت نے اپنے مالی سال 03-2002 میں اس کے لئے 50 لاکھ روپے

مختص کئے جبکہ صوبائی حکومت نے روہی نالہ فیز-II کے لئے دس ملین روپے مختص کئے ہیں۔ یہ معاملہ ضلعی مشاورت کمیٹی میں مورخہ 24-03-03 کو پیش ہوا۔ جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ فیز-I (دیہی) پر سردست کام موخر کر دیا جائے۔ پہلے شہری علاقہ میں جو فیز-II میں منظور ہے، کو مکمل کیا جاوے۔ جس کے لئے محکمہ انہار و برقیات نے T.M.A قصور سے مل کر PC-I تیار کیا ہے۔ اس کا نام ری ماڈلنگ / چینلائزیشن آف روہی نالہ قصور سٹی رکھا گیا ہے۔ جس پر -/44.860 ملین روپے لاگت آئے گی۔ اس کو ضلعی ترقیاتی کمیٹی نے اپنے اجلاس مورخہ 25-07-2003 میں منظور کر لیا ہے۔ PC-I کی مجاز اتھارٹی (P.D.W.P) سے منظوری کے بعد اس پر کام شروع کروا دیا جائے گا۔

قبرستان اقبال ٹاؤن سے ملحقہ وحدت روڈ کے مسائل اور کمیٹی کی تشکیل

*2028، ملک محمد افضل کھوکھر، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت شہنشاہ ولی صاحب وحدت روڈ لاہور سے ملحقہ قبرستان کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس قبرستان کے لئے حکومت کی کتنی زمین وقف کردہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ قبرستان علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے قیام سے پہلے کا ہے۔ یہ قبرستان بھیکے وال، کماڑ ک اور گگے زئی مواضعات کے لوگوں کی زمینوں پر ہے اور یہ لوگ اس قبرستان میں اپنی میتیں صدیوں سے دفناتے چلے آرہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبرستان میں علامہ اقبال ٹاؤن سکیم بننے کے بعد توسیع کر دی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبرستان کی کمیٹی کافی عرصہ سے چلی آرہی تھی۔ مگر اب ناظم حلقہ نے یہ کمیٹی توڑ کر اپنی طرف سے خود ساختہ کمیٹی تشکیل دی ہے، جس نے

موضع بھیکے وال، کھاڑک اور گے زئی کے باشندوں کو اس قبرستان میں میتیں دفنانے سے منع کر دیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت قبرستان کی کمیٹی کو ازسرنو تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) دربار حضرت شہنشاہ ولی وحدت روڈ لاہور کا کل رقبہ کم و بیش 9 سے 10۔ایکڑ ہے۔ جس میں تقریباً 12 ایکڑ پر عیسائیوں کا قبرستان ہے اور باقی رقبہ مسلمانوں کی تدفین کے لئے وقف ہے۔

(ب) پیرا (ب) میرے علم و یقین کے مطابق درست ہے۔

(ج) یہ پیرا بھی درست ہے۔

(د) پیرا (د) حقائق کے خلاف ہے۔ قبرستان کمیٹی نئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے تحت بنائی گئی ہے اور اس قبرستان میں موضع بھیکے وال، کھاڑک اور گے زئی کے باشندوں کو میتیں دفنانے میں کوئی رکاوٹ نہ کبھی پہلے تھی اور نہ ہی اب ہے۔

(ہ) اس پیرا کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے پہلے سوال نمبر 369 میں پہلے ہی دے دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دوبارہ عرض ہے کہ قبرستان کمیٹی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2000 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق کام کر رہی ہے۔ جس میں فی الحال کسی ردوبدل کی ضرورت نہ ہے۔

پی پی- 157لاھور یونین کونسلز عہدیداران
اور ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*2036: رانا تجمل حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی- 157 لاہور میں کتنی یونین کونسل ہیں اور ان کے ناظمین و نائب ناظمین کے نام مع پتا جات بتائے جائیں؛

(ب) مذکورہ یونین کونسل میں موجودہ بلدیاتی نظام متعارف کرانے کے بعد کتنے کتنے فنڈ ترقیاتی منصوبوں کے لئے دیئے گئے ہیں۔ ہر یونین کونسل کے بارے میں علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے؛

(ج) مذکورہ عرصہ میں ہر یونین کونسل میں کون کون سے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کون سے ابھی تکمیل کے مراحل میں ہیں نیز ہر منصوبے پر کتنی لاگت آئی ہے اور اب تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے، تفصیل بیان فرمائیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حلقہ پی پی- 157 لاہور چھ یونین کونسلز پر مشتمل ہے۔ یونین کونسلوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ٹاؤن	نام یونین کونسل	نمبر
1-	شالامار ٹاؤن	لکھوڈیر	49
		مناواں	52
2-	عزیز بھٹی ٹاؤن	تیج گڑھ	57
		تاجپورہ	58
		الفیصل	59
		گلدشت کالونی	60

یونین کونسل وار ناظمین و نائب ناظمین اور ان کے پتا جات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	یونین کونسل نمبر	ناظم / نائب ناظم	پتہ
1۔	49	چودھری منظور حسین گجر' ناظم چودھری مقصود الحسن' نائب ناظم	جی ٹی روڈ دوازہ گجراں / موضع ککھوڈمیر —
2۔	52	چودھری محمد سرفراز' ناظم اکبر علی بھٹی' نائب ناظم	مناواں باٹا پور / جی ٹی روڈ بیج گڑھ —
3۔	57	ملک شوکت علی' ناظم حاجی محمد صادق' نائب ناظم	424-A تاجپورہ ایل ڈی اے کوارٹرز نزد بٹ چوک لاہور لنک تنویر آباد مکان نمبر 7 تاجپورہ
4۔	58	چودھری محمد افضل بج' ناظم چودھری محمود عالم' نائب ناظم	غازی آباد بازار نمبر 1 لاہور گلی نمبر 4 امیر الدین پارک
5۔	59	چودھری طالب حسین' ناظم چودھری حامد سرور' نائب ناظم	جوڑے پل لاہور کینٹ / جوڑے پل لاہور کینٹ
6۔	60	چودھری ذوالفقار علی منج' ناظم چودھری محمد رشید' نائب ناظم	چونگی دو کج لاہور / پیر نصیر لاہور کینٹ

(ب) موجودہ بلدیاتی نظام متعارف کرانے کے بعد ہر یونین کونسل کو جتنے فنڈز دیئے گئے۔ ان کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شالامار ٹاؤن نے یونین کونسل وار تمام منصوبہ جات مکمل کر دیئے ہیں اور اصل لاگت کے مطابق ادائیگیاں کی جا چکی ہیں۔

2۔ عزیز بھٹی ٹاؤن نے تمام منصوبہ جات پر کام مکمل کروا لیا ہے۔

میراں شاہ ہوتہ روڈ سے موضع اوپانہ پختہ سڑک کی تعمیر

*2043۔ چودھری جاوید احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میراں شاہ ہوتہ روڈ سے لے کر موضع اوپانہ پاکپتن تک پختہ سڑک نہ ہونے سے علاقہ کی تقریباً 15ہزار کی آبادی مشکلات سے دوچار ہے؛

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو اگلے مالی سال میں پختہ کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ میراں شاہ ہوتہ روڈ سے موضع اوپانہ پاکپتن تک پختہ سڑک نہ ہے۔ جس کی وجہ سے علاقہ کی آبادی مشکلات سے دوچار ہے۔

(ب) ضلعی حکومت کے پاس فنڈز کی کمی ہے تاہم فنڈز مہیا ہونے پر اس سڑک کی تعمیر شروع کی جاسکے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیالکوٹ سبزی و فروٹ منڈی کی شہر سے باہر منتقلی کا مسئلہ

243۔ انجینئر عمران اشرف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں سبزی و فروٹ منڈی کی شہر میں موجودگی سے یہ علاقہ ٹریفک کی سنگین صورتحال سے دوچار ہے۔ جس کی وجہ سبزی و فروٹ منڈی میں آنے والی ٹرالیاں، ٹرک اور ریڑھے وغیرہ ہیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ علامہ اقبال گرلز کالج کی طالبات اس ابتر صورتحال سے زیادہ پریشان ہیں جو کہ کئی گھنٹوں تک ٹریفک کا شکار رہتی ہیں؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سبزی و فروٹ منڈی کی شہر سے باہر منتقلی کے لئے جگہ حاصل کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو منڈی کی منتقلی کب تک عمل میں آئے گی اور تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹریفک بلاک ہونے پر اکثر طالبات کو پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(ج) T.M.A کے متعلقہ نہ ہے۔ مارکیٹ کمیٹی کے معاملات محکمہ زراعت کے تحت ہیں۔

سٹی پیکج سیالکوٹ کے تحت بننے والی سڑکوں کی تعمیر کی صورتحال و تفصیل

244۔ انجینئر عمران اشرف: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی پیکج سیالکوٹ کے تحت بننے والی حاجی پورہ ڈسکہ روڈ کی تعمیر میں تاخیر کی وجہ سے اہل علاقہ کی مشکلات میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے؟

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت اس کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) سٹی پیکج کے تحت آئندہ بننے والی دیگر سڑکوں کی تفصیل کیا ہے اور یہ کب شروع اور مکمل ہونگی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) ترقیاتی منصوبہ جات پر عملدر آمد کے دوران بالخصوص متعلقہ شہری علاقہ کے رہائشیوں کا کسی قدر متاثر ہونا قدرتی امر ہے تاہم اب یہ منصوبہ 90فیصد تک مکمل ہو چکا ہے اور بقیہ کام 30۔جون 2004 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) تاخیر کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

Removal of under ground services جس میں T.M.A کی واٹر سپلائی لائنز P. T.C.L کی تاریں' واپڈا کے پولز کی منتقلی' غیر قانونی تجاوزات' عدالتی معاملات' منتقلی چٹی خانقاہ' قبروں کی منتقلی' درختوں کا کاٹنا اور فنڈز کی کمی تھی۔ پہلے حاجی پورہ کا کام 31۔مئی 2004 تک مکمل ہونا تھا۔ تاہم نا گزیر وجوہات کی وجہ سے اب F.W.O نے وعدہ کیا ہے کہ جون 2004 کے آخر تک حاجی پورہ روڈ کا کام مکمل کر لیا جائیگا۔

(ج) سٹی پیکج کے تحت آئندہ سڑکوں سے متعلق معاملہ زیر غور ہے۔ لہذا اس وقت اس کی تفصیل مہیا کرنا ممکن نہیں۔

پی پی- 123، سیالکوٹ مضر صحت پانی سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

245۔ انجینئر عمران اشرف، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حلقہ پی پی- 123 سیالکوٹ حبیب پورہ نئی آبادی کے ٹیوب ویل سے عرصہ دراز سے مضر صحت پانی علاقہ کو سپلائی کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقہ کے مکینوں میں ہیپاٹائٹس اور پیٹ کی بیماریاں عام ہیں خصوصاً بچے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ناظم نے مذکورہ ٹیوب ویل کے پانی کے لیبارٹری ٹیسٹ کروائے تھے اور پانی انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر قرار دیا گیا؟

(د) اگر جزو ہائے بالا درست ہیں تو اس بارے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؛

(ہ) مذکورہ علاقہ میں نیا ٹیوب ویل نزد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کو چالو نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) درست نہ ہے کہ ٹیوب ویل حبیب پورہ نئی آبادی میں کسی قسم کا مضر صحت پانی سپلائی کیا جا رہا ہے اور نہ ہی اس بارے میں ہمارے پاس کوئی شکایت وصول ہوئی ہے۔

(ب) اس بارے میں ہمارے دفتر میں کوئی رپورٹ یا شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) مذکورہ ٹیوب ویل کا کوئی لیبارٹری ٹیسٹ تحصیل ناظم کے دفتر سے نہیں کروایا گیا ہے اور نہ ہی اس بارے میں ٹی۔ایم۔اے کو کوئی شکایت وصول ہوئی ہے۔

(د) جزو بالا درست نہ ہیں۔ لیکن ویسے شہر کے واٹر سپلائی کے نظام کی بہتری کے لئے وزیر اعلیٰ کے دس کروڑ روپے کے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے۔

(ہ) مذکورہ علاقہ میں نیا ٹیوب ویل نزد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اپریل 2004 کو چالو کر دیا گیا ہے۔

پی پی- 123 سیالکوٹ صفائی کی صورتحال اور عملہ صفائی کی تعداد و تفصیل

249. انجینئر عمران اشرف: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عملہ صفائی یونین کونسلز میانہ پورہ، مظفر پور، فتح گڑھ، حبیب پورہ، شہاب پورہ، دو برجی آرائیاں میں کئی کئی ہفتوں بعد صفائی کرتا ہے اور صفائی کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عملہ صفائی اپنے متعلقہ انچارج کے ساتھ ساز باز کر کے صرف حاضری لگوانے کی حد تک ڈیوٹی پر آتا ہے؟

(ج) اگر جز (ب) درست نہیں تو شہر بھر میں صفائی کی حالت اتنی دگرگوں کیوں ہے؟

(د) موجودہ حلقہ پی پی۔ 123 کی حدود میں واقع یونین کونسلوں میں تعینات عملہ صفائی کی تعداد مع نام و عہدہ، کوڑا کرکٹ اٹھانے والی ٹرالیوں کی تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ٹی۔ایم۔اے سیالکوٹ کا عملہ صفائی یونین کونسلز میانہ پورہ، مظفر پور، فتح گڑھ، حبیب پورہ، شہاب پورہ، دو برجی آرائیاں میں کئی کئی ہفتے صفائی نہ کرتا ہے، بلکہ باقاعدگی سے صفائی کی جاتی ہے اور روزانہ تقریباً ایک سو ٹرالی کوڑا شہر سے لفٹ کیا جاتا ہے جو کہ سویپنگ کے نتیجہ میں نکلتا ہے۔

(ب) شہر میں تقریباً 900 افراد صفائی کرتے ہیں۔ جن کی دن میں چار دفعہ حاضری لگائی جاتی ہے۔ حاضری لگانے والے عملہ (یعنی سینٹری سپروائزر) کے کام کو سینٹری انسپکٹر اور چیف سینٹری انسپکٹر روزانہ چیک کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈپٹی تحصیل آفیسر (آئی اینڈ ایس) اور تحصیل آفیسر (آئی اینڈ ایس) بھی حاضری چیک کرتے ہیں۔

(ج) جز (ب) درست نہ ہے۔ سیالکوٹ شہر کی صفائی کی حالت دوسرے شہروں کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے۔ بلکہ دوسرے شہروں میں تمام کوڑا کرکٹ روزانہ لفٹ نہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ سیالکوٹ شہر میں روزانہ تمام کا تمام کوڑا لفٹ کر دیا جاتا ہے۔ سیالکوٹ شہر میں کوڑا لفٹنگ کے لئے تین شفٹیں کام کرتی ہیں۔ جس میں سے ایک شفٹ رات گئے 12 بجے تک لفٹنگ کر رہی ہوتی ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔ 123 میں 450 سینٹری ورکرز، سولہ سینٹری سپروائزر اور تین سینٹری انسپکٹر کام کر رہے ہیں۔ کوڑا لفٹنگ کے لیے 13 ٹرالیاں کوڑا لفٹ کرتی ہیں۔

ضلع لودھراں۔ 2002 تاحال، ترقیاتی بجٹ، منصوبہ جات اور لاگت کی تفصیل

324: سید محمد رفیع الدین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلعی حکومت لودھراں نے 2002 سے آج تک سال وار بجٹ میں کتنے فنڈز ترقیاتی مقاصد کے لئے مختص کئے؛

(ب) ان سالوں کے دوران کتنے فنڈز C.C.B کے تحت خرچ کئے گئے اور موجودہ مالی سال میں کتنے فنڈز C.C.B کے تحت خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

ضلعی حکومت لودھراں کی طرف سے موصول رپورٹ کے مطابق۔

(الف) ضلعی حکومت لودھراں کی طرف سے سال 2002-03 تا رواں مالی سال مختص کئے گئے ترقیاتی بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	مختص کردہ رقم (ملین روپے)
1-	2002-2003	123.900
2-	2003-2004	133.900
3-	2004-2005	140.000

(ب) C.C.B کے تحت اب تک کل دستیاب فنڈز 25.000 ملین روپے ہیں۔ جن میں سے 10 ملین روپے مالی سال 2003-04 کی غیر خرچ شدہ رقم کا بقایا ہیں۔ جب کہ رواں مالی سال 2004-05 میں 15.00 ملین روپے کی رقم دستیاب ہے۔

مالی سال 2001-04 کے غیر خرچ شدہ بقایا 10.00 ملین روپے میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات ضلع کونسل اور ضلعی ترقیاتی کمیٹی سے منظور ہو چکے ہیں۔ جن کی کل لاگت

10.957 ملین روپے ہے' یوں کل دستیاب رقم کے منصوبہ جات نئے ریٹس پر منظور ہو چکے ہیں اور متعلقہ C.C.B کی طرف سے -/4,03,200 روپے بقایا رقم جمع ہونے پر پہلی قسط جاری کی جا رہی ہے۔ منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	لاگت (ملین روپے)
-1	تعمیر پختہ سڑک از چک نمبر 48/M تا چک نمبر 49/M	6.700
-2	تعمیر پختہ سڑک نور پور تا گیلے وال تا شجاع آباد روڈ	4.257
	میزان	10.957

رواں مالی سال 05-2004 کے لئے دستیاب 15.000 ملین روپے کی رقم میں سے اب تک 14 منصوبہ جات موصول ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا مشہود احمد خان!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب والا! وزیر آباد تحصیل کے متعلق عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ رانا مشہود احمد خان صاحب کو میں نے floor دیا ہے آپ ان کی بات سنیں۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آج یہاں بات ہو رہی تھی اور ایک question بھی تھا کہ ایم۔پی۔اے' ایم۔این۔اے حضرات کو جو فنڈ ملتا ہے اس کی تقسیم کس طرح ہوتی ہے اور ان کے مشورے سے کام ہوتا ہے لیکن میں آج ہاؤس کے سامنے یہ بات لے کر آنا چاہوں گا کہ وہ ایم۔پی۔اے حضرات جنہیں اس اسمبلی کے وجود میں آنے سے آج تک ترقیاتی فنڈز کی مد میں ایک پیسا بھی نہیں ملا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! وہ بات ہو گئی ہے۔ اس میں رانا ثناء اللہ صاحب بھی تھے اور قاسم ضیاء صاحب بھی تھے۔

رانا مشہور احمد خان: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ جو بات ہوئی تھی اس پر لاء منسٹر نے کل کا وقت دیا تھا۔ کل ہم سارے اکٹھے ہوئے لیکن لاء منسٹر صاحب خود اسلام آباد یا پنڈی چلے گئے۔ حالات یہ ہیں کہ اسمبلی کو بنے ہوئے آج سوا دو سال ہو گئے ہیں ہمیں فنڈز کا ایک پیسا نہیں ملا' کیا اس وجہ سے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں' صرف اس وجہ سے کہ ہم حق کی بات کرتے ہیں' کیا اس وجہ سے کہ ہم لوگ اپنے علاقے کے لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس کے اوپر غور فرمائیں اور اس کے اوپر کارروائی کی جائے یا ہمیں بتایا جائے کہ کیا ہو گا؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ یہ Call Attention Notice No.322 سید احسان اللہ وقاص' جناب ارشد محمود بگو' ڈاکٹر سید وسیم اختر' چودھری محمد شوکت' جناب محمد وقاص' سید اعجاز حسین بخاری' محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ' محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

کمالیہ امتحانی مرکز گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 میں طالب علم کا قتل

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 26-03-05 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 کمالیہ میں پرچہ شروع ہونے سے نصف گھنٹہ بعد کمرہ امتحان میں موجود امیدوار (طالب علم) محمد امتیاز نے دو امیدواروں (طالب علم) علی رضا رول نمبر 228453 اور بدرالزمان رول نمبر 228460 کو ساتھیوں کی مدد سے چھری کے وار کر کے شدید

زخمی کر دیا۔ جس سے ایک امیدوار (طالب علم) زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق اور دوسرا شدید زخمی ہوا؟

(ب) کیا اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے' اگر ہاں تو اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ Call Attention Notice مجھے کل ہی موصول ہوا ہے۔ ابھی تک اس کا مجھے جواب نہیں ملا تو میں گزارش کروں گا کہ اس کو Monday تک pending فرمالیں' جواب آ جانے گا تو میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، جی اسے Monday تک pending کر لیتے ہیں۔ ابھی جیسا کہ ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا تھا کہ آج question hour کے بعد Call Attention Notice take up کریں گے اس کے بعد House adjourn کر دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جس طرح سے یہ فرمایا تھا کہ آج پنجاب کی کیبنٹ کا جلسہ عام ہونا ہے اور اس سے وزیراعظم نے خطاب کرنا ہے تو اس کے لئے انہوں نے کہا تھا کہ ہاؤس کو adjourn کر دیا جائے لیکن وہاں پر یہ بات بھی ہوئی تھی کہ آج کے ایجنڈے میں مہنگائی اور لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہے اور اس کے بعد pre-budget discussion کی تجویز آئی تھی اور اس کے لئے 3 دن مقرر ہونے تھے وہ بات ذرا on record آ جائے اور اس میں میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جن 3 دنوں میں pre-budget discussion, price hike اور امن و امان پر بات ہوئی ہے تو لاءمنسٹر صاحب اس بات کو ensure کرلیں کہ ان 3 دنوں میں فنانس سیکرٹری اور باقی لوگ جو بجٹ کی تیاری میں involve ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ہوم سیکرٹری اور آئی-جی-پی کی حاضری کو یقینی بنائیں تاکہ یہ debate زیادہ موثر اور کار آمد ہو سکے۔

جناب سپیکر، آج کے ایجنڈے پر جو بقیہ کارروائی تھی اس میں Privilege Motions and Adjournment Motions تو کل والے اجلاس میں take up کر لیں گے اور مہنگائی اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو general discussion تھی اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب بتائیں گے کہ کن دنوں میں ان پر بات ہو گی۔ لاءمنسٹر صاحب! آپ بتا دیں کہ وہ کون کون سے دن ہوں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح ہمارا طے ہوا ہے کہ ہم نے pre-budget discussion, price hike and law and order پر discussion کے لئے 3 دن رکھنے ہیں۔ اس کے لئے میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ اور اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ آپس میں مل کر ایجنڈا دے دیں۔

جناب سپیکر، اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جمعۃ المبارک، یکم اپریل 2005

(یوم الجمع، 21۔ صفر المظفر 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : انیسواں اجلاس

جلد 19 : شمارہ 5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ یکم اپریل 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ صحت)

i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii) غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

3۔ سرکاری کارروائی

صوبائی محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 03-2002 پر بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس)

جمعۃ المبارک، یکم اپریل 2005

(یوم الجمع، 21۔صفر المظفر 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9.00 بجے زیر صدارت جناب چیئرمین رانا اعجاز احمد منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ
زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

سورۃ النور آیت:35

اللہ (ہی) آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور (ہدایت) کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے چراغ قندیل میں ہے قندیل گویا ایک چمکدار ستارہ ہے چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک نہایت مفید درخت (یعنی) زیتون سے جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خودبخود جل اٹھے گا اگرچہ آگ اسے نہ بھی چھوئے نور ہی نور ہے اللہ اپنے اسی نور تک جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے (یہ) مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ۔

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج محکمہ صحت کے متعلق سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال حاجی محمد اعجاز کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز، سوال نمبر 1782 جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی 'اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں مضر صحت دودھ کی سپلائی کی روک تھام

*1782، حاجی محمد اعجاز، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی آبادی کو سپلائی ہونے والا دودھ' انتہائی ناقص اور مضر صحت ہوتا ہے۔ جو بالخصوص بچوں کو پیٹ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے؛

(ب). کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں سپلائی ہونے والے دودھ میں 30 فیصد دودھ اور 70 فیصد پانی ہوتا ہے اور جو پانی دودھ میں مکس کیا جاتا ہے اس میں طرح طرح کی کثافتیں ملی ہوتی ہیں' جو دودھ کو پتلا نہیں ہونے دیتیں بلکہ مزید گاڑھا کر دیتی ہیں؛

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مضر صحت دودھ سپلائی کرنے والوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں سپلائی ہونے والے دودھ میں 70 فیصد پانی ہوتا ہے جب کہ صورتحال کے مطابق 58.27 نمونہ جات میں پانی کی ملاوٹ پائی گئی اور جہاں تک کثافتوں کا معاملہ ہے' اس سلسلے میں دوران تجزیہ کوئی شہادت نہ ملی ہے۔

(ج) سال 2003 میں 4673 نمونہ جات دودھ لاہور سے حاصل کئے گئے۔ جن میں سے 2723 نمونہ جات معیار کے مطابق نہ پائے گئے جن کے چالان متعلقہ عدالتوں میں سماعت کے لئے جمع کروا دیئے گئے۔ عدالتوں نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی؟ اس کی اطلاع ضلعی گورنمنٹ کو نہیں ملی۔ کیونکہ عدالتیں سیشن جج صاحب کے ماتحت ہیں اور ضلعی حکومت کو اس بارے میں اطلاع دینے کی پابند نہ ہیں

جناب چیئرمین، جی ضمنی سوال۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ تو تسلیم کیا ہے کہ جناب! 58.27 نمونہ جات میں پانی کی ملاوٹ پائی گئی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا گیا کہ اس میں کتنے فیصد پانی ملایا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بتائی جائے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ہم نے پچھلے سال 4673 نمونہ جات لئے تھے ان میں سے 2723 impure تھے۔ اسی طرح 2004 میں 4399 نمونہ جات لئے گئے ان میں سے 2671 impure تھے۔ ہم نے یہ percentage اور تناسب پانی اور دودھ کا دیا ہے یعنی کہ 58.27 فیصد اس میں پانی اور باقی دودھ تھا اس میں جو impurities واٹر density کے مطابق ہوتی ہے ایک denso meter لگایا جاتا ہے جس سے پتا چل جاتا ہے کہ اتنا پانی اور اتنا دودھ ہے۔ لیکن یہ نہیں پتا چلتا کہ وہ impurities کون سی ہیں؟ لیکن average 58.27 پانی ان تمام نمونہ جات میں پایا گیا تھا۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! آپ جواب ملاحظہ فرمائیں کہ یہ درست نہ ہے۔ لاہور میں سپلائی ہونے والے دودھ میں 70 فیصد پانی ہوتا ہے جبکہ صورتحال کے مطابق 58.27 نمونہ جات میں پانی پایا گیا۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان نمونہ جات میں پانی کتنا پایا گیا؟

جناب چیئرمین، انہوں نے کہا ہے کہ اتنے نمونہ جات لئے گئے ان میں 58.27 فیصد ملاوٹ پائی گئی۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! آپ ذرا جواب ملاحظہ فرمائیں اس میں ہے کہ 58.27 نمونہ جات میں پانی کی ملاوٹ پائی گئی۔ میں پانی کی بات کر رہا ہوں کہ اس میں کتنا پانی ملا ہوا تھا؟

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔ آپ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ سیشن جج سے کام لینا اگر یہ وزیر صحت کا کام نہیں ہے تو وزیر قانون کا تو ہے کیونکہ سیشن کورٹس ہمارے under control ہیں۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میں تو ابھی جز (ب) کی بات کر رہا ہوں۔ (ج) پر تو گیا ہی نہیں۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ اس میں پانی کتنے فیصد ڈالا گیا؟ جو دودھ باہر کے اضلاع سے آتا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے کہ وہاں پر برف کے سالم بلاک پڑے ہوتے ہیں اور جو ٹرک دودھ لے کر آتے ہیں یہ سالم بلاک ان دودھ بھرے ٹرکوں میں ڈالے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! میرے علاقے سے جو دودھ آتا ہے اگر اس میں برف نہ ڈالی جائے تو وہ دودھ پہنچتا نہیں اور راستے میں خراب ہو جاتا ہے۔

وزیر صحت، جناب چیئرمین! ان کا سوال یہ ہے کہ ایک نمونے میں کتنا پانی اور کتنا دودھ ہوتا ہے؟ جو ہم گائے یا بھینس سے دودھ لیتے ہیں تو اس میں ویسے بھی 80 فیصد پانی ہوتا ہے۔ جو sample ہم نے لئے تھے ان میں ہم نے محسوس کیا کہ 27 58 نمونہ جات impure تھے۔

جناب چیئرمین، اب اگلا سوال لیتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین، دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے۔فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! کیا ضلعی حکومت کوئی ایسا انتظام کرنا چاہتی ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ ہم نے اتنے چالان کورٹ کو بھیجے گئے ہیں اور اس کے بعد اس کا فیصلہ کیا ہوا؟ کیا اس سلسلے میں وزیر صحت ضلعی حکومت کو ہدایات دیں گے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ جتنے سوالات کئے جاتے ہیں ان کے results فراہم نہیں کئے جاتے کیونکہ Pure Food Act 1965 میں ترامیم نہیں کی گئیں۔ رولز بھی پرانے ہیں۔ آج تک کسی کو قید نہیں ہوئی بلکہ جرمانہ ہوا ہے اس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔

اس سوال کے بعد ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ای۔ڈی۔او ہیلتھ سے quarterly reports لی جائیں گی اور ان کو ایک proforma دیا ہے کہ آپ ہمیں نہ صرف یہ بتائیں کہ کتنے کیسز رجسٹرڈ کئے بلکہ ہمیں بتائیں کہ اس کا prosecuted end result کیا تھا۔ وہ ہم آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ اس پر بحث کی جائے اور اس قانون میں ترمیم کی جائے کہ جہاں پر سزا کہیں سو روپیہ اور کہیں ڈیڑھ سو روپیہ ہے جو کہ تقریباً چالیس سال پرانا قانون ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جز (ج) میں جو فگرز دیئے ہیں کہ ہم نے 4673 نمونہ جات لئے اور ان میں 2723 نمونہ جات معیار پر پورے نہیں اترے۔ یہ تقریباً چالیس فیصد بنتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ جو لوگ منتھلی دے دیتے ہیں ان کو تو بالکل مبرا قرار دے دیا جاتا ہے کہ ان سے تو نمونہ جات لینے ہی نہیں ہیں۔ اس کے بعد جو منتھلی نہیں دیتے ان سے نمونہ جات لئے جاتے ہیں۔ جو لوگ منتھلی دیتے ہیں ان کے بارے میں تو سو فیصد طے شدہ بات ہے کہ وہ پانی کی ملاوٹ کرتے ہیں اسی لئے تو وہ منتھلی دیتے ہیں اور اب جو منتھلی نہیں دیتے ان میں سے چالیس فیصد کے نمونہ جات معیار پر پورے نہیں اترے۔ آپ percentage خود ملاحظہ فرما لیں کہ تقریباً 85 فیصد لوگ ملاوٹ کرتے ہیں۔ یہ ہماری credibility ہے کہ جو لوگ منتھلی دیتے ہیں وہ اسی لئے دیتے ہیں کہ وہ ملاوٹ کرتے ہیں اور جو نہیں دیتے ان کے نمونہ جات لئے جاتے ہیں۔ ویسے تو ان سب تک بھی محکمہ نہیں پہنچ سکتا ویسے اس بارے میں محکمہ بڑا effecent ہے کہ جو منتھلی نہیں دیتے ان کی لسٹ بنی ہوئی ہے ان تک باقاعدگی سے پہنچ جاتے ہیں۔ اس میں بڑا عجیب و غریب جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے چالان داخل کر دیئے ہیں اور ضلعی حکومت سیشن ججوں سے نہیں پوچھ سکتی کہ کیا ہوا ہے؟ یہ اس اسمبلی اور اس ایوان کے ساتھ کتنا عجیب مذاق ہے؟ جب چالان عدالت میں جاتا ہے تو محکمہ اس کا مدعی ہوتا ہے۔ محکمے نے اس کی پیروی کرنا ہوتی ہے تو یہ کہنا کہ ان چالانوں کا کیا ہوا ہے؟ ضلعی حکومت نہیں پوچھ سکتی اور سیشن ججز نہیں بتاتے۔ جب مدعی ریگولر جا کر اس کی پیروی کرے تو اس کو پتا ہونا چاہیے کہ میں نے اتنے چالان بھیجے ہیں تو ان چالانوں کا کیا ہوا ہے؟ صرف یہ بتائیں کہ انہوں نے جو 2723 چالان بھیجے ہیں ان کا رزلٹ کیا ہے؟ یہ کہہ دینا کہ سیشن ججز سے نہیں پوچھ سکتے یہ بالکل جان چھڑانے والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: یہ چیک کر کے رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، pending نہیں کرتے اس کی رپورٹ آجائے گی کہ ان کا کیا فیصلہ ہوا؟

جناب احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ رولز ملاحظہ فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ چیک کر کے اگلے اجلاس تک رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب احسان الحق نولاٹیا: جناب چیئرمین! پھر اسے pending فرمالیں۔ یعنی اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: اگلے اجلاس تک یہ رپورٹ پیش کر دیں گے کہ اس کا کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب احسان الحق نولاٹیا: جناب چیئرمین! رولز کیا ہیں؟ پہلے انہیں دیکھ لیجئے کیونکہ رولز کے مطابق محکمہ جب چالان عدالت میں بھیجتا ہے تو وہ مدعی ہوتا ہے اور فرد ملزم ہوتا ہے تو ملزم نے بھی پیروی کرنی ہے اور محکمہ نے بھی پیروی کرنی ہے اور محکمہ ریکارڈ رکھنے کا پابند ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اب ہم سیشن ججز سے کیسے پوچھیں؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ چالان داخل کرنے کے بعد سمجھتے ہیں کہ ہماری جان چھوٹ گئی۔ کیا یہ رولز میں ہے؟ اسے pending فرما لیں۔

جناب چیئرمین: اگلے اجلاس تک جواب آجائے گا۔ جواب سے مطمئن نہ ہونے تو دوبارہ سوال کر دیں۔ اگلا سوال احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1959 جناب سپیکر جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بیرون ملک پاکستانیوں کے میڈیکل کالجز میں سیلف فنانس داخلوں کی سالانہ فیس میں امتیازی پالیسی

*1959، سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجز میں بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے بچوں کے لئے سیلف فنانس کے تحت طے کردہ سالانہ فیس دس ہزار امریکی ڈالر مقرر کی گئی ہے؛ جب کہ صوبہ سرحد کے میڈیکل کالجز میں یہ فیس -/5000 امریکی ڈالر اور صوبہ سندھ کراچی میں -/6000 امریکی ڈالر اور اندرون سندھ کے لیے -/4000 امریکی ڈالر ہے؛

(ب) اگر یہ درست ہے تو دوسرے صوبوں کی نسبت پنجاب میں زیادہ فیس مقرر کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا اس کے نتیجہ میں صوبہ پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ کا رجحان بہت کم نہیں ہو جائے گا؟

(ج) گزشتہ دو سالوں میں -/10000 امریکی ڈالر ادا کر کے کتنے طلباء و طالبات نے پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ لیا۔ انہیں کس کس کالج میں داخلہ دیا گیا؟ تفصیلات درکار ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے بچوں کے لئے کوئی کوٹا مخصوص نہ ہے۔ البتہ غیر ملکی طلباء اور وہ طلباء جن کا تعلق پاکستان سے تھا اور اب وہ غیر ملکی شہریت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس کی بنیاد پر 28 نشستیں مختص کی گئی ہیں۔ ان کا داخلہ حکومت پاکستان کا محکمہ اکنامکس آفیئرز ڈویژن اسلام آباد کرتا ہے نیز فیسوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

کالج	فیس امریکی ڈالرز
1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	دس ہزار
2۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	دس ہزار

3۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	دس ہزار
4۔ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	سات ہزار
5۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان	سات ہزار
6۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	پانچ ہزار
7۔ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور	پانچ ہزار

(ب'ج) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں جز(ب) اور (ج) کا جواب درکار نہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! آپ اس چیز کو دیکھیں کہ میں نے سوال کیا کیا ہے اور اس کا جواب کیا دیا گیا ہے؟ آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں نے یہ سوال کیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجز میں بیرون ملک پاکستانیوں کے بچوں کے لئے سیلف فنانس کے تحت طے کردہ سالانہ فیس دس ہزار امریکی ڈالر مقرر کی گئی ہے؟" جبکہ صوبہ سرحد کے میڈیکل کالجز میں یہ فیس -/5000 امریکی ڈالر اور صوبہ سندھ کراچی میں -/6000 امریکی اور اندرون سندھ کے لئے -/4000 ہے؛ اب اس میں اس بات کا جواب دینے کی بجائے کہ صوبہ سندھ میں یہ ہے اور پنجاب میں یہ ہے تو اس کے بعد میں نے مزید پوچھا ہے کہ اس میں داخلے کتنے ہوتے ہیں اور کس کس کالج نے کتنا ایڈمشن کیا ہے تو اس کا جواب ہی بالکل گول کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب میں اس طرح بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے جواب میں خود کہا ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ فیس -/10000 امریکی ڈالر ہے اور پنجاب میڈیکل کالج۔۔۔

جناب چیئرمین، وقاص صاحب! انہوں نے یہ 7000 اور پانچ ہزار بھی لکھا ہے۔ اچھے کالج کی فیس بھی اچھی ہوگی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! ہوتا یہ ہے کہ لوگ چھوٹے کالج یعنی پانچ ہزار ڈالر فیس والے میں داخلہ کروا لیتے ہیں اور پھر سفارش سے اپنی مائیگریشن کنگ ایڈورڈ میں دس ہزار والے میں کروا لیتے ہیں۔ یہاں پر یہی ہوتا ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب سندھ اور سرحد میں داخلہ

فیس کم ہے تو زیادہ تر لوگ وہاں داخلہ دلوا رہے ہیں اور پنجاب گورنمنٹ کی آمدنی کم ہو رہی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فیس اس سے کیوں زیادہ رکھی ہوئی ہے؟ پہلے اس کا جواب دیں پھر میں باقی باتیں پوچھوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت : شکریہ، جناب سپیکر! یہ داخلہ پاکستانی بچوں کے لئے نہیں ہوتا بلکہ foreign citizens of Pakistani origin کے لئے ہوتا ہے۔ یہ وہ بچے ہیں جن کے خاندان بیرون ملک settle ہوئے اور وہاں کی شہریت acquire کی اور ان کا پاکستان کے ساتھ ایک تعلق تھا تو ان کی سہولت کے لئے ایڈیشنل سیٹیں create کی ہیں۔ میرے خیال میں یہ ان کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ ہم ان لوگوں کو service دیتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا پاکستان سے تعلق ہوتا ہے۔ جہاں تک فیس کا تعلق ہے تو اگر آپ نے ایک اچھی یونیورسٹی یا اچھے میڈیکل کالج میں جانا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ آپ کو فیس بھی زیادہ دینی پڑے گی۔ آغا خان کی فیس ساڑھے چار لاکھ روپے ہے تو اگر کنگ ایڈورڈ کی فیس ان بچوں کے لئے دس ہزار امریکی ڈالر ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اتنی زیادہ فیس کے باوجود بچے کنگ ایڈورڈ کو ترجیح دیتے ہیں اور ہم نے دس ہزار فیس صرف لاہور کے میڈیکل کالجوں کے لئے رکھی ہے جہاں پر میرٹ زیادہ ہے چونکہ یہاں کنگ ایڈورڈ، علامہ اقبال اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج ہے پھر ہم نشتر اور راولپنڈی جاتے ہیں تو وہاں سات ہزار، اسی طرح فیصل آباد اور قائد اعظم میڈیکل کالج میں پانچ پانچ ہزار ہے۔ دو کالجوں کا اس میں ذکر نہیں کیا گیا جن میں ایک سروسز انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس اور دوسرا رحیم یار خان میڈیکل کالج ہے۔ سروسز چونکہ لاہور میں تھا اس کی فیس دس ہزار ڈالر ہے اور رحیم یار خان والا چونکہ جنوبی پنجاب میں تھا تو وہاں پر سہولت کے لئے پانچ ہزار ڈالر رکھی ہے اور یہ سیٹیں سیلف فنانس ہیں لیکن اس فیس سٹرکچر کے باوجود میں محسوس کرتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کے مقابلے میں ہم competitive ہیں، ہم بہتر standard of education دیتے ہیں۔ یہ وہ بچے ہیں کہ اگر برطانیہ کا بچہ آکسفورڈ یا کسی دوسرے میڈیکل کالج میں داخل ہو تو وہاں پر انہیں تیس، تیس اور چالیس ہزار ڈالر فیس دینی پڑے تو یہ ان کی سہولت کے لئے ہے۔

اس کے باوجود ہم میرٹ کے ذریعے انہیں داخلہ دیتے ہیں یعنی ان پر وہی رولز لاگو ہیں کہ ایف۔ایس۔سی اور اس کے امتحان میں نمبر 65 فیصد سے زائد ہوں اور ہمارے پاس کنگ ایڈورڈ' فاطمہ جناح یا علامہ اقبال میڈیکل کالجز میں اس وقت بھی داخلے جاری ہیں اور full requests آ رہی ہیں کہ ہمارے بچے کو داخل کیا جائے۔ جہاں تک مائیگریشن کا تعلق ہے تو اگر بہاول پور کا ایک بچہ اس پروگرام کے تحت آتا ہے اور وہ پانچ ہزار فیس دیتا ہے۔ اگر وہ اپنی مائیگریشن کنگ ایڈورڈ کالج میں کروالیتا ہے تو اس کی فیس پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار امریکی ڈالر ہو گی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ کیا یہی پوچھا گیا تھا جو انہوں نے بتایا ہے۔ (ج) جز میں سوال تو یہ ہے کہ گزشتہ دو سالوں میں -/10,000 امریکی ڈالر ادا کر کے کتنے طلباء و طالبات نے پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ لیا ہے؟ پوچھی تو طلباء کی تعداد گئی ہے' فیس یعنی دس ہزار یا پانچ ہزار کی بات تو نہیں کی گئی۔ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ آپ وہ فہرست فراہم کریں کہ جن افراد نے اس سہولت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے جواب میں عجیب سی بات کے ذریعے کہا گیا ہے کہ "اس کا جواب درکار نہیں ہے"۔ سوال میں کہا جا رہا ہے کہ انہیں کس کس کالج میں داخلہ دیا گیا؟ تفصیل درکار ہے تو وہ ایوان کو بتائی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا! یہ اس کا جواب ہے؟

جناب چیئرمین، وزیر صاحب! آپ کے پاس لسٹ ہے۔

وزیر صحت، جناب چیئرمین! میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں 2002-03 میں چھ بچوں کو' 2003-04 میں آٹھ بچوں کو اور 2004-05 کے ابھی داخلے جاری ہیں تو بچوں کو داخلہ دیا گیا ہے۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج میں ------

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! یہ مکمل جواب نہیں ہے لہذا آپ اسے pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین، جواب ان کے پاس ہے تو اسے pending کیوں کیا جائے؟ یہ آپ کو اس کی کاپی دے دیں گے۔ اگر آپ کو کوئی ابہام ہو گا تو دوبارہ چیک کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! یہاں پر تو یہ جواب لکھا گیا ہے کہ جواب درکار نہ ہے۔ آپ خود پڑھیں کہ جز (الف) کے جواب کی روشنی میں جز (ب) اور (ج) کا جواب درکار نہ ہے۔

جناب چیئرمین، وقاص صاحب! اس میں وزیر کا تو کوئی قصور نہیں ہے بلکہ یہ تو محکمہ نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آئندہ سے سیکرٹری-----

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! یہ بات نہیں ہے جواب تو وزیر صاحب دے رہے ہیں تو ذمہ دار بھی وہی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 28 نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ پچھلے سال ان 28 میں سے کتنی نشستوں پر داخلے ہوئے اور کس کس کیٹیگری اور کس کس کالج کے تحت کئے گئے اور کتنی کتنی فیس وصول ہوئی اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ان میں سے کتنے لوگ بہاول پور سے پانچ ہزار ڈالر دے کر داخل ہوئے اور بعد میں مائیگریشن کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور علامہ اقبال میڈیکل کالج میں کر دی گئی۔

جناب چیئرمین، وقاص صاحب! اس کے لئے تو نیا سوال کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! یہی تو fault ہے کہ نیا سوال کیوں کریں-----

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، ضمنی سوال ہے۔ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، جب mover کھڑے ہیں تو آپ کیسے بات کر سکتے ہیں؟ آپ mover کی اجازت کے بغیر ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! انہوں نے اپنا ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب چیئرمین، تو پھر آپ بیٹھ جائیں انہیں موقع دیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! ٹھیک ہے میں بیٹھ جاتا ہوں اور آپ انہیں موقع دیں۔

جناب چیئرمین، جی، نولاٹیا صاحب! فرمائیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب چیئرمین! کیا mover کے علاوہ کوئی ممبر ضمنی سوال نہیں کر سکتا؟ آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین، میں ایک سوال پر پانچ ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ زیادہ سے زیادہ دو تین کرلیں اس سے زیادہ نہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب چیئرمین! دو تین کی بات نہیں ہے۔ یہ رولز میں کہیں بھی نہیں ہے کہ دو تین سے زیادہ سوال نہیں ہو سکتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں، ضمنی سوال ہے۔ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، جی فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب چیئرمین! میں وزیر صحت اور وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی پاگل پاگل خانوں وچوں تھانے شفٹ کیتا جاسکدا اے؟ تھانے شادمان ٹرانسفر کیتا گیا جیہڑا پہلے پاگل خانے وچ پاگل اے، کیا کسے کیس وچ یا کسی دوجی نوعیت وچ تھانے شادمان کلیا جاسکدا اے؟ ایہدا جواب دیئں۔

جناب چیئرمین، یہ سوال ہی نہیں بنتا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب چیئرمین! جیسا کہ معزز ممبر وزیر آباد کی سائیڈ پر رہتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بڑے بڑے زمیندار criminal بھی ہوتے ہیں اور وہ بڑی چالاکی کے ساتھ مینٹل ہسپتال میں ایسی حرکتیں کر کے کہ ہم پاگل ہیں اور اپنے آپ کو ڈیکلیئر کرا دیتے ہیں اور انہوں نے جانا تو پولیس سٹیشن ہوتا ہے کہ جب ڈاکٹر diagnose کر لیتا ہے کہ یہ مینٹل کیس نہیں ہے تو then he has to be shifted to Police Station وہ آپ لوگوں کے ایسے ہی بڑے بڑے زمینداروں کے لئے بنائے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! پلیز آپ تشریف رکھیں، جی سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب چیئرمین! اک پاگل نوں ٹرانسفر کیتا گیا وزیر قانون صاب دس دین کہ کس قانون دے تحت پاگل خانے کلیا گیا؟

جناب چیئرمین، آپ نام تو بتائیں کون پاگل ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب چیئرمین! پرسوں دا ڈان اخبار دے وچ ہے کہ اونوں تھانے کھیا گیا' اخبار دے وچ ہے کہ اک پاگل نوں پاگل خانے کڈ کے تھانہ شادمان دی حراست وچ دے دیتا گیا' کیا پاگل ٹرانسفر ہو سکدا اے؟ پاگل صرف ملکاں دی تقسیم وچ ٹرانسفر ہو سکدا اورنہ نئیں ہو سکدا۔ اے قانونی مسئلہ اے ایدا جواب دتا جاوے۔

جناب چیئرمین، سماں صاحب! آپ تشریف رکھیں اس کا جواب معلوم کرکے دے دیں گے' محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ! پلیز آپ بھی تشریف رکھیں.....

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب چیئرمین! کدوں جواب دتا جاوے گا؟ ساڈوں دسیا جاوے۔ جے اسی اپناں لوکاں دی گل دی ایتھے نئیں کر سکدے تے آخری حل ساڈے کول جناب استعفیٰ دین دا حل ای ہونے گا۔

جناب چیئرمین، نہیں' کیا آپ چاہتے ہیں کہ سوال نہ پڑھا جائے اور اس کا جواب نہ دیا جائے... محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں....فرزانہ کا مائیک بند کر دیا جائے اور سماں صاحب کا بھی مائیک بند کر دیا جائے۔جی' وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! میرا مختصر سوال ہے کہ جز (ب) اور (ج) کا جواب دیا جائے۔

جناب چیئرمین، محترمہ فرزانہ صاحبہ! میں نے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں......

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! محترمہ کی بات کا جواب تو ہماری محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ ہی دے سکتی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، آپ سب سے گزارش ہے کہ تشریف رکھیں'جی رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! I do appreciate کہ آج پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی بھرپور تیاری ہے بلکہ منسٹر صاحب سے زیادہ تیاری ہے اور وہ منسٹر صاحب کے پیچھے ان کی حوصلہ افزائی کے

لئے بڑی ذمہ داری سے موجود ہیں اور ان کی اس ذمہ داری پر ہمیں انہیں appreciate کرنا چاہیے لیکن پارلیمانی سیکرٹری کو منسٹر کی موجودگی میں اس طرح سے غل غپاڑہ نہیں کرنا چاہیے۔ سماں صاحب اور ڈاکٹر فرزانہ کی آپس میں کافی دیر سے cross talk ہو رہی ہے اس کو کنٹرول کیا جائے اور وقاص صاحب کے ضمنی سوال کا جواب دیا جائے۔ ان کا ضمنی سوال بہت واضح ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میں نے یہی کہا ہے کہ وہ ضمنی سوال کریں ان کی موجودگی میں تو کسی اور کا حق نہیں کہ وہ ضمنی سوال کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! انہوں نے صرف یہی کہا ہے کہ جز (ب) اور (ج) کا جواب آنا چاہیے تھا جب کہ محکمے کا موقف ہے کہ یہ درکار نہیں ہے اس پر آپ رولنگ فرما دیں پھر آگے چلتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ فرزانہ صاحبہ! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا، پلیز! آپ تشریف رکھیں---

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ویسے تو رولز اور روایات یہ ہیں کہ منسٹر صاحب کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ جواب نہیں دے سکتیں لیکن ان کی تیاری آج بھرپور ہے میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ ذرا لابی میں چلے جائیں۔

جناب چیئرمین: اصل میں سماں صاحب نے مذاق کیا تھا اور یہ محترمہ اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ کو پاگل خانے شفٹ کر دیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! اگر آپ ۔ ان کو شفٹ نہیں کرنا تو پھر ہمیں شفٹ کر دیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، وزیر صاحب! ان کو سوال کی تفصیل فراہم کریں اور یہ تفصیل ہاؤس میں پیش کی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! اس سوال کو pending کیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ بہت اہم بات ہے وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ جو بیرون ملک سے آنے والے لوگوں کے بارے میں فرق سامنے آ گیا ہے کہ ان کی فیسیں پانچ ہزار' سات ہزار اور دس ہزار بھی ہے لیکن جو ریگولر سٹوڈنٹس ان کالجز میں پڑھ رہے ہیں تو کیا ان کی فیسوں میں بھی اس طرح کا فرق ہے یعنی جو میڈیکل کالج فیصل آباد میں ہے وہاں کم ہے اور جو لاہور میں ہے وہاں زیادہ فیس ہے؟

جناب چیئرمین، جی' وزیر موصوف!

وزیر صحت، جناب چیئرمین! ریگولر سٹوڈنٹس کی فیس میں فرق اس لئے نہیں ہے کہ ان کی فیس بے انتہا کم ہے تقریباً چھ یا سات روپے ماہانہ ہے۔

جناب چیئرمین، ان کی فیس برابر ہے۔ اگلا سوال احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 1993 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

Pure Food کے لائسنس کے اجراء کا طریق کار و شرائط اور حاصل کردہ افراد کی تفصیل

*1993۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ **pure food** کا لائسنس جاری کرنے کا اختیار ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز کے پاس ہے؟

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں کتنے افراد **pure food** لائسنس یافتہ ہیں' **pure food** لائسنس حاصل کرنے کا کیا طریق کار اور شرائط ہیں اور کن کے لئے یہ لائسنس حاصل کرنا لازمی ہے؟

(ج) گزشتہ ایک سال کے دوران pure food لائسنس حاصل نہ کرنے پر کتنے افراد کے چالان کئے گئے، کیا سزائیں ہوئیں؟

وزیر صحت:

(الف) پیور فوڈ رولز نمبری 27 (1965) کے مطابق pure food کا لائسنس کٹیگری اے اینڈ بی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر یا میونسپل ہیلتھ آفیسر کی ایڈوانس پر لوکل اتھارٹی (ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ) اور کٹیگری سی پبلک انالسٹ کی ایڈوانس پر لوکل اتھارٹی (ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ) کو لائسنس جاری کرنے کا اختیار ہے۔

(ب) Pure Food کا لائسنس جاری کرنے اور حاصل کرنے کا طریق کار pure food rules 1965 کے قاعدہ نمبر 27 اور 28 میں درج ہے رول کی کاپی لف ہے۔ سال 2004 کے دوران pure food 777 کے لائسنس جاری کئے گئے۔ رواں سال کے دوران (2005) 529 پیور فوڈ لائسنس جاری کئے گئے ۔ یہ لائسنس مینو فیکچر اور ہول سیل ڈیلرز پر لاگو ہوتے ہیں۔

(ج) گزشتہ سال کے دوران pure food لائسنس حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف چالان کئے گئے جو عدالتوں میں سماعت کے لئے جمع کروا دیئے۔ عدالتیں مناسب سزا دینے کی مجاز ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ جواب تو انہوں نے آج صبح دیا ہے اس طرح تو تیاری بھی نہیں ہو سکتی۔ جناب چیئرمین! جز (ج) میں سوال کیا ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران pure food لائسنس حاصل نہ کرنے پر کتنے افراد کے چالان کئے گئے اور کیا سزائیں ہوئیں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ گزشتہ سال کے دوران پیور فوڈ لائسنس حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف چالان کئے گئے جو عدالتوں میں سماعت کے لئے جمع کروا دیئے۔ عدالتیں مناسب سزا دینے کی مجاز ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے لوگوں کے چالان کئے ہیں؟ اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے؟

ہمارے ملک کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں لوگوں کو کھانے کے لئے خالص اشیاء فراہم نہیں کی جاتیں دنیا کے اندر قتل سے بڑا جرم یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کی جائے۔ ہمارے محترم وزیر صحت جس ملک امریکہ میں رہ کر آئے ہیں یہ جانتے ہیں کہ وہاں پر خالص کھانا فراہم نہ کرنا کتنا بڑا جرم ہے؟

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! آپ تشریف رکھیں' وزیر موصوف! کیا آپ کے پاس کوئی لسٹ ہے؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! 841 چالان کئے گئے تھے۔

جناب چیئرمین: پھر کیا فیصلہ کیا گیا؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! ہم نے ان سوالوں کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو E.D.O prosecution کرتے ہیں وہ ہمیں quarterly رپورٹ بھی دیں گے اور انہیں ایک proforma دیا جائے گا کہ صرف محض کیس کرنا کافی ہے اس کا follow up رزلٹ بھی دیا جائے۔ جناب والا! ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اسمبلی میں پیش بھی کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! یہ assurance کروا رہے ہیں کہ آئندہ pure food کے معاملے میں پورا سسٹم قائم کریں گے۔ پورے لاہور شہر میں میرا خیال ہے کہ ہزار لوگ بھی نہیں ہوں گے جنہوں نے pure food کے لائسنس لئے ہوئے ہیں یہاں پر کوئی سسٹم موجود نہیں ہے برائے مہربانی یہ پورا سسٹم بنا کر اس کی تفصیل سے مجھے آگاہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آگاہ کیا جائے گا۔ اگلا سوال شیخ تنویر احمد کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔

شیخ اعجاز احمد: On his behalf سوال نمبر 2220 (معزز رکن نے شیخ تنویر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2220 دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات

*2220۔ شیخ تنویر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں ہیپاٹائٹس کا مرض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کے تمام Teaching Hospitals کے Out Door میں تین ماہ بعد تقریباً 400مریضوں کا اضافہ ہوتا ہے اور صرف گنگارام ہسپتال میں ماہ جنوری تا مارچ 2003 تقریباً 78مرد و خواتین ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا چیک۔اپ کے لئے آئے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا مریضوں کے مکمل علاج اور مختلف ٹیسٹوں کے لئے سہولتوں کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے پریشان حال مریضوں کو انتہائی مہنگی پرائیویٹ لیبارٹریوں اور ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے؛ جو عام آدمی کی دسترس سے باہر ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیپاٹائٹس کے مرض کی روک تھام اور سدباب کے لئے مؤثر اقدامات کرنے نیز سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے علاج اور اس مرض سے متعلقہ تمام Tests کی سہولتیں بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ عمومی طور پر Hepatitis "C" کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ آگاہی تشخیص و تجویز کی بہتر سہولیات میسر ہیں۔ تاہم سائنسی طور پر کہنا قبل از وقت ہے کہ لاہور شہر میں Hepatitis کا مرض بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مزید دیکھنے میں آیا ہے کہ ہیپاٹائٹس بی کا مرض البتہ کم ہو رہا ہے۔

(ب) لاہور کے ٹیچنگ ہسپتالوں کے آؤٹ ڈورز میں ہیپاٹائٹس کے مریض بھی آتے ہیں۔ مگر آؤٹ ڈور کی تمام تعداد کے تناسب سے یہ کوئی زیادہ نہ ہے۔ گنگارام ہسپتال میں جنوری تا مارچ 2003 کے تمام آؤٹ ڈور کے مقابلے میں بیان کردہ تعداد کا تناسب زیادہ نہ ہے۔

(ج) تمام ٹیچنگ ہسپتالوں' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور تحصیل لیول کے ہسپتال جہاں بلڈ بینک موجود ہیں' ہیپاٹائٹس بی اور سی کی سکریننگ کے لئے ٹیسٹوں کی سہولت موجود ہے اور کوئی بھی مریض پرائیویٹ ہسپتال یا لیبارٹری میں ریفر نہیں کیا جا رہا ہے۔

(د) صوبہ پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے E.P.I کے پروگرام کے تحت ایک سال سے کم عمر تمام بچوں کو ہیپاٹائٹس بی سے بچاؤ کی ویکسین مفت لگائی جا رہی ہے اور اس مد میں 304,612,0471/ روپے گزشتہ سال وفاقی بجٹ اور Gavi سے مدد کی شکل میں خرچ کئے گئے۔ انتقال خون کے تمام مراکز کے لئے ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کی سکریننگ لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے گزشتہ سال -/130,00,000 روپے ہیپاٹائٹس سی اور -/1,20,00,000 روپے ہیپاٹائٹس بی کی سکریننگ کٹس پر خرچ کئے گئے۔ ہاسپٹل ویسٹ مینجمنٹ پروگرام کے تحت چلڈرن ہسپتال لاہور میں انسنریٹر کی تنصیب کے بعد سرنجوں اور دوسرے ڈسپوزایبل کو مناسب طریقے سے تلف کئے جانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس سے بھی ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد ملے گی۔ اس سلسلے میں قانون سازی بھی کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ جلد از جلد پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹوں کے لئے تمام ضروری سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔ لیکن اس کے لئے کچھ وقت درکار ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا لاہور کے تمام Teaching Hospitals کے Out Door میں تین ماہ بعد تقریباً 400 مریضوں کا اضافہ ہوتا ہے اور صرف گنگارام ہسپتال میں ماہ جنوری تا مارچ 2003 تقریباً 78 مرد و خواتین ہیپاٹائٹس کے مرض

میں مبتلا چیک اپ کے لئے آئے؛ میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کیا security measures اپنا رہے ہیں کہ یہ مرض جو دن بدن پھیلتا جا رہا ہے اور انتہائی مہلک اور جان لیوا ہے اور دن بدن مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اس مرض کو روکنے میں ہماری ہیلتھ منسٹری کیا اقدامات کر رہی ہے؛

جناب چیئرمین، جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب چیئرمین! یہ شیخ صاحب نے بالکل صحیح point out کیا ہے کہ اس مرض میں پچھلے دس سال میں سنگین اضافہ ہوا ہے اور اس کی وجہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ اس کی پہلے تشخیص نہیں کی جاتی تھی۔ مرض تو شاید یہ انسانیت کے ساتھ شروع سے ہے لیکن اس کی تشخیص کے ٹیسٹ نہیں تھے۔ اب اس کے ٹیسٹ available ہیں اور حکومت پنجاب نے پچھلے سال تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کی testing kits خرید کر free distribute کی تھیں تاکہ ان کے ٹیسٹ میں مشکل پیش نہ آئے تو اس تشخیص کے increase کی وجہ سے ہمیں یہ مرض زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کے لئے ہم نے ایک بہت جامع پروگرام تیار کیا ہے۔ اس میں سب سے بڑا پروگرام لاہور میں incinerator کا ہے۔ یعنی جو ہسپتال کا مواد ہوتا ہے جس میں سرنجز ہیں' جس میں آپریشن کے بعد انسانی جسم کے حصے ہوتے ہیں' وہ اس سے پہلے سڑک سے باہر پھینکے جاتے تھے۔ اب پبلک سیکٹر ہسپتال سوائے ایک لیڈی ولنگڈن کے' وہ بھی جولائی میں ہم اس کو اس پروگرام میں شامل کر لیں گے۔ یہ پورے برصغیر میں پہلا شہر ہو گا جہاں پر City Incinerator Programme جولائی تک 100 فیصدی پبلک سیکٹر ہسپتال پر لاگو ہو گا۔ یعنی کہ جناح ہسپتال' میو ہسپتال' ایل۔ جی۔ ایچ' سروسز' گنگا رام' لیڈی ایچیسن' پی۔ آئی۔ سی' ان تمام ہسپتالوں سے ہمارے دو بڑے sealed yellow ٹرک ہیں' کبھی کبھی سڑک پر آپ نے دیکھے ہوں گے جو پلاسٹک بیگ میں وہ سارا مواد لے کر آتے ہیں۔ چلڈرن ہسپتال میں ہمارے پاس incinerator ہے جس کی capacity کوئی 3600 کلو گرام فی یوم ہے۔ پھر اس کو جلایا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ راکھ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ پہلا شہر ہے جہاں پر City Incinerator Programme شروع کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے یہ پروگرام نہ پاکستان اور نہ برصغیر میں تھا۔ وہ ہم نے لاہور میں

شروع کر دیا ہے اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ ایک serious معاملہ ہے۔ ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ تمام بڑے شہروں فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، بہاولپور اور رحیم یار خان میں اگلے مالی سال میں جاری و ساری کریں گے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز جو ہم نے کی ہے، ابھی پرائم منسٹر صاحب نے میرا خیال ہے کہ کوئی چار ہفتے پہلے 2۔ارب روپے کا ایک پروگرام جس میں ہیپاٹائٹس (A,B,C & D) کے کنٹرول کے لئے، اس میں صاف پانی سب سے اہم اہمیت رکھتا ہے اور اس کے علاوہ disposals اور یہ incinerator programme پنجاب کو ہی دیکھتے ہوئے باقی صوبوں میں بھی جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین! تیسری چیز جو ہم نے کی ہے، ایک ہمارا پروگرام ای۔ پی۔ آئی ہے، Expended Programme on Immunization، یہ جو پولیو کے قطرے یا measles کی ویکسین دی جاتی ہے تو ای۔ پی۔ آئی کے تحت Ghazi Global Association of Vaccination & Immunization ہے، یہ foreign funded ہے، اس کے تحت ہم پاکستان کے تمام بچوں کو جو ایک سال کی عمر سے کم ہیں ان کو فری ہیپاٹائٹس (بی) ویکسین دے رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی expand کرنے کا پروگرام ہے کہ وہ پانچ سال تک کر دیا جائے۔ ہم اس چیز کو ایک جامع طریقے سے prevention کے ذریعے اور City Incinerator Programmes کے ذریعے اس پر قابو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ڈاکٹروں کو بھی زیادہ sensitize کر رہے ہیں، نرسوں کو بھی sensitize کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ایک ہمارا اور بھی پروگرام ہے جو ہمارے ہسپتالوں کے ورکرز ڈاکٹرز، سرجنز اور نرسیں جب سرجری کرتے ہیں تو اس وقت needle prick کا risk ہوتا ہے ان کو بھی ایک پروگرام کے تحت ہم ویکسین مہیا کریں گے۔

جناب چیئرمین! ایک بہت ہی جامع اور comprehensive programme فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آ رہا ہے لیکن پنجاب گورنمنٹ نے اس میں ابتداء کی تھی اسی کو دیکھتے ہوئے 2۔ارب روپے کا پروگرام directed towards Hepatitis پرائم منسٹر نے announce کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے کہ،

"پنجاب گورنمنٹ نے لاہور کے اندر اس کو ایک ماڈل سٹی قرار دینے کا پروگرام بنایا ہے کہ یہ برصغیر میں واحد شہر ہو گا کہ جس میں ہیپاٹائٹس (A,B,C) کے بارے میں بڑا carefully آئندہ ان معاملات کو deal کریں گے"۔

جناب چیئرمین! اصل میں جو مسئلہ درپیش ہے وہ صرف لاہور میں ہی درپیش نہیں ہے بلکہ لاہور کے علاوہ پنجاب کے جتنے بھی شہر ہیں ان میں عام لوگوں کو سب سے اہم مسئلہ جو درپیش ہے اور وہ دن بدن انتہائی گھمبیر ہوتا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ اس کی فیس عام شہری اور عام مریض کی دسترس سے باہر ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ اگر اُس نے اس پروگرام کو پورے طریقے سے فوکس کرنا ہے تاکہ گورنمنٹ پنجاب کی اس میں نیک نامی ہو اور یہ بات ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے کریڈٹ میں چلی جائے کہ انھوں نے اس مہلک مرض کے سدباب کے لئے سب سے اہم اقدامات اٹھائے ہیں میری تجویز ہے کہ یہ اس بات کو ensure کریں کہ تمام شہروں کے جو ہسپتال ہیں ان میں اس کے جو ٹیسٹ ہیں بلکہ اس کے لئے awareness کی ضرورت ہے، گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے لئے اخبارات میں اس کی تشہیر کرے۔ اس کے جو عوامل ہیں، جس وجہ سے ہیپاٹائٹس (A,B,C) سے کوئی بھی مرض عام لوگوں کو لاحق ہوتا ہے اس کے لئے محکمہ صحت کی طرف سے اخبارات کے اندر اس کو پورا ایڈورٹائز کیا جائے۔ اس کے لئے انھوں نے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟ اس کے علاوہ مستقبل میں گورنمنٹ آف پنجاب کیا اس بات کو ensure کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ ان مریضوں کو سستی دوائیاں پہنچائی جائیں گی اور بالخصوص ان کے ٹیسٹ جو عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مہربانی کر کے یہ فرمائیں کہ ان ٹیسٹوں کی آسان availability کیسے ہو گی؟

جناب چیئرمین، ڈاکٹر وسیم صاحب! آپ بھی اگر کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں پھر وہ اکٹھا جواب دے دیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! میں بھی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر وسیم کے بعد آپ کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے 2۔ ارب روپے کا پیکج رکھا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی prevention میں اہم ترین element جو ہے وہ public awareness ہے تو اس کے حوالے سے انھوں نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟ اس کی ذرا تفصیلات وزیر موصوف بیان فرما دیں۔

جناب چیئرمین، جی سماں صاحب! آپ بھی بات کر لیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب چیئرمین صاحب! وزیر موصوف یہ فرما دیں کہ ہیپاٹائٹس کے مرض کی شرح پوٹھوہار، سنٹرل پنجاب اور لکھنی پنجاب میں کیا ہے؟

جناب چیئرمین، آپ اس کے لئے نیا سوال کر لیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، نہیں جناب! ایہہ محکمہ ای ایہناں دا اے۔

جناب چیئرمین، اس کی تفصیل آجائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب! محکمہ ای ایہناں دا اے۔

جناب چیئرمین، جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو تجاویز دی ہیں میرے خیال میں ہم ان کو implement کریں گے کیونکہ public awareness اس مرض کے خلاف سب سے بڑا دفاع ہے اور جہاں تک مجھے پتا ہے کہ دو بلین روپے کے جو پراجیکٹ ہیں تقریباً 15۔ کروڑ روپیہ میڈیا اور public awareness کے لئے لگایا جائے گا۔ اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ کا اپنا ایک پروگرام ہے جس میں میں نے کل ہی ڈیپارٹمنٹ کو تاکید کی ہے کہ ہمارے Public Health

awareness کے بجٹ کو اس سال double کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اچھے اثرات آئیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! یہ فرمادیں کہ ان کی وزارت کے تحت جتنے پنجاب کے اندر ہسپتال ہیں' دور دراز علاقوں میں جہاں پر پانی صاف نہیں ملتا' پینے کے پانی میں مشکلات ہیں' جہاں پر دیگر مسائل ہیں' آپ اندازہ کریں کہ ادھر جب بات ہوتی ہے' ہمارے دوست بات کرتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے اندر ظلم ہو رہا ہے' اقبال چنڑ صاحب نے ہمیں دعوت دی تو ادھر ہم گئے' میں نے اور میرے دوستوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جس جوہڑ سے بھینسیں پانی پی رہی ہیں اسی سے لوگ اپنے لئے پانی بھر کرے کر جا رہے ہیں تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دور دراز کے علاقوں میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ ایک تو non public awareness اس میں بڑا اہم factor ہے۔ دوسرا سب سے اہم factor ہے کہ اگر آپ public کو awareness دے دیتے ہیں اور public مہینے بعد' چھ مہینے بعد یا سال بعد اپنے ٹیسٹ کروانا چاہتے ہیں یا ایسے دور دراز علاقوں میں جہاں پر یہ سہولت میسر نہیں ہے اور لوگ مہنگائی سے پس رہے ہیں تو ہاؤس کو صرف یہ بتا دیں کہ public awareness کے بعد جو اگلی بات ہے کہ یہ جو سستی ترین ادویات اور اس کے نتیجے میں لوگوں کے لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لئے انھوں نے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں اور کیا یہ ان کو relief دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے کہا ہے کہ ٹیسٹ اور بلڈ بنک میں بلڈ سکریننگ ہم مکمل طور پر پبلک سیکٹر میں free کر رہے ہیں۔ 70 فیصد بلڈ بنک پبلک سیکٹر اور 30 فیصد پرائیویٹ سیکٹر میں بلڈ سکریننگ مکمل طور پر free کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس کی ویکسین یا باقی ٹیسٹ کی cost ہے تو ہم اس وقت ویکسین امپورٹ کر رہے ہیں۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر کرامت صاحب سے پچھلے ہفتے میری ملاقات ہوئی تھی اور میں نے انھیں یہی کہا تھا کہ آپ جو ویکسین یہاں پر تیار کریں گے تو اس سے ویکسین کی قیمت دس گنا -

جائے گی۔ اس وقت این۔ آئی۔ایچ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس وقت وہ صرف re-constitute کرتے ہیں' وہ بناتے نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا اس وقت پورے دنیا میں measles vaccine کی 20 فیصد سپلائی دے رہا ہے۔ یہ ایک بڑی منافع بخش انڈسٹری ہے۔ جس طرح software engineering تھی اسی طرح اگلا باب future bio-technology کا ہے۔ پنجاب حکومت نے ان سے verbally, formally and official capacity میں درخواست کی ہے کہ آپ ادویات اور ویکسین کو سستا کرنے کے لئے یہاں produce کریں۔ جب یہ یہاں produce ہوں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کچھ نہ کچھ بہتری آئے گی۔ جہاں تک blood samples کی testing کا تعلق تو یہ ہم سارے پبلک سیکٹر میں چلنے والے ہسپتالوں میں بالکل مفت ٹیسٹ کر رہے ہیں۔ آپ نے تیسری بات کی تھی کہ تمام اضلاع میں یہ کیا جائے' یہ صرف لاہور تک محدود ہے۔جناب والا ! اس وقت یہ پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر لاہور میں چلا ہے اور میں گارنٹی دیتا ہوں کہ 30 جون تک لاہور کے تمام پبلک سیکٹر میں چلنے والے ہسپتال اس پراجیکٹ میں cover ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہم اس کو بڑے شہروں جیسے راولپنڈی' ملتان اور فیصل آباد تک لے کر جائیں گے اور پھر ہر ضلع کی سطح تک لے کر جائیں گے۔ یہ ہماری commitment ہے۔ جہاں تک صاف پانی کا تعلق ہے' وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حکومت کا اس بابت بھی ایک واضح پروگرام ہے وہ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی' وزیر پبلک ہیلتھ انجینیر نگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جہاں تک میرے بھائی نے پانی کے متعلق اظہار خیال کیا ہے یہ درست ہے کہ بے شمار جگہوں پر لوگ گندا پانی پیتے ہیں۔ اس کے سدباب کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ جولائی 2004ء سے ہمارا محکمہ فعال ہو گیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: میں کیانی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کا محکمہ فعال ہو گیا ہے لیکن جو معاملہ اس وقت زیر بحث ہے اس سے کیانی صاحب کا concern نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی' مبارک باد پہنچ گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینیرنگ Thank you very much اگر میں ایک انفارمیشن دے رہا ہوں تو آپ کو کیوں اعتراض ہے؛ میں نولاٹیا صاحب سے کہوں گا کہ کبھی اچھی بات سن بھی لیا کریں۔اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلے directives پر بجٹ بنتے رہے ہیں۔ اب میں نے محکمہ کو ہدایات دی ہیں۔ محکمہ کے لوگ آپ کے پاس جائیں گے اور انشاء اللہ ہم more than six billion ruppees کا بجٹ بنائیں گے۔ پانی کا مسئلہ پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں ہے۔ میرا یہ moto ہے کہ اگلے پانچ سالوں میں پورے پنجاب کو صاف پانی مہیا کیا جائے۔ پہلے ہم A D P بنائیں گے۔ اس حوالے سے آپ سے درخواست ہے کہ میرے لوگوں کے ساتھ تعاون کریں اور اپنی سکیمیں دیں۔ جہاں کہیں کھارا پانی ہے اس کی نشاندہی کریں۔ ہم دیہاتوں میں بھی drainage system provide کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ کوشش ہے کہ آپ سب کو پینے کے لئے صاف پانی ملے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا جناب والا ! کیانی صاحب کی بات کو کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ اس سوال کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔

جناب چیئرمین، ادھر سے سوال اٹھا کہ لوگ جوہڑوں کا پانی پیتے ہیں۔لہذا کیانی صاحب نے اس بات وضاحت کی ہے۔ اب اس کو کارروائی سے کیوں حذف کر دیں؟ آپ مجھے بتائیں کہ کیسے ان کی بات متعلقہ نہیں ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا جناب چیئرمین ! پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد آپ اپنا موقف دیں۔ جناب والا ! یہاں محترم وزیر صحت نے کہا ہے کہ قانون سازی بھی کی جارہی ہے۔ جز(د) کے آخری حصے میں ہے کہ "اس سے ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد ملے گی' اس سلسلے میں قانون سازی بھی کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ جلد از جلد پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹوں کے لئے ضروری سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔ جناب چیئرمین ! اڑھائی سال پہلے جب صحت کے حوالے سے پہلی بات کی گئی تھی تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہیپاٹائٹس کے متعلق، صحت کے متعلق کوئی قانون سازی

کرنی تھی تو ان اڑھائی سالوں میں کیوں نہیں کی گئی؛ ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم قانون سازی کر رہے ہیں' جلد از جلد کر رہے ہیں' عنقریب کرنے والے ہیں۔ حالانکہ ہمارے اس ایوان کی روایت یہ رہی ہے کہ آئین کو پامال کرنے کے لئے اگر وردی بل لانا ہو تو صبح اسمبلی میں آ کر اپنے اراکین کو بتایا جاتا ہے کہ آج اس کو پاس کرنا ہے۔ جناب سپیکر !! گر آئین کو پامال کرنے کے لئے ترمیم لانی ہو تو اسے بڑی speed سے منظور کیا جاتا ہے لیکن جب صحت کے معاملے میں بات ہو تو صرف وعدے کئے جاتے ہیں۔ اڑھائی سال پہلے وزیر موصوف نے ایوان کے اندر پہلی بات یہ کی تھی کہ ہم ہیپاٹائٹس کے حوالے سے قانون سازی کر رہے ہیں۔ تو ان اڑھائی سالوں میں انہوں نے کیا کیا ہے؛ اس کا جواب دے دیں۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیا قانون سازی کرنا چاہتے ہیں' اس کا matter کیا ہے' کس چیز کے متعلق یہ قانون سازی کریں گے؟

جناب چیئرمین: سماں صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین ' وزیر صاحب یہ بیان فرما دیں کہ پنجاب کے کس زون میں ہیپاٹائٹس کی شرح زیادہ ہے۔ جنوبی پنجاب ' سنٹرل پنجاب یا پوٹھوہار میں ہیپاٹائٹس کی شرح زیادہ ہے؟

جناب چیئرمین: آپ اس بابت نیا سوال دیں۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر نذیر احمد ڈوگر صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے' سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: سوال نمبر 2526' جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ صحت میں ورک چارج ملازمین کی تفصیلات

*2526۔ محترمہ عابدہ جاوید، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

2001 سے جون 2003 تک محکمہ صحت میں جو ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے۔ ان کی تفصیل: نیز ان کے نام تعلیمی قابلیت اور میرٹ بیان فرمائیں۔ اخبار میں اشتہار اگر آیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں؟ نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت :

جواب ضلع وار

(1)	لاہور	Nil
(2)	شیخوپورہ	Nil
(3)	قصور	Nil
(4)	اوکاڑہ	Nil
(5)	گوجرانوالہ	Nil
(6)	سیالکوٹ	3 تفصیل لف ہے۔
(7)	نارووال	Nil
(8)	حافظ آباد	Nil
(9)	گجرات	Nil
(10)	منڈی بہاؤالدین	Nil
(11)	راولپنڈی	Nil
(12)	جہلم	Nil
(13)	خوشاب	Nil
(14)	اٹک	9 تفصیل لف ہے۔
(15)	چکوال	Nil
(16)	فیصل آباد	Nil
(17)	جھنگ	20عدد تفصیل لف ہے۔
(18)	ٹوبہ ٹیک سنگھ	Nil

(19)	سرگودھا	Nil
(20)	میانوالی	Nil
(21)	بھکر	Nil
(22)	لیہ	Nil
(23)	ڈیرہ غازی خان	Nil
(24)	مظفر گڑھ	44 عدد تفصیل لف ہے۔
(25)	راجن پور	11 عدد تفصیل لف ہے
(26)	ملتان	Nil
(27)	ساھیوال	Nil
(28)	خانیوال	تفصیل لف ہے
(29)	لودھراں	تفصیل لف ہے
(30)	وہاڑی	Nil
(31)	پاک پتن	Nil
(32)	بہاولپور	Nil
(33)	بہاونگر	Nil
(34)	رحیم یار خان	Nil

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر اسد اشرف : جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ورک چارج ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ حکومت بار بار کہتی ہے کہ جو ڈاکٹرز کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں انھیں confirm کیا جائے گا۔ یہ ملازمین کئی سالوں سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ ہر چھ ماہ یا سال بعد انھیں اپنا کنٹریکٹ دوبارہ renewed کروانا پڑتا ہے۔ تو ان ملازمین کو مستقل کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب چیئرمین، اگر وہ حکومت کی پالیسی کے تحت آتے ہیں تو انھیں confirm کر دیں گے۔

●

DR ASAD ASHRAF: Policy is already announced by the Chief Minister
کہ جی ان کو عنقریب مستقل کر رہے ہیں' یہاں پر قرار داد بھی پاس کی گئی ہے لیکن ابھی تک ایسا کچھ نہیں کیا گیا۔ کیا عنقریب اس کے بارے میں وضاحت کریں گے کہ کوئی time limit ہے
یا It is beyond any scope of time?

وزیر صحت : مسٹر چیئرمین! سوال تو ورک چارج کے بارے میں ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب کنٹریکٹ کی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو کوئی relevancy نظر نہیں آرہی۔ ورک چارج کا کنٹریکٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ contingency funds سے employment ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ پوچھ رہے ہیں کہ ورک چارج ملازمین کو confirm کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: میں ورک چارج کی ہی بات کر رہا ہوں۔ یہ لوگ کافی عرصے سے ورک چارج پر ہیں۔ ان میں ٹیکنشنز ہیں'لیب ٹیکنشنز' ای۔سی۔جی ٹیکنشنز ہیں جو کہ بڑے عرصے سے کام کر رہے ہیں اور یہ specialist cadre کے لوگ ہیں۔

وزیر صحت : جناب چیئرمین! ورک چارج پر ڈاکٹر نہیں رکھے جاتے۔ کنٹریکٹ پر جو ڈاکٹرز employed ہیں ان کو ہم regularize کرنے پر غور کر رہے ہیں' اس بابت کمیٹی بیٹھی ہے جس کا فیصلہ جلد آجائے گا۔ اس ضمنی سوال کی اصل سوال کے ساتھ relevancy کوئی نہیں بنتی۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جہانزیب امتیاز گل صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، سوال نمبر 2874۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید، میرا سوال چھوڑ کر آگے چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور، فنڈز، مشینری اور آلات کی تفصیلات

*2874۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 1999 سے آج تک وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور کو سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؛

(ب) کیا جو طبی آلات اور مشینری اس ہسپتال میں موجود ہے' وہ اس ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ اگر نہیں تو حکومت لاہور کے بڑے ہسپتالوں کی طرح اس ہسپتال کو بھی جدید طبی آلات اور مشینری فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف)	1999-2000	رقم 4247855
	2000-2001	رقم 8983845
	2001-2002	رقم 2335980
	2002-2003	رقم 3529600

(ب) حکومت پنجاب بی وی ہسپتال کو طبی آلات دینے کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے اور ہسپتال کو جدید طبی آلات مہیا کئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؛

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! انھوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ حکومت پنجاب بی۔وی ہسپتال کو طبی آلات دینے کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے اور ہسپتال کو جدید طبی آلات مہیا کئے جا رہے ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر M R I کی مشین اور برن یونٹ جو کہ انتہائی ضروری ہیں۔ کب تک بہاولپور میں install کر دیئے جائیں گے؛

جناب چیئرمین: جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! بہاولپور کے اس ہسپتال کے لئے ہم نے 2004-05 میں 140 ملین صرف ڈویلپمنٹ بجٹ دیا ہے۔ 2003-04 میں 132 ملین دیئے ہیں۔ یعنی ہم نے پچھلے دو سالوں میں اس ہسپتال کو ٹوٹل 272 ملین دیئے ہیں---

جناب چیئرمین، کیا M.R.I مشین لگانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر صحت، M.R.I مشین خرید لی گئی ہے' انجیو گرافی مشین بھی لگائی جا رہی ہے اور ڈائلسیسز سنٹر بھی بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' چنڑ صاحب! وہ لگا رہے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ، میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ M.R.I مشین کب تک install کر دی جائے گی؟

جناب چیئرمین، 30۔جون تک لگ جائے گی؟

ملک محمد اقبال چنڑ، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے---

جناب چیئرمین، ایک منٹ۔ ہیلتھ منسٹر صاحب! کیا M.R.I مشین 30۔جون تک لگ جائے گی یا اگلے سال لگے گی؟

وزیر صحت، انشاء اللہ اسی سال لگ جائے گی۔

جناب چیئرمین، جی' درست ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ بہاولپور میں ڈسٹرکٹ ہسپتال موجود نہیں ہے۔ کیا حکومت پنجاب بہاولپور میں ڈسٹرکٹ ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب چیئرمین، آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! میں اپنے بہاولپور کے حوالے سے ضمنی سوال تو کر سکتا ہوں کہ ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال موجود ہے---

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، صدیقی صاحب! آپ کو ٹائم دیتے ہیں۔ سرائیکی صوبے کی بات ہے آپ کو ٹائم ملے گا لیکن ابھی تشریف رکھیں پہلے وزیر صحت بات کریں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اللہ آپ کو خوش رکھے۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب چیئرمین! ہم نے بہاولپور ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے اتنے پیسے خرچ کئے ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہے ہیں۔ کیا آپ کا وہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنانے کا ارادہ ہے؟

وزیر صحت، اس وقت ڈسٹرکٹ ہسپتال بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی' صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! سوال یہ تھا کہ 1999 سے آج تک وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کو سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ 2000-1999 میں 42 لاکھ 47 ہزار روپیہ دیا گیا ہے۔ 01-2000 میں تقریباً 90 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد خوش قسمتی سے ملک میں جمہوریت آ گئی اور صحت کا بجٹ کئی گنا بڑھا ہے اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ انھوں نے صحت کے شعبے میں خصوصی توجہ دی ہے۔ موجودہ حکومت نے چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی قیادت میں صحت کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے اور بہت بڑا بجٹ بھی مختص کیا ہے جس سے صوبے میں صحت کی حالت بہت بہتر ہو رہی ہے۔ اب جب یہ ذریعہ بہتر ہونا شروع ہوا اور واقعی صحت کے بجٹ میں کئی گنا رقم بڑھی ہے لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ جب بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال کی بات آئی تو ادھر کوائف لکھے ہوئے ہیں اگر کوائف نہ لکھے ہوتے تو ادھر سے کوئی وزیر کھڑے ہو کر تقریر جھاڑ دیتا۔ یہاں لکھا ہوا ہے کہ جمہوریت بحال ہونے سے پہلے 01-2000 میں 90 لاکھ دیئے گئے تھے ---

جناب چیئرمین، انھوں نے بتایا ہے کہ 05-2004 میں اتنے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جی، میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! آپ روپے دیکھیں 2000-01 میں 90 لاکھ رکھے گئے اور 2001-02 میں جب موجودہ حکومت نے صحت کا بجٹ کئی گنا بڑھایا ہے تو حالت یہ ہے کہ الٹا اس کو تین گنا کم کر کے 23 لاکھ روپے رکھے گئے۔۔۔

جناب چیئرمین: اس وقت ضلعی ناظم کا نظام تھا۔ اب ہماری حکومت نے زیادہ پیسے کر دیئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! یہ 2002-03 لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: اس وقت بجٹ بن گیا تھا ہم بعد میں آئے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا سوال نمبر 2999 ہے اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دفتر E.D.O ہیلتھ لاہور کے دفتر میں تعینات عملہ کے کوائف اور متعلقہ دیگر تفصیل

*2999: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ای۔ڈی۔او (ہیلتھ) لاہور کے دفتر میں کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے اسی دفتر میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) کیا حکومت کی پالیسی کے تحت تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی دفتر میں تعینات ملازمین کے تبادلے حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) ای۔ڈی۔او (ہیلتھ) لاہور کے دفتر میں موجود عملہ کے کسی ملازم کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ نہ ہے۔ کیونکہ یہ دفتر 14۔اگست 2001 کو معرض وجود میں آیا۔

(ب) دفتر ہذا کے متعلق نہ ہے۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! دو سال کے عرصے میں میرے سوال کا جواب آیا ہے۔ آج یکم اپریل 2005 ہے۔ ان کے جواب کا جز (الف) ہے کہ ای۔ڈی۔او (ہیلتھ) لاہور کے دفتر میں موجود عملہ کے کسی ملازم کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ نہ ہے۔ کیونکہ یہ دفتر 14۔اگست 2001 کو معرض وجود میں آیا۔ 2001 کے بعد تین سال تو گزر چکے ہیں۔ تو میرا ضمنی سوال ہے کہ کتنے ملازمین کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اگر ان کا تبادلہ نہیں کیا گیا تو وجوہات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب والا! اس کی تفصیل میرے پاس ہے اگر حکم دیں تو میں اضافی مواد پیش کر سکتا ہوں لیکن جہاں تک تین سال کی ملازمت کا تعلق ہے تو چھوٹے ملازمین مثلاً خاکروب، سینٹری انسپکٹر اور نائب قاصد پر تین سال کی پالیسی سختی سے لاگو نہیں کرتے۔ یہ غریب لوگ ہوتے ہیں اور ان کو لاہور سے اچانک فیصل آباد اور راولپنڈی شفٹ کر دینا مناسب بات نہیں۔

جناب چیئرمین، چنڑ صاحب! یہ معقول بات ہے۔ آپ اس پر stress نہ کریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جی، درست ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید، سوال نمبر 3159 اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جواب پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل فورٹ عباس کے چکوک میں B.H.Us کا قیام

*3159: **محترمہ ثمینہ نوید،** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 301/II.R، 303/II.R، 304/II.R، 305/II.R اور 306/II.R تحصیل فورٹ عباس میں ابھی تک بنیادی مرکز صحت قائم نہیں کئے گئے، جبکہ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر چک اور گاؤں میں بنیادی مرکز صحت قائم کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ چکوک میں بنیادی مرکز صحت نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے عوام علاج معالجہ کی خاطر کئی کئی میلوں کا سفر کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنے وعدہ کے مطابق متذکرہ چکوک میں بھی بنیادی مرکز صحت قائم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت:

(الف) گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت تعمیر کرنے کی اجازت ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ یونین کونسل چک نمبر 304/II.R میں چک نمبر 304/II.R، 303/II.R، 302/II.R، 301/II.R اور 305/II.R شامل ہیں جبکہ اسی یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت چک نمبر 302/II.R اور ایک سب ہیلتھ سینٹر چک نمبر 304/II.R میں قائم ہیں اور جاری ہیں۔

2۔ یونین کونسل چک نمبر 311/II.R میں چک نمبر 306/II.R شامل ہے۔ جب کہ اسی یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت چک نمبر 311/II.R قائم ہے اور جاری ہے۔

(ب) متذکرہ چکوک چونکہ قریب قریب ہی ہیلتھ فیسلٹی کے قریب آباد شدہ ہیں، مزید تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام گاؤں	یونین کونسل	ہیلتھ فیسلٹی	فاصلہ
1-	چک نمبر 301/H.R	304/H.R	302/H.R	2 کلومیٹر
2-	چک نمبر 303/H.R	"	"	"
3-	چک نمبر 404/H.R	"	"	3 کلومیٹر
4-	چک نمبر 305/H.R (فاصلہ S.H.C ایک کلومیٹر)	"	"	4 کلومیٹر
5-	چک نمبر 306/H.R	311/H.R	311/H.R	2 کلومیٹر

(ج) جزو بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ کیونکہ حکومت نے اپنے وعدہ کے مطابق ہر چک کی بجائے ہر یونین کونسل میں بنیادی مرکز صحت قائم کرنا ہے جو کہ موقع پر قائم ہیں اور جاری ہیں۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید، جناب والا! متعلقہ محکمے نے جو اس سوال کے جواب میں تفصیل بتائی ہے یہ ساری فرضی کارروائی ہے۔ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر سنٹرز موجود ہیں اگر موجود ہوتے تو مجھے سوال دینے کی کیا ضرورت تھی؛ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ہیلتھ سنٹر موجود ہے اور یہ حکومت کی پالیسی ہے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو یہ صرف فرضی اور کاغذی کارروائی ہے لیکن وہاں موقع پر کوئی بھی ہیلتھ سنٹر موجود نہیں ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے بجائے اس کے کہ حکومت practically کام کرے وہ صرف فرضی کارروائی کر رہی ہے اور میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین، محترمہ! بے شک یہ سنٹر نہ چل رہے ہوں لیکن وہاں موجود ہوں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب والا! میں نے خود visit کیا ہے وہاں پر کوئی سنٹر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، محکمہ کی یہ پالیسی ہے کہ ڈاکٹروں کا کوٹا بڑھا رہے ہیں۔ شیخوپورہ میں کئی سنٹروں میں ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ یہ بنیادی مراکز صحت غلط طور پر بنائے گئے تھے۔ یہ موجود ہوں

گے لیکن عملہ نہیں ہو گا۔ عملہ ہو گا تو وہ لاہور میں بیٹھ کر بہاولپور سے تنخواہ لیتا ہو گا۔ میں یہ حقیقت بات کر رہا ہوں۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب والا! انھوں نے سوال میں جتنے چکوک لکھے ہیں ان کے بارے میں پوچھا ہے کہ کیا ان تمام میں ہیلتھ سنٹر ہیں۔ ہماری پالیسی یہ نہیں ہے کہ ہر چک میں ہیلتھ سنٹر ہو بلکہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک B.H.U ہو گا۔ یہ تمام چکوک جن کا انھوں نے سوال میں ذکر کیا ہے یہ دو یونین کونسل پر محیط ہیں اور دونوں یونین کونسلز میں B.H.Us موجود ہیں۔ نہ تو ہماری پالیسی ہے کہ ہر چک میں B.H.U ہو اور نہ ہی یہ ممکن ہو سکتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ ٹھہریں پہلے شیخ صاحب کو بات کرنے دیں۔ جی' شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب چیئرمین! جب متعدد بار آپ کا نام پینل آف چیئرمین کی لسٹ میں آیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اب تک ہاؤس کو بڑا اچھا conduct کیا ہے۔ لہذا میں آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جس طرح لاہور کو مرکز بنا کر کر رہے ہیں تو میں نے کہا کہ باقی اضلاع میں بھی یہ ہونا چاہیے۔ ابھی چٹھہ صاحب کی طرف سے ایک سوال ہوا تھا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ فیصل آباد کتنی بڑی ڈویژن ہے اور فیصل آباد کے ارد گرد کتنے زیادہ گاؤں ہیں اور کم از کم ایک کروڑ کی آبادی ہے لیکن آج تک نہ تو ڈسٹرکٹ ہسپتال اور نہ ہی الائیڈ ہسپتال میں M.R.I مشین ہے۔ یہ ایک ایڈوانس ٹیکنالوجی ہے اور سٹی سکین کے بعد اگر اس سے زیادہ ایڈوانس ٹیسٹ درکار ہوں تو ڈاکٹر صاحب بہتر سمجھتے ہیں کہ اس کی کتنی ضرورت ہے؟

جناب چیئرمین، وزیر صحت! فیصل آباد میں M.R.I مشین لگنے کا ارادہ ہے۔ اگر ہے تو کب تک لگ جائے گی یا کوئی پروگرام نہیں ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! ہمارے لئے فیصل آباد ایک بہت ہی اہم شہر ہے۔ ہم فیصل آباد میں تین چیزیں کرنے لگے ہیں۔ جس طرح ہم ملتان میں ملتان انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنا رہے ہیں اسی طرح ہم فیصل آباد کے لئے ایک بہت بڑا کارڈیک سنٹر بنا رہے ہیں۔ دوسرا فیصل آباد میں لاہور کی طرح ایک برن سنٹر بھی بنایا جا رہا ہے۔ یہ ہماری one/two priorities ہیں تیسری priority M.R.I ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسی sequence میں practically shape دیں گے۔

جناب چیئرمین، جی' درست ہے ہو جائے گا۔ جی' ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بھاولنگر کے ساتھ جو چھوٹے چھوٹے موضع جات ہیں جیسے بالا آرائیں ہے' روڈے والی کاٹ ہے' محمودہ جودے کا ہے۔ اس کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے علاقے ہیں وہاں پر کس یونین کونسل میں ہیلتھ سنٹر موجود ہیں۔اس کی مجھے تفصیل بتا دیں۔

جناب چیئرمین، جس یونین کونسل کا آپ نے پوچھنا ہے وہ یونین کونسل بتا دیں۔وزیر کو ہر یونین کونسل اور ہر گاؤں کا تو پتا نہیں ہوتا۔ آپ یہ بتائیں کہ کونسی یونین کونسل میں سہولت موجود نہیں ہے وزیر موصوف اس پر غور کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب! ان کے پاس ریکارڈ تو موجود ہو گا۔

جناب چیئرمین، بی بی! نیا سوال کر دیں وہ جواب دے دیں گے۔ تشریف رکھیں۔حاجی محمد اعجاز۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز، جناب چیئرمین سارا کچھ تو آپ خود ہی فرما دیتے ہیں۔ آپ نہ تو کسی وزیر کو موقع دے رہے ہیں اور نہ ہی کسی ممبر کو بات کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، موقع دے رہا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز، جناب والا! ممبر کا نام بھی آپ خود پکار دیتے ہیں۔ جواب بھی پڑھا ہوا آپ ہی کہہ دیتے ہیں۔یہ آج کیا بات ہے آپ تو بڑے ٹھنڈے دل سے اس سیٹ پر بیٹھتے ہیں۔

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو ساتھیوں نے سوال کئے ہیں ان کا جواب آ جانے تاکہ محکموں کو پتا چل جائے اور آپ کی آواز بھی اسمبلی میں آ جانے عوام کو بھی اس بات کا پتا چل جائے ورنہ سوالوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔میں تو آپ کے فائدے کے لئے کر رہا ہوں۔ وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹے کے لئے ہوتا ہے اور بہت سے ممبران کے سوالات رہ جاتے ہیں۔ آپ ایک ہی سوال کو ایک گھنٹہ چلائیں میں چلاتا ہوں۔ حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز، جناب والا! آپ اپنی بات ختم کریں تو میں بات کروں۔

جناب چیئرمین ، حاجی محمد اعجاز صاحب بات کریں۔

حاجی محمد اعجاز ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی ممبر اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہے تو آپ اس کا ضمنی سوال تو سنیں۔سوال کے بعد وزیر موصوف نے جواب دینا ہوتا ہے لیکن جواب آپ دینا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین ، دس منٹ میں ہم نے ایک سوال کیا ہے۔ اگر ہم یہ تین تین منٹ میں کرتے تو سارے سوالات مکمل ہو جاتے۔ محکموں کو بھی خبر ہو جاتی۔ چلیں اب آپ اپنا سوال کریں۔

حاجی محمد اعجاز، سوال نمبر 3165۔ جناب سپیکر جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین ، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سر گنگا رام ہسپتال میں صفائی اور ٹھنڈے پانی کا مسئلہ

*3165 حاجی محمد اعجاز ، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گنگا رام ہسپتال لاہور میں خاکروبوں کی تعداد کیا ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں باتھ رومز کی صفائی نہیں کی جاتی بلکہ خاکروب اعلیٰ افسران کے بنگلوں پر ڈیوٹی دیتے ہیں جس سے ہسپتال کا نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال میں واٹر کولرز کی تعداد انتہائی کم ہے جس سے مریضوں کو پینے کے ٹھنڈے پانی کے لئے دشواری ہوتی ہے؟

(د) کیا حکومت ہسپتال میں مزید واٹر کولرز فراہم کرنے اور صفائی کی حالت بہتر بنانے کو تیار ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت،

(الف) گنگا رام ہسپتال میں خاکروب / خاکروبہ کی تعداد 122 ہے۔

(ب) ہسپتال کے باتھ روموں کی صفائی روزانہ تین شفٹوں میں کی جاتی ہے اور کوئی خاکروب کسی آفیسر کے بنگلے پر ڈیوٹی نہیں دیتا۔

(ج) ہسپتال میں واٹر کولرز 24 کی تعداد میں لگے ہوئے ہیں اور مریضوں کو ٹھنڈے پانی کی دشواری کوئی نہ ہے۔۔

(د) ہسپتال کو مزید 15 کولر چاہئیں جس کو خریدنے کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں اور صفائی کی حالت تسلی بخش ہے۔

جناب چیئرمین، ضمنی سوال۔

حاجی محمد اعجاز، جناب والا! (د) جز میں انہوں نے کہا ہے کہ ہسپتال کو مزید 15 کولر چاہئیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک یہ کولر خریدے گئے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین، وزیر موصوف بتائیں کہ گنگا رام ہسپتال میں 15 واٹر کولر خریدے گئے ہیں یا نہیں اور گرمیوں کے شروع ہونے سے پہلے لگ جائیں گے۔

وزیر صحت، جناب والا! 15 واٹر کولر لگا دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

T.H.Q ھسپتال بورے والا میں I.C.U کا قیام اور سٹاف کی تفصیلات

*2461: ڈاکٹر نذیر احمد منھو ڈوگر، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) T.H.Q ہسپتال بورے والا میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز فراہم کی جائے' نیز ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام' عہدہ' گریڈ کی تفصیل نیز کتنی اور کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سٹاف اور نرسز کی کمی کی وجہ سے اس ہسپتال میں داخل مریضوں کی حالت تشویش ناک ہے اور سینکڑوں مریض ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے پریشان ہیں؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورے والا میں کارڈیالوجسٹ مقرر ہے مگر I.C.U وارڈ میں بنیادی ضروریات نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ہارٹ کے مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؛

(د) کیا حکومت اس ہسپتال کے درج بالا مسائل حل کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) T.H.Q ہسپتال بوریوالہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز' نام اور عہدہ کے ساتھ (Annexure"A") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خالی اسامیوں کی تعداد بھی درج ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سٹاف اور نرسز کی کمی ہے' لیکن اس کے باوجود مریض ڈاکٹروں اور عملہ کی عدم دلچسپی کا شکار نہ ہیں۔ (ثبوث کے لئے متعلقہ M.N.A صاحب کی معائنہ رپورٹ کی کاپی "Annexure"B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) یہ درست ہے کہ بورے والا ہسپتال میں کارڈیالوجسٹ مقرر ہے اور جن کو تعینات ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہوا ہے اور ضلعی گورنمنٹ نے ان کی تقرری کے بعد I.C.U/C.C.U کے بنیادی ضروری سامان کے لئے کثیر فنڈز فراہم کرنے کی منظوری کر دی ہے۔ سامان اور مشینوں کی خریداری خرید کے مراحل میں ہے۔

(د) ضلعی حکومت C.C.U/I.C.U اسٹیبلش کرنے کے لئے فنڈز فراہم کر دیئے ہیں نیز حکومت نے اس ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں ناکارہ مشینری اور اس کی وجوہات کی تفصیل

*2845: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ کے کن ہسپتالوں میں ایسی مشینری ہے جو کہ ناقابل استعمال ہے؟

(ب) کیا یہ مشینری Obsolete ہو چکی ہے یا دیگر وجوہات کی بناء پر ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا کچھ مشینری مرمت طلب ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس کو قابل استعمال بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور اگر قابل استعمال نہ ہے تو حکومت اس کی Disposal کے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ اور اس کی Replacement کب تک ممکن ہے؟

وزیر صحت:

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری تدریسی و دیگر ہسپتالوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

1۔	میڈیکل کالجز	11
2۔	تدریسی ہسپتال	18
3۔	ضلعی H.Q ہسپتال	39
4۔	تحصیل H.Q ہسپتال	143
5۔	رورل ہیلتھ سینٹرز	273

ان میں لاکھوں کی تعداد میں مشینری موجود ہے اور روزمرہ کے استعمال سے مشینری مرمت طلب اور ناقابل استعمال ہر ہسپتال میں موجود ہوتی ہے۔

(ب) عموماً خرید کی گئی مشینری کی لائف دس سال ہوتی ہے۔ پہلے ایک یا دو سال مشین وارنٹی میں ہوتی ہے اور خراب ہونے کی صورت میں سپلائی کرنے والی فرم فری مرمت کرتی ہے۔ باقی آٹھ یا نو سال فرم مناسب نرخوں پر مرمت کرتی رہی ہے۔ اس کے بعد مشین ناقابل مرمت یا پرانی ہونے کی وجہ سے اپنی افادیت کھو دیتی ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ عموماً مشینری مرمت طلب رہتی ہے اور خود مختار ادارے B.O.M اور ضلعی ہسپتال ضلعی حکومت کی منظوری سے مشینری مرمت کرواتے رہتے ہیں۔ ناقابل استعمال اور پرانی مشینری کو نیلام کر دیتے ہیں اور ان کی Replacement کی بھی خود مجاز ہیں اور بطابق کرتے رہتے ہیں۔

B.H.U رجوعہ تحصیل چنیوٹ میں تعینات ڈاکٹر کی حاضری کا مسئلہ

*3290۔ سید حسن مرتضٰی، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ B.H.U رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں ایک M.O تعینات ہے۔ لیکن وہ ڈیوٹی کہیں اور کر رہا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس M.O کو مذکورہ جگہ ڈیوٹی کے لئے پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت فوری طور پر وہاں کوئی اور M.O تعینات کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر صحت،

(الف) یہ درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں ایک ایم۔او تعینات ہے۔ مگر وہ اپنی ڈیوٹی بطور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام E.D.O(Health) آفس جھنگ میں سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) کیونکہ محکمہ صحت حکومت پنجاب آج کل پرائمری ہیلتھ کیئر اور فیملی پلاننگ پر بہت زور دے رہی ہے۔ لیکن اس پروگرام کو چلانے کے لئے حکومت نے ابھی تک ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر کی پوسٹ مستقل بنیادوں پر منظور نہیں کی ہے، کیونکہ مذکورہ ڈاکٹر (منیر احمد) B.H.U M.O رجوعہ نے متعلقہ شعبہ میں پوسٹ گریجوایٹ (D.P.H. M.C.P.S) کیا ہوا ہے۔ اس لئے صوبائی کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام نے ڈاکٹر منیر احمد کو بطور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام ضلع جھنگ مقرر کیا ہے۔
مزید برآں یہ کہ محکمہ صحت ضلعی حکومت جھنگ نے بی۔ایچ۔یو رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کے عوام کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ڈاکٹر مذکورہ کو ہفتہ میں دو دن (ہفتہ اور بدھ) بی۔ایچ۔یو رجوعہ پر ڈیوٹی کرنے کا پابند کیا ہوا ہے۔

پی پی- 112 گجرات۔ B.H.Us کی تعداد اور عملہ کی تفصیل

*3325۔جناب تنویر اشرف کائرہ، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 112 گجرات میں بنیادی مراکز صحت کی کل تعداد کیا ہے؟
(ب) ان مراکز صحت میں تعینات ایل۔ایچ۔وی اور ڈسپنسروں کی تعداد نام اور پتاجات کیا ہیں؟
(ج) جن سنٹرز میں ڈاکٹر تعینات نہیں تو کیا حکومت ان میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجوہ بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی۔ 112 گجرات میں بنیادی مراکز صحت کی کل تعداد گیارہ ہے۔
(ب) ان بنیادی مراکز صحت کی ایل۔ایچ۔وی اور ڈسپنسروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ نام اور پتہ درج ذیل ہے۔

ایل ایچ وی

نمبر شمار	نام ایل ایچ وی	بنیادی مرکز صحت	پتاجات
1۔	عاصمہ نوشین	بھدر	بمقام دولت نگر تحصیل و ضلع گجرات
2۔	شہناز انجم	باہر وال	محلہ اعظم نگر لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
3۔	بشریٰ اختر	پسوال	بمقام لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
4۔	شبنم آراء	سادو کی	بمقام کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات
5۔	قمر سلطانہ	کوٹ بیلہ	محلہ اسلام نگر گجرات شہر
6۔	بشریٰ خانم	چکوڑی شیر غازی	محلہ صادق آباد لالہ موسیٰ ضلع گجرات

ڈسپنسر

نمبر شمار	نام	بنیادی مرکز صحت	پتاجات
1۔	اکبر علی	باہر وال	بمقام باہر وال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
2۔	ریاض احمد	پنجن کسانہ	بمقام لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
3۔	محمد اکبر	بھدر	بمقام بھدر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

4۔	اشتیاق احمد	پسوال	بمقام لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
5۔	محمد سعید اختر	پچیاں دیتوال	بمقام لوراں تحصیل و ضلع گجرات
6۔	شوکت علی	سادو کی	محلہ خالدہ آباد گجرات شہر
7۔	محمد نوید خضر	کوٹ بید	بمقام دیونہ منڈی تحصیل و ضلع گجرات
8۔	کامران نوید	سدھڑی	بمقام گھنیہ تحصیل و ضلع گجرات
9۔	محمد سعید	چکوڑی شیر غازی	بمقام لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

(ج) ہاں جن سنٹرز میں ڈاکٹر تعینات نہ ہیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت متواتر ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور 28 تاریخ کو انٹرویو ہوتا ہے۔ جوں ہی کوئی ڈاکٹر contract پر بھرتی کے لئے میسر ہوتا ہے' اسے فوراً خالی اسامی پر تعینات کر دیا جاتا ہے۔

یونین کونسل اٹھارہ ہزاری اور کوٹ بہادر جھنگ میں B.H.Us کا قیام

*3330۔جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک B.H.U ہوتا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی پی۔ 82 ضلع جھنگ میں یونین کونسل اٹھارہ ہزاری اور یونین کونسل کوٹ بہادر میں B.H.Us نہیں ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان مذکورہ یونین کونسلز میں B.H.U بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یونین کونسل اٹھارہ ہزاری میں ایک سول ڈسپنسری قائم ہے' جس میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہے اور یونین کونسل کوٹ بہادر میں حال ہی میں ایک سول ڈسپنسری شفٹ کی گئی ہے۔ یونین کونسل کوٹ بہادر میں وسائل نہ ہونے کی وجہ سے B.H.U کے قیام کی سکیم ڈسٹرکٹ A.D.P 2003-2004 میں شامل نہ ہو سکی ضلعی حکومت جھنگ کو یونین کونسل کوٹ بہادر میں B.H.U کے قیام کی تجویز A.D.P 2004-05 میں شامل کرنے کے لئے پہلے ہی بھجوائی جا چکی ہے۔

فتح شاہ اور کوٹلی باقر شاہ ضلع جھنگ میں ڈسپنسری کا قیام

*3331: جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے قوانین کے تحت اس جگہ ڈسپنسری بنائی جاتی ہے جہاں پر آبادی زیادہ ہو؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فتح شاہ و کوٹلی باقر شاہ ضلع جھنگ' جس کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے' میں ڈسپنسری کے لئے Feasibility Report تیار کی گئی تھی؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی حکومت مذکورہ جگہ کی بجائے حق باہو کالونی' جس کی آبادی نہ ہونے کے برابر ہے' وہاں کسی کے ڈیرے پر ڈسپنسری کا اجراء کرنا چاہتی ہے؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنے مروجہ قوانین کے مطابق فتح شاہ اور کوٹلی باقر شاہ جہاں ڈسپنسری کے لئے Feasibility Report تیار ہے' وہاں

کب تک ڈسپنسری کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت:

(الف) درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی پالیسی یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک بی۔ایچ۔یو قائم کیا جائے۔

(ب) درست ہے۔ اگرچہ یونین کونسل دوسہ میں بنیادی مرکز صحت ماچھیوال پہلے سے کام کر رہا ہے۔ لیکن کوٹلی باقر شاہ اس بی۔ایچ۔یو سے تقریباً 25 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس لئے وہاں پر بنیادی مرکز صحت / ڈسپنسری قائم کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

(ج) درست نہ ہے۔ کوٹلی باقر شاہ کا حق باہو کالونی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) ضلعی حکومت جھنگ کو کوٹلی باقر شاہ جھنگ میں بی۔ایچ۔یو / ڈسپنسری قائم کرنے کے لئے Feasibility Report جمع کروائی گئی لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے یہ A.D.P 2003-04 میں شامل نہ ہو سکی۔ ضلعی حکومت جھنگ کو یہ سکیم ڈسٹرکٹ A.D.P 2004-05 میں دوبارہ شامل کرنے کے لئے پہلے ہی بھجوائی جا چکی ہے۔

شاہدرہ لاہور میں سرکاری ہسپتال کا قیام

*3336: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ لاہور میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے' جبکہ شاہدرہ کی آبادی بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے طبی سہولتوں کا فقدان ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شاہدرہ لاہور میں سرکاری ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ بات درست نہیں ہے بلکہ شاہدرہ ٹاؤن میں حکومت نے Rs 15.119 Million کی لاگت سے 20 بستروں پر مشتمل ہسپتال تعمیر کر کے عملہ تعینات کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ -/23,65,000 روپے کی مشینری خرید دی ہے۔ ان آلات میں آپریشن تھیٹر، ایکسرے یونٹ اور ڈینٹل یونٹ وغیرہ شامل ہیں اور دس لاکھ کی مشینری ہسپتال کے لئے مزید اس سال خریدی جائے گی۔ مزید بر آں -/36,78,000 روپے کی مشینری اور خریدنے کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو منظوری اور بجٹ کے لئے کیس بھیج دیا گیا ہے۔

(ب) جواب اُوپر آ چکا ہے۔

D.H.Q ہسپتال راولپنڈی۔ مطلوبہ گریڈ کی موجودگی میں کم گریڈ ڈاکٹر کی بطور M.S تعیناتی کا جواز

*3337: بریگیڈیر (ر) محمد حسن: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال راولپنڈی میں ایم۔ایس گریڈ 20 کی اسامی پر اے۔ایم۔ایس گریڈ 19 کے ڈاکٹر زبیر کافی عرصہ سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں گریڈ 20 کے ڈاکٹر زمان نیازی ان کے نیچے کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا گریڈ 20 کے آفیسر کی ایک ہی ہسپتال میں موجودگی کے باوجود گریڈ 19 کے افسر کو اس کا سینئر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں تو گریڈ 19 کے ڈاکٹر زبیر کو کیوں M.S مقرر کیا گیا ہے؟

(د) اس ناانصافی کے تدارک کا کیا اور کب اہتمام کیا جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) ڈاکٹر زبیر حسن' اے ایم ایس' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی کو بذریعہ آرڈر 8۔اگست 2000 کو ایم۔ایس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی کا اضافی چارج دیا گیا۔

(ب) ڈاکٹر زمان خان نیازی کو گریڈ 20 میں ترقی دینے کے بعد ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں بطور پرنسپل میڈیکل آفیسر مورخہ 4۔مارچ 2003 کو تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) ڈاکٹر زبیر حسن کو ایم۔ایس کے عہدے کا اضافی چارج دیا گیا تھا۔

(د) ازروئے شق 8' پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوٹ ایکٹ مجریہ 2003 متعلقہ ہسپتال کا بورڈ آف مینجمنٹ تین ڈاکٹروں کا ایک پینل محکمہ صحت کو بھیجتا ہے اور محکمہ صحت حاکم مجاز کی اجازت سے ایک ڈاکٹر کو بطور ایم۔ایس تعینات کر دیتا ہے۔ تاحال مذکورہ پینل محکمہ صحت کو موصول نہیں ہوا ہے۔ جونہی پینل آئے گا۔ باقاعدہ ایم ایس کے آرڈر کر دیئے جائیں گے۔

پی پی- 4 گوجر خان' R.H.Cs اور B.H.Us کی تعداد'

سٹاف' سہولیات اور ادویات کی تفصیلات

*3338: بریگیڈیر (ر) محمد حسن، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی- 4 گوجر خان میں کتنے R.H.Cs اور B.H.Us ہیں' یہ کہاں کہاں واقع ہیں' ان میں کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) 2003 سے آج تک ہر R.H.C اور B.H.U میں کتنی قیمت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) کیا ہر R.H.C اور B.H.U میں Disposable Syringes موجود ہیں؟

(د) کس کس R.H.C اور B.H.U میں ڈاکٹرز اور سٹاف کی کیا کیا کمی ہے اور کب تک پوری کی جائے گی؟

(ہ) حلقہ پی پی۔4 میں کتنی ڈسپنسریاں ہیں اور ان کو کون چلا رہا ہے' اگر نہیں تو کب تک چلائی جائیں گی؟

وزیر صحت:

(الف) پی پی۔4 گوجر خان میں R.H.Cs کی کل تعداد 2 اور B.H.Us کی کل تعداد 17 ہے مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

	رورل ہیلتھ کمپلیکس (RHCs)	یونین کونسل
1۔	رورل ہیلتھ سنٹر سرور شہید	مندرہ
2۔	رورل ہیلتھ سنٹر دولتالہ	دولتالہ

	بیسک ہیلتھ یونٹس (B.H.Us)	یونین کونسل
1۔	رورل ہیلتھ سنٹر کسراں	سید کسراں
2۔	رورل ہیلتھ سنٹر راماں	راماں
3۔	رورل ہیلتھ سنٹر جاتلی	جاتلی
4۔	رورل ہیلتھ سنٹر دیوی	دیوی
5۔	رورل ہیلتھ سنٹر جھونگل	جھونگل
6۔	رورل ہیلتھ سنٹر بجہ	منگھوٹ
7۔	رورل ہیلتھ سنٹر ساہنگ	ساہنگ
8۔	رورل ہیلتھ سنٹر پوٹھی۔ بچیال	گنگریلہ
9۔	رورل ہیلتھ سنٹر سنگھوری	کلیام اعوان
10۔	رورل ہیلتھ سنٹر میانہ ستال	موہڑہ نوری
11۔	رورل ہیلتھ سنٹر چنگا میرا	چنگا بنگیال
12۔	رورل ہیلتھ سنٹر ڈیرہ مسلم	کرنب الیاس
13۔	رورل ہیلتھ سنٹر کرنب بلوچ	کرنب الیاس
14۔	رورل ہیلتھ سنٹر سکھو	سکھو

15-	رورل ہیلتھ سنٹر کری دولال	کوری دولال
16-	رورل ہیلتھ سنٹر ڈھونگ	کینٹ خلیل
17-	رورل ہیلتھ سنٹر باؤے	ہنجگراں

(ب) 2002-03 میں فی R.H.C بجٹ -/6,65,000 روپے تھا۔

R.H.C مندرہ میں 6,50,000 خرچ ہوا۔

R.H.C دوتانہ میں 5,48,000 خرچ ہوا۔

2002-03 میں فی B.H.U بجٹ 2,00,000 روپے تھا۔ یہ رقم ہر B.H.U پر خرچ کی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں!

(د) I- R.H.Cs میں خالی پوسٹیں

W.M.O's کی دو پوسٹیں، ڈینٹل سرجن کی ایک پوسٹ خالی ہے۔ جن کے لئے انٹرویوز کئے گئے ہیں اور تجویز حکومت کو بھیج دی گئی ہے۔

II- B.H.Us میں خالی پوسٹیں

ڈاکٹرز، (3 پوسٹیں) کسراں، جاتلی، میانہ ستال میں ڈاکٹرز کی پوسٹیں خالی ہیں۔

ڈسپنسرز، (5 پوسٹیں) ڈیرہ مسلم، دیوی، ڈھونگ، باؤے اور ساہنگ میں ڈسپنسرز کی پوسٹیں خالی ہیں۔

L.H.V، (4 پوسٹیں) دیوی، میانہ ستال، ڈیرہ مسلم اور ڈھونگ میں L.H.V کی پوسٹیں خالی ہیں۔

مندرجہ بالا پوسٹوں کے لئے انٹرویوز برائے تعیناتی ہو گئے ہیں اور تجویز حکومت کو بھیج دی گئی ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی- 4 میں صرف ایک GRD's قطبال ہے۔ جس کو محکمہ صحت پنجاب چلا رہا ہے۔

R.H.Cs میں موجود سہولیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ شعبہ بیرونی مریضاں

2۔ ابتدائی علاج ایمرجنسی مریضوں کے لئے

3۔ شعبہ اندرونی مریضاں بیس بستروں کے وارڈز

4۔ زچہ بچہ اور پاپولیشن کنٹرول کی سہولیات

5۔ حفاظتی ٹیکوں کا مرکز جن میں E.P.I کی ویکسین A.R.V ویکسین اور A.S.V ویکسین کی سہولیات موجود ہیں۔

6۔ T.B D.O.T's پروگرام کی تشخیص اور علاج کا مرکز

7۔ مریضوں کے لئے ایمبولینس سروس

8۔ ہومیو ڈیپارٹمنٹ

9۔ ایکسرے یونٹ

10۔ ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ

11۔ لیبارٹری کی سہولت

12۔ National Program برائے بنیادی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کا مرکز

13۔ P.C.D کا مرکز برائے انسداد ملیریا اور علاج

14۔ صفائی اور پینے کے صاف پانی کے لئے بلیچنگ پاؤڈر کی فراہمی اور سہولیات

B.H.U میں موجود سہولیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ شعبہ بیرونی مریضاں

2۔ ابتدائی علاج معالجہ' ایمرجنسی مریضوں کے لئے

3۔ 2بیڈ کے وارڈز کی فراہمی

4۔ زچہ بچہ مرکز

5۔ حفاظتی ٹیکوں کا مرکز برائے E.P.I پروگرام

6۔ T.B D.O.Ts پروگرام کا مرکز برائے علاج

7۔ National Program برائے بنیادی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی

8۔ P.C.D مرکز برائے انسداد ملیریا اور علاج

9۔ صفائی اور پینے کے صاف پانی کے لئے بلیچنگ پاؤڈر کی فراہمی اور سہولیات

ہسپتالوں کے ورک چارج ملازمین کی تنخواہوں میں تفریق کا جواز

*3355۔ چودھری محمد شوکت، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں ورک چارج ملازمین کم از کم تنخواہ -/3000 جب کہ میو ہسپتال میں -/2500 روپے ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی۔سی۔او لاہور کی جانب سے مورخہ 24-8-2002 چٹھی نمبر 9153 کے مطابق ورک چارج ملازمین کے لئے تنخواہ کے نئے ریٹس جاری کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ Revised ریٹس کے مطابق ورک چارج ملازمین کو ابھی تک تنخواہیں نہیں دی گئی ہیں؟

(د) اگر مذکورہ بالا جزو ہائے کا جواب اثبات میں ہے تو نئے ریٹس پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں ورک چارج ملازمین کی کم از کم تنخواہ -/3000 ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ میو ہسپتال لاہور میں ورک چارج ملازمین کو -/2500 روپے ماہانہ تنخواہ ادا کی جا رہی ہے۔ میو ہسپتال لاہور میں ورک چارج ملازمین جمعداروں کو -/2700 روپے ماہانہ اور سکیورٹی گارڈ کو -/3500 روپے ماہانہ تنخواہ دی جا رہی ہے۔

(ب) سروسز ہسپتال لاہور ڈی۔سی۔او لاہور کے Administrative Control میں نہ ہے' اس لئے ڈی۔سی۔او لاہور کے ریٹس لاگو نہیں ہیں۔

(ج) ڈی۔سی۔او لاہور کے Revised ریٹس سروسز ہسپتال میں لاگو نہیں ہیں۔

(د) مذکورہ بالا ریٹس سروسز ہسپتال میں لاگو نہیں ہیں۔ مزید برآں اگر حکومت پنجاب ورک چارج ملازمین کی تنخواہوں میں جب اضافے کا نوٹیفکیشن کرے گی' اس پر فوراً عملدرآمد کیا جائے گا۔

D.H.Q ہسپتال شیخوپورہ' شعبہ جات ڈاکٹرز' دیگر عملہ اور ادویات کے لئے فنڈز کی تفصیلات

*3389(A): میاں خالد محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ کتنے شعبوں پر مشتمل ہے' ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور کتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں۔ ادویات کی خریداری کے لئے موجودہ مالی سال میں کتنے فنڈز مہیا کئے گئے؛

وزیر صحت:

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ 17 شعبوں پر مشتمل ہے۔ ادویات کی خریداری کے لئے موجودہ مالی سال میں مبلغ 4,79,1000 روپے مہیا کئے گئے۔ ڈاکٹر صاحبان میں سے پرنسپل میڈیکل آفیسر کی دو منظور شدہ اسامیاں ہیں جو دونوں ہی خالی ہیں۔ ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسر کی منظور شدہ اسامیاں چار ہیں جو خالی ہیں۔

ایڈیشنل ایم۔ایس کی دو منظور شدہ اسامیاں ہیں' دونوں پر آفیسران تعینات ہیں۔ ڈی۔ایم۔ایس کی چار منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ فزیشن کی دو اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ چیف کنسلٹنٹ سرجن کی ایک منظور شدہ اسامی ہے' جس پر آفیسر تعینات ہے۔ ٹراما سرجن کی ایک منظور شدہ ای۔این۔ٹی'

ماہر اطفال' ریڈیالوجسٹ' ماہر بیہوشی' پتھالوجسٹ' ٹی۔ بی سپیشلسٹ' آئی سرجن' پرنسپل ڈینٹل سرجن' فارماسسٹ اور ہومیو ڈاکٹر کی ایک ایک منظور شدہ اسامی ہے' جن پر ڈاکٹر صاحبان تعینات ہیں۔ گائناکالوجسٹ کی دو منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ S.M.O کی تین منظور شدہ اسامیاں ہیں جن پر آفیسران تعینات ہیں۔ میڈیکل آفیسر کی 18 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ جن میں سے 5 خالی ہیں۔ حکیم کی ایک سیٹ ہے جو کہ پُر ہے۔

وؤمن میڈیکل آفیسر کی چار منظور شدہ اسامیاں ہیں جو کہ چاروں کی چاروں ہی خالی ہیں۔ نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کی ایک اسامی منظور ہے۔ جو کہ خالی ہے۔ سینئر ڈینٹل سرجن کی ایک اسامی منظور ہے جو کہ خالی ہے۔ ڈینٹل سرجن کی ایک اسامی منظور شدہ ہے جو کہ پُر ہے۔ ہیڈ نرس کی 13 اسامیاں منظور ہیں جن میں سے چار خالی ہیں۔ ہاؤس آفیسر کی آٹھ اسامیاں منظور ہیں جن میں سے چار خالی ہیں۔ A.M.O کی ایک اسامی ہے جو کہ پُر ہے۔ چارج نرسز کی 47 اسامیاں منظور ہیں جن میں سے دو خالی ہیں۔ ڈینٹل ٹیکنیشن کی 2 منظور شدہ اسامیاں ہیں' جن میں سے ایک خالی ہے۔ ای سی جی ٹیکنیشن کی دو اسامیاں منظور ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ ہاؤس کیپر کی اسامی منظور ہے جو کہ پُر ہے۔ بلڈ ٹیکنیشن کی ایک اسامی منظور شدہ ہے جو کہ خالی ہے۔ او۔ٹی۔اے کی 5 اسامیاں منظور ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ ایکسرے اسسٹنٹ کی سات اسامیاں منظور ہیں جن میں سے تین خالی ہیں۔ ہومیو ڈسپنسر کی ایک اسامی منظور ہے جو کہ پُر ہے۔ دوا ساز کی ایک اسامی منظور ہے جو کہ پُر ہے۔ ڈسپنسر/ ڈریسر کی 15 اسامیاں منظور ہیں جو کہ پُر ہیں۔ لیبارٹری اسسٹنٹ کی پانچ اسامیاں منظور ہیں جن میں سے ایک خالی ہے۔ مڈوائف کی دو اسامیاں منظور ہیں جو کہ پُر ہیں۔

پنجاب میڈیکل کالج میں ٹیچنگ سٹاف کی کمی کا مسئلہ

*3449۔ محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میڈیکل کالج میں ٹیچنگ سٹاف مکمل نہ ہے جس کی وجہ سے طلباء و طالبات کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) مذکورہ کالج کی منظور شدہ اسامیوں اور موجودہ تعداد مع عہدہ و سکیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں ٹیچنگ سٹاف مکمل نہ ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور موجودہ تعداد درج ذیل ہے:۔

VACANCY POSITION

NAME OF INSTITUTION: PUNJAB MEDICAL COLLEGE, FAISALABAD.

	No. of Sanctioned Posts	Filled Regular	Contract	Vacant
Senior Registrar	39	7	4	28
Assistant Professor	46	11	-	35
Associate Professor	33	13	-	20
Professor	26	17	-	9

(ج) حکومت پنجاب نے پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور بورڈ آف مینجمنٹ خالی اسامیوں پر تقرری بھی کر رہے ہیں۔

پی پی- 167 شیخوپورہ- بنیادی مراکز صحت،

دستیاب سہولیات اور سٹاف کی تفصیلات

*3476. میاں خالد محمود، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی- 167 شیخوپورہ میں کتنے بنیادی مراکز صحت ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں، حکومت کی طرف سے ان میں کیا کیا سہولتیں فراہم کی گئی ہیں؛

(ب) کتنے بنیادی مراکز صحت میں حکومتی پالیسی کے تحت بنیادی آلات اور ادویات فراہم نہیں کی گئیں، ان کے نام اور وجوہات بیان فرمائیں؛

(ج) 1997 سے آج تک کتنی مالیت کی ادویات کن کن مراکز صحت کو فراہم کی گئی ہیں اور کتنی گرانٹ ادویات کی مد میں مختص تھی؛

(د) کیا آئندہ ان بنیادی مراکز صحت میں ضرورت کے مطابق ادویات کی فراہمی کے لئے حکومت تیار ہے؛

(ہ) کتنے بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر یا دیگر سٹاف کی کمی ہے، کیا حکومت یہ کمی دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؛

وزیر صحت:

(الف) پی پی- 167 شیخوپورہ زیادہ تر شہری علاقہ ہے اور وہاں D.H.Q ہسپتال 268 بیڈز پر مشتمل موجود ہے اور عوام الناس کو سیکنڈری سپیشلسٹ ہیلتھ کیئر کی سہولیات بہم پہنچا رہا ہے۔ جس وجہ سے اس حلقہ میں کوئی بنیادی مرکز صحت نہ ہے۔ البتہ تین عدد M.C.H سینٹر کام کر رہے ہیں، جہاں پر L.H.V صحت کی سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی- 167 شیخوپورہ میں بنیادی مرکز صحت نہ ہے۔

(ج) حلقہ پی پی- 167 میں ٹوٹل M.C.H سینٹر تین عدد ہیں۔ 1997 سے آج تک مندرجہ ذیل بجٹ برائے فراہمی ادویات فراہم کیا گیا ہے اور جو کہ تمام مراکز میں ادویات کی صورت میں فراہم کر رہا ہے۔ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1997-98	20,000
1998-99	2200
1999-2000	22500
2000-2001	24000
2001-2002	25000
2002-2003	25000
2003-2004	33000

(د) M.C.H سینٹر میں ضرورت کے مطابق حکومت ادویات دینے کو تیار ہے۔

(ہ) کیونکہ پی پی۔ حلقہ 167 میں کوئی بنیادی مرکز صحت نہ ہے۔ ضلع کے دوسرے بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر اور دیگر سٹاف کو پورا کیا جا رہا ہے۔ تاہم ہر مہینہ کی 25 تاریخ کو contract کی بنیاد پر ڈاکٹر بھرتی کئے جاتے ہیں۔

شیخوپورہ، R.H.Cs اور B.H.Us ملازمین اور مالیت ادویات کی تفصیلات

*3549، محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹرز اور بنیادی مراکز صحت ہیں؟

(ب) ان میں تعینات ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) گزشتہ سال ان مراکز کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں، ہر مرکز کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی مراکز صحت کے دفاتر کارکردگی میں بالکل صفر ہیں ان کو کوئی چیک کرنے والا نہیں؟

(ہ) کیا حکومت تمام بنیادی مراکز کو گاہے بگاہے چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں:۔

1۔ رورل ہیلتھ سنٹر کی تعداد	16
2۔ بنیادی مراکز صحت کی تعداد	126
(ب) 1۔ رورل ہیلتھ میں ملازمین کی تعداد	640
2۔ بنیادی مراکز صحت میں ملازمین کی تعداد	882
(ج) گزشتہ سال ان مراکز میں ادویات کی کل مالیت	
کل مالیت	300,00000/-
1۔ فی رورل ہیلتھ سنٹر	550,000/-
2۔ فی بنیادی مرکز صحت	168254/-

(د) یہ درست نہ ہے کہ بنیادی مراکز صحت کو چیک نہیں کیا جاتا۔ محکمہ صحت کے ضلع بھر کے تمام افسران بالا ان کو چیک کرتے ہیں۔

1۔ ای۔ڈی۔ہیلتھ صاحب

2۔ ڈی۔ایچ۔او صاحب

3۔ ڈی۔ڈی۔ایچ۔او صاحب

(ہ) جی ہاں۔

تپ دق کے مرض میں اضافے او قابو پانے کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3550، محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تپ دق کا مرض بہت زیادہ بڑھ گیا ہے؟

(ب) کیا اس کی وجہ بڑھتی ہوئی آلودگی اور دھواں وغیرہ ہے؟

(ج) حکومت اس مرض پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) بہتر آگاہی' تشخیص اور تجویز سے ٹی-بی کے مریضوں کی تعداد میں ہوا ہے۔

(ب) ٹی-بی کی بیماری کی وجہ ٹی-بی کا جرثومہ ہے جو جسم پر اثر کرتا ہے۔ البتہ آلودگی اور دھواں ماحول کو خراب اور فضا کو آلودہ کرتے ہیں۔

(ج) حکومت اس مرض پر قابو پانے کی غرض سے پنجاب کے تمام اضلاع میں تپ دق کا خاص پروگرام ٹی-بی (D.O.T.S) شروع کر چکی ہے۔ جس کے تحت ہر دیہی مرکز صحت(R.H.C) کو تحقیقی سنٹر بنایا جا رہا ہے اور ہر بنیادی مرکز صحت(B.H.U) علاج کا مرکز ہے۔ ٹی-بی کے مریضوں کو دوائی مفت دی جاتی ہے اور دوائی کسی رضا کار کی موجودگی میں ہر روز کھلائی جاتی ہے۔ اس پروگرام کو D.O.TS کہتے ہیں مریض کے صحت یاب ہونے تک اس بات پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے تاکہ مریض باقاعدگی سے دوائی لیتا رہے۔

ضلع خوشاب میں سروس ہسپتالوں' B.H.Us' R.H.Cs ڈاکٹرز و عملہ کی اسامیوں اور لیب سہولیات کی تفصیلات

*3583: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب میں کل کتنے B.H.Us' R.H.Cs اور سروس ہسپتال ہیں' ہر ہسپتال میں ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی منظور شدہ کتنی سامیاں ہیں۔ کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں' تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہسپتالوں میں ایکسرے مشین وغیرہ اور دوسرا قیمتی لیبارٹری کا سامان عرصہ سے سٹوروں میں بند پڑا خراب ہو رہا ہے' لیکن اسے استعمال میں نہیں لایا گیا ہے' نیز کس کس ہسپتال میں جدید مشینری کی کوئی سہولت میسر نہ ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے اور ان ہسپتالوں میں پڑا سامان ایکسرے مشین وغیرہ کو سٹوروں سے نکال کر استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت،

(الف) ضلع خوشاب میں ہسپتالوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل ہسپتال	تعداد
-1	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال	1
-2	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال	3
-3	رورل ہیلتھ سنٹرز	5
-4	بنیادی مرکز صحت	38
-5	سول ڈسپنسریز	4
-6	ایم-سی-ایچ سنٹرز	7
-7	رورل ڈسپنسریز	23
-8	سول ہسپتال	2

مندرجہ بالا ہسپتالوں میں اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) غلط ہے۔ ضلع خوشاب میں کسی ہسپتال میں ایکسرے مشین اور دوسرا قیمتی سامان برائے لیبارٹری سٹوروں میں بند نہیں پڑا ہے بلکہ ہسپتال میں استعمال ہو رہا ہے اور مریض ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(ج) گورنمنٹ آف پنجاب نے حال ہی میں 25 فیصد خالی اسامیاں پُر کرنے کی اجازت دی ہے' جو ضلع خوشاب میں مکمل ہو چکی ہیں' باقی خالی اسامیاں بھی گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

قائداعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں
B.D.S کلاسز کا اجراء

*3605، محترمہ پروین مسعود بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں B.D.S کلاسز کا اجراء تاحال نہ ہوا ہے بلکہ B.D.S کے طالب علموں کو ڈینٹل کالج لاہور میں مجبوراً داخلہ لینا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور میں B.D.S کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں B.D.S کلاسز کا اجراء حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔ ڈینٹل سرجنز کی تربیت کے لئے حکومت پنجاب کے زیر انتظام پہلے سے 142 سیٹیں لاہور اور ملتان میں قائم شدہ اداروں میں مہیا کی گئی ہیں۔

(ب) ایک ڈینٹل کالج کے قیام کے لئے بنیادی ڈھانچے کے علاوہ تربیت یافتہ اساتذہ، لیبارٹری کی سہولت اور طلباء کی تربیت کے لئے قیمتی ڈینٹل میٹریل کی مسلسل فراہمی درکار ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر مزید ڈینٹل سرجنز کی ضرورت نہیں ہے تاہم ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹرز کے لئے تین میڈیکل کالج تیار کئے گئے ہیں۔

وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں Dentistry Ward کا قیام

*3606، محترمہ پروین مسعود بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں دندان سازی کا یونٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے ڈاکٹر دانت کی شدید تکلیف میں مبتلا مریضوں کو نشتر میڈیکل کالج

ملتان refer کر دیتے ہیں جو بہاول پور سے دو گھنٹے کی طویل مسافت پر ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں Dentistry ward کی تعمیر فی الفور کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں دندان سازی کا شعبہ آؤٹ ڈور میں کام کر رہا ہے جس میں ڈینٹل ڈاکٹر تعینات ہیں اور مریضوں کا علاج تسلی بخش طریقے سے جاری ہے۔ اندرونی دندان کے مریضوں کے علاج کے لئے نیورو سرجنز سرجیکل اور E.N.T وارڈ میں بھی ڈینٹل سرجن کی مدد سے علاج تسلی بخش طور پر کیا جارہا ہے۔

(ب) Dentistry Ward کی کوئی سکیم فی الحال زیر غور نہیں ہے۔

چک نمبر 46/S.P پاکپتن۔ڈسپنسری کے لئے بلڈنگ کی تعمیر اور سٹاف کی کمی کا مسئلہ

*3660، محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 46/S.P تحصیل و ضلع پاکپتن میں قائم ڈسپنسری کی اپنی کوئی بلڈنگ نہ ہے اور عملہ بھی کم ہے؟

(ب) اگرجواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈسپنسری کے لئے بلڈنگ تعمیر کرنے اور عملہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) چک نمبر 46/S.P میں ایک سب ہیلتھ سنٹر قائم ہے جو رورل ہیلتھ سنٹر بونگہ حیات کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کی کوئی اپنی عمارت نہ ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق سب ہیلتھ سنٹر کے لئے عمارت اہلیان علاقہ مہیا کرتے ہیں۔ جب کہ عملہ اور ادویات محکمہ صحت فراہم کرتا ہے۔ مذکورہ گاؤں میں اہل علاقہ کی طرف سے عمارت موجود ہے جس میں سب ہیلتھ سنٹر قائم کیا گیا ہے اور اس میں محکمہ صحت کا درج ذیل عملہ باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔

1۔ محمد احمد بودلہ	ڈسپنسر
2۔ سرداراں بی بی	دائی
3۔ غلام کبریا	نائب قاصد

(ب) جز بالا کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال لاہور، بیڈ و بلاک، گرانٹس اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*3662۔ ڈاکٹر اسد اشرف، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور کو سال 1999 سے آج تک کتنی گرانٹ اور ادویات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) سال 1999 سے آج تک اس ہسپتال میں کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے، تفصیل ان ڈور اور آؤٹ ڈور کی علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ج) یہ ہسپتال کتنے بستروں کا ہے اور اس میں کتنے بلاک ہیں، ان میں سے کتنے اور کون کون سے بلاک کام کر رہے ہیں اور کون کون سے بند پڑے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کو رات دس بجے کے بعد تالے لگا دیئے جاتے ہیں؟

(ہ) مذکورہ ہسپتال میں کتنے آپریشن تھیٹر ہیں' کتنے چالو حالت میں اور کتنے بند ہیں؟

(و) اس وقت ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز اور نرسز کی اسامیوں کی تعداد اور پُر شدہ اسامیوں پر کام کرنے والے افراد کے نام' عہدہ' گریڈ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز فراہم کی جائے؟

وزیر صحت،

(الف) گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کو دی گئی گرانٹ اور ادویات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال (جولائی تا جون)	بجٹ	ادویات
2000-1999	20,114,000	2603000
2001-2000	20,450,800	2613900
2002-2001	19,832,800	27,39250
2003-2002	21,700,000	1,879,000
2004-2003	19595000	10,0000

(ب) ہسپتال ہذا میں 1999 سے 2003 تک ان ڈور اور آؤٹ ڈور مریضوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ان ڈور مریض	آوٹ ڈور مریض
1999	2242	136,137
2000	2570	135,303
2001	1666	135722
2002	1163	144,704
2003	1281	168,886

(ج) گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال 125 بستروں کا ہے۔ ہسپتال ہذا پانچ منزلوں پر مشتمل ہے۔ جولائی 2002 میں محکمہ صحت پنجاب نے جناب عزت مآب گورنر پنجاب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بذریعہ چٹھی نمبر P.S.O-S.II-M.I.S.C-2002 Dated 25-6-02 اس پانچ منزلوں میں سے بالائی تین منزلیں انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹل سائنسز پنجاب کو عطا فرما دی۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور اب بھی عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ اس ہسپتال میں ڈاکٹر روزانہ تقریباً 600 سے 750 مریضوں کا آؤٹ ڈور میں معائنہ کرتے ہیں اور بیشتر مریضان آؤٹ ڈور ڈسپنسری سے ادویات حاصل کرتے ہیں۔ یہاں ایکسرے مشین، لیبارٹری اور بلڈ بنک کی سہولیات موجود ہیں جن سے روزانہ عوام استفادہ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایمرجنسی وارڈ میں سال 2003 میں 22460 مریضوں کا معائنہ و علاج معالجہ کیا گیا۔ ہسپتال ہذا لاہور کے چھ تھانوں کو میڈیکل لیگل کور بھی فراہم کر رہا ہے اور D.H.Q-Hospital-2 کے طور پر کام کر رہا ہے۔

(د) یہ بات درست نہیں ہے کہ ہسپتال کو رات 10 بجے کے بعد تالے لگا دیئے جاتے ہیں۔ ہسپتال 24 گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ شام اور رات کے ڈیوٹی کے لئے ڈاکٹرز، نرسز، پیرا میڈیکل سٹاف اور درجہ چہارم کے ملازمین کا ڈیوٹی روسٹر ہر ماہ باقاعدگی سے تیار کیا جاتا ہے اور اس پر عمل درآمد کے لئے انتظامیہ ہر ممکن اقدام کرتی ہے۔ ہسپتال کے 24 گھنٹے کھلے رہنے کی علامت کے طور پر گزشتہ سال 2003 میں ایمرجنسی میں 22460 آؤٹ ڈور 145843 ان ڈور 1181 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

(ہ) ہسپتال ہذا میں دو عدد ایمرجنسی آپریشن تھیٹر اور جنرل آپریشن تھیٹر موجود ہیں۔ G.O.T آپریشن تھیٹر تیسری منزل پر موجود ہے جو کہ ڈینٹل ہسپتال کے حوالہ کر دیا گیا۔ ہسپتال ہذا کو یہ آپریشن تھیٹر ہفتہ میں دو دن کے لئے آنکھوں کے آپریشن کے لئے دیا جاتا ہے۔ E.O.T اب گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کے زیر استعمال ہے اور گزشتہ سال 2003ء میں 541 آپریشن کئے گئے۔

(و) اسامیوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

سروسز ہسپتال، ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*3663۔ڈاکٹر اسد اشرف، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں ڈاکٹرز / سپیشلسٹس / ہاؤس جاب ڈاکٹرز اور نرسوں کی منظور شدہ اسامیوں، پُر شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ب) اوسطاً صبح اور شام کے وقت آوٹ ڈور میں کتنے مریض داخل ہوتے ہیں؟

(ج) کیا آوٹ ڈور میں جو ڈاکٹر اور دیگر عملہ کام کرتا ہے وہ صبح اور شام کے وقت علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے یا صبح والا عملہ ہی شام کو بھی ڈیوٹی کے فرائض سر انجام دیتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور سے نان ٹرانسفر ایبل ہاؤس جاب کی اسامی کو عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات میں شفٹ کر دیا گیا ہے؟

(ہ) اس وقت ہسپتال ہذا میں کتنے Consultant اعزازی طور پر فرائض سر انجام دے رہے ہیں، ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اوسطاً صبح اور شام کے وقت آوٹ ڈور میں 1350 مریضوں کا روزانہ علاج کیا جاتا ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا کے آؤٹ ڈور میں صبح اور شام کے وقت علیحدہ علیحدہ عملہ ڈیوٹی سر انجام دیتا ہے۔

(د) محکمہ صحت پنجاب نے 10 ہاؤس جاب کی اسامیوں کو عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات میں شفٹ کر دیا ہے۔

(ہ) سروسز ہسپتال لاہور میں اعزازی طور پر کوئی Consultant کام نہیں کر رہا ماسوائے ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، نیورو فزیشن کے

صوبہ میں قائم پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی تعداد، Status اور دیگر تفصیلات

*3665۔ شیخ تنویر احمد، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں قائم ان پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے نام، مقام اور تاریخ قیام کی تفصیل بتائی جائے جو کہ پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ ہیں۔ ان سے فارغ التحصیل ڈاکٹرز کا Status کیا ہے، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) صوبہ میں قائم ان پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے نام، مقام اور تاریخ قیام کی تفصیل جو پنجاب یونیورسٹی سے صرف رجسٹرڈ ہیں اور ان سے فارغ التحصیل ڈاکٹر کا Status کیا ہے تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جب تک ضروری کارروائیاں مکمل نہ ہوں ان غیر قانونی میڈیکل کالجز میں داخلوں کو By Force روکا جائے؟

(د) حکومت نے غیر قانونی پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے خلاف آج تک جو اقدامات اٹھائے ان کی تفصیل بیان فرمائیں۔ کیا حکومت مذکورہ اداروں کو By Force بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا صرف عوام کو ہی ان سے دور رکھنے کا فریضہ ادا کرتی رہے گی؟

وزیر صحت،

(الف) پنجاب گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت میڈیکل کالجز (سرکاری و پرائیویٹ) کا الحاق پنجاب یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے تحت آ گیا ہے اور پنجاب یونیورسٹی سے ان کالجز کا الحاق ختم ہو گیا ہے۔ (ماسوائے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور)

(ب) پرائیویٹ میڈیکل کالجز جو کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے ملحقہ ہیں۔ ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) پرائیویٹ میڈیکل کالجز قانونی طور پر حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ تاہم پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (P.M&D.C) ہی ان غیر قانونی میڈیکل کالجز کے خلاف کارروائی کرنے کی مجاز ہے۔

(د) پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے فیصلہ کے تحت بصد میڈیکل کالج فیصل آباد بند کر دیا گیا ہے۔

غیر معیاری / غیر قانونی میڈیکل کالجوں کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز الحاق نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ معیاری تعلیمی اداروں کے بارے میں P.M&D.C کی جانب سے عوام الناس کو اس بارے میں وقتاً فوقتاً متنبہ کیا جاتا ہے اور طالب علموں اور ان کے والدین کی رہنمائی کے لئے تسلیم شدہ میڈیکل کالجوں کی فہرست P.M&D.C کی Website پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ طبی اداروں کے معیار کو بہتر بنانے کا جامع قانون تیار کیا جارہا ہے۔

ضلع لاہور میں قائم R.H.Cs ،B.H.Us، سٹاف اور عمارات سے متعلق تفصیلات

*3692۔ محترمہ شازیہ چاند، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے B.H.U اور R.H.C سنٹرز ہیں ہر ایک کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) B.H.U اور R.H.C سنٹرز میں تعینات عملہ کے نام، عہدہ، گریڈ اور مدت تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے سنٹرز سرکاری اور کتنے کرایہ کی عمارات میں ہیں ان کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع لاہور میں B.H.U's 7 اور R.H.C's 6 ہیں۔

جن کی تفصیل پرچم (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل پرچم (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام سنٹرز سرکاری عمارات میں واقع ہیں۔

بنیادی مرکز صحت ہلو کی ضلع لاہور، منظور شدہ و خالی اسامیوں اور تعینات افراد کی تفصیل

*3693: محترمہ شازیہ چاند: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بی۔ایچ۔یو ہلو کی ضلع لاہور میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز فراہم کی جائے؛

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سنٹر میں تعینات عملہ اکثر اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتا ہے؛ کیا حکومت اس سنٹر میں تعینات عملہ کو ڈیوٹی کا پابند بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(د) بی۔ایچ۔یو کی عمارت کب اور کتنی لاگت سے مکمل ہوئی تھی؛

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس سنٹر کی عمارت خستہ حالت میں ہے۔ کیا حکومت اس کی تعمیر از سر نو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) تفصیلی لسٹ لف ھذا ہے۔ (Flag-A)

(ب) تفصیلی لسٹ لف حذا ہے۔ (Flag-B)

(ج) یہ سوال حقیقت کے برعکس ہے۔ یہاں کا عملہ باقاعدگی سے اپنی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔

(د) اس سنٹر کی عمارت 28۔جنوری 1986 کی مکمل ہو کر محکمہ صحت کے حوالے کی گئی جو کہ کل لاگت مبلغ -/4,55,000 روپے صرف ہے۔

(ہ) ہیلتھ سنٹر کی حالت بہتر ہے تاہم رہائشی کوارٹرز اچھی حالت میں نہ ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت آئندہ مالی سال میں تقریباً ایک ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جس سے بنیادی طبی مراکز اور دیہی طبی مراکز میں Missing Facilities (جن میں آلات، مشینری کی فراہمی اور بلڈنگ کی مرمت شامل ہے) کو پورا کیا جائے گا۔ آئندہ مالی سال میں اس سنٹر کے رہائشی کوارٹرز کو بھی بہتر بنایا جائے گا۔

پی پی- 157 لاہور، B.H.Us، R.H.Cs اور ہسپتالوں کی تمام متعلقہ تفصیلات

*3698: رانا تجمل حسین، کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی پی-157 لاہور میں حکومت کے کتنے B.H.U، RHC، ہسپتال ہیں ہر ہسپتال اور سنٹر کتنے رقبہ اور بیڈز کا ہے؛

(ب) سال 2001 سے آج تک ان سنٹروں اور ہسپتالوں کو حکومت کی طرف سے فراہم کردہ ادویات اور گرانٹ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) ہر ہسپتال اور سنٹر میں گریڈ وائز منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے، اس وقت کتنی اور کون کون سی اسامیاں کس کس جگہ خالی ہیں؟

(د) ہر ہسپتال اور سنٹر میں تعینات ملازمین کے نام' عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) سال 2001 سے آج تک ان سنٹروں میں کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے؟

وزیر صحت،

(الف) اس حلقہ میں بنیادی مرکز صحت مناواں رقبہ 13,390 مربع فٹ' B.H.U جلو پنڈ تقریباً ڈیڑھ ایکڑ اور B.H.U کرول 48960 مربع فٹ پرمشتمل ہے اور کل تین B.H.U واقع ہیں۔ ہر سنٹر 2 بیڈز پر مشتمل ہے۔ جو کہ صرف ایمرجنسی کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا بنیادی مراکز صحت کے لئے بجٹ برائے ادویات سال 2001 تا 2003 فی B.H.U' -/3,15,000 روپے مہیا کیا گیا۔ ادویات کی تفصیل لسٹ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل لسٹ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل لسٹ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) B.H.U مناواں میں اس عرصہ کے دوران 23,481' جلو پنڈ میں 35,197 اور B.H.U کرول میں 31,250 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

پی پی- 95 گوجرانوالہ میں واقع ہیلتھ سنٹر اور گاڑیوں کی تفصیل

*3734، میاں مسعود حسن ڈار، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ صحت ضلع گوجرانوالہ کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ ان کے نمبر اور قیمت خرید کی تفصیل نیز یہ کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

(ب) پی پی۔ 95 گوجرانوالہ میں محکمہ کے ہسپتال' آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو کی تفصیل مع نام کیا ہیں؛ ان میں سے کتنے سنٹروں پر حکومت کی طرف سے گاڑیاں اور ایمبولینس فراہم کی گئی ہیں۔ ان کے نام مع گاڑی نمبر اور ماڈل نمبر کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) مذکورہ سنٹروں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل سنٹر وائز فراہم کی جائے؛

(د) مذکورہ سنٹروں پر تعینات ڈاکٹر اور عملہ کے نام' عہدہ' گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) کیا حکومت ان سنٹروں میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر صحت:

(الف) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بی۔ایچ۔یو جلال بگن' بی۔ایچ۔یو تلونڈی کھجور والی' بی۔ایچ۔یو آروپ' بی۔ایچ۔یو ترگڑی' بی۔ایچ۔یو بھٹی بھنگو' بی۔ایچ۔سی باسیوالہ' ایم۔سی۔ایچ باسیوالہ' مذکورہ تمام سنٹروں میں حکومت کی جانب سے ایمبولینس یا گاڑی کی سہولت فراہم نہیں ہے۔

(ج) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) نئے قواعد کے مطابق جناب E.D.O.H صاحب recruitment کمیٹی کے چیئرمین ہیں حکومت پنجاب سے اجازت حاصل کرنے کے بعد بذریعہ اشتہار اخبار بھرتی کی جاتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

جناح ہسپتال لاہور میں ایم۔ایس، اے۔ایم۔ایس اور ڈی۔ایم۔ایس کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیل

261، چودھری زاہد پرویز : کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جناح ہسپتال لاہور میں ایم۔ایس، ایڈیشنل ایم۔ایس اور ڈی۔ایم۔ایس کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد میں نرمی کر کے ان عہدہ جات پر تعینات کیا گیا ہے نیز قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؛

(د) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے آج تک تنخواہوں اور ٹی۔اے / ڈی۔اے کی مدوں میں جو ادائیگی کی گئی ہے، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) عہدہ	منظور شدہ اسامی	پُر شدہ اسامی	خالی
ایم۔ایس	1	1	0
اے۔ایم۔ایس	5	2+5	0
ڈی۔ایم۔ایس	10	6	4

(ب) کسی ملازم کو بھی قواعد میں نرمی کر کے ان عہدوں پر تعینات نہیں کیا گیا۔

(ج) ان میں سے کسی کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

(د) ان میں سے سات ڈاکٹر صاحبان عرصہ تین سال سے اس جگہ پر اپنی اعلیٰ کارکردگی اور انتظامی وفنی امور میں مہارت کی بناء پر کام کر رہے ہیں۔

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے 31 اگست 2004 تک تنخواہوں کی مد میں -/66,60,266 روپے ادا کئے گئے ہیں۔ ٹی۔اے/ڈی۔اے کی مد میں -/73,559 روپے ادا کئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، اب ہم تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

دفعہ 144 کا نفاذ

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، فرمائیں کیا بات ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میری آپ سے درخواست ہے کہ میں مختصراً ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اب آپ نے اجازت دی ہے تو تسلی کے ساتھ میری بات بھی سماعت فرمالیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، گفتگو مت کریں' آرام سے بیٹھیں اور خاموشی اختیار کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی پچھلے دنوں بہاولپور کے سٹیڈیم میں ایک جلسہ ہوا ہے۔ اس جلسے کے اندر جلوسوں کی شکل میں---

جناب چیئرمین، راجہ صاحب! اپنا موبائل بند کریں۔ موبائل باہر جا کر سن لیں اور ہاؤس کو in order رہنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! اس جلسے کے اندر بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر لوگوں کو لایا گیا۔ جلسے جلوس ہوئے مختلف چوک' شہروں سے' محلوں سے لوگوں کو اکٹھا کر کے جلوسوں کی

شکل میں سٹیڈیم کے اندر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جبکہ دوسری جانب صورت حال یہ ہے کہ مجلس عمل کرپشن اور بے روزگاری کے حوالے سے آئین او رقانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے احتجاج کر رہی ہے۔ کل پنجاب کے مختلف شہروں میں موٹر سائیکل اور بالکل پرامن ریلیاں تھیں ان پر بھی لاٹھی چارج کیا گیا ہے' لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے موٹر سائیکلیں بھی ان سے چھین لی گئی ہیں۔ اس حوالے سے ہم دوغلی پر شدید احتجاج کرتے ہیں۔ جب آپ نے جلسہ کرنا ہو' مشرف صاحب نے جلسے کرنے ہوں تو پھر تمام جلسے جلوس ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ نے خود ہی بتایا ہے کہ سب خیریت سے پہنچے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، لیکن جب ہم نے کوئی جلسہ جلوس کرنا ہو تو دفعہ 144 بھی لگ جاتی ہے ڈیفنس آف پاکستان رولز بھی لاگو ہو جاتے ہیں' دہشت گردی کی دفعات بھی لگ جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! آپ نے اجازت لی ہے تو آپ کی ریلیاں بھی نکلی ہیں اور جلسہ بھی منعقد ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ پورے صوبے میں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں افراد کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ پولیس کے ایس۔ایچ۔اوز کی مستقل طور پر یہ ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ ہر گھر میں جہاں کہیں متحدہ مجلس عمل کا کارکن ہے وہاں پر پولیس کا ایس۔ایچ۔او پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ نے کل ہڑتال میں حصہ نہیں لینا ورنہ آپ کو گرفتار کر لیں گے۔ پورے کا پورا جلوس کل ڈیرہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کے بعد فیصل آباد میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ کی ایک سیاسی جماعت موجود ہے۔ آپ نے اگر ہماری سیاست کا مقابلہ کرنا ہے تو براہ مہربانی اپنی سیاسی جماعت کے ذریعے کریں۔ ہم لوگوں کو پرامن ہڑتال کے لئے اپیل کرتے ہیں' آپ کے ورکر جائیں اور انہیں کہیں کہ وہ ہڑتال نہ کریں۔ لیکن یہ ساری کی ساری حکومت اسی کام پر لگ گئی تو پھر حکومت کیسے چلے گی؟ ساری حکومت صرف

اس کام پر لگی ہوئی ہے کہ کس طرح ہڑتال کو روکنا ہے؛ ناظم لاہور کو اور کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔ لاہور کے شہریوں کو پینے کے لئے پانی نہیں ملتا' سڑکیں تباہ و برباد ہو گئی ہیں وہ روزانہ تاجروں کے لیڈروں کو اکٹھا کر رہے ہیں اور ان کو کھانے کھلا رہے ہیں اور یہ جو دو نمبر تاجر ہیں---

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں راجہ صاحب! آپ کی بات کا جواب دے دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ سیاست کا مقابلہ براہ مہربانی سیاست سے کریں۔ ساری کی ساری پولیس کو اس کام پر لگا دیا ہے کہ وہ اس ہڑتال کو کس طرح روکتی ہے۔ اس کے علاوہ ساری انتظامیہ بھی اسی کام پر لگی ہوئی ہے۔ آپ اپنی پارٹی کو متحرک کریں۔

جناب چیئرمین، راجہ محمد بشارت!---(قطع کلامیاں)۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ مسئلہ کل بھی اس معزز ایوان میں اٹھایا گیا تھا اور اس وقت بھی میں نے یہی گزارش کی تھی کہ اگر پرامن رہ کر کوئی سلسلہ کیا جائے گا تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ ابھی میرے بھائی ڈاکٹر صاحب نے خود یہ فرمایا ہے کہ کل ریلیاں نکالی گئی ہیں۔ ابھی معزز رکن یہ کہہ رہے ہیں کہ کل جلوس نکالے گئے ہیں اور آج بھی اخبارات میں آیا ہے۔ جناب والا! یہ بڑی واضح بات ہے کہ پورے پنجاب کے اندر دفعہ 144 کا نفاذ ہے اور اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے گی تو پھر خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اگر کال شٹر ڈاؤن' پہیا جام کی دی ہے تو پھر لوگوں کا response دیکھیں کہ لوگ اس call پر کیسا ... response دیتے ہیں؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ پہلے لوگوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے موٹر سائیکلوں کے سلنسر اتار کر سڑکوں پر گھمایا اور چلایا جائے اور ایک خوف وہراس کی فضا پیدا کی جائے۔ جو بھی قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ دفعہ

144 نافذ کی گئی ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ سیاسی اپیل کا مقابلہ آپ سیاست کے ذریعے کریں۔ آپ پولیس کے ذریعے' پوری ایڈمنسٹریشن کے دباؤ کے ذریعے لوگوں کو گرفتار کر رہے ہیں اور وزیر موصوف یہ ارشاد بھی فرما رہے ہیں |**********|

جناب چیئرمین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر اعلیٰ سندھ بھی دھمکیاں دیتا ہے کہ دہشت گردی کے پرچے درج کریں گے۔ وزیر اعلیٰ سندھ جس کے متعلق اسی کی پارٹی کا سیکرٹری جنرل کہتا ہے کہ یہ عورتوں کے اغواء میں ملوث ہے۔ جس کو مسلم لیگ کا مقتدر رہنما یہ کہتا ہے کہ صوبہ سندھ میں ایک کوّے کو وزیر اعلیٰ سندھ بنا دیا گیا ہے۔ یہ میں نے نہیں کہا اور نہ ہی میں اس کو درست سمجھتا ہوں مسلم لیگ ہی کا ایک رہنما یہ کہتا ہے۔ اب ایسے لوگ تاجروں کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر آپ نے دکانیں نہ کھولیں تو ہم آپ کے خلاف بھی دہشت گردی کے پرچے درج کریں گے۔ یہ کوئی سیاست نہیں ہے۔ اس طرح کی جنہوں نے پہلے سیاست کی ہے ان کا انجام بھی دیکھ لیں اگر آپ بھی ایسی سیاست کریں گے تو آپ کو بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب چیئرمین! اگر اجازت ہو تو۔۔

جناب چیئرمین: بی بی! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جی کسی بھی جگہ پر جب ہماری پارٹی کا کوئی اجتماع ہو یا حکومت سے ہماری کوئی رائے نہیں ملتی تو ہم جس قسم کا بھی کوئی احتجاج کرنا چاہیں یا بات کرنا چاہیں تو اسی وقت یہ قانون نافذ ہو جاتا ہے کہ ہم نے دفعہ 144 لگا دی ہے۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب والا! یہ اپنی پارٹی کو ہر جگہ جلسے جلوس اور ریلیاں نکالنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ discrimination کیوں ہے؟ اس کے علاوہ میں ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ہمیں بتایا جائے کہ عوام اپنی رائے کا اظہار کس پلیٹ فارم سے کریں؟ ریلیاں نہ نکالیں' جلسے نہ کریں' جلوس نہ نکالیں اور اگر یہاں ایوان میں بات کریں تو ٹھک سے مائیک بند کر دیا جاتا ہے کہ جی! یہ اس سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں تو جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس چیز کی وضاحت فرمائیں کہ پھر کیا طریق کار ہے جس سے عوام اپنی شکایات یا grievances حکومت کے نوٹس میں لائیں؟ جب متحدہ کا کوئی جلسہ جلوس ہونا ہو تو کوئی بات نہیں ہے' ان کے اتنے بڑے بڑے جلسے ہو رہے ہیں جن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ حالیہ برف باری اور بارشوں میں یونین کونسل بن کاؤں سانج میں 25/30 مکان زمین بوس ہو گئے تھے۔ یونین کونسل سہر بکہ کاؤں باندی دیول میں کوئی 50 قریب مکان مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گئے اور land slide ابھی بھی چل رہی ہے۔ اس کے علاوہ دیول کے مقام پر کشمیر روڈ پچھلے 25 دن سے دوبارہ بن رہا ہے جس پر کوئی چھوٹی بڑی ٹریفک نہیں چل رہی۔ راجہ بشارت صاحب گاہے بگاہے مری جاتے رہے ہیں انہوں نے وہاں پر کمبل اور آٹا وغیرہ تقسیم کیا۔ حکومت پنجاب نے 10 لاکھ اور 20 لاکھ کی امداد کا اعلان کیا ہے وہ ناکافی ہے اور پچھلے ہفتے جو مکان ختم ہوئے ہیں اس کے لئے یہ کیا اقدامات کرنا چاہتے ہیں؟ میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے میں ہمیں اعتماد میں لیں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کریں اور انہیں کہیں کہ وہاں اور بھی فنڈز دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب پہلے سے announce کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، حکومت نے کافی کام کیا ہے لیکن اور بھی کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ 10 لاکھ روپیہ تو immediatly کھانے پینے کی اشیاء کے لئے دیا گیا تھا لیکن انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں چیف منسٹر صاحب موقع پر جا کر جو مکان مکمل طور پر تباہ ہوئے ہیں ان کے لئے علیحدہ معاوضہ دیں گے، جنہیں جزوی طور پر نقصان پہنچا ہے ان کے لئے علیحدہ معاوضہ دیں گے اور اس دوران اگر کوئی ہلاکت ہوئی ہے تو اس کے لئے علیحدہ معاوضہ دیں گے۔ سی ایم صاحب نے already یہ announce کر دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں یہ تقسیم کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ راجہ صاحب! یہ ایک اور بات ہے میں نے Monday کو ٹی وی پر خبریں دیکھی تھیں اس میں ہماری پنجاب اسمبلی کی کارروائی نہیں دکھائی گئی۔ اگر انہوں نے نہیں دکھائی تو ہم پرائیویٹ چینل کو اجازت دے دیں گے وہ یہاں آ کر ہماری اسمبلی کی coverage کریں۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ پی ٹی وی والوں کو convey کر دیں کہ اگر اسمبلی کی کارروائی پی ٹی وی پر نہیں چلے گی تو پی ٹی وی اندر نہیں آئے گا۔ جیو اور دوسرے چینلز کو ہم اجازت دے دیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین، اب تحریک استحقاق نمبر 60 سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے--- یہ Monday تک pending کی گئی ہے۔ چودھری محمد ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 11۔

تحصیل چیچہ وطنی میں معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ایس۔ایچ۔او تھانہ غازی آباد کا نارواسلوک

چودھری محمد ارشد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سرفراز گیلانی ایس۔ایچ۔او غازی آباد (تحصیل چیچہ وطنی) جب سے

چیچہ وطنی میں تعینات ہوا ہے اس کا رویہ میرے ساتھ انتہائی غلط اور معاندانہ رہا ہے۔ وہ میری سیاسی شہرت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے حتیٰ کہ وہ کوئی بھی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا کہ جس سے میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہو۔ مذکورہ ایس۔ایچ۔او کے رویہ کے خلاف میں ڈی۔پی۔او ساہیوال کی خدمت میں بارہا حاضر ہوا لیکن انہوں نے ہر مرتبہ مجھے یہ کہہ کر تسلی دی کہ میں معاملے کی انکوائری کروں گا' تاحال کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا جبکہ ایس۔ایچ۔او اپنی روش پر قائم ہے۔ اس نے میرے خلاف لوگوں کو اکسانے' میری سیاسی شہرت کو نقصان پہنچانے اور میرے خاندان کو بدنام کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ اس کا روزمرہ کا معمول ہے کہ اگر وہ کوئی منشیات فروش یا کوئی چور پکڑتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ بدمعاش ایم۔پی۔اے کروا رہا ہے اور اسے میرا رشتہ دار قرار دیتا ہے۔ اسے جب میرا ڈی پی او سے ملنے اور اس کے خلاف شکایت کرنے کا علم ہوا تو اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ اگر تم میں ہمت ہے تو میرا تبادلہ کروا کر دیکھ لو۔ مزید برآں علاقے کے لوگوں کے سامنے مذکورہ ایس۔ایچ۔او یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا ایم۔پی۔اے تھانہ میں آ کر میرے پاؤں پکڑتا ہے۔ اس ساری کارروائی کا ثبوت اس کی لکھی ہوئی سات صفحات پر مبنی میرے خلاف فرضی اور من گھڑت کہانی ہے جو اس نے مورخہ یکم مارچ 2005 کو ایس۔پی کو لکھ کر دی ہے اور وہ اسے علاقے کے لوگوں میں بھی تقسیم کر رہا ہے اور وہ مجھے سیاسی طور پر بھی بلیک میل کر رہا ہے۔ ایس۔ایچ۔او مذکورہ کا یہ عمل نہ صرف مجھے اور میرے خاندان کو بدنام کرنے بلکہ اس پورے جمہوری نظام کے خلاف ہے۔ اس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آج سے دو تین دن پہلے معزز رکن نے یہ بات میرے نوٹس میں لائی تھی۔ اس پر آپ کی موجودگی میں ڈی۔پی۔او کو بھی بلایا گیا' معزز رکن بھی موجود تھے اور متعلقہ ایس۔ایچ۔او بھی موجود تھا۔ میں نے جو ریکارڈ

دیکھا ہے اس کے مطابق میں اپنے بھائی سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ ان کی contention بالکل درست ہے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ میں مزید برآں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک استحقاق میں اس کے لئے جو بھی سزا تجویز ہو گی اس کے علاوہ بھی ہم Departmently اس کے خلاف proceed کر رہے ہیں۔ شکریہ جی۔

جناب ولایت شاہ کھگہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' ولایت شاہ صاحب!

جناب ولایت شاہ کھگہ: جناب چیئرمین! ویسے تو میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے فاضل ممبر دوست کی تحریک استحقاق accept کر لی ہے۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن اس سلسلے میں چودھری ارشد صاحب ایس۔پی آفس آئے تو میں وہاں پر موجود تھا۔ یہ بات میری موجودگی میں بھی ہوئی ہے تو انہوں نے جب ڈی۔پی۔او سے شکایت کی کہ آپ کا ایس ایچ او میرے خلاف اتنی غلیظ باتیں اور تحریریں میرے خلاف لکھ رہا ہے تو آپ اس کی انکوائری کروائیں تو میں نے بھی انہیں کہا کہ آپ اس کی انکوائری کرائیں' ہمارے سارے ممبران کے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہے تو اس نے کہا کہ میں بالکل اس کی انکوائری کرواؤں گا۔ میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ایس۔ایچ۔او کا اتنا گناہ نہیں ہے جتنا اس ڈی۔پی۔او کا ہے کہ وہ انکوائری رپورٹ آنے کے باوجود اس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ میں یہاں پر ایک واقعہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں' چودھری ارشد اور لودھی صاحب جب چیف منسٹر صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے آئی۔جی صاحب سے بھی بات کی تو ڈی۔پی۔او نے پوچھا کہ چیف منسٹر کے پاس جا کر کون کون پیش ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ولایت شاہ بھی ساتھ تھا تو اس نے اسی ایس۔ایچ۔او کو اس تھانے سے اٹھا کر میرے تھانے میں لگا دیا۔

جناب چیئرمین: پھر تو یہ آپ کی تحریک استحقاق بھی بنتی ہے۔

جناب ولایت شاہ کھگہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لینا

چاہیے۔ یہ دراصل اس انسپکٹر کا قصور نہیں ہے وہ ڈی۔پی۔او ان سارے معاملات کو الجھا رہا ہے اور وہاں پر ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ تشریف رکھیں اور میرا فیصلہ سن لیں۔ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ یہ کمیٹی سات دن کے اندر فیصلہ کرے گی اور جس ڈی۔پی۔او نے اس ایس۔ایچ او کو آپ کے تھانے میں لگایا ہے اس کو بھی کال کرے گی اور اس کے خلاف بھی فیصلہ دے گی۔ اسمبلی میں ہم یہ بات بتا دیں گے کہ اسمبلی با اختیار ہے۔

تحاریک التوائے کار

وزیر مال کی جانب سے تحاریک التوائے کار نمبر 2004 /938

اور نمبر 2005 /22 کے بارے میں رپورٹیں

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب چیئرمین، اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ 37/05۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس کی دو تحاریک التوائے کار pending چلی آ رہی ہیں۔ ایک میں ریونیو منسٹر صاحب نے رپورٹ پیش کرنی ہے اور یہ موقع ملاحظہ کرنے کے لئے بھی وہاں پر گئے تھے اور غالباً آج ان کے پاس رپورٹ موجود ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر یہ رپورٹ پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین، جی، منسٹر ریونیو!

وزیر مال، جناب چیئرمین! یہ دو تحاریک التوائے کار فیصل آباد کے متعلق تھیں۔ ایک کا نمبر 938/2004 ہے اور دوسری کا نمبر 22/2005 ہے۔ اس پر آرڈر یہ ہوا تھا کہ موقع پر جا کر ساری چیز کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کی جائے کہ جو سرکاری قیمت مقرر کی گئی تھی، وہ ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ اس میں اضافہ کرنا چاہیے یا نہیں کرنا چاہیے؟ اس لئے میں وہاں گیا اور تمام حالات کا جائزہ

لیا اور اب میں وہ رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ یہ رپورٹ ہاؤس میں رکھ دیں۔ جس نے پڑھنی ہے وہ پڑھ لے سوموار کو بحث کرلیں گے۔

وزیر مال، میں یہ دونوں تحاریک التوائے کار نمبر 938/2004 اور 22/2005 کے متعلق رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ان پر سوموار کو بحث ہوگی۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔ میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83/1: کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو' وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جاسکتی ہیں۔ چونکہ مہنگائی پر بحث کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ 99/05 سید احسان اللہ وقاص۔ 106/05 ملک اصغر علی قیصر' انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں' شیخ عزیز اسلم۔ 108/05 جناب ارشد محمود بگو۔ 109/05 محمد اقبال چنڑ۔ 117/05 سید احسان اللہ وقاص۔ 159/05 جناب آفتاب احمد خان' جناب سمیع اللہ خان اور ڈاکٹر اسد معظم کی ہیں۔ جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار جس کا نمبر 21 ہے۔ وہ پچھلے اجلاس سے pending تھی۔ اس دن یہ پیش ہوئی تھی تو اس کا جواب آج کے لئے pending تھا۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر مال!

وزیر مال، یہ تحریک کالونیز ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئرمین، یہ سوموار تک pending کر دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک تین ماہ پہلے پیش ہوئی تھی۔ تین ماہ بعد اس دن انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ 37 پر آجائیں جو S&G.A.D کے خلاف ہے۔

ادارہ بہبود فنڈ حکومت پنجاب کی جانب سے بیو گان کو ماہانہ امداد دینے میں پس و پیش

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو سرکاری ملازمین انتقال کر جاتے ہیں تو ان کی بیو گان کو ادارہ بہبود فنڈ حکومت پنجاب کی جانب سے benovelent fund سے ماہانہ امداد ملتی ہے لیکن پچھلے گیارہ ماہ سے مسلسل بیو گان کو ماہانہ امداد نہیں مل رہی جس کے بارے میں متاثر بیو گان نے متعدد مرتبہ افسران بالا سے رجوع کیا لیکن ان کو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کی ماہانہ امداد متعلقہ بنک کی برانچ میں بھیج دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ جب متعلقہ بنک سے رابطہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہبود فنڈ نے آپ کی امداد جاری نہیں کی۔ صحیح صورتحال کوئی نہیں بتاتا کہ حقیقت کیا ہے؟ کہ بیو گان کو ماہانہ امداد ہر ماہ کیوں نہیں دی جا رہی جبکہ بیو گان کی فیملی کے لئے پنشن انتہائی کم ہے اور اوپر سے یہ امداد بھی عرصہ دراز کے بعد ملتی ہے جس کے باعث ان کی دال روٹی کا چلانا مشکل ہو گیا ہے اس مسئلے کو اخبارات نے بھی متعدد مرتبہ شائع کیا لیکن متعلقہ محکمے کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ خاص طور پر ڈی۔سی۔او اوکاڑہ کے پاس جو بھی فنڈ جاتے ہیں وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اپنے پاس روکے رکھتا ہے اور بیو گان کو ان کی امداد کئی ماہ تک نہیں دیتا ہے۔ جس کے باعث ان کی عیدین کی خوشیاں چھن گئی۔ لیکن بیو گان کو نہ تو سابقہ واجبات ملے ہیں اور نہ ہی جنوری کے۔ یہ معاملہ دن بدن سنگین صورت حال اختیار کرتا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جس کی طرف ہمارے فاضل دوست نے حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس پر حکومت نہ کوئی کوتاہی کر رہی ہے اور نہ ہی ایسا کر سکتی ہے۔ جو بھی سرکاری ملازمین انتقال کر جاتے ہیں تو ان کی بیو گان اور دیگر مستحق فرد، کنبہ کو حسب

قانون بینوولنیٹ فنڈ سے ماہانہ امداد ملتی ہے اور ہر بیوہ کی طرف سے چھ ماہ بعد no marriage certificate پیش کرنا ہوتا ہے جو بنک کو فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس پر ہم ماہانہ امداد دے دیتے ہیں۔ نیشنل بنک آف پاکستان سول سیکرٹریٹ برانچ لاہور کی طرف سے تمام اہل بیوگان گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ کو ماہانہ امداد کی ادائیگی باقاعدہ کی جارہی ہے۔ اس ضمن میں کوئی شکایت بہبود فنڈ بورڈ کو موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! نیشنل بنک آف پاکستان سول سیکرٹریٹ برانچ مستحق بیوگان کو ماہانہ امداد بہبود فنڈ منظوری کے بعد باقاعدگی سے ریلیز کر رہے ہیں۔ بنک اکاؤنٹس بیلنس کا متواتر جائزہ لیا جاتا ہے۔ بنک کو فنڈ بھی ریلیز کئے جاتے ہیں اور باقاعدگی سے بیوگان کو حسب قانون ماہانہ امداد بھی دی جاتی ہے۔ اگر کوئی بیوہ no marriage certificate ہر چھ ماہ بعد بنک کو فراہم نہ کرے تو اس کی امداد رک جاتی ہے اور بیوہ کی طرف سے صوبائی بہبود فنڈ کو درخواست دینے پر حسب قانون دوبارہ بحال کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے گیارہ ماہ سے مسلسل بیوگان کو ماہانہ امداد نہ ملنے کی بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے اور صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کی منظوری سے 1-1-2004 سے 31-12-2004 تک نیشنل بنک آف پاکستان سول سیکرٹریٹ برانچ لاہور کو بیوگان ماہانہ امداد کے لئے مبلغ 23 کروڑ روپے ریلیز کئے گئے ہیں۔ اس لئے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ پچھلے گیارہ ماہ سے بیوگان کو امداد نہیں ملی۔ 1-1-2005 سے 26-3-2005 تک مزید پانچ کروڑ روپے ریلیز کئے گئے ہیں۔ جہاں تک اوکاڑہ کا تعلق ہے تو D.C.O جو بہبود فنڈ بورڈ کا چیئرمین ہوتا ہے اس کو اوکاڑہ میں بیوگان اور دیگر سرکاری ملازمین کو مختلف گرانٹس کی ادائیگی کرنے کے لئے 2004 میں دیئے گئے فنڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلعی بہبود فنڈ بورڈ اوکاڑہ کے پاس 1-1-2004 کو موجودہ رقم -/28لاکھ 3ہزار 325 روپے ادا کی گئی۔ پہلی اور دوسری قسط مارچ 2004 میں 23 لاکھ روپے کی اور تیسری اور چوتھی قسط جولائی میں 50 ہزار کی گئی اور اضافہ رقم اکتوبر 2004 کو دوران رمضان المبارک 25 لاکھ روپے دی گئی اور ضلعی بہبود فنڈ بورڈ اوکاڑہ کے پاس دوران سال 2004 کا کل فنڈ ایک کروڑ 26 لاکھ

13 ہزار ہے اور ڈی۔سی۔او چیئرمین ضلع بہبود فنڈ اوکاڑہ کی طرف سے آمدہ رپورٹ مورخہ 7-1-2005 کے مطابق عیدالفطر کے موقع پر ضلعی بورڈ اوکاڑہ کے پاس موجود فنڈ میں سے دس لاکھ روپے خاص طور پر ماہانہ امداد کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ ڈی۔سی۔او اوکاڑہ کے مطابق ایک معزز ایم۔پی۔اے صاحب نے شکایت کی تھی۔ وہ حقیقت پر مبنی نہیں تھی اور جونہی صوبائی بہبود فنڈ کو فنڈ موصول ہوتا ہے وہ متعلقہ بنک اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔ جس میں beneficiaries کو بذریعہ بنک اکاؤنٹ ماہانہ امداد حسب قانون دی جاتی ہے۔ ڈی سی او اوکاڑہ کی رپورٹ کے مطابق ضلع بورڈ اوکاڑہ کو ملنے والے فنڈز میں سے 73 لاکھ 66 ہزار 375 روپے ماہانہ امداد کی ادائیگی کی گئی ہے اور باقی فنڈ میں سے marriage grant, funeral grant اور بچوں کو تعلیمی وظائف کی ادائیگی مستحق سرکاری ملازمین کی کر دی گئی ہے۔ یہ کہ ضلعی بورڈ اوکاڑہ کی پانچ میٹنگز ہوئیں جن میں مختلف بہبود فنڈ کی گرانٹ کی منظوری دی گئی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بھی اگر میرے فاضل دوست کو کسی particular case میں اوکاڑہ یا پورے پنجاب میں کہیں بھی کوئی شکایت ہو تو وہ مجھے فرمائیں۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اگر بیوہ کا حق اس کو نہیں دلاتا تو پھر ہماری حکومت نے اور کیا کرنا ہے۔ یہ تو فرض اولین ہے کہ بیوہ کا حق اس کو بروقت دلوایا جائے۔ میں اپنے فاضل دوست کو پوری یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس میں انشاء اللہ کوئی کوتاہی نہ برداشت کی جائے گی اور نہ ہم کوئی کوتاہی برداشت کرتے ہیں۔ اگر کوئی particular case ان کے نوٹس میں ہو تو ہم اس کو expedite کروا کر باقاعدہ ادائیگی کروائیں گے۔

جناب چیئرمین، محترمہ عابدہ بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب چیئرمین! ابھی وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ ان کو بتایا جائے۔ وہ تمام خواتین جن کا بیوگان میں نام شامل ہوتا ہے، جو امداد کی مستحق ہیں، اگر میں ان کو وہ لسٹ دے دوں تو کیا اس پر عملدرآمد ہوگا؟ زبانی کلامی باتیں تو بہت ہو جاتی ہیں۔ کہاں مال آتا ہے،

کہاں جاتا ہے؟ کیا ان کے پاس ریکارڈ ہے؟ ان خواتین کے یہ مجھے نام دیں میں ان کو ثابت کروں گی کہ ان کو بہبود فنڈ سے کچھ نہیں مل رہا ہے۔

وزیر خوراک، بات یہ ہے کہ سوال گندم جواب چنے والی بات ہے۔ میں بات بینوولینٹ فنڈ کے بارے میں کر رہا ہوں۔ محترمہ زکوٰۃ عشر کے بارے میں بات کر رہی ہیں اس سلسلے میں انہیں میرے فاضل دوست خادم حسین ونو صاحب سے رابطہ کرنا پڑے گا' میں تو اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین، محترمہ! جس سے متعلقہ ہے وہی بات کریں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ جن کا یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم انہیں فنڈ دے رہے ہیں۔ مزید میں ان کی لسٹ آپ کو لا دوں کہ ان لوگوں کو مل رہے ہیں یا نہیں؟.....

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ لسٹ فراہم کر دیں وہ کریں گے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' رانا قاسم نون صاحب! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ مارکیٹنگ کمیٹی کے چیئرمین کب بنا رہے ہیں' کوئی نوٹیفکیشن کر رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب چیئرمین! بالکل کر رہے ہیں۔ یہ زکوٰۃ و عشر کا معاملہ ہے جو کہ محترم ونو صاحب سے متعلقہ ہے۔ وہ کھڑے ہو کر محترمہ کو جواب دیں گے۔ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، محترمہ! پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کاپی فراہم کریں وہ کام کریں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید، میں کہتی ہوں کہ یہ جواب دیں۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب طلبی کی جا سکتی ہے تو آپ سب کس باغ کی مولی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء، جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے بڑی تفصیل اور وضاحت سے بات کی ہے۔ میں ان کی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی۔ مگر بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ آپ بجا فرما رہے ہیں کہ بیوگان کا آپ خیال رکھتے ہیں مگر بہت تاخیر سے۔ اگر بیوہ death certificate بھی مہیا کر دیتی ہے تو آپ یقین کریں کہ 99 فیصد خواتین سال سال دفتروں کے دھکے کھاتی رہتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ انہیں اپنی پنشن تک پہنچنے کے لئے عرصہ لگ جاتا ہے۔ اس لمبے طویل عرصے تک ان کی فیملی، ان کے بچے یعنی ان کا خاندان اتنا متاثر ہوتا ہے کہ وہ کسمپرسی کی حالت تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپ کا دفتر کہتا ہے کہ بی بی! وہاں جاؤ، دوسرے کہتے ہیں کہ بی بی! وہاں جاؤ۔ جب وہاں جاتے ہیں تو آگے سے کہتے ہیں کہ وہاں جاؤ۔ یہ ان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ وزیر اعلیٰ صاحب تک تو کوئی پہنچ نہیں سکتا مگر آپ کا محکمہ جس بے دردی سے ان خواتین کے ساتھ سلوک کرتا ہے میں اس کی عینی شاہد ہوں کیونکہ میں اس کی president ہوں اور خواتین میرے پاس آ کر روتی ہیں کہ محترمہ! ہماری کوئی سفارش کریں، ہمیں پنشن نہیں مل رہی ہے۔ حالانکہ یہ ان کا اپنا حق ہے یہ نہیں کہ آپ نے ان کو کوئی خیرات دینی ہوتی ہے۔ وہ اپنے حق کے لئے بھی در بدر کی ٹھوکریں کھاتی رہتی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ یہاں سے ہماری کارکردگی کا اندازہ لگائیں کہ جب ہم اسمبلی کے ممبران ان کو کوئی سوال بھیجتے ہیں تو ان کا جواب آنے میں دو دو سال کا عرصہ ملتا ہے اس کے باوجود آپ ہماری تسلی نہیں کرواتے، کوئی satisfied answer نہیں دیتے۔ وہاں آپ کی کارکردگی کیا ہو گی جہاں بے سہارا عورتیں دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ میری ہر وزیر سے یہ درخواست ہے کہ براہ مہربانی اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو تنبیہ کریں۔ خدارا! ان مظلوم، مجبور، محکوم عورتوں کے ساتھ یہ سلوک روا نہ رکھا جائے کہ وہ دو دو سال تک آپ کے دفتروں کے چکر لگاتے ہوئے دھکے کھاتی پھریں۔

جناب چیئرمین، محترمہ! تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک : جناب چیئرمین! میں نے on the floor of the House بڑی کھلی آفر دی ہے کہ اگر کوئی کیسز ان کے ذہن میں ہوں یا ان کو کسی نے اطلاع دی ہو تو میں عرض کر رہا ہوں کہ محترمہ ان کے متعلق مجھے آگاہ کریں میں ان کو expedite کروا دوں گا۔ میں on the floor of the House سٹیٹمنٹ دے رہا ہوں اور میں نے راناصاحب کو تسلی کروانے کے لئے پورا جواب بھی دیا ہے۔ ہم تو تسلی کی کوشش کر سکتے ہیں اب تسلی ہونا یا نہ ہونا تو میرے بس میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : چودھری صاحب! آپ' وزیر زکوٰۃ اور وزیر بیت المال سب کے لئے لازم ہے کہ عشر او زکوٰۃ غریبوں کے پیسے ہیں' اس میں حکومت اور اپوزیشن کا خیال نہ کیا کریں۔ سب کو برابر دیا کریں۔ جو بھی کیس ہیں ان کو برابری پر طے کیا کریں۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 53/05 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے جو C&W سے متعلقہ ہے۔

سمال انڈسٹریز بہاول پور کے قریب اوور ہیڈ برج کی تعمیر میں تاخیر

ڈاکٹر سید وسیم اختر : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور شہر سے متصل ریلوے مین لائن پر دو جگہ پھاٹک ہیں۔ یہ پھاٹک ٹرینوں کی آمد و رفت کی وجہ سے چوبیس گھنٹے میں سے اوسطاً آٹھ گھنٹے بند رہتے ہیں۔ اس سے طلبہ' دفاتر میں کام کرنے والے افسر اور اہلکار' عوام اور بالخصوص مریض بہت پریشان ہوتے ہیں۔ سمال انڈسٹریز بہاولپور کے قریب والے پھاٹک پر تو اوور ہیڈ برج کی تعمیر کا اعلان گورنر پنجاب جناب خالد مقبول صاحب اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی صاحب کر چکے ہیں لیکن تاحال کوئی مثبت پیش رفت نظر نہیں آئی۔ عوام اس صورتحال سے بہت پریشان ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، جی، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو!

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب چیئرمین! منسٹر سی اینڈ ڈبلیو تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس کو Monday تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک 56/05 رانا ثناء اللہ خان کی ہے جو ایجوکیشن سے متعلق ہے۔

فیصل آباد کے طلباو طالبات کا مستقبل تاریک ہونے کا احتمال

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیربحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ متوسط طبقہ سے متعلقہ طلباء کے معیاری تعلیم کے حصول کے لئے ڈویژن کی سطح پر ڈویژنل پبلک سکولز کا (DPS's) کا قیام عمل میں آیا۔ ان سکولز کو سرکاری اراضی اور فنڈز فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بطور Autonomous Bodies چلانے کا اہتمام کیا (بورڈ کے ممبران کی نامزدگی حکومت اور سربراہی پہلے ڈویژنل کمشنر اب D.C.O's کے پاس ہے۔)

فیصل آباد میں یہ ادارہ شہر کے وسط میں اربوں روپے مالیت کی سرکاری اراضی پر قائم ہے۔ جبکہ سرکاری فنڈز کے علاوہ کروڑوں روپے کے فنڈز طلباء سے حاصل کردہ ہیں(جو طالب علم سے بوقت داخلہ بلڈنگ فنڈ وصول کیا جاتا ہے) لیکن یہ اربوں روپے کی investment جس اعلیٰ مقصد کے لئے حکومت اور عوام نے کی ہے صرف چند افراد کی نذر ہو کر رہ گئی ہے بورڈ آف مینجمنٹ ' چند جی حضوری ٹاپ ریٹائرڈ افراد پر مشتمل ہے جو عرصہ دراز سے ممبر نامزد ہوتے آ رہے ہیں۔ حال ہی میں ادارہ مذکور کے مختلف شعبوں کے ہیڈز ' پرنسپل ' تدریسی عملہ نااہل (inefficient) غیر معیاری قابلیت ' سفارشی مختلف منظور نظر و انتخاب نظر خواتین و حضرات سے بھرا ہوا ہے اور ہر تقرری کے پس منظر میں معیار' اہلیت اور قابلیت کی بجائے ناگفتہ بہ اہلیت ہے فنڈز کا کوئی Audit نہیں منفی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں پر بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے۔ جن کا

تعلق تعلیم یا طلباء و طالبات کے مستقبل سے نہیں بلکہ ادارہ پر قابض مافیا کے رنگین حال اور خوشحال مستقبل سے ہے اس سے نہ صرف اربوں روپے کے سرکاری سرمایہ جو حکومت کے معیاری تعلیم کی فراہمی کے لئے تھا کا زیاں ہو رہا ہے بلکہ ہزاروں طلباء و طالبات کا مستقبل بھی تاریک ہونے کا احتمال ہے یہ افسوسناک صورتحال نہ صرف حکومت کی فوری مداخلت کی متقاضی ہے بلکہ اس کی اصلاح کے لئے بہتر تجاویز کے حصول کے لئے اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے کیونکہ اس سے صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم اور فیصل آباد کے عوام میں بالخصوص بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں اس کو pending کرلیں؟

رانا ثناء اللہ خان: پھر اس کو Monday کی بجائے Tuesday تک کرلیں۔ کیونکہ Monday کو پہلے ہی دو تحاریک pending ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے جو صحت سے متعلقہ ہے۔ وزیر تعلیم تشریف لے آئے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ سے متعلقہ ایک تحریک التوائے کار ہے اسے منگل تک pending کرلیں۔ کیا آپ کے پاس جواب ہے؟

وزیر تعلیم: جی۔

جناب چیئرمین: جی' وزیر تعلیم! جواب دیں۔

وزیر تعلیم: شکریہ جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار D.P.S فیصل آباد کے متعلق محترم جناب رانا ثناء اللہ صاحب نے پیش کی ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ سے جواب منگوایا ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اسے پڑھ دوں تاکہ mover کی بھی تھوڑی سی تسلی ہو جائے۔ جناب سپیکر! ڈویژنل پبلک سکول فیصل آباد ایک خودمختار تعلیمی ادارہ ہے جس کا انتظام خودمختار بورڈ آف گورنرز چلاتا ہے۔ یہ ادارہ فیس اور پبلک عطیات کی آمدنی پر چلتا ہے۔ ڈی۔پی۔ایس فیصل آباد میں کل 2946 طالب علم پریپ کلاس سے دسویں کلاس تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جس کی تفصیل حسب

ذیل ہے۔ جونیئر سیکشن 975، گرلز سیکشن 798، سینئر سیکشن 1206 اور غلام محمد آباد برانچ 107 ہے۔ ان سیکشنز میں طلباء کا داخلہ استحقاق کی بنیاد پر ٹیسٹ لے کر کیا جاتا ہے۔ یہ سکول اپنے تعلیمی ماحول اور محل وقوع کی وجہ سے شہر کے سکولوں میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فیصل آباد میں گردونواح کے لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچوں کو اس سکول میں داخلہ ملے ممبران بورڈ آف گورنرز ڈویژنل پبلک سکول فیصل آباد کی فہرست میں شامل ہے۔ڈی پی ایس فیصل آباد کے لئے اساتذہ کا انتخاب بڑی جانچ پڑتال کے بعد کیا جاتا ہے۔ تدریسی تجربے کے علاوہ متعلقہ مضمون میں ماسٹر ڈگری اور بی۔اے کی تعلیم کے حامل اساتذہ کو ایک سلیکشن کمیٹی کی سفارشات پر منتخب کیا جاتا ہے۔ ہر سال اس ادارے کی آمدن اور خرچ کے حسابات کا آڈٹ کروایا جاتا ہے۔ قبل ازیں محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ والے یہ فرض انجام دیتے تھے۔ سال 2003 میں میسرز زاہد احمد جمیل چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نے آڈٹ کیا جبکہ 2004 میں اویس حیدر نعمان رضوانی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نے اس سکول کا آڈٹ کیا۔ آڈٹ رپورٹس میں اٹھائے گئے اعتراضات حسب ضابطہ رفع کیے جاتے ہیں۔ بورڈ آف گورنرز کی طرف سے تشکیل کردہ مالیاتی اور بجٹ کمیٹی سالانہ بجٹ کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات کے ساتھ بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ میں منظوری کے لئے پیش کرتی ہے جسے بورڈ آف گورنرز ضروری غور وخوض کے بعد منظور کرتا ہے۔ کچھ عرصے سے انتظامی اور مالیاتی امور کے بارے میں اساتذہ اور طلباء کے والدین کی طرف سے شکایات موصول ہو رہی تھیں جن میں ریکٹر، ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریسز کے خلاف سنگین نوعیت کے الزامات لگائے تھے الزامات کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بورڈ آف گورنرز ڈویژنل پبلک سکول اور ڈویژنل ماڈل کالج کے مشترکہ سپیشل اجلاس میں غور کیا گیا۔ اس سلسلے میں ریکٹر کی پوسٹ کا معاملہ بھی زیر بحث آیا۔ بورڈ آف گورنرز کے مشترکہ اجلاس میں اصولی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ سکول کے بہتر نظم و ضبط اور مفاد کے لئے اس پوسٹ کو ختم کر دیا جائے اس فیصلے پر عملدرآمد ضروری انتظامات کے بعد عمل میں لایا جائے گا۔ اسی اجلاس میں ای۔ڈی۔او فنانس اینڈ پلاننگ کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں ای۔ڈی۔او ایجوکیشن، ای۔ڈی۔او ورکس اینڈ سروسز اور مسٹر عمر نذر شاہ ممبران شامل ہیں۔ کمیٹی کو اساتذہ اور طلبہ کے والدین کی طرف سے موصول ہونے والی

شکایات کی تحقیقات کا کام سونپا گیا ہے کمیٹی نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور ان کی رپورٹ آنے پر دونوں بورڈز آف گورنرز کے مشترکہ اجلاس میں تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات پر غور و خوض کے بعد قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جانے گی اس بارے میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مالیاتی امور میں بے ضابطگیوں کی شکایت پر ڈائریکٹر لوکل فنڈ کو ہدایات کی گئیں ہیں کہ ڈی۔پی۔ایس سکول اور ڈویژنل ماڈل کالج کے سابقہ تین مالی سالوں کی آمدن اور اخراجات کا سپیشل آڈٹ کروائیں۔ ان کی آڈٹ رپورٹ آنے پرحسب ضابطہ قصورواران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جانے گی۔ سپیشل آڈٹ شروع ہو چکا ہے اس کی رپورٹس دو ہفتے میں متوقع ہیں۔

جناب سپیکر! mover نے جن چیزوں کی نشاندہی کروائی ہے ان کے بارے میں محکمے نے ایک رپورٹ فیصل آباد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے منگوائی ہے۔ اگر آپ ایک منٹ اجازت دیں تو میں بورڈ کے ممبران کے نام پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، بورڈ کے ممبران میں ہمارا کوئی نمائندہ ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ جو کمیٹی بنی ہے وہ کن پر مشتمل ہے۔ یہ ان کی اپنی کمیٹی ہے اس میں کوئی منتخب نمائندہ شامل نہیں کیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ وزیر صاحب ان باتوں کو جھٹلا نہیں سکے وہ جو کہہ رہے ہیں کہ ماں باپ کی طرف سے سنگین نوعیت کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ سنگین نوعیت کی شکایت کا آپ اندازہ کریں کہ ایک ایسا سکول جس میں متوسط طبقے کے ہزاروں بچے پڑھتے ہیں اور وہاں پر سنگین قسم کی شکایات ماں باپ کی طرف سے کی جاتی رہیں اور ان پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا میری اس adjournment motion کو پیش کرنے کے بعد یہ سارا عمل شروع ہوا کہ ان سنگین نوعیت کی شکایات پر نوٹس لیا گیا۔ مالی بے ضابطگیوں کے حوالے سے رپورٹ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے، سنگین نوعیت کی شکایات کو بھی تسلیم کیا گیا اور ریکٹر ڈی۔پی۔ایس، ڈی۔ایم۔سی کا انچارج ہے۔ اب یہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم اس کو فارغ کریں گے۔ اس کے خلاف جو مالی بے ضابطگیاں prove ہوئی ہیں وہاں پر اس قسم کے معاملات ہونے

ہیں کہ پانچ لاکھ روپے ایک گراؤنڈ کو لیول کرنے کے لئے دے دیا گیا پھر اسی گراؤنڈ پر دوبارہ بھرتی ڈلوانے کے لیے پانچ لاکھ پھر خرچ کر دیا گیا۔ اس قسم کی ناجوازیاں دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ یہ سارا کچھ خود ہی آپس میں کیے جا رہے ہیں میں وزیرتعلیم کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں on the floor of the House پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس سکول کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران میں سے کسی ایک ممبر کا بچہ پڑھتا ہو تو یہ جو سزا مجھے دیں میں تیار ہوں۔ ایسے لوگوں کا بورڈ آف گورنر بنایا گیا ہے کہ جس کا اس سکول سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ڈی۔ سی۔او اس بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین ہے اور وہ گورنمنٹ کا آدمی ہے اس لئے میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ وزیر تعلیم بے شک اپنی سربراہی میں' پارلیمانی سیکرٹری کی سربراہی میں اس ہاؤس میں سے ایک کمیٹی بنائیں کہ یہ جو پنڈورا بکس کھلا ہوا ہے اس کو بند کروائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اسے جا کر چیک کریں گے لیکن کم از کم ان پر یہ نظر ہو کہ وہ ان ساری چیزوں کو غائب نہ کر دیں۔ یہ رپورٹ آئی ہے اس کے پیش نظر یہ بڑا prestigious ادارہ ہے' اس کی اربوں روپے کی پراپرٹی ہے' کروڑوں روپے کے فنڈز ہیں اور پورے فیصل آباد کے خاندانوں کا مستقبل اس ادارے سے وابستہ ہے اس لئے میں ان سے کہوں گا کہ اس معاملہ کو serious لیں اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان معاملات کو monitor کرے اور ان کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔ یہ محکمہ تعلیم کی اور اس ایوان کی ذمہ داری ہے۔

جناب چیئرمین: جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! کمیٹی بنانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے کمیٹیاں بہتری کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے یہ بتانا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: بورڈ آف گورنرز حکومت مقرر کرتی ہے یا کون مقرر کرتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ autonomous body ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن کروڑوں کی پراپرٹی تو حکومت پنجاب کی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جو بات آپ اور راناصاحب فرمارہے ہیں میں اسی طرف آرہا ہوں۔ میں اسی کی تائید میں بات آگے بڑھا رہا ہوں لیکن آپ کو تھوڑا سا لیگل پوائنٹ آف ویو بتانا بھی ضروری ہے۔ اس کا ٹوٹل انتظام' اس کا بندوبست' اس کی ایڈمنسٹریشن وغیرہ ضلعی حکومت کرتی ہے۔ صوبائی حکومت نے آج تک ایک دمڑی بھی اس ادارے کو نہیں دی۔ بلکہ جتنے بھی ڈویژنل پبلک سکولز ہیں یہ autonomous ادارے ہیں۔ اب آپ اگر مجھ سے پوچھیں کہ اس کا کیا قانون ہے یا محکمہ اس کو کس طرح سے لیتا ہے؟ جیسا کہ ایک ایشو تحریک التوائے کار کے ذریعے highlight ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ہم صرف ڈی۔سی۔او یا ضلع ناظم سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہاں کے یہ معاملات خراب ہیں اور آپ ہمیں اس کی رپورٹ دیں۔ وہ Internal Audit کرواتے ہیں یا کوئی کمیٹی بناتے ہیں تو اس کی رپورٹ ہمیں پیش کر سکتے ہیں۔ نہ ہم وہاں پر Rector لگاتے ہیں' نہ ہم وہاں پر کوئی ٹیچر لگاتے ہیں نہ ہی ہم کسی ٹیچر کی ٹرانسفر کرتے ہیں۔ ہمارا as such direct کنٹرول نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ ایک پبلک منی ہے اور یہ پبلک کا ادارہ ہے جو کہ ضلعی حکومت چلاتی ہے صوبائی حکومت کو اتنا حق ضرور ہونا چاہیے کہ ہم اس cognizance لیں۔ یہ اسی زمرے میں آتا ہے کہ جس کے تحت ہم پرائیویٹ سکول سیکٹر کو لیتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کی ہدایات کے بعد ہم نے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی تھی جو کہ پرائیویٹ سیکٹر law کے بارے میں قانون بنانا چاہتی ہے۔ یہ سکول بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں اور معزز محرک کی تسلی اس کے ساتھ ہاؤس کی consensus بھی شامل ہو تو ہم نے جو کمیٹی بنائی ہے جس کے یہ بھی ممبر ہیں اور ہاؤس سے ہمارے nominated ممبر ہیں۔ اگر اس معاملے کو وہاں put کر دیا جائے اور وہاں ایک سب کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس معاملے کو thrash out کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین، اس کمیٹی نے ابھی تک کوئی کام کیا ہے یا کوئی میٹنگز وغیرہ کی ہیں یا اس نے کوئی رپورٹ تیار کی ہے؟

وزیر تعلیم، جناب چیئرمین ! کمیٹی نے تو قانون بنانا ہے۔ کمیٹی اس سیشن میں میٹنگ کرنے والی ہے۔ ان سے ہماری تین چار کارسپانڈنٹس ہوئی ہیں لیکن کوئی بڑی میٹنگ ابھی تک منعقد نہیں ہوئی۔ سو آج کل اس میٹنگ کو ہم convene کر رہے ہیں جو کہ پرائیویٹ سیکٹر لاء کی کمیٹی کو presentation دے گی اور پھر ہم لاء کی بات کریں گے لیکن یہ تحریک التوائے کار جو فیصل آباد کے ڈی۔ پی۔ ایس سے متعلق ہے in general اپنا point of view بتایا اور particularly اس تحریک التوائے کار کو deal کرنے کے لئے اگر آپ مجھ سے اتفاق کریں اور محرک کی تسلی ہو تو ہم اس matter کو اس کمیٹی میں رکھ دیتے ہیں تا کہ اسے وہاں پر thrash out کرلیں کہ اگر کوئی کسی کے خلاف کارروائی کرنی ہے یا کوئی irregularity ہوئی ہے تو اس کارروائی کی رپورٹ کمیٹی کے سامنے آجائے گی تو پھر ہم کوئی ایکشن لے لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! وہاں پر جو ہوا وہ تو اس رپورٹ سے بھی سامنے آ گیا اور میں وزیر تعلیم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ جس کمیٹی کی بات انہوں نے کی ہے وہ محکمانہ کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی نے رپورٹ وزیر کو پیش کرنی ہے جبکہ تحریک التوائے کار کے تحت چیئر under rule 74 کسی بھی معاملے کو، کسی بھی کمیٹی کو ریفر کرسکتی ہے اور وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش ہو اور جب ایوان میں پیش ہو گی تو ____

جناب چیئرمین، وزیر تعلیم صاحب! کیا کہتے ہیں کہ کمیٹی بنا دی جائے؟ آپ کی رائے ہے کہ کمیٹی بنی چاہئے تو بنا دیتے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب نے ایک معاملہ adjournment Motion کے ذریعے highlight کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ وہاں پر irregularity ہو رہی ہے۔ وہاں پر کیا حقائق ہیں؟ تو یہ جب رپورٹ آئے گی اور ان کا انٹرنل آڈٹ آئے گا تو پھر ہی میں کچھ پیش کرسکتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں اور آپ مناسب سمجھیں تو میں اور mover ہم دونوں مل کر اس معاملے کو take up کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ میں اور mover دونوں اس معاملے کو دیکھ لیتے ہیں تو کمیٹی کے ممبران کی تعداد پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہم اسے دیکھ لیتے ہیں لیکن کم از کم اس کمیٹی میں فیصل آباد سے ایک ممبر اپوزیشن اور ایک ممبر حکومتی بنچز سے ہوں، جنہیں اس کمیٹی میں شامل کر دیں اور دو کی بجائے ہم چار آدمیوں پر مشتمل کمیٹی معاملات دیکھ لے تو میرا خیال ہے کہ معاملہ زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب چیئرمین! رانا صاحب نے جو مسئلہ تحریک التوائے کار کے ذریعے اٹھایا ہے تو فیصل آباد کے جس سکول کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں پر جو باتیں کی گئیں وہ بالکل حقائق پر مبنی ہیں اور پورا فیصل آباد اس پر سراپا احتجاج ہے اور یہ سکول میرے حلقہ سول لائن میں واقع ہے۔ میری گزارش ہے.....

جناب چیئرمین، وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ ہم ہاؤس کی کمیٹی بنا دیتے ہیں جو اس کے معاملات کو دیکھے گی۔ وزیرتعلیم کی سربراہی میں مشورے سے کمیٹی کا اعلان ہم کر دیں گے۔ سپیکر صاحب سے پوچھنا ہے کہ ان کا بھی کوئی ممبر ہونا چاہئے تو سپیکر صاحب سے مشورے کے بعد اگلے اجلاس میں کمیٹی رپورٹ پیش کر دے گی۔

سرکاری کارروائی

صوبائی محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2002-03 پر بحث

جناب چیئرمین، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم صوبائی محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت 2002-03 پر بحث ہے تو میں انچارج وزیر ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی چودھری محمد اقبال کو دعوت دیتا ہوں کہ

وہ رپورٹ کے نمایاں پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے بحث کا آغاز کریں۔ تاہم جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کے "خبریں" اخبار میں پہلے صفحہ پر یہ خبر ہے کہ وزیر اعظم نے تعلیم' صحت اور ترقی نسواں سمیت مختلف شعبوں میں حکومت پنجاب' وزیر اعلیٰ پنجاب جناب پرویز الہیٰ کی کامیابیوں کو سراہا ہے اور ساتھ ہی 30 مارچ کی ایک خبر ہے کہ حکومت خواتین کو زندگی کے ہر شعبہ میں آگے بڑھنے کا موقع دے گی۔ جناب چیئرمین! نیچے خبر یہ ہے کہ سروسز ہسپتال میں گائنی کی تین خاتون پروفیسرز کو ہٹا کر مرد تعینات کر دیئے گئے۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ خبر درست ہے؟ اگر یہ خبر درست ہے تو کب تک عوام کو بے وقوف بنایا جائے گا حالانکہ گائنی خاص طور پر صحت کے شعبے میں ہمارے ملک میں خواتین بہت قابل ڈاکٹرز ہیں تو ایسی ناانصافی کیوں ہوتی ہے؟ ہمارے بہاول پور میں بھی لودھی صاحب جو گائناکالوجسٹ تھے کو وہاں پر بھیجا گیا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ دور کا علاقہ ہے۔ اس لئے انہوں نے خود انکار کر دیا۔ جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اگر یہ خبر درست ہے تو بتائیں یا اس کی تردید کریں اگر یہ درست نہیں ہے تو پھر بتائیں کہ خواتین کو ایک طرف نمائندگی دی جا رہی ہے اور دوسری طرف خواتین کا حق چھینا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! جی' وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! میں چیک کر لیتا ہوں کہ یہ خبر درست ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: آپ پتا کر کے پیر تک بتا دیں۔ شکریہ۔ چودھری اقبال وزیر خدمات و انتظام عمومی رپورٹ پیش کریں۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! مجھے آپ نے صوبائی محتسب کے بارے

میں چند ایک گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ دراصل میں بڑا مختصراً صوبائی محتسب کے ادارے کے بارے میں briefly اپنے فاضل ممبران کو بتاؤں گا۔ جناب چیئرمین! یہ ادارہ آرڈیننس 1996 کے تحت 30۔ ستمبر 1996 کو قائم کیا گیا اور اس میں بعد ازاں Punjab Office of the Ombudsman Act 10 مجریہ 1997 کا نفاذ 30۔ جون 1997 سے ہوا۔ اب یہ ادارہ اس ایکٹ کے تحت اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور اس قیام پذیر ہونے سے اب تک عبدالرشید خان چوتھے چیئرمین ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں اس ادارے کے اغراض و مقاصد مختصراً بیان کر دوں کہ یہ ادارہ کام کرتا کیا ہے۔ اس ادارے کا پہلا کام عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا کہ اگر کسی شخص کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو یہ ادارہ اسے ریلیف دینے کے لئے معرض وجود میں آیا۔ اس کا دوسرا کام رولز آف لاء کو انشور کرنا یعنی قانون کی حکمرانی قائم کرنا۔ تیسرا کام اگر کسی بدانتظامی کی وجہ سے کسی شخص سے کوئی ناانصافی ہوتی ہے تو اس کی تشخیص کرنا اس کو انویسٹی گیٹ کرنا اور اس کا مداوا کر کے اس کی اصلاح کرنا۔ چوتھا کام یہ ہے کہ بدعنوانی کا تدارک کرنا یعنی جہاں پر بدعنوانی ہو وہاں پر نوٹس لینا اور اس کے لئے از خود بھی نوٹس لے سکتے ہیں یا کسی شکایت پر بھی نوٹس لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد دائرہ اختیار کے بارے میں تھوڑا سا عرض کر دوں کہ وہ چار پانچ طریقے سے اپنا عمل شروع کرتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ متاثرہ شخص کی شکایت آجائے تو اس پر نوٹس لیتے ہیں اور دوسرا اگر حکومت کی طرف سے کوئی ریفرنس آجائے تو یہ ادارہ نوٹس لیتا ہے اور تیسرے یہ کہ صوبائی اسمبلی سے ریفرنس آنے پر بھی یہ ادارہ نوٹس لیتا ہے اور چوتھے نمبر پر سپریم کورٹ کی طرف سے تحریک پر اور ہائیکورٹ کی طرف سے کوئی ایسی تحریک یا ریفرنس آجائے تو اس پر بھی یہ ادارہ نوٹس لیتا ہے۔ یہ ادارہ از خود بھی اختیار رکھتا ہے کہ وہ suo moto نوٹس لے سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! ایسے کام جن میں اس کا دائرہ اختیار نہیں آتا تو ان کے بارے میں بھی میں عرض کر دوں مثلاً کسی عدالت میں کوئی معاملہ subjudice matter میں زیر التواء ہو تو اس پر یہ ادارہ نوٹس نہیں لے سکتا' پاکستان کے امور خارجہ سے متعلق کوئی ایسے معاملات ہوں تو

بھی اس کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں اور وہاں وہ اپنے اختیارات استعمال نہیں کر سکتا۔ پاکستان کے دفاع اور مسلح افواج بری، بحری اور فضائی کے متعلقہ معاملات پر ادارہ نوٹس نہیں لے سکتا اور شرائط ملازمت سے متعلق معاملات جو پنجاب سروسز ٹربیونل کے اختیار میں ہو اور وہاں چل رہے ہوں۔ دوسرا وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں سے متعلق معاملات ہوں ان میں بھی یہ ادارہ نوٹس نہیں لے سکتا۔ جناب سپیکر! اس کا تنظیمی ڈھانچہ ایک صوبائی محتسب ہوتا ہے اس کا ایک سیکرٹری اور پانچ انتظامی افسران ہیں، شکایات پر کارروائی سے متعلق 18 افسران ہیں اور دیگر تمام اہلکار کی تعداد 156 ہے اور کل ملازمین کی تعداد 217 ہے۔ اس رپورٹ کے 9 chapter ہیں جن میں مختلف ترتیبی خلاصہ ہے، دفتر کی انتظامی ترتیب ہے، سفارشات ہیں، عمومی ہیں، متعلقہ محکمہ جات ہیں، شکایات کا شماریاتی تجزیہ ہے اور اس کے statistics ہیں کہ سال میں کتنی درخواستیں آئیں اور کتنے کیسز پر فیصلہ ہوا اور کتنی pending ہیں یہ سارا اس میں درج ہے۔ اس کے علاوہ ادارے کے بارے میں اخباری رپورٹیں ہیں ان کے متعلق رپورٹ سال 2002 پر قارئین کی آراء کے متعلق ایک chapter شکایت کنندگان کے تاثرات کے متعلق اور ایک chapter فیصلہ شدہ شکایات سے متعلق ہے جس میں سے چند ایک کا خلاصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ آخری بات ضمیمہ جات کے بارے میں ہے شکایات کا سال وار شماریاتی تجزیہ ہم نے پیش کر دیا ہے شکایت کی تعداد بتلائے دیتا ہوں۔ کہ کل شکایات 76,270 وصول ہوئیں اس میں سے فیصلہ شدہ 72,587 ہیں۔ آپ اس ادارے کی کارکردگی دیکھیں کہ 76,270 میں سے 72,587 کا فیصلہ کر دیا گیا اور زیر کارروائی شکایات 3683 ہیں۔ گزشتہ سال 3800 شکایات کا اندراج ہوا، دوران سال نئی شکایات 9392 موصول ہوئیں اور کل شکایات جن پر کارروائی کی گئی ان کی تعداد 13,192 ہیں نیز بعد از تحقیق فیصلہ شدہ شکایات 6843، ابتدائی مرحلے پر ناقابل سماعت شکایت جو متعلقہ نہیں ہوتیں ان کی تعداد 2666، اس طرح کل فیصلہ شدہ شکایات 9509 ہیں۔ اس سال پیش کردہ شکایات 3,683 ہیں۔ ان میں بعد از تحقیق فیصلہ شدہ 6,844 میں سے 4,150 شکایات کا مداوا کیا گیا جس میں لوگوں کو ریلیف ملا ہے اور 2993 شکایات محکمہ جات کے نقطہ نظر سے درست نہیں پائی گئیں۔ اگلا procedure یہ ہے کہ اگر کوئی مطمئن نہیں ہوتا تو اس سے اوپر ریلیف دینے کا

ایک اور ادارہ گورنر صاحب کا ادارہ ہے اس میں گورنر صاحب کو representation دے سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پوری طرح سے انصاف نہیں ہوا اس میں کل درخواستیں جو گورنر صاحب کو پہنچی ہیں ان کی تعداد 70 ہے ان میں سے 12 منظور اور 53 مسترد کی گئیں اور جن میں محتسب کے فیصلے کو تبدیل کیا گیا وہ صرف 3 ہیں۔ باقی وہی فیصلے مانے گئے ہیں جو Ombudsman نے کئے تھے۔

جناب چیئرمین! اس رپورٹ میں سب سے اہم chapter عمومی سفارشات کا ہے اس میں، میں آپ کو عرض کردوں کہ bottlenecks ہے۔ وہ بین المحکمہ جات اور اندرون محکمہ تضاد کے حل کے لئے صوبائی سطح پر کمیٹی کے قیام کی سفارش کی گئی ہے وہ اس طرح ہوتا ہے کہ مثلاً ایک محکمہ ذمہ داری نہیں اٹھاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کیس دوسرے محکمے کا ہے ہمارا نہیں تھا اس طرح کے مسائل حل کرنے کے لئے صوبائی سطح پر کمیٹی بنا دی گئی اس کے علاوہ اس ادارے کو زیادہ کیسز جو وصول ہوتے ہیں وہ acquire کردہ زمین کے معاوضہ کی ادائیگی میں ہوتے ہیں جناب چیئرمین! چونکہ آپ خود زمیندار ہیں آپ کو پتہ ہے کہ کتنے معاملات ہیں کہ جب زمین acquire کی جاتی ہے تو۔۔۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیرموصوف اس رپورٹ سے متعلق جو اعداد و شمار کا ذکر فرمارہے ہیں یہ تو اس میں درج ہیں اور ہر آدمی پڑھ سکتا ہے اصل بات یہ ہے کہ اس ادارے نے 9 ہزار کے قریب شکایات کا جائزہ لینے یا فیصلہ کرنے کے بعد جو مرتب کردہ سفارشات کے متعلق پنجاب حکومت کس حد تک عمل کر چکی ہے اور کس حد تک عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور پنجاب حکومت نے ان سفارشات پر عمل کرنے کا کیا mechanism بنایا ہے؟ میں وزیرموصوف سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق سفارشات پڑھ دیں اور اس بات کا جواب دیں کہ کیا حکومت پنجاب کا ان سفارشات پر عمل کرنے کا ارادہ ہے؟ ورنہ تو یہ صرف وقت ضائع کرنے والی بات ہو گی۔

جناب چیئرمین، جی، وزیر موصوف!

وزیر خدمات و انتظام عمومی، جناب چیئرمین! جو process ہو رہا ہے وہ اس اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہا ہے میں اس وقت تمہیدی باتیں بتا رہا ہوں جب ان کو اپنی speech کرنے کا موقع ملے گا یہ کھل کر بتائیں کہ ان کو کیا کیا اعتراضات ہیں۔ جب میں اپنی speech ختم کروں گا تو ان کا جواب بھی دوں گا میں اسی topic پر آیا ہوں جس کی انہوں نے پہلے ہی بات کر دی ہے میں وہی سنا رہا تھا کہ عمومی شکایات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین، راناصاحب! ان کو بات کرنے دیں جب یہ wind up کریں گے تو آپ کے پوائنٹ کا جواب دے دیں گے جب آپ اپنی باری پر پڑھیں گے تو یہ نوٹ کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! ہم تو ہر روز پڑھتے ہیں ہمارے پڑھے ہونے کو تو یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن خواہ مخواہ ہماری مخالفت کر رہی ہے ان کے اپنے ادارے کی رپورٹ ہے یہ خود وہ سفارشات پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین، راناصاحب! اچھا آپ تشریف رکھیں وہ wind up میں جواب دے دیں گے۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی، جناب چیئرمین! رانا صاحب بڑے پرانے پارلیمینٹیرین ہیں اور ماشاء اللہ اپنی جماعت کے لیڈر آف اپوزیشن بھی ہیں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پہلے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پڑھا ہوا ہے وزیر موصوف کو کہیں کہ وہ نہ پڑھیں بلکہ ہمیں اس کے بارے میں بتا دیں اب کہہ رہے ہیں کہ پڑھ دیں۔ جناب والا! مجھے تھوڑی سی تمہید باندھنے دیں اس کے بعد یہ جو سوالات کریں گے میں اس کا جواب دوں گا۔

شیخ اعجاز احمد، جناب چیئرمین! آج بارہ بجے تک کا ٹائم ہے ابھی وزیر موصوف اس کو پڑھیں گے اور پڑھنے کے بعد جب ہماری ٹرن آئے گی اور ہم ایک ایک آئیٹم پر بولنے کی کوشش کریں گے تو صرف ایک ممبر گفتگو کرے گا اس کے بعد آپ کہیں گے کہ ہاؤس سوموار صبح دس بجے تک کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، شیخ صاحب پہلے وزیر صاحب کو پڑھنے دیں پھر آپ شروع کر دینا یا پھر اُن کو روک دیتے ہیں۔ آپ شروع کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب چیئرمین! پھر آپ ایسا کر دیں کہ صوبائی محتسب ایسا ادارہ ہے کہ جس کے پاس شکایات جاتی ہیں اور وہ شکایات کا ازالہ کرتے ہیں یہ حکومت کی good governance کے لئے ڈیوٹی ہے کہ وہ ان کی redressal کے لئے اقدامات کرے یا تو آپ اس طرح کر دیں کہ اس پر بحث کا وقت پیر تک بڑھا دیں تاکہ چار پانچ گھنٹے اس پر بحث ہو آخر ہم لوگ تیاری کر رہے ہیں۔ اگر یہی ہونا ہے کہ اس میں پوری تفصیل دے دی گئی ہے اور وزیر موصوف نے پڑھ کر سنا دینی ہے اور ہاؤس adjourn ہو جانا ہے اور ہم نے اپنے گھروں کو چلے جانا ہے تو اس طرح ہم نے اس پر کیا بحث کرنی ہے۔

جناب چیئرمین، جی، شکریہ۔ آپ پہلے ان کی باتیں سن لیں اس کے بعد اپنی باتیں کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! بات صرف اتنی ہے کہ اس کا صفحہ نمبر 35 پر ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے رانا صاحب! انہوں نے جو باتیں کر لیں وہ ٹھیک ہے اب آپ اپنی تقریر شروع کر دیں بعد میں وہ جواب دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ان کی رپورٹ کے صفحہ نمبر 35 پر محکمہ پولیس کے بارے میں جو شکایات اس ادارے کو آئی ہیں اور اس ادارے نے کچھ سفارشات مرتب کی ہیں۔ میری تقریر ہی یہی ہے اور میں وہ سفارشات پڑھ دیتا ہوں وزیر موصوف صرف یہ بتائیں کہ ان سفارشات پر حکومت پنجاب کیا عمل کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین، جی، رانا صاحب! آپ شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! رپورٹ میں لکھا ہے کہ،

> Police Stand No. 1 in terms of number of complaints received against it some of the grievances complained against are ransom, corruption, abuse of powers, illegal detention, physical torture and if proper investigation of offences.

جناب چیئرمین، پولیس کی پارلیمانی سیکرٹری بھی بیٹھی ہیں وہ بھی تیاری کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اب اس ادارے نے یہ conclude کیا ہے کہ corruption ہے abuse of powers ہے، illegal detention ہے، physical torture ہے۔

b) Deteriorating law and order situation creating a sense of insecurity amongst the citizens,

c) Un-necessary delays in submitting challans to the courts of competent jurisdiction defeating justice to be done to the offenders of the law;

d) Delays/denial to lodge F.I.R's on different pretexts,

e) lack of co-ordination between the various wings of the Police set-up i.e. investigation, watch and ward and traffic police. This is adversely affecting the over-all performance of this law and order maintaining organ of the Government.

اب وہ کون سی بات ہے جو یہاں پر اپوزیشن بنچز سے کی جاتی ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اس حد تک برائیاں پائی جاتی ہیں؟ اس وقت تو وہ یہ کہتے ہیں کہ جناب! نہیں، ہم اس صورتحال کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، پہلے سے یہ بڑی بہتر ہوگئی ہے، اپوزیشن کے بارے میں جیسے لاء منسٹر صاحب اکثر فرماتے ہیں کہ جی، بس یہ تو مخالفت برائے مخالفت ہے۔ اب یہ ایک ذمہ دار ادارہ ہے اور اس پر قوم کے ٹیکسوں سے کافی پیسا خرچ کیا جاتا ہے۔ لوگ وہاں پر complaints کرتے ہیں۔ ان کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس ادارے میں وہ تمام برائیاں کہ وہاں پر investigation بھی صحیح نہیں ہو رہی، لوگوں کو ٹارچر کیا جاتا ہے، بے گناہ لوگوں سے پیسے لئے جاتے ہیں اور لوگوں کو detain کر کے جیسے ملزم زر تاوان وصول کرتے

ہیں وہ ان سے زر تاوان لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چالان وقت پر عدالتوں میں پیش نہیں کئے جاتے۔ پھر اس کے بعد انھوں نے یہ point out کیا ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں different organs ہیں ان کے درمیان کوئی co-ordination نہیں ہے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ جب ہم یہ بات کہتے ہیں کہ جب تک اس ملک سے [***********] ختم نہیں ہو گا اس ملک کی کوئی کل سیدھی نہیں ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے یعنی پندرہ کروڑ عوام میں سے کسی کو یہ نہیں پتا کہ کل کیا ہونا ہے؟ وہ ایک اکیلا وردی والا پریذیڈنٹ ہاؤس میں بیٹھا ہے' اسے پتا ہے کہ کل کیا ہونا ہے؟ اب جو بلدیاتی الیکشن ہے' وزیر اعظم سے لے کر وزیر بلدیات تک کسی کو نہیں پتا کہ کب ہوں گے؟ کبھی یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ اپریل میں ہوں گے' جب انھوں نے پہلے یہی شور کرنا شروع کیا کہ مارچ میں کروائیں گے۔ وردی والے نے ایک جگہ جلسہ سے خطاب کیا تو اس نے کہا کہ دو تین ماہ بعد کرائیں گے۔ انھوں نے حساب لگایا' انھوں نے کہا کہ اپریل میں ہم کہہ رہے تھے اب اس نے دو تین ماہ بعد کہا ہے' انھوں نے بھی شور کرنا شروع کر دیا کہ مئی میں کروائیں گے۔ اب اس نے ایک جگہ اور جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جولائی میں کرائیں گے' اب یہ سارے کہہ رہے ہیں کہ جولائی میں ہوں گے۔ اس ایک آدمی کے علاوہ یعنی one man rule' اس طرح کی آمریت اس ملک پر مسلط ہے کہ اس ایک آدمی کے علاوہ پندرہ کروڑ کو نہیں پتا کہ کل کو ان کے معاملات کس طرح سے طے ہونے ہیں۔ اب پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ہم یہ کہتے رہیں کہ آئی۔ جی قصور وار ہے' ڈی۔ آئی۔ جی قصور وار ہے' تمام ایس۔ پی قصور وار ہیں' بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ پولیس آرڈر کو اس طرح سے یعنی انھوں نے اپنی ٹیم میں سے ایک آدمی ریٹائرڈ جنرل تنویر نقوی ڈھونڈا تھا' اس جنرل تنویر نقوی کے ذمہ یہ بات لگائی گئی تھی کہ [**********] کو ایک confuse قوم درکار ہوتی ہے اور ابہام کی کیفیت ہو یعنی کسی کو پورے ملک میں کوئی پتا نہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے اور confuse قسم کی قوم اور confuse circumstances [*****] کو suit کرتے ہیں کیونکہ ایک باشعور قوم پر [*********] شپ مسلط نہیں ہو سکتی۔ اب انھوں

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نے جنرل تنویر نقوی کے ذمے لگایا کہ تم ایک ایسا نظام ہمیں بنا کر دو کہ جس میں پوری قوم ہی confuse ہو جائے۔ کسی کو پتا ہی نہ چلے کہ کیا کرنا ہے' کیا نہیں کرنا؟ اس میں ایک تو یہ Devolution Plan تھا یہ جنرل تنویر نقوی کی product ہے۔ جنرل تنویر نقوی نہ کبھی کسی دیہات میں گیا' نہ اس نے کبھی کسی لوکل گورنمنٹ کا الیکشن لڑا' اس نے مختلف ملکوں کی لوکل باڈیز لاء پر کتابیں وغیرہ پڑھیں اور اس کے بعد اس نے ایک ایسا ملغوبہ صورتحال کی ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' بریگیڈیر جاوید صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: جناب سپیکر! بات تو Ombudsman Punjab کے بارے میں ہو رہی ہے لیکن یہ لوکل گورنمنٹ کے نظام کو لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کے نظام پر کچھ دن پہلے بھی بحث ہو چکی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہو گی۔ وہ اچھا ہے یا برا ہے یہ تو اپنی اپنی opinion کی بات ہے تو Ombudsman کے بارے میں' میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر یہ کسی اور کو موقع دیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں' یہ wind up کریں گے تو پھر کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ اپنا point of view دیں اور ختم کریں تاکہ کسی اور کو بھی موقع ملے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین۔۔۔

جناب چیئرمین: جی' رانا قاسم نون!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ محترم کی بڑی جو سیر حاصل گفتگو ہے اس میں لفظ وردی کے حوالے سے [*****] بار بار استعمال کیا گیا ہے اس کو حذف کر دیا

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 652 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

حذف کر دیا جائے۔ میری آپ سے یہ request ہے۔

جناب چیئرمین، یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، اگر وردی والے کو وردی والا نہیں کہنا تو کیا اسے قائداعظم والا کہنا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سرخرو اعوان، جناب چیئرمین---

جناب چیئرمین، جی!

کرنل (ریٹائرڈ) سرخرو اعوان، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر بات کو یہ وردی میں لے کر ٹائم ضائع کرتے ہیں۔ کیا وردی سے پہلے سب اچھا تھا؟ ان کو پتا ہے سب کچھ کیا ہوتا رہا ہے تو خدا کے لئے اور بات کریں۔ یہاں ہم غریبوں کے مسائل حل کرنے آئے ہیں۔ اب رات کو آپ نے ٹی۔ وی میں دیکھا ہو گا کہ دو کروڑ روپیہ وزیراعظم نے غریبوں کو دلوایا ہے جو کہ ان کے دور میں لوٹ مار ہوئی تھی۔ کوآپریٹو ان کے دور میں بنے تھے تو کوئی اچھا کام بھی کبھی دیکھ لیا کریں اور وردی، وردی کو بس کریں۔

جناب چیئرمین، بی بی! وزیر صاحبہ بھی بات کرنا چاہتی ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم، جناب چیئرمین! میں اتنا عرض کرنا چاہوں گی کہ اب تو یہاں پر آڈٹ بھی ہوتے ہیں اور وزراء سمیت سب لوگ عوام کے سامنے جوابدہی کے عمل سے بھی گزرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ جو "قرض اتارو اور ملک سنوارو سکیم" کا سارا پیسا لے کر جا کر سعودی عرب میں سٹیل مل لگا لیں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ جی، رانا ثناء اللہ!

رانا ثناء اللہ خان، ویسے تو ہمارے ہاؤس میں تمام ممبران کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ بڑے سمجھدار اور بڑے باشعور ہیں لیکن محترمہ نے جو بات کی مجھے ان سے متعلق کم از کم میرا خیال نہیں

تھا کہ انہیں اتنا بھی اس بات کا شعور نہیں ہے کہ "قرض اتارو اور ملک سنوارو سکیم" جو تھی اس میں سے ایک دھیلے پیسے کا بھی کسی آدمی کو یا کسی تنظیم کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ جمع کرے۔ وہ تمام پیسا جو تھا وہ سرکاری بنکوں میں جمع ہوا اور اس ایک ایک پیسے کا حساب سرکاری بنکوں میں موجود ہے۔ وہ کسی نے privately جمع نہیں کیا اور اب یہ فرما رہی ہیں کہ اس پیسے سے انھوں نے باہر جا کر سٹیل مل لگائی ہے۔ یعنی اب جس حکومت کے وزراء کا general knowledge یہ ہو گا تو اس کے بعد پھر وہ سوائے وردی کے حق میں قرار دادیں پاس کرنے کے اور پھر کیا کریں گے؛ حکومت وردی والا کرے گا اور وردی والے کی تیم کرے گی۔ یہ صرف اس کے حق میں قرار دادیں پاس کریں گے۔

جناب چیئرمین، آپ اصل موضوع پر آئیں۔ میں نے وقت پر اجلاس ختم کر دینا ہے۔ آپ اصل موضوع پر آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ مجھے interrupt نہ کریں۔ میں پانچ منٹ میں بات ختم کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پانچ منٹ میں بات ختم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ کچھ رقوم جو ہیں، کچھ سے مراد میری ہے کہ اچھی خاصی رقومات کیش میں بھی دی گئیں، چیک کی صورت میں بھی دی گئیں اور اخبارات اس بات کے شاہد ہیں کہ اس وقت جن لوگوں کو رقوم دی جاتی تھیں تو باقاعدہ ٹی۔ وی میں دکھایا جاتا تھا کہ فلاں شخص چیک وصول کر رہا ہے۔ ان کو چیک دیئے جاتے رہے ہیں۔ زیورات تک دیئے گئے ہیں، کیش دیا گیا ہے تو یہ ایک علیحدہ بحث ہے، ہم اس میں پڑنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر! اب رہی بات وردی کی تو اب وردی ایک up session ہے۔ اب یہ اس خوف سے نکل نہیں سکتے، اس میں ہمارا کیا قصور ہے؛ میں اپنے بھائی سے صرف ایک سوال کرنا

چاہتا ہوں کہ یہ جو روز اخبارات میں آپ deal کی بات سنتے ہیں' مذاکرات کی بات سنتے ہیں' رابطے کی بات سنتے ہیں تو کیا اس وقت وہ وردی کے بغیر ہوتے ہیں جب یہ رابطہ کر رہے ہوتے ہیں' اس وقت وہ وردی نہیں پہنی ہوتی۔ اگر رابطہ ہو جائے' deal ہو جائے تو وردی ٹھیک ہے' اگر نہیں تو پھر وردی' وردی' یہ ایک up session ہے' ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتے ہیں کہ خدا ان کو اس up session سے نکالے اور یہ کسی دوسری طرف بھی اپنی توجہ کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین، شکریہ۔ راجہ صاحب! جی' رانا ثناء اللہ! --- جی' بہن بات کرنا چاہتی ہیں' بڑی دیر سے کھڑی ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے وزیر موصوف جو کہ یہاں بڑے مانے ہوئے وزیر ہیں گزارش کرنا چاہوں گی کہ یہ جو ابھی فرمایا ہے کہ وردی کا لفظ ہٹا دیا جائے' کیوں؟ کہ وردی کوئی unparliamentary لفظ نہیں ہے کہ اگر انھوں نے وردی کا لفظ استعمال کیا تو اس کو نکال دیا جائے۔ وردی اتنی بھی مقدس نہیں ہے کہ ایوان والے اسے وردی کہہ کر پکار سکیں؟ کیا کہنا ہو گا؟ وردی کو وردی ہی کہا جائے گا۔

دوسری بات میری یہ ہے۔ میں پھر یہ گزارش کروں گی۔ کہتے ہیں کہ دل میں میرے درد سوا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب یہ اپنے آپ کو قاف لیگ کہتے ہیں' قائد اعظم مسلم لیگ کہتے ہیں تو میرے دل اور بدن میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ قائد کا نام انھوں نے اپنے ساتھ منسلک کیا ہے۔ قائداعظم نے ہمیشہ مارشل لاء کی مخالفت کی ہے۔ وہ ہمیشہ وردی کے مخالف رہے۔ انھوں نے ہمیشہ جمہوریت کی بات کی۔ خدا کے لئے میری گزارش ہے کہ یہ قاف لیگ کا لفظ ہٹا دیں کیونکہ اس سے قائداعظم کی روح کو جو اذیت ہوتی ہے وہ ہماری برداشت سے باہر ہے۔

جناب چیئرمین، جی' چودھری اقبال صاحب!

وزیر خدمات و انتظام عمومی، جناب والا! مجھے محترمہ کی بات سنکر بڑا دکھ ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وردی مقدس نہیں ہوتی۔ جب ہم رات کو سو رہے ہوتے ہیں تو وردی والے ملکی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہوتے ہیں' ملک کے دشمن کے سامنے ڈٹ کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے

ہیں۔ اس کے باوجود یہ وردی کو مقدس نہیں سمجھتے ۔ اس کے بعد انھوں نے قائد اعظم کی بات کی ہے۔ قائد اعظم کے لفظ سے ان کو اتنی چڑ کیوں ہے؟ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ یہ مسلمان اور پاکستانی ہیں یا نہیں ؟ اگر قائد اعظم نہ ہوتے، مسلم لیگ جماعت نہ ہوتی تو آج یہ ملک آزاد نہ ہوتا۔ محترمہ کیا بات کر رہی ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! ایک تو محترم راجہ بشارت صاحب نے یہ فرمایا کہ جب کوئی ڈیل وغیرہ کی بات ہوتی ہے تو اس وقت بھی انھوں نے وردی پہنی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب ! اصل موضوع پر آئیں۔ ڈیل ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، مذاکرات چلتے رہتے ہیں۔ یہ بات سب کے علم میں ہے آپ اس کو چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! on the floor of the House محترم نے یہ بات کی ہے۔ تو میں on behalf of my party یہ بات پورے وثوق کے ساتھ یہاں پر declare کرتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ نون کی قطعی طور پر کسی لیول پر بھی ڈیل کی بات نہیں ہو رہی۔ ہم اس ملک کے 15 کروڑ عوام پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس غیر قانونی، غیر آئینی حکمران کے ساتھ قطعاً کسی قسم کی کوئی ڈیل نہیں کریں گے۔ یہ ہمارا on the floor of the House اس قوم سے وعدہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی، راجہ صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں، رانا صاحب حلفاً یہ بات کہہ دیں کیا پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم، حکومت اور جنرل پرویز مشرف سے ان کی کوئی بات نہیں ہوئی؟ یہ حلفاً مجھے بتا دیں۔

جناب چیئرمین : ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں ثبوت دوں گا کہ کس تاریخ کو، کون سی تاریخ کو کون کس سے کہاں پر ملا ہے؟

آوازیں: رانا صاحب on oath بات کریں۔

جناب چیئرمین: اب انہوں نے on oath بات کی ہے آپ بھی حلف دے کر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ بات حلفاً کہتا ہوں کہ وزیر قانون کو یہ غلط فہمی ہے۔ میں یہ بات حلفاً کہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ نون اور ہمارے قائد میاں نواز شریف نے موجودہ حکومت، موجودہ regime کے ساتھ کسی قسم کی کوئی بات، کوئی ڈیل نہیں کی۔ میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ قائد اعظم لیگ، پرویز مشرف یا ان کے کسی نمائندے کے ساتھ ہم نے کسی قسم کی کوئی ڈیل، کوئی بات نہیں کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! شہباز شریف نے کی ہے، چودھری نثار نے کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری بات سنیں، بات یہ ہے کہ پارٹی پاکستان مسلم لیگ نون ہے۔ اس کے قائد میاں نواز شریف ہیں۔ اب یہ کہیں گے کہ رانا مشہود نے بات کی ہے تو پھر ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ میں یہ بات بھی حلفاً کہتا ہوں کہ مسلم لیگ نون سے متعلق ڈیل کا جو ابہام ہے وہ صرف اور صرف ان کا ایک منسٹر "شیدا ٹلی" پھیلا رہا ہے۔ وہ شہباز شریف کے متعلق بھی باتیں کر رہا ہے۔ شہباز شریف کے متعلق بھی وہ غلط باتیں کر رہا ہے۔ شہباز شریف نے یہ بات ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک ہزار دفعہ کی ہے کہ میں اپنی پارٹی اور پارٹی قائد سے ہٹ کر قطعاً کسی قسم کی کوئی بات نہیں کر سکتا۔ تو اس لئے میں یہ بات بھی حلفاً کہتا ہوں کہ میاں شہباز شریف نے بھی کوئی بات نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، ارشد لودھی صاحب!

وزیر زراعت: یہ کہتے ہیں کہ جی، گفتگو نہیں کرتے۔ حالانکہ ہر روز شہباز شریف صاحب کے پیغام آتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب چیئرمین ! اب یہ جو گفتگو ہماری آپ سے یا وزیر قانون صاحب سے ہو رہی ہے' وزیر قانون صاحب سے ان کے چیمبر میں یا سپیکر صاحب کے آفس میں یا پھر یہ اگر ہمارے پاس تشریف لے آتے ہیں اور ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اسے ڈیل تو نہیں کہا جا سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں ملاقات کی بات کر رہا ہوں۔ میں افراد کے نام دیتا ہوں' وقت دیتا ہوں' جگہ دیتا ہوں جہاں انھوں نے ملاقات کر کے معاملات طے کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم آپ سے معاملات طے نہیں کرنا چاہتے۔

رانا ثناء اللہ خان : تو پھر میں بھی یہ بات on record لاؤں گا کہ ہم نے کوئی بات ڈیل سے متعلقہ نہیں کی ہے۔ میں بھی وہ افراد بتاؤں گا' وہ مقام بتاؤں گا۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب ! آپ اصل موضوع کی طرف آئیں۔ باتیں ہوتی رہتی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب چیئرمین ! میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ خود اس بات کا انصاف کریں کہ اگر کوئی آدمی یہاں لاہور سے by air لندن پہنچے اور وہاں پر جا کر ادھر اُدھر سے ہمت کر کے شہباز شریف سے ملے اور اسے جا کر کہے کہ " اوہ فوج والے پیپلز پارٹی نال گل کرن ڈئے نیں تے تسیں وی سانوں معاف کر دیو تے اسیں اکٹھے ہو جائیے" کیا یہ ڈیل ہے؟

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں اس بات کو categorically رد کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ پلیز اصل موضوع کی طرف آئیں۔ سنی سنائی باتیں مت کریں۔ جو باتیں ہوئی ہیں وہ مجھے پتا ہیں' حکومت والوں کو پتا ہوتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان : تو ہمیں بھی پتا ہوتا ہے کہ ہماری پارٹی کیا کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین : رانا صاحب ! اصل موضوع کی طرف آئیں' اس بحث کو چھوڑیں اس سے کچھ نہیں نکلے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز : جناب والا ! میں اس موقعے پر ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، وارث کلو صاحب کا شعر سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب والا! اس وقت ان لوگوں کی حالت پروین شاکر کے اس شعر جیسی ہے کہ،

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

جناب شہباز شریف اور آصف زرداری صاحب یہ سارے لوگ ذیل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی! سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں افراد کی بات نہیں ہے۔ اس ملک کو جب بھی جرنیل اور ایجنسیاں مشکلات میں پھنساتی ہیں تو وہ پھر مقبول سیاسی قیادتوں کے پاس آتے ہیں لیکن ہم پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے اور اے۔ آر۔ ڈی کے حوالے سے بھی کوئی ایسے مذاکرات جو 1973 کے آئین کی بالادستی کے خلاف ہوں نہیں کریں گے۔ اس ملک میں جرنیل جب بھی مشکلات میں آتے ہیں تو وہ جدہ بھی جاتے ہیں، لندن اور جدہ بندے بھی بھیجتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب چیئرمین، جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! بات تو میری رانا صاحب سے ہو رہی تھی۔ انہوں نے اپنا موقف دے دیا اور میں نے اپنا موقف دے دیا۔ میرے بھائی ایسے ہی guilty conscious ہو رہے ہیں۔ میں نے تو ان سے متعلق بات کی ہی نہیں۔ آپ کے ساتھ تو ہمارے ویسے بھی مذاکرات ہو رہے ہیں، رابطہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ معاملات طے ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، رانا ثناء اللہ صاحب بات کریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خصوصی تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نشاط افزا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، پلیز۔ بیٹھ جائیں کسی پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میری بات کو جس جگہ سے interrupt کیا گیا تھا میں اپنی بات وہاں سے شروع کرتا ہوں۔ اگر مجھے یہ صرف تین منٹ دیں تو یہ جو کہہ رہے ہیں کہ وردی کا نام کیوں لیا جا رہا ہے؟ میں اس رپورٹ کی بنیاد پر یہ بات ثابت کرنے کی پوزیشن میں ہوں کہ جب تک کنویں سے اس کو نہیں نکالو گے چاہے جتنا مرضی پانی بہادو کنواں پاک نہیں ہو گا۔۔۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! نواز شریف کو کس نے بنایا؟ وردی والے نے، جنرل ضیاء الحق نے۔ نواز شریف کی مسلم لیگ جنرل ضیاء الحق نے بنائی۔ پلیز اصل موضوع پر بات کریں اس بحث کو چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر میاں نواز شریف نے 1981 میں اپنے سیاسی سفر کا آغاز کیا اور اس وقت کوئی ڈکٹیٹر اس ملک پر حکمران تھا تو پھر کیا میاں نواز شریف اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کرنے کے لئے کسی اور جگہ چلے جاتے؟ بات یہ ہے کہ اس ملک میں جب پچھلے 57 سالوں سے ڈکٹیٹر شپ ہے ' آمریت ہے' جرنیلوں کی حکمرانی ہے ' جرنیلوں کی سیاست ہے ' جرنیل سیاسی پارٹیاں بناتے ہیں' سیاسی پارٹیوں میں اپنے آدمی داخل کرتے ہیں۔ ایجنسیوں کے ذریعے الیکشن کرواتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جب میاں نواز شریف نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا تو اس ملک میں ایک جرنیل کی حکومت تھی لیکن آپ یہ دیکھیں کہ میاں نواز شریف نے اس مسلم لیگ کو۔۔۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! وہ مسلم لیگ جو جنرل ضیاء الحق نے بنائی تھی۔ میاں نواز شریف اس کا صدر نہیں تھا بلکہ اس کا صدر پیر پگاڑہ کا ایک مرید تھا۔ میاں نواز شریف جب اس مسلم لیگ کا صدر بنا تو وہ اس مسلم لیگ کو ڈرائنگ روم سے نکال کر کار کنوں میں لے آیا۔ اس نے مسلم لیگ کو عوام کی جماعت بنایا۔ اس نے مسلم لیگ کو سیاسی جماعت بنایا اور نواز شریف وہ سیاسی رہنما ہے کہ جو ہر دم اور ہر وقت اسٹیبلشمنٹ سے ٹکرایا' ہر جرنیل سے ٹکرایا۔ میاں نواز شریف نے اپنے پہلے اقتدار کی قربانی دے دی لیکن وہ اس وقت کے اسٹیبلشمنٹ کے god father غلام اسحاق کے سامنے نہ جھکا۔ وہ اس کے ساتھ ٹکرایا۔ نواز شریف اپنے دور اقتدار میں ہر جرنیل کے ساتھ ٹکرایا۔ ہر ڈکٹیٹر سے ٹکرایا۔ میاں نواز شریف نے جلا وطنی قبول کر لی لیکن اس نے کسی ڈکٹیٹر کے سامنے اوندھے منہ لیٹنا پسند نہیں کیا جس طرح سے یہ سارے لیٹے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! نواز شریف وہ سیاسی رہنما ہے جو موجودہ حکمران ایک ڈکٹیٹر سے ٹکرایا ہوا ہے جو اسے تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' راجہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ بات ختم ہو گئی تھی۔ میں نے رانا صاحب کو کہا تھا اور انھوں نے بات کر لی میں نے بھی بات کر لی۔ بات ختم ہو گئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر جو بار بار میاں نواز شریف اور فوج کا کہا گیا ہے اور ضیاء الحق ان کے ساتھ تھے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ضیاء الحق نے ان کو کلہ دے کر مضبوط کیا تھا۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے؟ ضیاء الحق کا کلہ نہ ہوتا تو وہ مضبوط نہ ہوتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، محترمہ! بیٹھ جائیں۔ آپ بار بار کیوں کھڑی ہوتی ہیں؟ راجہ صاحب بات کر رہے ہیں آپ بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ جنرل ضیاء الحق کی عمر کو لے کر چلتے رہے ہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ میاں نواز شریف کو میری عمر لگ جائے۔ یہ تاریخی حقیقتیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی حقیقت تو تسلیم کرنی چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کیا اس بات سے بھی انکار ہو سکتا ہے کہ آج پاکستان مسلم لیگ کو اور میاں نواز شریف صاحب کو جو دن دیکھنا پڑ رہا ہے وہ میری اور آپ کی وجہ سے نہیں ہے۔ وہ صرف ایک جنگجوئی کا عالم تھا' ذہنی کیفیت ایسی تھی کہ فوج کو بھی نیچے لگانا چاہتے تھے اور اپنا جرنیل لانا چاہتے تھے اور پھر یہ حالات دیکھنے پڑے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں نہ پڑا جائے۔ صوبائی محتسب کی رپورٹ ہے اس پر بات کریں اور اس پر بات کرتے ہوئے اگر آپ کسی کو refer کریں گے تو اس کے مطابق چودھری صاحب یا میں بعد میں جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی' رانا ثناء اللہ صاحب! پلیز اب cool mind ہو کر صوبائی محتسب کی رپورٹ پر بحث کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں تو بالکل cool minded ہوں۔

جناب چیئرمین: جو ہوا اسے چھوڑیں۔ اصل بات پر آجائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انھوں نے جو issue raise کیا ان کا جواب دینا تو میرا حق ہے۔

جناب چیئرمین: وہ جواب آپ نے دے دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: باقی یہ جو ادھر ادھر بات لے کر گئے ہیں اس کا جواب تو میں نے دینا تھا۔ میں تو یہ ثابت کر رہا ہوں جو رپورٹ صوبائی محتسب نے دی ہے اس پر اس نے پولیس کے متعلقہ جن باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ درج ہے کہ پولیس گورنمنٹ کا وہ organ ہے جس کے اندر co-ordination نہیں ہے اور قانون کے اندر اس قسم کے معاملات کی وجہ سے پولیس کے different organs کے درمیان co-ordination نہیں ہے۔ اب لاء منسٹر صاحب مجھے یہ بتا

دیں کہ پولیس صوبائی محکمہ ہے یا وفاقی؟ پولیس کا محکمہ امن و امان بحال رکھنے کا ذمہ دار ہے؟ اور امن و امان بحال رکھنا اس ہاؤس اور پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے یا وردی والے کی ذمہ داری ہے؟ اگر یہ ذمہ داری اس ایوان کی ہے، اگر یہ ذمہ داری اس حکومت کی ہے تو پھر راجہ صاحب مجھے بتائیں کہ پولیس آرڈر میں یہ ایوان ترمیم کر سکتا ہے؟ کیا اس کو یہ ایوان discuss کر سکتا ہے؟ کیوں نہیں کر سکتا؟ [**********]

جناب چیئرمین: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ کہتے ہیں کہ جناب وردی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ہم ہر اس فرد کو، اس وردی کو نہ صرف مقدس سمجھتے ہیں بلکہ اسے سلام پیش کرتے ہیں جو سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ اور وہ وردی جو سیاست کرتی ہے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور جو وردی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اسے سلام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اصل بات پر آئیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟ پلیز اصل موضوع پر آئیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا قاسم نون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! میری درخواست ہے کہ آج اس چیز کا فیصلہ اور تعین کر لینا چاہیے کہ یہ تاریخ کا کتنا بڑا جبر ہے۔ اپنی لیڈر شپ کے ساتھ ان کی commitment کو ہم داد دیتے ہیں لیکن تاریخ کا یہ بھی جبر ہے کہ 1979 میں ایک کھلنڈا نوجوان جس کا صرف power corridor میں آنے کے لئے اس پنجاب اسمبلی میں مصطفیٰ کھر کے ساتھ فوٹو کھنچوانا سب سے بڑا خواب ہوا کرتا تھا وہ نوجوان پنجاب سپورٹس فیڈریشن کا وائس چیئرمین بنا۔ میرے محترم احسان اللہ وقاص صاحب بیٹھے ہیں ان کو یاد ہو گا کہ نیو کیمپس میں کرکٹ گراؤنڈ بک کرانے کے لئے ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جنرل جیلانی کو غریق رحمت

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کرے۔انہوں نے ان کی انگلی پکڑی ان کی کابینہ میں مارشل لاء کے دوران ایک ڈکٹیٹر کے دور میں صوبائی وزیر رہے۔1985 کا الیکشن ہوتا ہے۔یہی گورنر ہاؤس یہی پنجاب اسمبلی گواہ ہے اس وقت کے ہمارے مہربان بھی یہاں بیٹھے ہیں۔جب جنرل جیلانی کے پاس اس وقت کے ایم۔پی۔اے جاتے تھے تو وہ پوچھتے تھے مزاج شریف وہ کہتے تھے نواز شریف۔تو وہ ڈکٹیٹر وہ یونیفارم جس کی پیداوار نواز شریف ہے۔اس وقت ان کو وردی اچھی لگتی تھی اور آج وردی اچھی نہیں لگتی۔پھر جناب والا! 85 سے آگے چلتے ہیں پھر وہی ڈکٹیٹر---

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: آپ تشریف رکھیں۔بیٹھ جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: تشریف رکھیں۔ہماری بات سنیں۔میں آپ کو کہتا ہوں کہ بیٹھ جائیں۔جناب والا! جناب چیئرمین! تاریخ کا جبر دیکھیں کہ پھر ایک آمر نے، ایک ڈکٹیٹر نے اپنی عمر دے دی اپنی عمر ان کو لگا دی اور پھر وہ کلہ دے دیا کہ مضبوط ہے۔پھر وہی نواز شریف محسن کشی کا مرتکب ہوتے ہوئے جنرل جیلانی اگر زندہ ہوتے تو بتاتے بریگیڈئر قیوم جنہوں نے ان کو بنایا تھا وہ اگر زندہ ہوتے تو وہ بھی بتاتے۔اس کے بعد ضیاء الحق بھی چلے گئے تو محترم چیئرمین! جب پاور کا نشہ اتنا بڑھ جائے کوئی شخص بادشاہ شہنشاہ اور مملکت بننا چاہے تو پھر سپریم کورٹ پر بھی حملے ہوتے ہیں۔فوجی سربراہوں کے ساتھ بھی پنگے لینے پڑتے ہیں اور پھر صدر کو بھی بھگایا جاتا ہے۔مرضی کا صدر مرضی کے جج مرضی کا آرمی چیف۔جناب والا! یہ تمام حقائق ہیں اور ان کو پوری قوم نے بھی بھگتا ہے اور ان کے کرتوت کی وجہ سے کوئی جدہ ہے، کوئی لندن ہے اور الحمد للہ ہم تو عوام کے سامنے سرخرو ہیں۔شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: رانا ثناء اللہ!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ،راناصاحب ایک منٹ۔وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،جناب والا! میں صرف جناب سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اب قاسم نون صاحب نے بات کی ہے۔ اس سے پہلے راناصاحب ایک دفعہ نہیں تین چار دفعہ بات کر چکے ہیں تو اس پر آپ اب عام بحث کروانا چاہتے ہیں یا کیا پھر اس کے لئے کوئی علیحدہ ٹائم رکھ دیں۔ یہ آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔ یا آپ اصل بزنس کی طرف آئیں۔ ادھر سے بات ہوتی ہے پھر راناصاحب کو آپ بار بار کھڑا کر دیتے ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔

جناب چیئرمین ،راجہ صاحب' ایک منٹ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،نہیں جناب یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔سر آپ کتنی دفعہ ان کو ٹائم دے چکے ہیں۔ آپ ایک بار نہیں متعدد بار ٹائم دے چکے ہیں۔

جناب چیئرمین ، راجہ صاحب! ایک منٹ۔ راناصاحب ایک منٹ میں اپنی تقریر wind up کریں۔

راناثناء اللہ خان ، جناب چیئرمین! میرے دوست قاسم نون صاحب نے میاں نواز شریف صاحب کے متعلق کہا کہ جی کسی زمانے میں وہ فلاں بورڈ کے چیئرمین تھے کسی زمانے میں وہ بورڈ کے ممبر تھے کسی زمانے میں یہ تھے وہ تھے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بات تو کسی آدمی کے credit میں جاتی ہے کہ ایک آدمی عام سطح سے اٹھا اور وہ.....

جناب چیئرمین ،راناصاحب! وہ سب کو پتہ ہے اور سن لیا ہے۔ آپ اصل بات بھی کریں۔

راناثناء اللہ خان ،جناب والا! میں وہی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ،اصل موضوع کی طرف آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہم کسی آدمی نے جدوجہد کا جو سفر کیا اس کی بات نہیں کرتے [********]

جناب چیئرمین، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، [******]

جناب چیئرمین، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ میں سید احسان اللہ وقاص صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، یعنی ملتان میں ایک منسٹر نے' میں نے اخبار میں دیکھا قاسم نون صاحب اس بات کی یا تو تردید کریں۔وزیر اعلیٰ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا رہا تھا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، [******]

جناب چیئرمین، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، اور اس کا تعلق بھی ملتان سے تھا جناب والا! ہم تو اس میاں نواز شریف کے پیرو کار ہیں جس کے ور کر ہیں وہ نواز شریف جو ہر دور کے ڈکٹیٹر سے ٹکرایا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔سید احسان اللہ وقاص!

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! آپ ہمیں تو بات کرنے نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! بہت مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! ہمیں تو آپ بات کرنے نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ آپ اپنا نام دے دیں آپ کو بھی وقت ملے گا۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! وہ جا رہے ہیں ان کو تو بٹھائیں اب وہ ہمارا جواب بھی سن کر جائیں۔

جناب چیئرمین، وہ سن کر جائیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! آج صوبائی محتسب کی رپورٹ پیش کی گئی ہے اور اس پر جو بحث ہو رہی ہے۔اس کے حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ رپورٹیں اسمبلی میں بروقت پیش کی جانی چاہییں۔ہر دفعہ اس پر تحریک استحقاق پیش کرنی پڑتی ہے اور رپورٹ پھر بھی بروقت پیش نہیں کی جاتی۔ اب جب کہ یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے لیکن اس رپورٹ کے حوالے سے ایک بہت اہم چیز کہ ایک لمبے procedure کے بعد مختلف شکایات عوام کی طرف سے ہوتی ہیں اس کے بعد جب کسی عوامی شکایت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور کسی عام آدمی کے حق میں کوئی فیصلہ ہو جاتا ہے محکموں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس کے خلاف گورنر کے پاس اپیل کر سکتے ہیں۔ محکموں کا اختیار یہ ہے کہ شاید تین مہینے کے اندر اندر انہوں نے اپیل کرنی ہوتی ہے۔ عام طور پر محکمے اس کے مطابق بروقت اپیل دائر کرنے کی بجائے بہت لیٹ اپیل دائر کر کے گورنر سے stay order لے لیتے ہیں۔اس سے پچھلی رپورٹ میں بھی صوبائی محتسب کی طرف سے یہ سفارش کی گئی تھی کہ محکموں کا یہ اختیار ختم ہونا چاہیے۔ delay condone نہیں ہونی چاہیے اور یہاں پر محترم صوبائی وزیر نے یہ وعدہ بھی کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی قانون سازی نہیں کی گئی ہے۔ رپورٹ کے حوالے سے دو تین اہم گزارشات میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ رپورٹ پڑھ کر اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جو ایک لفظ پنجاب کے اندر "سکھا شاہی" کا تھا اس وقت حکومت کی صورت حال حکومت کے مختلف محکموں کی صورتحال وہ اس رپورٹ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پنجاب پر ایک "سکھا شاہی" ہے اور کوئی

محکمہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ کوئی بھی محکمہ rules and regulation کے مطابق نہیں چل رہا۔

جناب خضر الیاس ور ک،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ،وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ سن لیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہتے ہیں؟

جناب خضر الیاس ور ک،جناب والا! یہ ایم ایم اے کے بڑے قابل احترام ممبر ہیں۔ لیکن ایک بات جو ایوان میں بیٹھے ہیں پریس گیلری میں بیٹھے ہیں سب کو پتہ ہے کہ یہ جماعت اس ملک کے بننے کے ہی خلاف تھی اور جب یہ بن گیا اب اس کو چلنے نہیں دیا جا رہا۔ تو خدا را! ان کو سمجھائیں کہ یہ اب وتیرہ چھوڑ دیں۔

جناب چیئرمین ،سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص، یہ ان کو کس نے کہہ دیا ہے کہ ہم خلاف تھے انہیں کس نے یہ اطلاع دی ہے ہم نے تو اس ملک صوبے اور معاشرے کے حوالے سے بارہا یہ ترامیم دی ہیں اور یہ رپورٹ بھی میری تحریک استحقاق کی وجہ سے یہاں پر پیش ہوئی ہے۔ تحریک استحقاق کے جواب کی وجہ سے اور حکومت کی commitment کی وجہ سے یہاں پیش ہو رہی ہے۔ میرے فاضل دوست پتہ نہیں کس قسم کی بات کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین ، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس شعبے کے اندر اس رپورٹ کے مطابق محکموں کی یہ صورت حال ہو کہ لوگوں کو پنشن کی ادائیگی بھی بروقت ادا نہ ہوتی ہو۔ سرکاری ملازمین کی ترقی کے قوانین پر کوئی عمل درآمد نہ کرتا ہو یہ سب کچھ اس رپورٹ میں لکھا ہوا ہے۔ سرکاری ملازمین کی بھرتی کے قوانین پر کوئی عمل درآمد نہ کرتا ہو اور ضلعی حکومتوں کے قیام کے حوالے سے جو بلند بانگ دعوے کئے گئے جس میں یہ کہا گیا کہ لوگوں کے گھر کی دہلیز پر تمام سہولتیں پہنچ جائیں گی۔ اس ضلعی حکومت کی مختلف محکموں کے حوالے سے اس رپورٹ کے اندر جو تصویر پیش کی گئی ہے اس کو بھی یہ ملاحظہ فرمالیں کہ ان کی کیا حالت ہے؟ پھر

اس کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ضلعی حکومتوں اور دوسرے محکموں میں بھی ایک قانون پر بھی عملدرآمد کی کوئی صورتحال ہی نظر نہیں آتی ہے۔ اس رپورٹ کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ اس عرصے کے دوران صوبے کے اندر ماحولیات کی صورتحال مزید worst ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ ترقیاتی کام غیر معیاری ہیں۔ اس رپورٹ کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ سرکاری رہائش گاہوں کو میرٹ پر الاٹ نہیں کیا جارہا۔ غیر مستحق افراد کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کر دی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں ہماری بدقسمتی اس انتہا تک پہنچ چکی ہے کہ سب سے اہم محکمے اکاؤنٹنٹ جنرل اور آڈیٹر جنرل کو ایک فضول محکمہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ آڈٹ ٹیمیں آتی تھیں تو محکموں پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ آڈٹ کے بارے میں آڈیٹر جنرل کی کروڑوں روپے کی embezzlement کی رپورٹیں آتی ہیں' نہ وہاں پر کوئی افسر نہ کوئی کلرک معطل ہوتا ہے' کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ دیکھیں کہ آڈیٹر جنرل کے علاوہ اکاؤنٹنٹ جنرل کے آفس کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ over drafting کا جگہ جگہ پر رواج ہے اور fraudulance payments ہو رہی ہیں۔ زراعت جو ہمارے لئے سب سے اہم اور ہمارے صوبے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بارے میں یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ زرعی ادویات کی بروقت فراہمی کا کوئی انتظام نہیں ہے' غیر معیاری ادویات کی روک تھام کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جدید زرعی سہولتوں کی گائیڈ لائن کا صوبے کے اندر کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Thank you تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے دو تین منٹ مزید دیں تاکہ میں اپنی بات مکمل کر لوں۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! بہت مہربانی' تشریف رکھیں۔ جناب احسان الحق احسن نولاٹیا!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ' جناب سپیکر! میں صرف چند چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ محکمہ تعلیم دراصل پاکستان کے مستقبل کی ٹریننگ ہے کہ ہم پاکستان کے مستقبل کو

کس طرح کا جانا چاہتے ہیں۔ آج انتہائی افسوس کی بات ہے کہ کرپشن کے معاملے میں صوبائی محتسب کی رپورٹس کے اندر پولیس کے بعد سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ تعلیم کا ہے۔ یہ ہماری حکومت کی creditability ہے جس محکمے کو سب سے اچھے انداز سے کام کرنا چاہیے یا جس کے بارے میں پورا الیکٹرانک میڈیا اور پریس کے ذریعے اربوں روپوں کے اشتہارات دے کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم محکمہ تعلیم کو top priority پر رکھ کر اس میں maximum روپیہ خرچ کر کے اس ملک کے مستقبل کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو گراف بنایا گیا ہے اسے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کے اندر پولیس کے بعد دوسرے نمبر پر محکمہ تعلیم ہے۔

جناب سپیکر! بات پھر وہیں پر آتی ہے کہ صوبائی محتسب نے جو observations دی ہیں ان پر کتنا عمل کیا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سے پچھلے سال صوبائی محتسب نے جو observations دی تھیں ان پر 12 ماہ کے اندر ہماری گورنمنٹ نے کیا actions لئے ہیں؟ یقین کیجیے یہ جو 12/13 observations میں سابقہ سال کی observation میں کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔ بار بار ایک ہی بات کو focus کیا جاتا ہے کہ ٹرانسفر کے معاملات کو properly according to the rules and regulations نہیں کیا جاتا۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک شہر کے سکول کے اندر ٹیچرز کی 10 اسامیاں ہیں اور دیہاتوں کے اندر 10 سکول ہیں ان کے اندر ایک ایک ٹیچر کی اسامی ہے۔ دیہات کے ان سکولوں میں سے 6 سکول بند پڑے ہیں لیکن شہر کے سکول میں 10 کی بجائے 16 یا 17 افراد کام کر رہے ہیں یہ اس لئے ہے کہ کوئی بھی فرد دور دراز علاقوں میں پڑھانے کے لئے جانا نہیں چاہتا اور حکومتی اراکین بشمول وزراء کہتے ہیں کہ ہمارے فرد کو ہر انداز میں کسی شہر اور گھر کے نزدیکی سکول کے اندر adjust کیا جائے اور باقی سارے کا سارا علاقہ بھاڑ میں جاتا ہے تو چلا جائے۔ صوبائی محتسب کی lack of transparent policy for inter district and out of district transfer of the staff. کے بارے میں observation ہے۔ دوسری observation ہے lack of timely upgrading paradegical skills of the teachers. سکول بنانے یا انہیں missing facilities دینے کی بات نہیں ہے۔ یہ تمام چیزیں اپنی اہمیت کے اعتبار سے second priority میں آتی ہیں۔ اصل چیز یہ ہے اساتذہ کو

جنہوں نے ہماری آنے والی قوم کی تربیت کرنی ہے کیا وہ خود اس میں proper تربیت یافتہ ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین! تیسری چیز جس کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے وہ بڑی اہم نوعیت کی ہے۔

Educational institutions specially in the private sector are exorting money from the students without giving equivalent standared of education in the facilities.

یہاں ہاؤس کے اندر پرائیویٹ اداروں کے متعلق بھی کئی مرتبہ بات ہوئی ہے لیکن اڑھائی سالوں کے اندر کوئی ایک بھی ایسا positive sign نہیں ملا جس سے ہم کہیں کہ ایجوکیشن سیکٹر نے یہ ایک ایسا کام کیا ہے جس سے پرائیویٹ اداروں کی functioning and working properly ہو گئی ہے۔

Mr Speaker! Un-necessary delay and improper grant of scholarships to deserving students.

اس میں سب سے زیادہ embezzlement ہوتی ہے کہ یہاں کوئی معیار ایسے نہیں ہیں کہ طلباء کو سکالرشپس کس معیار پر دیئے جائیں؟

جناب سپیکر! میں اپنی آخری بات یہ کہوں گا کہ انہوں نے ٹیچرز کی promotion کے بارے میں بھی اپنی observation دی ہے کہ ٹیچرز کی promotions کے بارے میں پسند و نا پسند کے علاوہ کسی بات کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کے ساتھ ہمارا جھگڑا اس لئے رہتا ہے کہ ہمارے معاملات ملک اور صوبے کے اداروں کو proper rules, regulations یا ان ضوابط کار کے تحت چلانے کی ہماری کوشش ہوتی ہے اور ہم توجہ دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ ان پر کام کرے لیکن گورنمنٹ کو اس مقدس ایوان میں بیٹھ کر غلط بیانی اور جھوٹ کے سوا کسی کام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہمارا جھگڑا اسی بات پر رہتا ہے کہ،

سچ تو یہ ہے کہ مجھے جھوٹ کی عادت ہوتی
تجھے مجھ سے نہ مجھے تجھ سے شکایت ہوتی

شکریہ، جناب سپیکر!

محترمہ نشاط افزاء۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ محترمہ! پہلے آپ دس دفعہ بول چکی ہیں۔ بتائیں آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ نشاط افزاء۔ جناب چیئرمین! ابھی اور اسی وقت اس ایوان میں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میرا ہی نہیں، پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بات یہ تھی کہ یہاں پر آموں کا ذکر ہو تو آپ پورا ٹائم دیتے ہیں، ڈکنیروں کا ذکر ہو تو ان کو بات کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، کسی اور قائدین کا ذکر ہو تو انہیں گھنٹوں اجازت دی جاتی ہے۔ میں نے بانی پاکستان قائد اعظم کی بات کرنی شروع کی تو میرا مائیک بند کر دیا گیا اور اس پر میں protest کرتی ہوں کہ یہ میرا نہیں پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء۔ جناب والا! میں قائد اعظم کی بات کر رہی تھی۔ میرا مائیک کیوں بند کیا گیا ہے؟ میری آپ سے یہ گزارش ہے۔

جناب چیئرمین۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر۔ جناب سپیکر! یہ جو رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس میں جو سفارشات محکموں کو دی گئی ہیں، مثلاً تمام محکموں کے مالیاتی امور کو شفاف بنانے کے لئے سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ ضلعی اور صوبائی سطح پر Internal Audit Cell قائم کئے گئے ہیں جس کا سٹاف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ اسی طرح شہری سہولتوں کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بہت سی ترقیاتی سکیموں کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ محتسب پنجاب نے یہ تجویز

دی ہے کہ تمام سکیموں کا سروے محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات کے ذریعے کرایا جائے اور اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ قابل عمل سکیموں پر دوبارہ کام شروع کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں حکومت کو اقدامات کرنے چاہییں۔ اسی طرح محکمہ تعلیم سے یہ سفارش کی گئی ہے کہ اساتذہ کے تبادلوں کے سلسلے میں ایک جامع پالیسی مرتب کی جائے۔ اسی طرح پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کرانے پر زور دیا گیا ہے تاکہ پرائیویٹ اداروں کی من مانی کی روک تھام کی جا سکے۔ اسی طرح پولیس ڈکیتی کے مقدمات کو چوری کے مقدمات بنا دیتی ہے اور نیا پولیس نظام اصل روح کے مطابق نافذ نہیں کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں حکومت کو بروقت اقدامات کرنے چاہییں۔ یہ بات بتائی گئی ہے کہ سب سے زیادہ شکایات میں محکمہ تعلیم اول رہا ہے اور پھر پولیس اور محکمہ بلدیات ہے۔ یہ ایک مشکل بات ہے کہ حکام تک کوئی شخص اپنی بات پہنچانا چاہتا ہے تو اتنا لمبا طریقہ کار ہو جاتا ہے کہ فائلیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے تک کئی مہینے لے لیتی ہیں۔ اس کے لئے بھی حکومت کو کوئی سدباب کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح جب گورنمنٹ کے محکمے جب کسی منصوبے کے لئے زمین acquire کرتے ہیں تو زمین کے مالکان کو درست طریقے سے compensate نہیں کیا جاتا۔ اس سلسلے میں شفاف طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ ماحول کو بہتر بنایا جانا چاہیے اور ہسپتالوں میں دوائیاں یا انجیکشن وغیرہ تلف کرنے کا نظام بھی ناقص ہے۔ اس کو ٹھیک ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ جاوید اکرم صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس رپورٹ پر گفتگو ہو رہی ہے اور جو بحث اس ایوان کے اندر ہوئی ہے' وہ آپ نے سماعت کی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب احسان اللہ وقاص صاحب تقریر فرما رہے تھے تو اس دوران ایک فاضل ممبر صاحب وہاں کھڑے ہوئے اور انھوں نے بالکل حقائق کے برعکس اس بات کو ایوان کے اندر رکھنے کی کوشش کی کہ جماعت اسلامی نے پاکستان کے بننے کی مخالفت کی تھی۔ جناب والا!

گزارش یہ ہے کہ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں۔ جماعت اسلامی کے کسی لیڈر کا' کسی جماعت اسلامی کے فورم کا' کسی شوریٰ یا عملہ کا کوئی فیصلہ یہ یہاں ایوان کے اندر لا کر دکھائیں تو میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ محترم سید ابو اعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ نظریہ جسے قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بنیاد بنا کر ہندوستان کے اندر پیش کیا تھا کہ ہندو اور مسلم دو علیحدہ علیحدہ قومیتیں ہیں۔ اس کے لئے محترم سید ابو اعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ نے پوری کتاب مسئلہ قومیت کے حوالے سے تحریر کی اور وہ اس وقت مسلم لیگ نے باقاعدہ چھپوا کر ہندوستان کے طول و عرض میں تقسیم کی۔ اگر کوئی اختلاف اس حوالے سے سید ابو اعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ کو تھا تو انھوں نے قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے کہا تھا کہ آپ جس نظریے کی بنیاد پر آپ پاکستان کو بنانے کی بات کر رہے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ تو انھوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محترم قائد اعظم آپ کے پاس کھوٹے سکے ہیں' ان کی بنیاد پر آپ اس ملک کے اندر کوئی بہتر کام نہ کر پائیں گے۔ اس وقت سے لے کر آج تک صورت حال یہ ہے کہ اس ملک کے اندر اس ملک کے اداروں کی بربادی کے اندر ---

جناب چیئرمین، آپ یہی تقریر کر لیں۔اس موضوع پر بات نہ کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، اس ملک کے اندر گند گھولنے کے لئے یہ کردار اس قسم کے لوگوں نے ادا کیا ہے۔ اسی بات کی طرف قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اشارہ کیا تھا۔ آج اس ملک کی بدبختی ہے' اداروں کی بربادی ہے' مہنگائی ہے' بے روزگاری ہے' جو بھی اس ملک کے مفادات کے خلاف کام ہیں' وہ سارے کے سارے اسی قسم کے لوگوں کی وجہ سے ہیں کہ جنھوں نے اس ملک کی بربادی کے اندر کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں اس بات پر مختصراً عرض کروں گا کہ جو رپورٹس یہاں پیش ہوئی ہیں۔ میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ ایک مثبت رپورٹ ہے۔

وزیر جیل خانہ جات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات، جناب چیئرمین! مجھے ڈاکٹر صاحب کا بڑا احترام ہے کیونکہ یہ منتخب آدمی ہیں اور عوام نے ان کو ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے۔ میں یہ توقع نہیں کر سکتا کہ کسی کی ممبرشپ پر جس کو عوام اکثریت سے منتخب کرے اور اسے عوام کی اکثریت حاصل ہو۔ جمہوریت اور پارلیمانی نظام میں یہی بات ہے کہ جو بھی اکثریت ہے اس کو حکومت کرنے کا حق ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی عوام کے ووٹ لے کر اس ہاؤس میں آتے ہیں اور کئی بار آتے ہیں تو ان کو کھوٹے سکے کہنا اور ان کی کارکردگی پر اور پالیسیوں پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن بحیثیت' شخصیت یا ممبر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ سارے کھوٹے سکے ہیں اور یہ کھرے سکے ہیں۔

جناب والا! میرے بھائی ورک صاحب بات کر رہے تھے کہ یہ پہلے پاکستان بننے کے خلاف تھے اور اب پاکستان کے چلنے کے خلاف ہیں۔ ہماری ان کے لئے یہی خواہش اور دعا ہے کہ جس طرح ان کی پارٹی پاکستان بننے کے خلاف تھی' وہ ان کی اپنی رائے تھی جس کی وجہ سے وہ خلاف تھے۔ اب ہماری ان سے یہی گزارش ہے کہ یہ تمام کھرے سکے ہیں۔ جن کو عوام نے کھرا کر کے اس ہاؤس میں بھیجا ہے تو ان کے بارے میں تحقیق کی جائے جو ------

جناب چیئرمین، انھوں نے کہا تھا کہ قائد اعظم کو جو مولانا مودودی نے کہا تھا' وہ اس کی بات کر رہے ہیں۔ وہ ہماری طرف مخاطب نہیں تھے' ان کو کہا ہو گا جو اس وقت ان کے ساتھ تھے۔

وزیر جیل خانہ جات، میں آپ کی یہ بات ماننے کو تیار ہوں اور اسی گزارش سے کہ یہ ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران کی ذات پر تنقید نہ کریں۔ گورنمنٹ کی پالیسیوں پر ہمیشہ اپوزیشن تنقید کرتی ہے۔

جناب چیئرمین، جی' ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب جلد ختم کریں کیونکہ چودھری اقبال صاحب نے بھی تقریر کرنی ہے۔ میں نے اجلاس ساڑھے بارہ بجے ختم کرنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں ombudsman کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ جو کچا چٹھا ہے۔ اس میں کار کردگی کا کچا چٹھا بیان کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ حکومت اس ادارے کو under mine کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس ادارے کے رولز کے اندر لکھا گیا ہے کہ اس ادارے کے ہر ڈسٹرکٹ میں دفتر بنیں گے لیکن تاحال اس ملک کی سول اور ملٹری بیورو کریسی ہے، جن کے سر پر یہ تاج رہے ہیں۔ یہ اس کے خلاف ہیں کہ ضلعوں کے اندر کوئی ایسی صورت حال بن سکے۔ میں یہ التماس کروں گا کہ وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ کب تک ضلعوں کے اندر محتسب کے دفتر بنائے جا سکیں تاکہ عوام کو انصاف میسر آ سکے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب چودھری اقبال صاحب wind up speech کریں گے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں ان فاضل دوستوں کا مشکور ہوں جنہوں نے Ombudsman کی رپورٹ پر اپنی اپنی آراء پیش کی ہیں۔ خاص طور پر ہمارے ایم ایم اے کے دوستوں نے اپنی آراء دی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رپورٹ پڑھ کر بھی آئے ہیں اور انہوں نے ہوم ورک بھی کیا ہے۔ میں ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں اور ان کی قدر بھی کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں سے میں نے بات ختم کی تھی وہاں سے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر جو بھی ادارے مثلاً پنجاب پبلک سروس کمیشن یا Ombudsman کے دفتر کے پاس جو بھی معاملات آتے ہیں وہ ان کو بڑی تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس تنقید کے پہلو سے وہ اپنی تجاویز بھیجتے ہیں تاکہ حکومت وقت ان پر غور کرے۔ جو bottlenecks ان کے سامنے آتی ہیں وہ دوبارہ نہ آئیں اور لوگوں کو ریلیف ملے اور اس کے تحت یہ سارے ادارے کام کر رہے ہیں۔ Ombudsman نے اپنی critical analysis کر کے رپورٹ میں اپنی آراء دی ہیں وہ تمام انشاء اللہ حکومت کے زیر غور آئیں گی اور اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں ایک بھرپور میٹنگ ہو گی اور قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے ان کی مفید آراء کو زیر بحث لا کر تمام bottlenecks کو نکال کر لوگوں کو ریلیف دینے کی بھرپور کاوش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ جو یہاں پر کسی فاضل دوست نے نہیں کی کہ لینڈ ایکوزیشن کے بارے بہت ساری شکایات محتسب کے پاس جاتی ہیں۔ لینڈ ایکوزیشن میں ہوتا یہ ہے کہ جب زمین acquire کی جاتی ہے تو اس وقت ان کی قیمتیں اور ہوتی ہیں اور لمبا process چلنے کے بعد اس کی قیمتیں مزید بڑھ جاتی ہیں۔ پھر ہمارے کاشتکار بھائی نئی قیمت کے مطابق قیمت demand کرتے ہیں، پھر وہ سول کورٹس میں معاملات چلتے ہیں، وہ بڑا لمبا process ہوتا ہے اس کے بارے میں انہوں نے بڑی مفید آراء دی ہیں۔ میں انشاء اللہ بھرپور support کرکے وزیراعلیٰ پنجاب سے حل کروا کر دوں گا یہ میں on the floor of the House commitment دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ تعلیم کے بارے میں کچھ باتیں کی گئیں کہ tenure کا خیال نہیں کیا جاتا اور آفیسرز کو فوراً تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں ایک فاضل ممبر نے critical analysis کیا ہے میں اس بارے میں آپ کو بتاؤں گا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے نہ صرف تعلیم میں بلکہ تمام محکموں میں باقاعدہ آرڈرز کر دیئے ہوئے ہیں کہ جب تک کسی شخص کا ایک جگہ پر tenure پورا نہیں ہوتا اس کو undo وہاں سے ٹرانسفر نہ کیا جائے بلکہ اس پر Ban لگایا ہوا ہے۔ خاص طور پر محکمہ تعلیم پر انہوں نے مکمل Ban لگایا ہوا ہے۔ اس لئے میرے فاضل دوست نے جو شکایت کی ہے اس کا تو ازالہ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے پولیس کے بارے میں کہا ہے کہ بہت ساری شکایات ہوتی ہیں اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کیونکہ ہم روزانہ پبلک ڈیلنگ کرتے ہیں۔ پولیس کا محکمہ جب دو پارٹیوں کو ڈیل کرتا ہے تو ایک پارٹی جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے اس کو تو شکایت ہونی ہی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہیں نہ کہیں کسی فورم پر جانا ہوتا ہے کیونکہ وہ پبلک کے درمیان فیصلہ ہوتا ہے۔ جہاں پر گورنمنٹ اور پبلک ہو تو وہاں پر چونکہ ایک پارٹی گورنمنٹ کی ہوتی ہے اس لئے زیادہ شکایت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جہاں پر دونوں پارٹیاں پبلک سے متعلق ہوں تو ایک پارٹی نے شکایت کرنی ہی ہوتی ہے۔ لیکن میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ معزز ممبر کی مفید آراء کو پورا کیا جائے گا اور وزیراعلیٰ پنجاب اس کے متعلق تمام bottlenecks کو نکالنے کی بھرپور کاوش کریں گے اور انشاء اللہ ہم

ہاؤس کے سامنے یہ کرکے دکھائیں گے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ انہوں نے محکمہ نہر کے بارے میں کچھ کہا ہے، بہت ساری باتیں زیربحث نہیں بھی آئیں۔ انہوں نے کھالوں کے محکمے کے بارے میں اپنی آراء دی ہیں، جو بھی ان کے پاس معاملات گئے ہیں انہوں نے اس پر اپنی critical observations دی ہیں۔ جتنے محکمہ جات کے بارے میں انہوں نے ہمیں مفید آراء بھیجی ہیں، انشاء للہ پنجاب گورنمنٹ بھرپور طریقے سے ان کو weightage بھی دے گی اور ان پر عملدر آمد بھی کروایا جائے گا۔

جناب چیئرمین! ایک دو باتیں اس میں رہ گئی ہیں کہ ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں انہوں نے اپنا کافی نقطۂ نظر پیش کیا ہے اور غیر معیاری انفراسٹرکچر پر بھی اپنا critical analysis پیش کیا ہے، میرے فاضل دوست منسٹر سی اینڈ ڈبلیو بھی بیٹھے ہوئے ہیں انشاء اللہ ہم ان کی مشاورت بھی اس میں شامل کریں گے۔ Ombudsman کا ادارہ اس لئے ہی بنایا گیا ہے کہ لوگوں کو ریلیف ملے، لوگوں کو انصاف ملے اور وہ آدمی جس کی پنجاب میں کوئی سفارش نہیں ہے اس کو قانون کی حکمرانی کے تحت ریلیف دے کر دیا جائے۔ Ombudsman کا ادارہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے، میں نے آپ کو پورے facts and figures کے ساتھ بتایا ہے کہ جتنی بھی ان کی شکایات ہیں ان کا ازالہ کیا جائے گا۔۔۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب چیئرمین! میں ایک چھوٹی سی مثال پیش کروں گا جس سے محتسب کے ادارے کی ہر چیز سامنے آجائے گی۔۔۔

جناب چیئرمین، اب wind up تقریر ہو رہی ہے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب چیئرمین! میری ایک بات سن لیں۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین، وہ wind up کر رہے ہیں۔ جی' چودھری صاحب!

وزیر خدمات و انتظام عمومی، جناب چیئرمین! آپ نے پورا موقع دیا تھا کہ جس فاضل دوست نے بات کرنی ہے وہ بات کرے۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ آپ کو چٹ بھیج دیتے اور اپنی آراء دیتے۔ میں یہی عرض کر رہا تھا کہ ایک دو باتیں ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکیں لیکن میں جناب والا! کی وساطت سے تمام معزز ممبران کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جو باتیں ہاؤس میں نہیں بھی ہوئیں اور انہوں نے اس پر سفارشات بھیجی ہیں اس کی لمبی چوڑی تفصیل ہے' ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے لیکن انشاء اللہ ان کو پورا weightage دے کر حکومت پنجاب ان کی آراء کو مناسب طریقے سے اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اس پر عملدرآمد کروائے گی اور پاکستان کی عوام اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کی عوام کو حکومت پنجاب اپنی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گی۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں نے ایک گزارش کی تھی کہ Ombudsman کا دفتر ضلعی سطح پر کب تک بنائیں گے اور اس پر تبصرہ بھی ہے کہ تاحال ضلعی دفاتر نہیں بنائے گئے اس پر چودھری صاحب کوئی یقین دہانی کروائیں کہ کیا اس مالی سال میں ضلعی دفاتر بنا دیں گے یا نہیں؟

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب! یہ وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھ کر بتا دینا کہ کب بنیں گے؟ لیکن بننے تو چاہئیں۔ کیا آپ کے علم میں ہے کہ یہ کب بنا دیں گے؟

وزیر خدمات و انتظام عمومی، یہ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: کہہ رہے ہیں کہ ضلعی سطح پر Ombudsman کے دفاتر کب تک بنائیں گے؟

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ اس کے بارے میں ان کی سفارشات پر بھرپور ایک میٹنگ ہوتی ہے اور اس پر جو بھی ممکن ہوا ہم وہ کر دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے چودھری ظہیر صاحب کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے یا کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: اس کو پوائنٹ آف آرڈر ہی سمجھ لیں۔ کیونکہ اس میں اسمبلی ملازمین کا بھی مسئلہ ہے۔ صرف دو منٹ کی بات ہے اور لوگوں کے جو بھی مسائل ہوتے ہیں ان کو آپ نے ہمیشہ اچھے طریقے سے لیا ہے۔ ایک ایکسین بلڈنگ اختر عباس خواجہ ہے وہ جون 2004ء سے چوبرجی کوارٹرز میں تعینات ہے، ملازمین نے اپنے گھروں کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں لیکن اس نے آج تک جون 2004 سے لے کر 2005 تک کسی قسم کا کوئی ٹینڈر کال نہیں کیا اور وہ اپنے دفتر میں نہیں بیٹھتے بلکہ وہ Emco Tiles کے مالک ہیں اور اس کے پاس ملازمین جاتے ہیں اور ملازمین نے اس کے خلاف بینرز پکڑ کر جلوس نکالا اور اس میں اسمبلی ملازمین بھی تھے اور دیگر محکموں کے ملازمین بھی تھے۔ جب وہ اس کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں جون 2005ء کو ریٹائر ہونے والا ہوں تو میں اپنے خلاف آڈٹ پیرے نہیں بنوانا چاہتا۔ اس لئے آپ جائیں ---

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! پلیز تشریف رکھیں، چودھری صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔ چودھری صاحب! اس پر کوئی یقینی عملدرآمد کروائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر اگر کسی وجہ سے ہاؤس آؤٹ آف آرڈر ہو تو بات ہوتی ہے۔ یہ آؤٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ جو کہیں گے رولز اینڈ ریگولیشن کے اندر رہتے ہوئے ہر بات پوری کریں گے اگر کوئی سرزنش کی ضرورت پڑی تو وہ بھی کریں گے۔ میں ابھی ان سے تفصیل لے لیتا ہوں۔ شکریہ۔

شیخ علاؤ الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری ایک گزارش ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ جب جمعہ کی اذان دے دی جائے تو کام مت کیا کرو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا لہذا اب اجلاس بروز پیر مورخہ 4۔اپریل 2005 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

	Issue No.	Page No.

W

WASEEM AKHTAR, DR. SYED		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Delay in construction of over-head bridge near small industries, Bahawalpur	5	634
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	672
-Environment	3	408
POINT OF ORDER regarding-		
-Enforcement of section 144 P P C	5	619
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Delay in submission of Annual Report on Observance and Implementation of the Principles of Policy in the House	2	216
QUESTION regarding-		
-Detail of vehicles purchased for Chief Minister and other Authorities their entitlement and officers who use them *(Question No 5338*)*	3	330

Z

ZAHEER UD DIN KHAN, CHAUDHRY ***(Minister for Communication & Works)***		
BILL-		
-The Provincial Assembly of the Punjab Privilege (Amendment) Bill, 2005 *(moved for introduction in the House)*	2	273
ZAHID PERVAIZ, CH.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of vacancies of M S , A M S and D M S and officers posted thereupon in Jinnah Hospital Lahore *(Question No 261)*	5	618
-Number of quarters of two room junior category in Government Colonies of Lahore and detail regarding allotment thereof *(Question No 1950*)*	3	315
-Provision of clean water in Gujranwala to control over Hepatitis *(Question No 2211*)*	1	58
-Unjust recovery of man-hole tax for Kachi Abadi, Gujranwala *(Question No 2775*)*	1	67
ZAIB-UN-NISA QURESHI, MISS.		
QUESTIONS regarding-		
-Closure of Misali Darasgah Hussain Agahi, Multan *(Question No 1872*)*	4	487
-Detail of pending applications for allotment of land in Cholistan *(Question No 2839*)*	2	163

	Issue No.	Page No.
-Problem of shortage of teaching staff in the Punjab Medical College *(Question No. 3119*)*	5	600
-Procedure and conditions for issuance of licence of pure food and detail of persons who have obtained the same *(Question No. 1993*)*	5	558
-Reason for difference in salaries of work charge employees of hospitals *(Question No. 3355*)*	5	597
-Reason for posting of a lower grade doctor as M.S in presence of doctor of required grade in D.H.Q Hospital, Rawalpindi *(Question No. 3337*)*	5	593
-Start of B.D.S classes in Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur *(Question No. 3605*)*	5	606
TAHIR HUSSAIN KHAN MALAZAI, MR.		
REPORT OF-		
-Standing Committee on Forestry and Fisheries regarding the Forest (Amendment) Bill, 2004 *(Submitted in the House)*	2	258
TAHIRA MUNIR, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	671
-Environment	3	421
TAJAMMAL HUSSAIN, RANA		
QUESTIONS regarding-		
-Closure of railway gate No. 117-A, Phalarwan, Sargodha *(Question No. 1791*)*	1	508
-Detail of BHUs, RHCs. and Hospitals of PP-157, Lahore *(Question No. 3698*)*	5	615
-Detail of press advertisement for recovery of bills of WASA, Lahore *(Question No. 291)*	1	95
-Detail of Union Councils of PP-157, Lahore, their office holders and development projects *(Question No. 2036*)*	4	529
-Poor performance of M.D WASA, Lahore *(Question No. 2272*)*	1	59
TALLAT YAQOOB, MISS.		
QUESTION regarding-		
Present position and number of tubewells installation by WASA, Lahore *(Question No. 2365*)*	1	62
TANVEER AHMAD, SHEIKH		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of income and expenditure of Benevolent Fund Board since 2002 *(Question No. 1818*)*	3	325
-Government steps for control over Hepatitis *(Question No. 2220*)*	5	560
-Information regarding applications for financial aid received by Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No*	3	327
-Number, status and other details of private Medical colleges of the Province *(Question No. 3665*)*	5	612
TANVIR ASHRAF KAIRA, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of land to shelterless persons in District Gujrat since 1985 *(Question No. 205)*	2	198
-Detail of distribution of land to the landless farmers of District Gujrat during 1997 to 2003 *(Question No. 3490-A*)*	2	174
-Detail of income from Agricultural Tax during 2001 to 2003 in District Gujrat *(Question No. 3491*)*	2	175
-Detail of vehicles purchased for Government Authorities *(Question No. 5872*)*	3	332
-Number of BHUs of PP-112, Gujrat and detail of staff posted there *(Question No. 3325*)*	5	587

	Issue No.	Page No.
-Detail of beds, blocks and other matters of Government Nawaz Sharif Hospital Yakki Gate, Lahore *(Question No 3662 *)*	5	609
-Detail of B.H.Us, R.H.Cs. and Hospitals of PP-157, Lahore *(Question No 3698*)*	5	616
-Detail of doctors, nurses and other matters of Services Hospital Lahore *(Question No 3663*)*	5	611
-Detail of employees and medicines in R.H.Cs and B.H.Us of Sheikhupura *(Question No 3519*)*	5	603
-Detail of facilities and staff in B.H.U of PP-167, Sheikhupura *(Question No 3176*)*	5	601
-Detail of funds for departments, doctors, staff and medicines in D.H.Q Hospital, Sheikhupura *(Question No. 3389-A*)*	5	598
-Detail of funds, machinery and equipment in Victoria Hospital, Bahawalpur *(Question No 2874*)*	5	573
-Detail of Government steps to control the disease of T.B *(Question No 3550*)*	5	604
-Detail of Health Center of PP-95, Gujranwala and vehicles of Health Department *(Question No. 3731*)*	5	617
-Detail of Hospitals, B.H.Us, R.H.Cs doctors, vacancies of staff and laboratories in District Khushab *(Question No. 3583*)*	5	605
-Detail of sanctioned and vacant posts and posted persons in B.H.U Hallooki, Lahore *(Question No 3693*)*	5	614
-Detail of staff and buildings of R.H.Cs. and B.H.Us. of Lahore *(Question No 3692*)*	5	614
-Detail of vacancies of M.S., A.M.S. and D.M.S. and officers posted thereupon in Jinnah Hospital Lahore *(Question No 261)*	5	618
-Detail of work-charge employees of Health Department *(Question No 2526*)*	5	570
-Discriminatory policy regarding Self Finance Admissions of abroad settled Pakistanis in Medical Colleges *(Question No. 1959*)*	5	549
-Establishment of B.H.Us. in Union Councils Athara Hazari and Kot Bahadar, Jhang *(Question No. 3330*)*	5	590
-Establishment of B.H.Us. in villages of Tehsil Fortabbas *(Question No. 3159*)*	5	578
-Establishment of Dentistry Ward in Victoria Hospital Bahawalpur *(Question No 3606*)*	5	607
-Establishment of dispensary in Fateh Shah and Kotaly Bakar Shah, District Jhang *(Question No. 3331*)*	5	591
-Establishment of Government Hospital in Shahdara, Lahore *(Question No 3336*)*	5	592
-Establishment of I.C.U in T.H.Q Hospital, Burewala and detail of staff *(Question No 2161*)*	5	584
-Government steps for control over Hepatitis *(Question No. 2220*)*	5	560
-Number of B.H.Us of PP-112, Gujrat and detail of staff posted there *(Question No 3325*)*	5	588
-Number of R.H.Cs. and B.H.Us. in PP-04, Gujar Khan and detail of facilities and medicines *(Question No. 3338*)*	5	594
-Number, status and other details of private Medical Colleges of the Province *(Question No. 3665*)*	5	612
-Particulars of staff posted in office of E.D.O. Health, Lahore *(Question No 2999*)*	5	576
-Problem of attendance of Doctor posted at B.H.U Rajua, Tehsil Chiniot *(Question No 3290*)*	5	587
-Problem of cleanliness and cool water in Sir Ganga Ram Hospital Lahore *(Question No 3165*)*	5	583
-Problem of construction of building and shortage of staff in dispensary of Chack No. 46/S.P, Pakpattan *(Question No. 3660*)*	5	608

	Issue No.	Page No.
SHAGUFTA ANWAR, MS. *(Parliamentary Secretary for Anti- Corruption)*		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases registered in Anti-Corruption Department and their decisions during 2003 *(Question No. 3111*)*	3	347
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Gujranwala region *(Question No 3742*)*	3	353
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Lahore region *(Question No 3741*)*	3	352
-Detail of recruitments in Anti-Corruption Department, Gujranwala range *(Question No 3729*)*	3	351
-Number of contract employees of Anti-Corruption Department and detail of their rules and conditions *(Question No. 3805*)*	3	355
SHAHEEN ATIQ-UR-REHMAN, MISS.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of unelected Advisors and Special Assistants *(Question No 6282*)*	3	339
-Mixing of arsenic and fluorine in drinking water and steps of Government for eradication thereof *(Question No. 275)*	1	94
-Mixing of arsenic in drinking water and steps of Government for its eradication *(Question No 312)*	1	97
-Number of Advisors to the Government and other relevant details *(Question No 310)*	3	357
SHAHEENA ASAD, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
-Construction of paved road of Mauza Kali Piran Wali, Depalpur *(Question No. 1961*)*	4	520
-Paving the second side of Rajbah Match Factory, Ferozwala *(Question No 1797*)*	4	509
SHAHNAZ SALEEM, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	419
SHAKEEL-UR-REHMAN, LALA, ADVOCATE		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Gujranwala region *(Question No. 3742*)*	3	352
-Detail of recruitments in Anti-Corruption Department, Gujranwala range *(Question No 3729*)*	3	350
-Increase in water and sanitation rates by WASA, Gujranwala and detail of income and expenditure *(Question No 2916*)*	1	74
Problem of sanitation in Gujranwala city *(Question No. 2199*)*	1	63
-Problems taken place due to new market value of property in Lahore *(Question No 1702*)*	2	191
SHAZIA CHAND, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of sanctioned and vacant posts and posted persons in B.H.U Hallooki Lahore *(Question No. 3693*)*	5	614
-Detail of staff and buildings of R.H.Cs. and B.H.Us. of Lahore *(Question No 3692*)*	5	613
SUMMONING OF SESSION -		
-Notification of summoning of 19th session commenced from 28th March 2005	1	1

T

	Issue No.	Page No.
TAHIR ALI JAVED, DR. *(Minister for Health)*		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Condemned machinery in hospitals of the Province and reasons thereof *(Question No 2815*)*	5	586
-Control over supply of unhygienic milk in Lahore *(Question No 1782*)*	5	544

	Issue No.	Page No.
S&GAD DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Criterion of appointment of retired and in service military persons in Civil department *(Question No. 1615*)*	3	287
-Detail of employees placed in surplus pool since 1999, their names, Departments and salaries *(Question No. 5942*)*	3	335
-Detail of expenditures on purchase, use, maintenance and petrol of vehicles in transport pool S&GAD *(Question No. 5913*)*	3	336
-Detail of funeral grants paid during 1st to 31st August 2003 out of Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No. 1852*)*	3	310
-Detail of income and expenditure of Benevolent Fund Board since 2002 *(Question No. 1848*)*	3	325
-Detail of loans granted to employees of the Punjab Benevolent Fund Board *(Question No. 5555*)*	3	331
-Detail of unauthorised occupants in GOR-I, Lahore *(Question No. 5933*)*	3	333
-Detail of unelected Advisors and Special Assistants *(Question No. 6282*)*	3	339
-Detail of vehicles purchased for Chief Minister and other Authorities, their entitlement and officers who use them *(Question No. 5338*)*	3	330
-Detail of vehicles purchased for Government Authorities *(Question No. 5812*)*	3	332
-Establishment of bench of High Court in District Sargodha *(Question No. 5199*)*	3	330
-Foreign aid for subordinate courts and problem of increase in salaries of Judges of subordinate courts *(Question No. 3947*)*	3	301
-Information regarding applications for financial aid received by Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No. 4819*)*	3	327
-Number and detail of sanctioned and vacant posts of Family, Civil and Additional Session Judges in Lahore *(Question No. 1284*)*	3	309
-Number of Advisors to the Government and other relevant details *(Question No. 310)*	3	357
-Number of Civil Judges, Session Judges, and Additional Session Judges and detail of vacancies thereof *(Question No. 4058*)*	3	308
-Number of quarters, unauthorized occupants and steps taken by Government in Wahdat Colony, Lahore *(Question No. 6521*)*	3	343
-Number of quarters of two room junior category in Government Colonies of Lahore and detail regarding allotment thereof *(Question No. 1950*)*	3	315
-Problem of increase in upper limit of age for recruitment in Government Departments *(Question No. 307)*	3	355
-Problem of relaxation in age limit for Government Service for Tribal and Baluch people *(Question No. 6437*)*	3	343
-Problem of writing ACRs of subordinates by Ministers *(Question No. 1957*)*	3	321
-Reason for against policy without privilege and merit allotment of quarters and steps of Government *(Question No. 5953)*	3	338
-Reason of facility of Parent Scheme in allotment of Government accomodation *(Question No. 3703*)*	3	296
-Reinstatement of Performa promotion of retired Government servants *(Question No. 1776*)*	3	293
SESSION -		
-Notification of summoning of 19th session commenced from 28th March 2005	1	1

	Issue No.	Page No.
-Detail of expenditures on purchase, use, maintenance and petrol of vehicles in transport pool S&GAD *(Question No 5943*)*	3	336
-Detail of vehicles used for cleanliness in WASA, Lahore *(Question No 2598*)*	1	66
-Problem of encroachments in parks of "N" block Model Town Extension Scheme *(Question No 2335*)*	1	60
SAMIA AMJAD, DR.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	434
QUESTION regarding-		
-Problem of increase in upper limit of age for recruitment in Government Departments *(Question No 307)*	3	355
SAMINA NAVEED, MISS.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	428
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Insulting behaviour of doctor of Jinnah Hospital with M P A	1	112
-Use of derogatory words by S H.O Police Station Faqirwali, Bahawalnagar	2	218
QUESTIONS regarding-		
-Establishment of B H.Us. in villages of Tehsil Fortabbas *(Question No 3159*)*	5	577
-Illegal possession over grazing ground of Chack No 305/HR, Fort Abbas and steps taken by Government *(Question No. 3157*)*	2	172
-Illegal possession over state land in Kot Doom Chand, Lahore and steps taken by Government *(Question No 3158*)*	2	173
-Number of quarters, unauthorized occupants and steps taken by Government in Wahdat Colony, Lahore *(Question No 6521*)*	3	343
-Problem of construction of building and shortage of staff in dispensary of Chack No. 46/S.P, Pakpattan *(Question No 3660*)*	5	607
-Problem of construction of water tank for water supply in Munirabad, Bahawalnagar *(Question No 2903*)*	1	72
SANAULLAH KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Danger for darken the future of students of Faisalabad	5	635
-Increase in House Rent Allowance of Government servants	3	381
-Reluctance by institution of Benevolent Fund Punjab in payment of monthly aid to widows	5	629
-Sale of land by Board of Revenue to M/s Koh-e-Noor at lower rate by receiving heavy bribery	3	378
CALL ATTENTION NOTICE regarding-		
-Government action upon death of innocent person by Faisalabad Police *(Call Attention Notice No 307)*	1	105
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	646
QUESTION regarding-		
-Amendment in C N G guide line *(Question No. 2125*)*	1	52
SARFRAZ AHMED KHAN, HAJI RANA		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of agricultural state land in District Kasur *(Question No 3956*)*	2	186
-Detail of Kanongos and Patwaries posted in District Kasur *(Question No. 3957*)*	2	187
SAUD HASSAN DAR, MIAN		
QUESTION regarding-		
-Detail of Health Center of PP-95, Gujranwala and vehicles of Health Department *(Question No 3734*)*	5	616

	Issue No.	Page No.
-Detail of Kanongos and Patwaries posted in District Kasur *(Question No 3957*)*	2	187
-Detail of officials of Revenue Department in Jhang posted at one station for more than three years *(Question No. 3937*)*	2	185
-Detail of Patwaries and Patwar Khanas in PP-69, Faisalabad *(Question No 3999*)*	2	188
-Detail of Patwaries in PP-118, Mandi Bahauddin *((Question No 3901*)*	2	182
-Detail of possession over toll tax post at Joia Road, Borey Wala and steps taken by Government *(Question No 3565*)*	2	176
-Detail of printing of forms of "Farad Jama Bandi" *(Question No 2672*)*	2	170
-Establishment of Treasury Office in Tehsil Texla *(Question No. 1816*)*	2	194
-Governmet rates and classification of rural land in PP-8, Rawalpindi *(Question No 5081*)*	2	196
-Number of Patwaries in the Province and facilities available to them *(Question No 515*)*	2	144
-Ordinary and urgent fees for "Farad Jama Bandi" and other details *(Question No. 2670*)*	2	160
-Position of inquiry against Patwari of Mandi Ahmedabad, Okara *(Question No 1928*)*	2	195
-Position of upgradation of Chowk Sarwar Shaheed District Muzaffargarh as Tehsil *(Question No. 1601*)*	2	190
-Problem of consolidation Moaza Shadi Khan Munda Tehsil Kot Addu *(Question No 3918*)*	2	184
-Problem of transfer of total proprietary land to Government Kulyat-ul-Banat College *(Question No 3699*)*	2	179
-Problem of upgrading Haveli Lakha as Tehsil of District Okara *(Question No. 2956*)*	2	172
-Problems taken place due to new market value of property in Lahore *(Question No 1702*)*	2	191
-Status of land situated at Sargodha Road, Faisalabad, its value and other detail *(Question No. 3697*)*	2	178

S

	Issue No.	Page No.
SABA SADIQ, MISS.		
QUESTION regarding-		
-Number and detail of sanctioned and vacant posts of Family, Civil and Additional Session Judges in Lahore *(Question No 4281*)*	3	309
SAGHIRA ISLAM, MS.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	440
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Trespass of lady M P A's house by Police and arrestment of guests	1	115
QUESTIONS regarding-		
-Detail of employees and medicines in R.H.Cs and B H Us of Sheikhupura *(Question No 3549*)*	5	602
-Detail of Government steps to control the disease of T B *(Question No 3550*)*	5	603
-Detail of parks and places of recreation in Lahore with&without admission tickets *(Question No. 2783*)*	1	685
-Problems of sewerage and cleanliness in Sheikhupura *(Question No 1952*)*	4	519
-Restoration of lights at Sheikhupura-Sargodha main road *(Question No 1877*)*	4	515
SAMIULLAH KHAN, MR.		
POINT OF ORDER regarding-		
-Murder of three ladies in Shahdara	2	200
QUESTIONS regarding-		
-Detail of employees placed in surplus pool since 1999, their names, Departments and salaries *(Question No 5912*)*	3	335

	Issue No.	Page No.
-Problem of illegal possession over plot in Gujarpura Housing Scheme, Lahore *(Question No 298)*	1	96
-Problem of sanitation in Gujranwala city *(Question No 2199*)*	1	63
-Problem of water supply in eastern zone Faisalabad *(Question No 2637*)*	1	67
-Problem of water supply in Fazal Colony Bund Road, Lahore *(Question No 2909*)*	1	73
-Problems due to insufficient sewerage system in Dholenwal, Multan Road, Lahore *(Question No 3003*)*	1	84
-Problems of gym for ladies in Race Course Park, Lahore *(Question No 318)*	1	100
-Problems taken place due to construction of plaza in Firdos Market, Lahore *(Question No 2911*)*	1	79
-Promotion policy and problem of ban upon promotions and additional charge of officers in WASA, Lahore *(Question No 207)*	1	92
-Provision of clean water in Gujranwala to control over Hepatitis *(Question No 2211*)*	1	58
-Substandard construction of Dhaddi Wala Drain, Faisalabad *(Question No 1113*)*	1	40
-Substandard construction of road from Khan Model Colony to Satyna Road, Faisalabad *(Question No 1111*)*	1	47
-Unjustified use of water and expenditures in P H A, Lahore *(Question No 1361*)*	1	38
-Unjust recovery of man-hole tax for Kachi Abadi, Gujranwala *(Question No 2775*)*	1	68
-Unreasonable use of drinking water by P H A *(Question No 666*)*	1	21
-Upgradation of stock verifier of Internal Audit of WASA *(Question No 122)*	1	88
RECITATION -		
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 28th March, 2005	1	11
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 29th March 2005	2	135
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 30th March 2005	3	281
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 31st March 2005	4	455
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 1st April, 2005	5	543
REPORTS OF-		
-Adjournment Motions No 938/2004 and 22/2005 *(Laid in the House)*	5	627
-Committee on Privileges *(Submitted in the House)*	1	101
-Standing Committee of S & GAD *(Submitted in the House)*	1	103
-Standing Committee on Agriculture regarding the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill, 2004 *(Submitted in the House)*	2	258
-Standing Committee on Education *(Laid in the House)*	1	103
-Standing Committee on Forestry and Fisheries regarding the Forest (Amendment) Bill, 2004 *(Submitted in the House)*	2	258
-Standing Committee on Health *(Submitted in the House)*	1	102
-Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs *(Special Report Submitted in the House)*	2	258
-The Punjab Office of the Ombudsman for the year 2003	1	132
REVENUE DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases submitted in courts of D.D.O (R) and D.O (R), Pakpattan during August 2001 to January 2004 *(Question No 4017*)*	2	189
-Detail of income from Agricultural Tax during 2001 to 2003 in District Gujrat *(Question No 3491*)*	2	175
-Detail of income from Court fee and expenditures *(Question No 2951*)*	2	171

	Issue No.	Page No.

R

RAZA ALI GILLANI, SYED *(Minister for Housing & Urban Development)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Plan of land mafia to snatch land from Government employee allottees of Avenue-I	2	222
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Amendment in C N G guide line *(Question No. 2125*)*	1	52
-Detail of aims & objects and allotment of land for Mecca Foundation and Rehmat Memorial Trust, Green Town, Lahore *(Question No 2895*)*	1	70
-Detail of Housing Schemes launched by F D A *(Question No 2966*)*	1	81
-Detail of land allocated for mosques in blocks of Sabzazar Housing Scheme *(Question No 3081*)*	1	85
-Detail of new parks under administration of P.H.A *(Question No 1166*)*	1	29
-Detail of parks and places of recreation in Lahore with& without admission tickets *(Question No 2783*)*	1	69
-Detail of press advertisement for recovery of bills of WASA, Lahore *(Question No 291)*	1	95
-Detail of price of land and conditions for the Punjab Public School under administration of Mecca Foundation, Lahore *(Question No 2896*)*	1	71
-Detail of schemes completed by grants of Asian Development Bank in Tehsil Jahania *(Question No 317)*	1	98
-Detail of recruitment of work-charge employees in P H A, Lahore *(Question No. 2525*)*	1	65
-Detail regarding D G Housing, Housing Schemes and facilities therein *(Question No 186)*	1	90
-Detail of vehicles used for cleanliness in WASA, Lahore *(Question No 2598*)*	1	66
-Grid station charges of Jublee Town *(Question No 332*)*	1	17
-Inclusion of District Pakpattan Division *(Question No 2195*)*	1	57
-Increase in water and sanitation rates by WASA, Gujranwala and detail of income and expenditure *(Question No 2916*)*	1	74
-Installation of sewerage pipes at both sides of canal passing through Lahore city *(Question No. 2943*)*	1	78
-Installation of tubewell for water supply in Kharrak Madina Colony, Lahore *(Question No 2940*)*	1	77
-Installation of wider pipes in street No 1, Madina Colony Kharrak, Lahore *(Question No 1783*)*	1	56
-Misuse of powers by P H A *(Question No 1791*)*	1	50
-Mixing of arsenic and fluorine in drinking water and steps of Government for eradication thereof *(Question No. 275)*	1	95
-Mixing of arsenic in drinking water and steps of Government for its eradication *(Question No 312)*	1	98
-Number, names and other details of work charge employees of WASA, Lahore *(Question No 1269*)*	1	34
-Poor performance of M D WASA, Lahore *(Question No 2272*)*	1	59
-Present position and number of tubewells installation by WASA, Lahore *(Question No. 2365*)*	1	86
-Problem of bills of WASA, Faisalabad and polluted water *(Question No 3106*)*	1	62
-Problem of construction of water tank for water supply in Munirabad, Bahawalnagar *(Question No 2903*)*	1	73
-Problem of decrease in price of plots of L.D A Avenue -I, Housing Scheme *(Question No 2973*)*	1	82
-Problem of encroachments in parks of "N" block Model Town Extension Scheme *(Question No 2335*)*	1	61

	Issue No.	Page No.
-Problem of transfer of total proprietary land to Government Kulyat-ul-Banat College *(Question No 3699*)*	2	179
Problem of upgrading Haveli Lakha as Tehsil of District Okara *(Question No 2926*)*	2	172
-Problems taken place due to new market value of property in Lahore *(Question No. 1702*)*	2	191
-Status of land situated at Sargodha Road, Faisalabad, its value and other detail *(Question No 3697*)*	2	178
S&GAD DEPARTMENT-		
-Criterion of appointment of retired and in service military persons in Civil department *(Question No 1615*)*	3	287
-Detail of employees placed in surplus pool since 1999, their names, Departments and salaries *(Question No. 5912*)*	3	335
-Detail of expenditures on purchase, use, maintenance and petrol of vehicles in transport pool S&GAD *(Question No 5913*)*	3	336
-Detail of funeral grants paid during 1st to 31st August 2003 out of Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No 4852*)*	3	310
-Detail of income and expenditure of Benevolent Fund Board since 2002 *(Question No 1818*)*	3	325
-Detail of loans granted to employees of the Punjab Benevolent Fund Board *(Question No 5555*)*	3	331
-Detail of unauthorised occupants in GOR-1, Lahore *(Question No 5933*)*	3	333
-Detail of unelected Advisors and Special Assistants *(Question No 6282*)*	3	339
-Detail of vehicles purchased for Chief Minister and other Authorities, their entitlement and officers who use them *(Question No. 5338*)*	3	330
-Detail of vehicles purchased for Government Authorities *(Question No 5812*)*	3	332
-Establishment of bench of High Court in District Sargodha *(Question No 5199*)*	3	330
-Foreign aid for subordinate courts and problem of increase in salaries of Judges of subordinate courts *(Question No 3917*)*	3	301
-Information regarding applications for financial aid received by Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No 1819*)*	3	327
-Number and detail of sanctioned and vacant posts of Family, Civil and Additional Session Judges in Lahore *(Question No 1281*)*	3	309
-Number of Advisors to the Government and other relevant details *(Question No 310)*	3	357
-Number of Civil Judges, Session Judges, and Additional Session Judges and detail of vacancies thereof *(Question No 1058*)*	3	308
-Number of quarters, unauthorized occupants and steps taken by Government in Wahdat Colony, Lahore *(Question No 6521*)*	3	343
-Number of quarters of two room junior category in Government Colonies of Lahore and detail regarding allotment thereof *(Question No. 1950*)*	3	315
-Problem of increase in upper limit of age for recruitment in Government Departments *(Question No. 307)*	3	355
-Problem of relaxation in age limit for Government Service for Tribal and Baluch people *(Question No 6137*)*	3	343
-Problem of writing ACRs of subordinates by Ministers *(Question No 1951*)*	3	321
-Reason for against policy without privilege and merit allotment of quarters and steps of Government *(Question No 5953)*	3	338
-Reason of facility of Parent Scheme in allotment of Government accomodation *(Question No 3703*)*	3	296
-Reinstatement of Performa promotion of retired Government servants *(Question No 1776*)*	3	293

	Issue No.	Page No.
-Problem of encroachments in Main Bazar Kot Hussain, Sheikhupura *(Question No 1238*)*	4	504
-Problem of shifting fruit and vegetable market out of Sialkot city *(Question No 243)*	4	531
-Problems caused by unhygienic water and steps taken by government in PP-123, Sialkot *(Question No 245)*	4	533
-Problems of sewerage and cleanliness in Sheikhupura *(Question No 1952*)*	4	519
-Problems of Wahdat Road adjacent to graveyard Allama Iqbal Town, Lahore *(Question No 2028*)*	4	527
-Problems of water supply and sanitation in PP-187, Okara *(Question No 1861*)*	4	512
-Provision of facilities in Lalazar Park Canal View *(Question No 1761*)*	4	485
-Provision of place for graveyard for localities of PP-13, Rawalpindi *(Question No 1852*)*	4	511
-Reconstruction of Jhang Road from Bhianwala to Lahan *(Question No 1763*)*	4	507
-Reconstruction of streets and drains in Bhianwala, Chiniot *(Question No 1762 A*)*	4	506
-Recovery of land of Miani Sab Graveyard from occupants and selection of substitute place *(Question No 1967*)*	4	522
-Restoration of lights at Sheikhupura-Sargodha main road *(Question No 1877*)*	4	515
-Supply of electricity to Mauza Sanjar, Bahawalpur *(Question No. 1726*)*	4	476
-Towns of Local Bodies of Lahore their employees and other details *(Question No 1515*)*	4	505
-Traffic problems at Thokar Niaz Baig, Lahore due to construction of road not according to map *(Question No. 1760*)*	4	484
REVENUE DEPARTMENT-		
-Detail of cases submitted in courts of D.D.O (R) and D.O (R), Pakpattan during August 2001 to January 2004 *(Question No 4017*)*	2	189
-Detail of income from Agricultural Tax during 2001 to 2003 in District Gujrat *(Question No. 3491*)*	2	175
-Detail of income from Court fee and expenditures *(Question No 2951*)*	2	171
-Detail of Kanongos and Patwaries posted in District Kasur *(Question No. 3957*)*	2	187
-Detail of officials of Revenue Department in Jhang posted at one station for more than three years *(Question No 3937*)*	2	185
-Detail of Patwaries and Patwar Khanas in PP-69, Faisalabad *(Question No 3999*)*	2	188
-Detail of Patwaries in PP-118, Mandi Bahauddin *(Question No 3904*)*	2	182
-Detail of possession over toll tax post at Joia Road, Borey Wala and steps taken by Government *(Question No. 3565*)*	2	176
-Detail of printing of forms of "Farad Jama Bandi" *(Question No 2672*)*	2	170
-Establishment of Treasury Office in Tehsil Texla *(Question No 4816*)*	2	194
-Governmet rates and classification of rural land in PP-8, Rawalpindi *(Question No 5081*)*	2	196
-Number of Patwaries in the Province and facilities available to them *(Question No. 515*)*	2	144
-Ordinary and urgent fees for "Farad Jama Bandi" and other details *(Question No 2670*)*	2	160
-Position of inquiry against Patwari of Mandi Ahmedabad, Okara *(Question No 4928*)*	2	195
-Position of upgradation of Chowk Sarwar Shaheed District Muzaffargarh as Tehsil *(Question No 4601*)*	2	190
-Problem of consolidation Moaza Shadi Khan Munda Tehsil Kot Addu *(Question No 3918*)*	2	184

	Issue No.	Page No.
-Substandard construction of Dhaddi Wala Drain, Faisalabad *(Question No 1113*)*	1	40
-Substandard construction of road from Khan Model Colony to Satyna Road, Faisalabad *(Question No 1111*)*	1	47
-Unjustified use of water and expenditures in P.H.A, Lahore *(Question No 1361*)*	1	37
-Unjust recovery of man-hole tax for Kachi Abadi, Gujranwala *(Question No 2775*)*	1	67
-Unreasonable use of drinking water by P.H'A *(Question No 666*)*	1	21
-Upgradation of stock verifier of Internal Audit of WASA *(Question No 122)*	1	88
LOCAL GOVERNMENT & RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT-		
-Bogus allotment of shops attached with Tehsil Council Hall, Burewala *(Question No. 1861*)*	4	513
-Closure of Misali Darasgah Hussain Agahi, Multan *(Question No 1872*)*	4	487
-Closure of railway gate No. 117-A, Phalarwan, Sargodha *(Question No 1791*)*	4	508
Completion of incomplete development projects of Faisalabad *(Question No 1979*)*	4	524
-Construction and repair of Band Road Garhishahu, Lahore *(Question No. 826*)*	4	460
-Construction of paved road from Miran Shah Hotta to Mauza Opana *(Question No. 2013*)*	4	531
-Construction of paved road of Mauza Kali Piran Wali, Depalpur *(Question No 1961*)*	4	520
-Counseling with members of Provincial and National Assemblies regarding development projects of Lahore *(Question No. 1546*)*	4	471
-Delay in construction of main road of Shah Farid Park, Lahore *(Question No 1988*)*	4	525
-Detail and condition of roads constructed under City Package, Sialkot *(Question No 211)*	4	532
-Detail of budget for development, projects and cost in District Lodhran since 2002 *(Question No. 324)*	4	536
-Detail of development works in PP-187, Depalpur *(Question No. 1815*)*	4	510
-Detail of fire incidents in Lahore *(Question No. 1153*)*	4	467
-Detail of Local Bodies Towns of Lahore their staff and recruitment policy *(Question No. 1111*)*	4	503
-Detail of remunerations and development funds for minority members *(Question No 1937*)*	4	496
-Detail of sanitary staff of Sialkot Tehsil Municipal Administration *(Question No 1166*)*	4	469
-Detail of Union Councils and sanitary-workers of Multan *(Question No 1939*)*	4	518
-Detail of Union Councils of PP-157, Lahore, their office holders and development projects *(Question No. 2036*)*	4	529
-Detail of vehicles under use of Nazim, District Sialkot *(Question No. 1753*)*	4	479
-Establishment of unjust toll plaza in Satellite Town, Jhang *(Question No 1965*)*	4	521
-Fixation of responsibilities of WASA, Lahore in new system *(Question No 1313*)*	4	464
-Illegal slaughter houses of Shalamar Town and problems created by them *(Question No 827*)*	4	462
-Paving the second side of Rajbah Match Factory, Ferozwala *(Question No 1797*)*	4	509
-Position of cleanliness in PP-123, Sialkot and number of sanitary staff *(Question No 249)*	4	534
-Problem of cleanliness and paving of Rohi Drain, Kasur *(Question No 2012*)*	4	526

	Issue No.	Page No.
-Detail of parks and places of recreation in Lahore with&without admission tickets *(Question No 2783*)*	1	68
-Detail of press advertisement for recovery of bills of WASA, Lahore *(Question No 291)*	1	95
-Detail of price of land and conditions for the Punjab Public School under administration of Mecca Foundation, Lahore *(Question No. 2896*)*	1	71
-Detail of schemes completed by grants of Asian Development Bank in Tehsil Jahania *(Question No 317)*	1	98
-Detail of recruitment of work-charge employees in P.H.A, Lahore *(Question No 2525*)*	1	65
-Detail regarding D.G Housing, Housing Schemes and facilities therein *(Question No 186)*	1	89
-Detail of vehicles used for cleanliness in WASA, Lahore *(Question No 2598*)*	1	66
-Grid station charges of Jubilee Town *(Question No 332*)*	1	16
-Inclusion of District Pakpattan Division *(Question No 2195*)*	1	57
-Increase in water and sanitation rates by WASA, Gujranwala and detail of income and expenditure *(Question No. 2916*)*	1	74
-Installation of sewerage pipes at both sides of canal passing through Lahore city *(Question No. 2913*)*	1	77
-Installation of tubewell for water supply in Kharrak Madina Colony, Lahore *(Question No 2910*)*	1	76
-Installation of wider pipes in street No. 1, Madina Colony Kharrak, Lahore *(Question No 1783*)*	1	56
-Misuse of powers by P.H.A *(Question No. 1791*)*	1	49
-Mixing of arsenic and fluorine in drinking water and steps of Government for eradication thereof *(Question No 275)*	1	94
-Mixing of arsenic in drinking water and steps of Government for its eradication *(Question No 312)*	1	97
-Number, names and other details of work charge employees of WASA, Lahore *(Question No 1269*)*	1	34
-Poor performance of M.D WASA, Lahore *(Question No 2272*)*	1	59
-Present position and number of tubewells installation by WASA, Lahore *(Question No 2365*)*	1	62
-Problem of bills of WASA, Faisalabad and polluted water *(Question No 3106*)*	1	86
-Problem of construction of water tank for water supply in Munirabad, Bahawalnagar *(Question No 2903*)*	1	72
-Problem of decrease in price of plots of L.D.A Avenue -I, Housing Scheme *(Question No. 2923*)*	1	81
-Problem of encroachments in parks of "N" block Model Town Extension Scheme *(Question No 2335*)*	1	60
-Problem of illegal possession over plot in Gujarpura Housing Scheme, Lahore *(Question No 298)*	1	96
-Problem of sanitation in Gujranwala city *(Question No 2499*)*	1	63
-Problem of water supply in eastern zone Faisalabad *(Question No 2637*)*	1	67
-Problem of water supply in Fazal Colony Bund Road, Lahore *(Question No 2909*)*	1	73
-Problems due to insufficient sewerage system in Dholenwal, Multan Road, Lahore *(Question No 3003*)*	1	84
-Problems of gym for ladies in Race Course Park, Lahore *(Question No. 318)*	1	99
-Problems taken place due to construction of plaza in Firdos Market, Lahore *(Question No. 2944*)*	1	78
-Promotion policy and problem of ban upon promotions and additional charge of officers in WASA, Lahore *(Question No. 207)*	1	91
-Provision of clean water in Gujranwala to control over Hepatitis *(Question No. 2211*)*	1	58

	Issue No.	Page No.
-Detail of Hospitals, B.H.Us, R.H.Cs doctors, vacancies of staff and laboratories in District Khushab *(Question No. 3583*)*	5	604
-Detail of sanctioned and vacant posts and posted persons in B.H.U Hallooki, Lahore *(Question No. 3693*)*	5	614
-Detail of staff and buildings of R.H.Cs. and B.H.Us. of Lahore *(Question No. 3692*)*	5	613
-Detail of vacancies of M.S., A.M.S. and D.M.S. and officers posted thereupon in Jinnah Hospital Lahore *(Question No. 261)*	5	618
-Detail of work-charge employees of Health Department *(Question No. 2526*)*	5	569
-Discriminatory policy regarding Self Finance Admissions of abroad settled Pakistanis in Medical Colleges *(Question No. 1959*)*	5	549
-Establishment of B.H.Us. in Union Councils Atthara Hazari and Kot Bahadar, Jhang *(Question No. 3330*)*	5	589
-Establishment of B.H.Us. in villages of Tehsil Fortabbas *(Question No. 3159*)*	5	577
-Establishment of Dentistry Ward in Victoria Hospital Bahawalpur *(Question No. 3606*)*	5	606
-Establishment of dispensary in Fateh Shah and Kotaly Bakar Shah, District Jhang *(Question No. 3331*)*	5	590
-Establishment of Government Hospital in Shahdara, Lahore *(Question No. 3336*)*	5	591
-Establishment of I.C.U in T.H.Q Hospital, Burewala and detail of staff *(Question No. 2461*)*	5	584
-Government steps for control over Hepatitis *(Question No. 2220*)*	5	560
-Number of B.H.Us of PP-112, Gujrat and detail of staff posted there *(Question No. 3325*)*	5	587
-Number of R.H.Cs. and B.H.Us. in PP-04, Gujar Khan and detail of facilities and medicines *(Question No. 3338*)*	5	593
-Number, status and other details of private Medical Colleges of the Province *(Question No. 3665*)*	5	612
-Particulars of staff posted in office of E.D.O. Health, Lahore *(Question No. 2999*)*	5	576
-Problem of attendance of Doctor posted at B.H.U Rajua, Tehsil Chiniot *(Question No. 3290*)*	5	586
-Problem of cleanliness and cool water in Sir Ganga Ram Hospital Lahore *(Question No. 3165*)*	5	582
-Problem of construction of building and shortage of staff in dispensary of Chack No. 46/S.P, Pakpattan *(Question No. 3660*)*	5	607
-Problem of shortage of teaching staff in the Punjab Medical College *(Question No. 3119*)*	5	599
-Procedure and conditions for issuance of licence of pure food and detail of persons who have obtained the same *(Question No. 1993*)*	5	557
-Reason for difference in salaries of work charge employees of hospitals *(Question No. 3355*)*	5	597
-Reason for posting of a lower grade doctor as M.S in presence of doctor of required grade in D.H.Q Hospital, Rawalpindi *(Question No. 3337*)*	5	592
-Start of B.D.S classes in Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur *(Question No. 3605*)*	5	606
HOUSING & URBAN DEVELOPMENT DEPARTMENT-		
-Amendment in C.N.G guide line *(Question No. 2125*)*	1	52
-Detail of aims & objects and allotment of land for Mecca Foundation and Rehmat Memorial Trust, Green Town, Lahore *(Question No. 2895*)*	1	69
-Detail of Housing Schemes launched by F.D.A *(Question No. 2966*)*	1	80
-Detail of land allocated for mosques in blocks of Sabzazar Housing Scheme *(Question No. 3081*)*	1	85
-Detail of new parks under administration of P.H.A *(Question No. 1166*)*	1	29

Q

	Issue No.	Page No.
QUESTIONS regarding-		
ANTI-CORRUPTION DEPARTMENT-		
-Detail of cases registered in Anti-Corruption Department and their decisions during 2003 *(Question No. 3111*)*	3	346
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Gujranwala region *(Question No. 3742*)*	3	352
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Lahore region *(Question No. 3741*)*	3	351
-Detail of recruitments in Anti-Corruption Department, Gujranwala range *(Question No. 3729*)*	3	350
-Number of contract employees of Anti-Corruption Department and detail of their rules and conditions *(Question No. 3805*)*	3	354
COLONIES DEPARTMENT-		
-Detail of allotment of agricultural land to teaching staff of Bahauddin Zikria University, Multan *(Question No. 4814*)*	2	193
-Detail of allotment of agricultural state land in District Kasur *(Question No. 3956*)*	2	186
-Detail of allotment of land in Cholistan *(Question No. 1916*)*	2	149
-Detail of allotment of land to shelterless persons in District Gujrat since 1985 *(Question No. 205)*	2	198
-Detail of distribution of land to the landless farmers of District Gujrat during 1997 to 2003 *(Question No. 3490-A*)*	2	174
-Detail of pending applications for allotment of land in Cholistan *(Question No. 2839*)*	2	163
-Detail of state land in District Bahawalpur, illegal occupants and steps taken by the Government *(Question No. 2867*)*	2	164
-Illegal possession over grazing ground of Chack No. 305/H.R. Fort Abbas and steps taken by Government *(Question No. 3157*)*	2	172
-Illegal possession over state land in Kot Doom Chand, Lahore and steps taken by Government *(Question No. 3158*)*	2	173
-Proprietary rights of land in Districts of the Province *(Question No. 2*)*	2	139
-State land of the Province and center in Pakpattan and detail of illegal occupants *(Question No. 2051*)*	2	156
HEALTH DEPARTMENT-		
-Condemned machinery in hospitals of the Province and reasons thereof *(Question No. 2815*)*	5	585
-Control over supply of unhygienic milk in Lahore *(Question No. 1782*)*	5	544
-Detail of beds, blocks and other matters of Government Nawaz Sharif Hospital Yakki Gate, Lahore *(Question No. 3662 *)*	5	608
-Detail of B.H.Us, R.H.Cs and Hospitals of PP-157, Lahore *(Question No. 3698*)*	5	615
-Detail of doctors, nurses and other matters of Services Hospital Lahore *(Question No. 3663*)*	5	611
-Detail of employees and medicines in R.H.Cs and B.H.Us of Sheikhupura *(Question No. 3519*)*	5	602
-Detail of facilities and staff in B.H.U. of PP-167, Sheikhupura *(Question No. 3176*)*	5	601
-Detail of funds for departments, doctors, staff and medicines in D.H.Q Hospital, Sheikhupura *(Question No. 3389-A*)*	5	598
-Detail of funds, machinery and equipment in Victoria Hospital, Bahawalpur *(Question No. 2874*)*	5	573
-Detail of Government steps to control the disease of T.B. *(Question No. 3530*)*	5	603
-Detail of Health Center of PP-95, Gujranwala and vehicles of Health Department *(Question No. 3731*)*	5	616

	Issue No.	Page No.
-Problem of shortage of teaching staff in the Punjab Medical College *(Question No. 3119*)*	5	599
-Problem of upgrading Haveli Lakha as Tehsil of District Okara *(Question No. 2956*)*	2	172
NOTIFICATION OF		
-Summoning of 19th session commenced from 28th March 2005	1	1

O

OATH OF OFFICE BY		
-Newly elected member of the Punjab Assembly, Sheikh Alla-ud-Din (PP-81)	1	14
OFFICERS		
-Of the House	1	10

P

PANEL OF CHAIRMEN-		
-For the 19th session commenced from 28th March 2005	1	13
PARLIAMENTARY SECRETARIES		
-Of the Punjab	1	7
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR ANTI-CORRUPTION		
See under Shagufta Anwar, Ms		
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COLONIES		
-See under Muhammad Waris Kallu, Mr.		
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HEALTH		
-See under Farzana Nazir, Dr		
PARVEEN MASOOD BHATTI, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	406
QUESTIONS regarding-		
-Establishment of Dentistry Ward in Victoria Hospital Bahawalpur *(Question No. 3606*)*	5	606
-Start of B.D.S classes in Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur *(Question No. 3605*)*	5	606
POINTS OF ORDER regarding-		
-Enforcement of section 144 P.P.C	5	619
-Misuse of powers by Advisers and Special Assistants	2	203
-Murder of three ladies in Shahdara	2	200
-Procedure for provision of medicines to M.P.A's	2	136
-Protest under the limits of Constitution	4	456
-Recruitments in Government Service	3	282
-Redress of deprivations of people of southern Punjab	2	237
-Release of state land of graveyard in Township Scheme, Lahore	2	198
-Remission of water charges to farmers of Thal	2,3	207,361
-Sympathetic consideration upon problems of students of Agriculture University	2	235
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Delay in presentation of report of Islamic Ideology Council in the Punjab Assembly	1	111
-Delay in submission of annual report of Council of Islamic Ideology in the House	3	367
-Delay in submission of Annual Report on Observance and Implementation of the Principles of Policy in the House	2	216
-Delay in submission in the House the annual report of Principles of Policy and implementation thereupon, in the House	3	373
-Improper behaviour of S.H.O Police Station Ghaziabad Tehsil Chichawatni, with M.P.A	5	624
-Insulting behaviour of doctor of Jinnah Hospital with M.P.A	1	112
-Trespass of lady M.P.A's house by Police and arrestment of guests	1	115
-Use of derogatory words by S.H.O Police Station Faqirwali, Bahawalnagar	2	218

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD YAR MUMMUNKA, MR.		
BILL-		
-The Punjab Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004 *(moved for introduction in the House)*	2	259
REPORT OF-		
-Standing Committee on Agriculture regarding the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill, 2004 *(Submitted in the House)*	2	258
MUSHTAQ AHMAD, ADVOCATE, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	442,446
MUZAFFAR ALI SHEIKH, DR.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	422
REPORT OF-		
Standing Committee on Health *(Submitted in the House)*	1	102
MUZAFFAR HASSAN KAZMI, SYED		
QUESTION regarding-		
-Problem of cleanliness and paving of Rohi Drain, Kasur *(Question No. 2012*)*	4	526

N

	Issue No.	Page No.
NAVEED AMMER, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of agricultural land to teaching staff of Bahauddin Zikria University, Multan *(Question No. 4814*)*	2	193
-Detail of remunerations and development funds for minority members *(Question No. 1937*)*	4	496
-Detail of Union Councils and sanitary-workers of Multan *(Question No. 1939*)*	4	518
-Problem of water supply in Fazal Colony Bund Road, Lahore *(Question No. 2909*)*	1	73
NAVEED JAHANIAN, MIAN		
QUESTION regarding-		
-Detail of schemes completed by grants of Asian Development Bank in Tehsil Jahanian *(Question No. 317)*	1	98
NAZAR FARID KHOKHAR, MALIK		
QUESTION regarding-		
-Problems of water supply and sanitation in PP-187, Okara *(Question No. 1861*)*	4	512
REPORT OF-		
-Committee on Privileges *(Submitted in the House)*	1	102
NAZIR AHMAD MITHU DOGAR, DR.		
QUESTIONS regarding-		
-Bogus allotment of shops attached with Tehsil Council Hall, Burewala *(Question No. 1861*)*	4	513
-Detail of possession over toll tax post at Joia Road, Borey Wala and steps taken by Government *(Question No. 3565*)*	2	176
-Establishment of ICU in THQ Hospital, Burewala and detail of staff *(Question No. 2161*)*	5	584
NISHAT AFZA, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	414
NOOR-UN-NISA MALIK, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Housing Schemes launched by F.D.A *(Question No. 2966*)*	1	80
-Detail of income from Court fee and expenditures *(Question No. 2951*)*	2	171
-Problem of decrease in price of plots of L.D.A Avenue-I, Housing Scheme *(Question No. 2973*)*	1	81

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD NAWAZ MALIK, MR.		
QUESTION regarding-		
-Problem of bills of WASA, Faisalabad and polluted water *(Question No 3106*)*	1	86
MUHAMMAD QASIM NOON, RANA *(Minister for Agricultural Marketing)*		
POINT OF ORDER (Answer) regarding-		
-Redress of deprivations of people of southern Punjab	2	239
MUHAMMAD RAFI-UD-DIN BUKHARI, SYED		
QUESTION regarding-		
-Detail of budget for development, projects and cost in District Lodhran since 2002 *(Question No 321)*	4	536
MUHAMMAD RIAZ SHAHID, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of aims & objects and allotment of land for Mecca Foundation and Rehmat Memorial Trust, Green Town, Lahore *(Question No 2895*)*	1	69
-Detail of price of land and conditions for the Punjab Public School under administration of Mecca Foundation, Lahore *(Question No 2896*)*	1	71
MUHAMMAD SHAFIQUE CHAUDHRY, DR. *(Minister for Excise & Taxation)*		
BILL- *(Introduced in the House)*		
-The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 2005	1	131
MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI, RAJA, ADVOCATE		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	437
QUESTION regarding-		
-Detail regarding D.G Housing, Housing Schemes and facilities therein *(Question No. 186)*	1	89
MUHAMMAD SHAUKAT, CHAUDHRY		
QUESTIONS regarding-		
-Misuse of powers by P.H.A *(Question No. 1791*)*	1	49
-Number, names and other details of work charge employees of WASA, Lahore *(Question No 1269*)*	1	34
-Reason for difference in salaries of work charge employees of hospitals *(Question No 3355*)*	5	597
-Upgradation of stock verifier of Internal Audit of WASA *(Question No 122)*	1	88
MUHAMMAD WAQAS, MR.		
BILL-		
-The Provincial Assembly of the Punjab Privilege (Amendment) Bill, 2005 *(moved for introduction in the House)*	2	271
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	416
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Delay in presentation of report of Islamic Ideology Council in the Punjab Assembly	1	111
-Delay in submission of annual report of Council of Islamic Ideology in the House	3	368
QUESTIONS regarding-		
-Establishment of Treasury Office in Tehsil Texla *(Question No 4846*)*	2	194
-Governmet rates and classification of rural land in PP-8, Rawalpindi *(Question No 5081*)*	2	196
-Number of Civil Judges, Session Judges, and Additional Session Judges and detail of vacancies thereof *(Question No. 4058*)*	3	308
MUHAMMAD WARIS KALLU, MR. *(Parliamentary Secretary for Colonies)*		
POINTS OF ORDER (Answers) regarding-		
-Remission of water charges to farmers of Thal	2,3	210,362

	Issue No.	Page No.
-Detail of income and expenditure of Benevolent Fund Board since 2002 *(Question No. 1848*)*	3	325
-Detail of loans granted to employees of the Punjab Benevolent Fund Board *(Question No. 5555*)*	3	332
-Detail of unauthorised occupants in GOR-1, Lahore *(Question No. 5933*)*	3	333
-Detail of unelected Advisors and Special Assistants *(Question No. 6282*)*	3	340
-Detail of vehicles purchased for Chief Minister and other Authorities, their entitlement and officers who use them *(Question No. 5338*)*	3	331
-Detail of vehicles purchased for Government Authorities *(Question No. 5812*)*	3	333
-Establishment of bench of High Court in District Sargodha *(Question No. 5199*)*	3	330
-Foreign aid for subordinate courts and problem of increase in salaries of Judges of subordinate courts *(Question No. 3947*)*	3	301
-Information regarding applications for financial aid received by Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No. 1819*)*	3	328
-Number and detail of sanctioned and vacant posts of Family, Civil and Additional Session Judges in Lahore *(Question No. 1281*)*	3	309
-Number of Advisors to the Government and other relevant details *(Question No. 310)*	3	358
-Number of Civil Judges, Session Judges, and Additional Session Judges and detail of vacancies thereof *(Question No. 4058*)*	3	308
-Number of quarters, unauthorized occupants and steps taken by Government in Wahdat Colony, Lahore *(Question No. 6521*)*	3	344
-Number of quarters of two room junior category in Government Colonies of Lahore and detail regarding allotment thereof *(Question No. 1950*)*	3	315
-Problem of increase in upper limit of age for recruitment in Government Departments *(Question No. 307)*	3	356
-Problem of relaxation in age limit for Government Service for Tribal and Baluch people *(Question No. 6137*)*	3	343
-Problem of writing ACRs of subordinates by Ministers *(Question No. 1951*)*	3	321
-Reason for against policy without privilege and merit allotment of quarters and steps of Government *(Question No. 5953)*	3	339
-Reason of facility of Parent Scheme in allotment of Government accomodation *(Question No. 3703*)*	3	297
-Reinstatement of Performa promotion of retired Government servants *(Question No. 1776*)*	3	293
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	643,678
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-		
-Delay in submission of annual report of Council of Islamic Ideology in the House	3	367
-Delay in submission in the House the annual report of Principles of Policy and implementation thereupon, in the House	3	373
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Hospitals, B.H.Us, R.H.Cs doctors, vacancies of staff and laboratories in District Khushab *(Question No. 3583*)*	5	604
-Establishment of bench of High Court in District Sargodha *(Question No. 5199*)*	3	330
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	443
POINT OF ORDER regarding-		
-Redress of deprivations of people of southern Punjab	2	237
QUESTION regarding-		
-Problem of writing ACRs of subordinates by Ministers *(Question No. 1951*)*	3	321

	Issue No.	Page No.
POINTS OF ORDER (Answers) regarding-		
-Enforcement of section 144 P P C	5	621
-Misuse of powers by Advisers and Special Assistants	2	204
-Murder of three ladies in Shahdara	2	201
-Procedure for provision of medicines to M.P A's	2	137
-Recruitments in Government Service	3	285
-Release of state land of graveyard in Township Scheme, Lahore	2	199
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-		
-Improper behaviour of S H O Police Station Ghaziabad Tehsil Chichawatni, with M P A	5	625
-Trespass of lady M P A's house by Police and arrestment of guests	1	117
REPORT OF-		
-The Punjab Office of the Ombudsman for the year 2003	1	132
MUHAMMAD EJAZ, HAJI		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of Barni Road Garhishaho, Lahore *(Question No 826*)*	4	460
-Control over supply of unhygienic milk in Lahore *(Question No. 1782*)*	5	544
-Illegal slaughter houses of Shalamar Town and problems created by them *(Question No 827*)*	4	462
-Installation of sewerage pipes at both sides of canal passing through Lahore city *(Question No 2913*)*	1	77
-Problem of cleanliness and cool water in Sir Ganga Ram Hospital Lahore *(Question No 3165*)*	5	582
MUHAMMAD HASSAN, BRIG (RETD)		
QUESTIONS regarding-		
-Number of R H Cs and B H Us. in PP-04, Gujar Khan and detail of facilities and medicines *(Question No. 3338*)*	5	593
-Reason for posting of a lower grade doctor as M S in presence of doctor of required grade in D.H.Q Hospital, Rawalpindi *(Question No. 3337*)*	5	592
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of land in Cholistan *(Question No 1916*)*	2	149
-Detail of cases registered in Anti-Corruption Department and their decisions during 2003 *(Question No. 3111*)*	3	346
-Detail of funds, machinery and equipment in Victoria Hospital, Bahawalpur *(Question No. 2874*)*	5	573
-Detail of state land in District Bahawalpur, illegal occupants and steps taken by the Government *(Question No. 2867*)*	2	164
-Particulars of staff posted in office of E.D.O. Health, Lahore *(Question No 2999*)*	5	576
-Reason of facility of Parent Scheme in allotment of Government accomodation *(Question No. 3703*)*	3	296
Supply of electricity to Mauza Sanjar, Bahawalpur *(Question No. 1726*)*	4	476
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHRY *(Minister for Food Additional Charge S&GAD)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Reluctance by institution of Benevolent Fund Punjab in payment of monthly aid to widows	5	629
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Criterion of appointment of retired and in service military persons in Civil department *(Question No. 1615*)*	3	288
-Detail of employees placed in surplus pool since 1999, their names, Departments and salaries *(Question No. 5942*)*	3	335
-Detail of expenditures on purchase, use, maintenance and petrol of vehicles in transport pool S&GAD *(Question No. 5943*)*	3	337
-Detail of funeral grants paid during 1st to 31st August 2003 out of Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No 1852*)*	3	310

	Issue No.	Page No.
-Detail of fire incidents in Lahore *(Question No 1153*)*	4	467
-Detail of Local Bodies Towns of Lahore their staff and recruitment policy *(Question No. 1111*)*	4	503
-Detail of remunerations and development funds for minority members *(Question No. 1937*)*	4	497
-Detail of sanitary staff of Sialkot Tehsil Municipal Administration *(Question No 1166*)*	4	469
-Detail of Union Councils and sanitary-workers of Multan *(Question No 1939*)*	4	518
-Detail of Union Councils of PP-157, Lahore, their office holders and development projects *(Question No. 2036*)*	4	529
-Detail of vehicles under use of Nazim, District Sialkot *(Question No 1753*)*	4	480
-Establishment of unjust toll plaza in Satellite Town, Jhang *(Question No 1965*)*	4	521
-Fixation of responsibilities of WASA, Lahore in new system *(Question No 1313*)*	4	465
-Illegal slaughter houses of Shalamar Town and problems created by them *(Question No 827*)*	4	463
-Paving the second side of Rajbah Match Factory, Ferozwala *(Question No 1797*)*	4	510
-Position of cleanliness in PP-123, Sialkot and number of sanitary staff *(Question No 249)*	4	535
-Problem of cleanliness and paving of Rohi Drain, Kasur *(Question No 2012*)*	4	526
-Problem of encroachments in Main Bazar Kot Hussain, Sheikhupura *(Question No 1238*)*	4	505
-Problem of shifting fruit and vegetable market out of Sialkot city *(Question No 213)*	4	532
-Problems caused by unhygienic water and steps taken by government in PP-123, Sialkot *(Question No. 245)*	4	534
-Problems of sewerage and cleanliness in Sheikhupura *(Question No 1952*)*	4	519
-Problems of Wahdat Road adjacent to graveyard Allama Iqbal Town, Lahore *(Question No 2028*)*	4	528
-Problems of water supply and sanitation in PP-187, Okara *(Question No 1861*)*	4	513
-Provision of facilities in Lalazar Park Canal View *(Question No 1761*)*	4	486
-Provision of place for graveyard for localities of PP-14, Rawalpindi *(Question No. 1852*)*	4	512
-Reconstruction of Jhang Road from Bhianwala to Lalian *(Question No. 1763*)*	4	507
-Reconstruction of streets and drains in Bhianwala, Chiniot *(Question No 1762-A*)*	4	507
-Recovery of land of Miani Sab Graveyard from occupants and selection of substitute place *(Question No. 1967*)*	4	523
-Restoration of lights at Sheikhupura-Sargodha main road *(Question No 1877*)*	4	516
-Supply of electricity to Mauza Sanjar, Bahawalpur *(Question No. 1726*)*	4	476
-Towns of Local Bodies of Lahore their employees and other details *(Question No. 1545*)*	4	506
-Traffic problems at Thokar Niaz Baig, Lahore due to construction of road not according to map *(Question No. 1760*)*	4	484
BILLS- *(Introduced in the House)*		
-The Beacon House National University Lahore Bill, 2005	1	130
-The Punjab Anti-Corruption Establishment (Amendment) Bill, 2005	1	130
-The Punjab Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2005	1	131
CALL ATTENTION NOTICE (Answer) regarding-		
-Government action upon death of innocent person by Faisalabad Police *(Call Attention Notice No. 307)*	1	105

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD AFZAL KHOKHAR, MALIK		
QUESTION regarding-		
-Problems of Wahdat Road adjacent to graveyard Allama Iqbal Town, Lahore *(Question No. 2028*)*	4	527
MUHAMMAD AJASAM SHARIFF, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of new parks under administration of P.H.A *(Question No. 1166*)*	1	29
-Problem of transfer of total proprietary land to Government Kulyat-ul-Binat College *(Question No. 3699*)*	2	179
-Recovery of land of Miani Sab Graveyard from occupants and selection of substitute place *(Question No. 1967*)*	4	523
-Unjustified use of water and expenditures in P.H.A, Lahore *(Question No. 1361*)*	1	37
MUHAMMAD ARSHAD, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Improper behaviour of S.H.O Police Station Ghaziabad Tehsil Chichawatni, with M.P.A	5	624
REPORT OF-		
-Standing Committee on Education *(Laid in the House)*	1	103
MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR. ***(Minister for Agriculture)***		
POINT OF ORDER regarding-		
-Sympathetic consideration upon problems of students of Agriculture University	2	236
MUHAMMAD ASHRAF KAMBOH, CH.		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	420
MUHAMMAD AZEEM GHUMAN, MR.		
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT OF-		
-Public Accounts Committee No. 1	1	104
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR. ***(Minister for LG & RD, ADD. CHG. Law & Parliamentary Affairs)***		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Plan of land mafia to snatch land from Government employee allottees of Avenue-I	1	123
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Bogus allotment of shops attached with Tehsil Council Hall, Burewala *(Question No. 1861*)*	4	514
-Closure of Misali Darasgah Hussam Agahi, Multan *(Question No. 1872*)*	4	488
-Closure of railway gate No. 117-A, Phalarwan, Sargodha *(Question No. 1791*)*	4	508
-Completion of incomplete development projects of Faisalabad *(Question No. 1979*)*	4	525
-Construction and repair of Barni Road Garhishaho, Lahore *(Question No. 826*)*	4	460
-Construction of paved road from Miran Shah Hotta to Mauza Opana *(Question No. 2013*)*	4	531
-Construction of paved road of Mauza Kali Piran Wali, Depalpur *(Question No. 1961*)*	4	520
-Counseling with members of Provincial and National Assemblies regarding development projects of Lahore *(Question No. 1516*)*	4	472
-Delay in construction of main road of Shah Farid Park, Lahore *(Question No. 1988*)*	4	526
-Detail and condition of roads constructed under City Package, Sialkot *(Question No. 241)*	4	532
-Detail of budget for development, projects and cost in District Lodhran since 2002 *(Question No. 324)*	4	536
-Detail of development works in PP-187, Depalpur *(Question No. 1815*)*	4	510

	Issue No.	Page No.

M

MANAZIR HUSSAIN RANJHA, MR. (*Minister for Colonies*)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of agricultural land to teaching staff of Bahauddin Zikria University, Multan *(Question No. 4814*)*	2	193
-Detail of allotment of agricultural state land in District Kasur *(Question No 3956*)*	2	187
-Detail of allotment of land in Cholistan *(Question No 1946*)*	2	150
-Detail of allotment of land to shelterless persons in District Gujrat since 1985 *(Question No. 205)*	2	198
-Detail of distribution of land to the landless farmers of District Gujrat during 1997 to 2003 *(Question No 3190-A*)*	2	175
-Detail of pending applications for allotment of land in Cholistan *(Question No 2839*)*	2	163
-Detail of state land in District Bahawalpur, illegal occupants and steps taken by the Government *(Question No. 2867*)*	2	165
-Illegal possession over grazing ground of Chack No. 305/HR, Fort Abbas and steps taken by Government *(Question No. 3157*)*	2	173
-Illegal possession over state land in Kot Doomi Chand, Lahore and steps taken by Government *(Question No 3158*)*	2	174
-Proprietary rights of land in Districts of the Province *(Question No 2*)*	2	140
-State land of the Province and center in Pakpattan and detail of illegal occupants *(Question No. 2051*)*	2	157
MINISTER FOR AGRICULTURE		
-*See under Muhammad Arshad Khan Lodhi, Mr.*		
MINISTER FOR AGRICULTURAL MARKETING		
See under Muhammad Qasim Noon, Rana		
MINISTER FOR COLONIES		
See under Manazir Hussain Ranjha, Mr.		
MINISTER FOR COMMUNICATION & WORKS		
-*See under Zaheer ud Din Khan, Chaudhry*		
MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION		
-*See under Ashfaq Ahmad, Makhdoom*		
MINISTER FOR EXCISE & TAXATION		
-*See under Muhammad Shafique Chaudhry, Dr.*		
MINISTER FOR FINANCE		
-*See under Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar*		
MINISTER FOR FOOD ***ADDITIONAL CHARGE*** **S&GAD**		
-*See under Muhammad Iqbal, Chaudhry*		
MINISTER FOR HEALTH		
-*See under Tahir Ali Javed, Dr.*		
MINISTER FOR HOUSING & URBAN DEVELOPMENT		
-*See under Raza Ali Gillani, Syed*		
MINISTER FOR IRRIGATION		
-*See under Aamir Sultan Cheema, Chaudhry*		
MINISTER FOR LG & RD, ADD. CHG. LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS		
-*See under Muhammad Basharat Raja, Mr*		
MINISTER FOR REVENUE		
-*See under Gul Hameed Khan Rokhri, Mr.*		
MISBAH KOKAB, MISS, ADVOCATE		
QUESTION regarding-		
-Problems due to insufficient sewerage system in Dholenwal, Multan Road, Lahore *(Question No 3003*)*		84

	Issue No.	Page No.
-Detail and condition of roads constructed under City Package, Sialkot *(Question No. 211)*	4	532
-Detail of budget for development, projects and cost in District Lodhran since 2002 *(Question No. 324)*	4	536
-Detail of development works in PP-187, Depalpur *(Question No. 1815*)*	4	510
-Detail of fire incidents in Lahore *(Question No. 1453*)*	4	467
-Detail of Local Bodies Towns of Lahore their staff and recruitment policy *(Question No. 1111*)*	4	503
-Detail of remunerations and development funds for minority members *(Question No. 1937*)*	4	496
-Detail of sanitary staff of Sialkot Tehsil Municipal Administration *(Question No. 1166*)*	4	469
-Detail of Union Councils and sanitary-workers of Multan *(Question No. 1939*)*	4	518
-Detail of Union Councils of PP-157, Lahore, their office holders and development projects *(Question No. 2036*)*	4	529
-Detail of vehicles under use of Nazim, District Sialkot *(Question No. 1753*)*	4	479
-Establishment of unjust toll plaza in Satellite Town, Jhang *(Question No. 1965*)*	4	521
-Fixation of responsibilities of WASA, Lahore in new system *(Question No. 1313*)*	4	464
-Illegal slaughter houses of Shalamar Town and problems created by them *(Question No. 827*)*	4	462
-Paving the second side of Rajbah Match Factory, Ferozwala *(Question No. 1797*)*	4	509
-Position of cleanliness in PP-123, Sialkot and number of sanitary staff *(Question No. 249)*	4	534
-Problem of cleanliness and paving of Rohi Drain, Kasur *(Question No. 2012*)*	4	526
-Problem of encroachments in Main Bazar Kot Hussain, Sheikhupura *(Question No. 1238*)*	4	504
-Problem of shifting fruit and vegetable market out of Sialkot city *(Question No. 213)*	4	531
-Problems caused by unhygienic water and steps taken by government in PP-123, Sialkot *(Question No. 245)*	4	533
-Problems of sewerage and cleanliness in Sheikhupura *(Question No. 1952*)*	4	519
-Problems of Wahdat Road adjacent to graveyard Allama Iqbal Town, Lahore *(Question No. 2028*)*	4	527
-Problems of water supply and sanitation in PP-187, Okara *(Question No. 1861*)*	4	512
-Provision of facilities in Lalazar Park Canal View *(Question No. 1761*)*	4	485
-Provision of place for graveyard for localities of PP-14, Rawalpindi *(Question No. 1852*)*	4	511
-Reconstruction of Jhang Road from Bhianwala to Lalian *(Question No. 1763*)*	4	507
-Reconstruction of streets and drains in Bhianwala, Chiniot *(Question No. 1762-A*)*	4	506
-Recovery of land of Mian Sab Graveyard from occupants and selection of substitute place *(Question No. 1967*)*	4	522
-Restoration of lights at Sheikhupura-Sargodha main road *(Question No. 1877*)*	4	515
-Supply of electricity to Mauza Sanjar, Bahawalpur *(Question No. 1726*)*	4	476
-Towns of Local Bodies of Lahore their employees and other details *(Question No. 1545*)*	4	505
-Traffic problems at Thokar Niaz Baig, Lahore due to construction of road not according to map *(Question No. 1760*)*	4	484

	Issue No.	Page No.
-Detail of cases submitted in courts of D.D.O (R) and D.O (R), Pakpattan during August 2001 to January 2004 *(Question No 1017*)*	2	189
-Detail of unauthorised occupants in GOR-I, Lahore *(Question No. 5933*)*	3	333
-Inclusion of District Pakpattan Division *(Question No. 2195*)*	1	57
-State land of the Province and center in Pakpattan and detail of illegal occupants *(Question No 2051*)*	2	156
REPORT OF-		
-Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs *(Special Report Submitted in the House)*	2	258
JAVED AKBAR DHILLON, ENGR.		
QUESTION regarding-		
-Detail of loans granted to employees of the Punjab Benevolent Fund Board *(Question No 5555*)*	3	331

K

	Issue No.	Page No.
KANWAL NASEEM, MS.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of land allocated for mosques in blocks of Sabzazar Housing Scheme *(Question No 3081*)*	1	85
-Establishment of Government Hospital in Shahdara, Lahore *(Question No 3336*)*	5	591
KHALID MEHMOOD SARGANA, MEHR		
QUESTION regarding-		
-Detail of Local Bodies Towns of Lahore their staff and recruitment policy *(Question No. 1111*)*	4	503
KHALIDA MANSOOR, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
Completion of incomplete development projects of Faisalabad *(Question No 1979*)*	4	524
-Problem of water supply in eastern zone Faisalabad *(Question No. 2637*)*	1	67
KHALID MEHMOOD, MIAN		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of facilities and staff in B.H.U of PP-167, Sheikhupura *(Question No 3176*)*	5	601
-Detail of funds for departments, doctors, staff and medicines in D.H.Q Hospital, Sheikhupura *(Question No 3389-A*)*	5	598

L

	Issue No.	Page No.
LOCAL GOVERNMENT & RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Bogus allotment of shops attached with Tehsil Council Hall, Burewala *(Question No. 1861*)*	4	513
-Closure of Misali Darasgah Hussain Agahi, Multan *(Question No 1872*)*	4	487
-Closure of railway gate No 117-A, Phularwan, Sargodha *(Question No. 1791*)*	4	508
-Completion of incomplete development projects of Faisalabad *(Question No 1979*)*	4	524
-Construction and repair of Barni Road Garhishaho, Lahore *(Question No 826*)*	4	460
-Construction of paved road from Miran Shah Hotta to Mauza Opana *(Question No 2043*)*	4	531
-Construction of paved road of Mauza Kali Piran Wali, Depalpur *(Question No 1961*)*	4	520
-Counseling with members of Provincial and National Assemblies regarding development projects of Lahore *(Question No. 1546*)*	4	471
-Delay in construction of main road of Shah Farid Park, Lahore *(Question No 1988*)*	4	525

	Issue No.	Page No.
QUESTIONS regarding-		
-Criterion of appointment of retired and in service military persons in Civil department *(Question No. 1615*)*	3	287
-Detail of fire incidents in Lahore *(Question No. 1453*)*	4	467
-Discriminatory policy regarding Self Finance Admissions of abroad settled Pakistanis in Medical Colleges *(Question No 1959*)*	5	549
-Fixation of responsibilities of WASA, Lahore in new system *(Question No. 1313*)*	4	464
-Grid station charges of Jubilee Town *(Question No. 332*)*	1	16
-Number of Patwaries in the Province and facilities available to them *(Question No 515*)*	2	144
-Procedure and conditions for issuance of licence of pure food and detail of persons who have obtained the same *(Question No 1993*)*	5	557
-Promotion policy and problem of ban upon promotions and additional charge of officers in WASA, Lahore *(Question No. 207)*	1	91
-Reinstatement of Performa promotion of retired Government servants *(Question No. 1776*)*	3	293
-Unreasonable use of drinking water by P H A *(Question No. 666*)*	1	21
IJAZ AHMAD, SH		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	425
POINT OF ORDER regarding-		
-Sympathetic consideration upon problems of students of Agriculture University	2	235
REPORT OF-		
-Standing Committee of S & GAD *(Submitted in the House)*	1	103
IMRAN ASHRAF, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail and condition of roads constructed under City Package, Sialkot *(Question No 211)*	4	532
-Position of cleanliness in PP-123, Sialkot and number of sanitary staff *(Question No 210)*	4	534
-Problem of shifting fruit and vegetable market out of Sialkot city *(Question No 213)*	4	531
-Problems caused by unhygienic water and steps taken by government in PP-123, Sialkot *(Question No 245)*	4	533
ISHFAQ AHMAD, MEHR		
QUESTION regarding-		
-Delay in construction of main road of Shah Farid Park, Lahore *(Question No 1988*)*	4	525
ISHTIAQ AHMED MIRZA, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Reconstruction of Jhang Road from Bhianwala to Lalian *(Question No 1763*)*	4	507
-Reconstruction of streets and drains in Bhianwala, Chiniot *(Question No 1762-A*)*	4	506

J

	Issue No.	Page No.
JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR.		
QUESTION regarding-		
-Condemned machinery in hospitals of the Province and reasons thereof *(Question No. 2845*)*	5	585
JAVAID AHMED, CH.		
QUESTIONS regarding-		
-Construction of paved road from Miran Shah Hotta to Mauza Opana *(Question No. 2013*)*	4	531

	Issue No.	Page No.
-Installation of sewerage pipes at both sides of canal passing through Lahore city *(Question No. 2943*)*	1	77
-Installation of tubewell for water supply in Kharrak Madina Colony, Lahore *(Question No 2910*)*	1	76
-Installation of wider pipes in street No. 1, Madina Colony Kharrak, Lahore *(Question No 1783*)*	1	56
-Misuse of powers by P.H.A *(Question No. 1791*)*	1	49
-Mixing of arsenic and fluorine in drinking water and steps of Government for eradication thereof *(Question No. 275)*	1	94
-Mixing of arsenic in drinking water and steps of Government for its eradication *(Question No. 312)*	1	97
-Number, names and other details of work charge employees of WASA, Lahore *(Question No. 1269*)*	1	34
-Poor performance of M.D WASA, Lahore *(Question No. 2272*)*	1	59
-Present position and number of tubewells installation by WASA, Lahore *(Question No. 2365*)*	1	62
-Problem of bills of WASA, Faisalabad and polluted water *(Question No. 3106*)*	1	86
-Problem of construction of water tank for water supply in Munirabad, Bahawalnagar *(Question No. 2903*)*	1	72
-Problem of decrease in price of plots of L.D.A Avenue -I, Housing Scheme *(Question No. 2973*)*	1	81
-Problem of encroachments in parks of "N" block Model Town Extension Scheme *(Question No. 2335*)*	1	60
-Problem of illegal possession over plot in Gujarpura Housing Scheme, Lahore *(Question No. 298)*	1	96
-Problem of sanitation in Gujranwala city *(Question No. 2499*)*	1	63
-Problem of water supply in eastern zone Faisalabad *(Question No. 2637*)*	1	67
-Problem of water supply in Fazal Colony Bund Road, Lahore *(Question No. 2909*)*	1	73
-Problems due to insufficient sewerage system in Dholenwal, Multan Road, Lahore *(Question No. 3003*)*	1	84
-Problems of gym for ladies in Race Course Park, Lahore *(Question No. 318)*	1	99
-Problems taken place due to construction of plaza in Firdos Market, Lahore *(Question No. 2941*)*	1	78
-Promotion policy and problem of ban upon promotions and additional charge of officers in WASA, Lahore *(Question No. 207)*	1	91
-Provision of clean water in Gujranwala to control over Hepatitis *(Question No. 2211*)*	1	58
-Substandard construction of Dhaddi Wala Drain, Faisalabad *(Question No. 1113*)*	1	40
-Substandard construction of road from Khan Model Colony to Satiyna Road, Faisalabad *(Question No. 1444*)*	1	47
-Unjustified use of water and expenditures in P.H.A, Lahore *(Question No. 1361*)*	1	37
-Unjust recovery of man-hole tax for Kachi Abadi, Gujranwala *(Question No. 2775*)*	1	67
-Unreasonable use of drinking water by P.H.A *(Question No. 666*)*	1	21
-Upgradation of stock verifier of Internal Audit of WASA *(Question No. 122)*	1	88

I

IHSAN ULLAH WAQAS, SYED

DISCUSSION ON-

-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	666

	Issue No.	Page No.
-Establishment of dispensary in Fateh Shah and Kotaly Bakar Shah, District Jhang *(Question No. 3331*)*	5	590
-Establishment of Government Hospital in Shahdara, Lahore *(Question No 3336*)*	5	591
-Establishment of I.C.U in T.H.Q Hospital, Burewala and detail of staff *(Question No. 2461*)*	5	584
-Government steps for control over Hepatitis *(Question No 2220*)*	5	560
-Number of B.H.Us of PP-112, Gujrat and detail of staff posted there *(Question No 3325*)*	5	587
-Number of R.H.Cs and B.H.Us. in PP-04, Gujar Khan and detail of facilities and medicines *(Question No. 3338*)*	5	593
-Number, status and other details of private Medical Colleges of the Province *(Question No 3665*)*	5	612
-Particulars of staff posted in office of E.D.O. Health, Lahore *(Question No 2999*)*	5	576
-Problem of attendance of Doctor posted at B.H.U Rajua, Tehsil Chiniot *(Question No 3290*)*	5	586
-Problem of cleanliness and cool water in Sir Ganga Ram Hospital Lahore *(Question No 3165*)*	5	582
-Problem of construction of building and shortage of staff in dispensary of Chack No. 46/S.P. Pakpattan *(Question No 3660*)*	5	607
-Problem of shortage of teaching staff in the Punjab Medical College *(Question No 3419*)*	5	599
-Procedure and conditions for issuance of licence of pure food and detail of persons who have obtained the same *(Question No. 1993*)*	5	55[illegible]
-Reason for difference in salaries of work charge employees of hospitals *(Question No 3355*)*	5	597
-Reason for posting of a lower grade doctor as M.S in presence of doctor of required grade in D.H.Q Hospital, Rawalpindi *(Question No. 3337*)*	5	592
-Start of B.D.S classes in Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur *(Question No 3605*)*	5	606
HOUSING & URBAN DEVELOPMENT DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Amendment in C.N.G guide line *(Question No 2125*)*	1	52
-Detail of aims & objects and allotment of land for Mecca Foundation and Rehmat Memorial Trust, Green Town, Lahore *(Question No. 2895*)*	1	69
-Detail of Housing Schemes launched by F.D.A *(Question No 2966*)*	1	80
-Detail of land allocated for mosques in blocks of Sabzazar Housing Scheme *(Question No 3081*)*	1	85
-Detail of new parks under administration of P.H.A *(Question No 1166*)*	1	29
-Detail of parks and places of recreation in Lahore with& without admission tickets *(Question No. 2783*)*	1	68
-Detail of press advertisement for recovery of bills of WASA, Lahore *(Question No 291)*	1	95
-Detail of price of land and conditions for the Punjab Public School under administration of Mecca Foundation, Lahore *(Question No. 2896*)*	1	71
-Detail of schemes completed by grants of Asian Development Bank in Tehsil Jahania *(Question No. 317)*	1	98
-Detail of recruitment of work-charge employees in P.H.A, Lahore *(Question No 2525*)*	1	65
-Detail regarding D.G Housing, Housing Schemes and facilities therein *(Question No 186)*	1	89
-Detail of vehicles used for cleanliness in WASA, Lahore *(Question No 2598*)*	1	66
-Grid station charges of Jublee Town *(Question No. 332*)*	1	16
-Inclusion of District Pakpattan Division *(Question No. 2195*)*	1	57
-Increase in water and sanitation rates by WASA, Gujranwala and detail of income and expenditure *(Question No 2916*)*	1	71

	Issue No.	Page No.
-Problems taken place due to new market value of property in Lahore *(Question No. 4702*)*	2	192
-Status of land situated at Sargodha Road, Faisalabad, its value and other detail *(Question No. 3697*)*	2	178
REPORTS OF-		
-Adjournment Motions No. 938/2004 and 22/2005 *(Laid in the House)*	5	627

H

	Issue No.	Page No.
HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR *(Minister for Finance)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Increase in House Rent Allowance of Government servants	3	383
HASSAN MURTAZA, SYED		
QUESTION regarding-		
-Problem of attendance of Doctor posted at B.H.U Rajua, Tehsil Chiniot *(Question No. 3290*)*	5	586
HEALTH DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Condemned machinery in hospitals of the Province and reasons thereof *(Question No. 2845*)*	5	585
-Control over supply of unhygienic milk in Lahore *(Question No. 1782*)*	5	544
-Detail of beds, blocks and other matters of Government Nawaz Sharif Hospital Yakki Gate, Lahore *(Question No. 3662 *)*	5	608
-Detail of B.H.Us, R.H.Cs. and Hospitals of PP-157, Lahore *(Question No. 3698*)*	5	615
-Detail of doctors, nurses and other matters of Services Hospital Lahore *(Question No. 3663*)*	5	611
-Detail of employees and medicines in R.H.Cs and B.H.Us of Sheikhupura *(Question No. 3519*)*	5	602
-Detail of facilities and staff in B.H.U of PP-167, Sheikhupura *(Question No. 3476*)*	5	601
-Detail of funds for departments, doctors, staff and medicines in D.H.Q Hospital, Sheikhupura *(Question No. 3389-A*)*	5	598
-Detail of funds, machinery and equipment in Victoria Hospital, Bahawalpur *(Question No. 2874*)*	5	573
-Detail of Government steps to control the disease of T.B *(Question No. 3550*)*	5	603
-Detail of Health Center of PP-95, Gujranwala and vehicles of Health Department *(Question No. 3734*)*	5	616
-Detail of Hospitals, B.H.Us, R.H.Cs doctors, vacancies of staff and laboratories in District Khushab *(Question No. 3583*)*	5	604
-Detail of sanctioned and vacant posts and posted persons in B.H.U Hallooki, Lahore *(Question No. 3693*)*	5	614
-Detail of staff and buildings of R.H.Cs. and B.H.Us. of Lahore *(Question No. 3692*)*	5	613
-Detail of vacancies of M.S., A.M.S. and D.M.S. and officers posted thereupon in Jinnah Hospital Lahore *(Question No. 261)*	5	618
-Detail of work-charge employees of Health Department *(Question No. 2526*)*	5	569
-Discriminatory policy regarding Self Finance Admissions of abroad settled Pakistanis in Medical Colleges *(Question No. 1959*)*	5	549
-Establishment of B.H.Us. in Union Councils Atthara Hazari and Kot Bahadar, Jhang *(Question No. 3330*)*	5	589
-Establishment of B.H.Us in villages of Tehsil Fortabbas *(Question No. 3159*)*	5	577
-Establishment of Dentistry Ward in Victoria Hospital Bahawalpur *(Question No. 3606*)*	5	606

	Issue No.	Page No.
FARZANA NAZIR, DR. ***(Parliamentary Secretary for Health)***		
PRIVILEGE MOTION (Answer) regarding-		
-Insulting behaviour of doctor of Jinnah Hospital with M P A	1	112
FARZANA RAJA, MRS.		
QUESTION regarding-		
-Reason for against policy without privilege and merit allotment of quarters and steps of Government *(Question No. 5953)*	3	338
FATEH MUHAMMAD KHAN BUZDAR, SARDAR		
DISCUSSION ON-		
-Environment	3	439
QUESTION regarding-		
-Problem of relaxation in age limit for Government Service for Tribal and Baluch people *(Question No 6137*)*	3	343
FAYAZ UL HASAN CHOHAN, MR.		
QUESTION regarding-		
-Provision of place for graveyard for localities of PP-14, Rawalpindi *(Question No 1852*)*	4	511
FAZAL AHMED RANJHA, MR.		
QUESTION regarding-		
-Detail of Patwaries in PP-118, Mandi Bahauddin *(Question No 3901*)*	2	182

G

	Issue No.	Page No.
GUL HAMEED KHAN ROKHRI, MR. ***(Minister for Revenue)***		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases submitted in courts of D.D.O (R) and D.O (R), Pakpattan during August 2001 to January 2004 *(Question No 4017*)*	2	190
-Detail of income from Agricultural Tax during 2001 to 2003 in District Gujrat *(Question No. 3191*)*	2	175
-Detail of income from Court fee and expenditures *(Question No 2951*)*	2	171
-Detail of Kanongos and Patwaries posted in District Kasur *(Question No 3957*)*	2	187
-Detail of officials of Revenue Department in Jhang posted at one station for more than three years *(Question No. 3937*)*	2	186
-Detail of Patwaries and Patwar Khanas in PP-69, Faisalabad *(Question No 3999*)*	2	189
-Detail of Patwaries in PP-118, Mandi Bahauddin *(Question No 3901*)*	2	182
-Detail of possession over toll tax post at Jora Road, Borey Wala and steps taken by Government *(Question No. 3565*)*	2	177
-Detail of printing of forms of "Farad Jama Bandi" *(Question No 2672*)*	2	170
-Establishment of Treasury Office in Tehsil Texla *(Question No. 1816*)*	2	195
-Governmnet rates and classification of rural land in PP-8, Rawalpindi *(Question No. 5081*)*	2	197
-Number of Patwaries in the Province and facilities available to them *(Question No 515*)*	2	144
-Ordinary and urgent fees for "Farad Jama Bandi" and other details *(Question No. 2670*)*	2	160
-Position of inquiry against Patwari of Mandi Ahmedabad, Okara *(Question No 1928*)*	2	195
-Position of upgradation of Chowk Sarwar Shaheed District Muzaffargarh as Tehsil *(Question No. 1601*)*	2	191
-Problem of consolidation Moaza Shadi Khan Munda Tehsil Kot Addu *(Question No 3918*)*	2	185
-Problem of transfer of total proprietary land to Government Kulyat-ul-Binat College *(Question No. 3699*)*	2	180
-Problem of upgrading Haveli Lakha as Tehsil of District Okara *(Question No 2956*)*	2	172

	Issue No.	Page No.
-Proprietary rights of land in Districts of the Province *(Question No. 2*)*	2	139
-State land of the Province and center in Pakpattan and detail of illegal occupants *((Question No. 2051*)*	2	156
CONDOLENCE-		
-On the demises of Mr. Shah Nawaz Karmani and others	1	15,16

D

	Issue No.	Page No.
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	642
-Environment	3	392

E

	Issue No.	Page No.
EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOULATIA, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Report of the Provincial Ombudsman Punjab for the year 2002-03	5	668
QUESTIONS regarding-		
-Position of upgradation of Chowk Sarwar Shaheed District Muzaffargarh as Tehsil *(Question No. 4601*)*	2	190
-Problem of consolidation Moaza Shadi Khan Munda Tehsil Kot Addu *((Question No. 3918*)*	2	184
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT OF-		
-Public Accounts Committee No. 1	1	104

F

	Issue No.	Page No.
FAISAL HAYAT JABBOANA, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of officials of Revenue Department in Jhang posted at one station for more than three years *(Question No. 3937*)*	2	185
-Establishment of B.H.Us in Union Councils Atthara Hazari and Kot Bahadar, Jhang *((Question No. 3330*)*	5	589
-Establishment of dispensary in Fateh Shah and Kotaly Bakar Shah, District Jhang *((Question No. 3331*)*	5	590
-Establishment of unjust toll plaza in Satellite Town, Jhang *((Question No. 1965*)*	4	521
FAIZ ULLAH KAMOKA, MR.		
QUESTIONS regarding-		
-Foreign aid for subordinate courts and problem of increase in salaries of Judges of subordinate courts *(Question No. 3947*)*	3	301
-Substandard construction of Dhaddi Wala Drain, Faisalabad *(Question No. 1143*)*	1	40
-Substandard construction of road from Khan Model Colony to Satyna Road, Faisalabad *(Question No. 1441*)*	1	47
FAIZA AHMAD, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
-Provision of facilities in Lalazar Park Canal View *(Question No. 1761*)*	4	485
-Traffic problems at Thokar Niaz Baig, Lahore due to construction of road not according to map *(Question No. 1760*)*	4	484
FARAH IQBAL KHAN, MRS.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of funeral grants paid during 1st to 31st August 2003 out of Benevolent Fund Board, Lahore *(Question No. 4852*)*	3	310
-Position of inquiry against Patwari of Mandi Ahmedabad, Okara *(Question No. 1928*)*	2	195

	Issue No.	Page No.
AUTHORITIES		
-Of the House	1	4
AZMA ZAHID BOKHARI, MS.		
QUESTIONS regarding-		
-Problems of gym for ladies in Race Course Park, Lahore *(Question No. 318)*	1	99
-Problems taken place due to construction of plaza in Firdos Market, Lahore *(Question No. 2944*)*	1	78

B

	Issue No.	Page No.
BILAL ASGHAR WARRAICH, CH.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of printing of forms of "Farad Jama Bandi" *(Question No. 2672*)*	2	170
-Ordinary and urgent fees for "Farad Jama Bandi" and other details *(Question No. 2670*)*	2	160
BILLS-		
-The Beacon House National University Lahore Bill, 2005 *(Introduced in the House)*	1	130
-The Provincial Assembly of the Punjab Privilege (Amendment) Bill, 2005 *(moved for introduction in the House)*	2	271
-The Punjab Anti-Corruption Establishment (Amendment) Bill, 2005 *(Introduced in the House)*	1	130
-The Punjab Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004 *(moved for introduction in the House)*	2	259
-The Punjab Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2005 *(Introduced in the House)*	1	131
-The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 2005 *(Introduced in the House)*	1	131

C

	Issue No.	Page No.
CABINET		
-Of the Punjab	1	5
CALL ATTENTION NOTICES regarding-		
-Government action upon death of innocent person by Faisalabad Police *(Call Attention Notice No. 307)*	1	105
-Murder of a student in examination center of Government High School No. 1 Kamalia	4	538
COLONIES DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of agricultural land to teaching staff of Bahauddin Zakria University, Multan *(Question No 4814*)*	2	193
-Detail of allotment of agricultural state land in District Kasur *(Question No. 3956*)*	2	186
-Detail of allotment of land in Cholistan *(Question No. 1916*)*	2	149
-Detail of allotment of land to shelterless persons in District Gujrat since 1985 *(Question No. 205)*	2	198
-Detail of distribution of land to the landless farmers of District Gujrat during 1997 to 2003 *(Question No. 3490-A*)*	2	174
-Detail of pending applications for allotment of land in Cholistan *(Question No. 2839*)*	2	163
-Detail of state land in District Bahawalpur, illegal occupants and steps taken by the Government *(Question No. 2867*)*	2	164
-Illegal possession over grazing ground of Chack No. 305/HR, Fort Abbas and steps taken by Government *(Question No. 3157*)*	2	172
-Illegal possession over state land in Kot Dooni Chand, Lahore and steps taken by Government *(Question No. 3158*)*	2	173

	Issue No.	Page No.
ALI ABBAS, MR.		
QUESTION regarding-		
-Problem of encroachments in Main Bazar Kot Hussain, Sheikhupura *(Question No. 1238*)*	4	504
ALLA-UD-DIN, SHEIKH		
-Oath of Office	1	14
ANJUM SULTANA, MRS.		
QUESTION regarding-		
-Detail of development works in PP-187, Depalpur *(Question No. 1815*)*	4	510
ANTI-CORRUPTION DEPARTMENT-		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases registered in Anti-Corruption Department and their decisions during 2003 *(Question No. 3111*)*	3	346
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Gujranwala region *(Question No. 3712*)*	3	352
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Lahore region *(Question No. 3711*)*	3	351
-Detail of recruitments in Anti-Corruption Department, Gujranwala range *(Question No. 3729*)*	3	350
-Number of contract employees of Anti-Corruption Department and detail of their rules and conditions *(Question No. 3805*)*	3	354
ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR.		
CALL ATTENTION NOTICE regarding-		
-Murder of a student in examination center of Government High School No. 1 Kamalia	4	538
DISCUSSION ON-		
Environment	3	430
POINTS OF ORDER regarding-		
-Procedure for provision of medicines to M.P.A's	2	136
-Protest under the limits of Constitution	4	456
-Recruitments in Government Service	3	282
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Police Stations and employees of Anti-Corruption Department, Lahore region *(Question No. 3711*)*	3	351
-Detail of sanitary staff of Sialkot Tehsil Municipal Administration *(Question No. 1166*)*	4	469
-Detail of vehicles under use of Nazim, District Sialkot *(Question No. 1753*)*	4	479
-Number of contract employees of Anti-Corruption Department and detail of their rules and conditions *(Question No. 3805*)*	3	354
ASAD ASHRAF, DR.		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of beds, blocks and other matters of Government Nawaz Sharif Hospital Yakki Gate, Lahore *(Question No. 3662 *)*	5	608
-Detail of doctors, nurses and other matters of Services Hospital Lahore *(Question No. 3663*)*	5	611
ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY		
POINT OF ORDER regarding-		
-Remission of water charges to farmers of Thal	2,3	207,361
ASGHAR ALI QAISER, MALIK		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Patwaries and Patwar Khanas in PP-69, Faisalabad *(Question No. 3999*)*	2	188
-Problem of illegal possession over plot in Gujarpura Housing Scheme, Lahore *(Question No. 298)*	1	96
ASHFAQ AHMAD, MAKHDOOM *(Minister for Environment Protection)*		
DISCUSSION ON-		
Environment	3	392,447

INDEX

	Issue No.	Page No.
A		
AAMIR SULTAN CHEEMA, CHAUDHRY ***(Minister for Irrigation)***		
BILL-		
-The Punjab Canal and Drainage (Amendment) Bill, 2004 *(moved for introduction in the House)*	2	260
ABDUL GHAFOOR KHAN, CHAUDHRY		
QUESTIONS regarding-		
-Counseling with members of Provincial and National Assemblies regarding development projects of Lahore *(Question No. 1546*)*	4	471
-Installation of wider pipes in street No. 1, Madina Colony Kharrak, Lahore *(Question No. 1783*)*	1	56
-Towns of Local Bodies of Lahore their employees and other details *(Question No. 1515*)*	4	505
ABIDA JAVID, MRS.		
POINT OF ORDER regarding-		
-Release of state land of graveyard in Township Scheme, Lahore	2	198
QUESTIONS regarding-		
-Detail of recruitment of work-charge employees in P.H.A, Lahore *(Question No. 2525*)*	1	65
-Detail of work-charge employees of Health Department *(Question No. 2526*)*	5	569
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Danger for darken the future of students of Faisalabad	5	635
-Delay in construction of over-head bridge near small industries, Bahawalpur	5	634
-Increase in House Rent Allowance of Government servants	3	381
-Plan of land mafia to snatch land from Government employee allottees of Avenue-I	1,2	123, 221
-Reluctance by institution of Benevolent Fund Punjab in payment of monthly aid to widows	5	629
-Sale of land by Board of Revenue to M/s Koh-e-Noor at lower rate by receiving heavy bribery	3	378
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Plan of land mafia to snatch land from Government employee allottees of Avenue-I	2	221
POINT OF ORDER regarding-		
-Misuse of powers by Advisers and Special Assistant	2	203
QUESTIONS regarding-		
-Proprietary rights of land in Districts of the Province *(Question No. 2*)*	2	139
-Reason for against policy without privilege and merit allotment of quarters and steps of Government *(Question No. 5953)*	3	338
-Status of land situated at Sargodha Road, Faisalabad, its value and other detail *(Question No. 3697*)*	2	178
AGENDA -		
-For the session held on 28th March, 2005	1	3
-For the session held on 29th March, 2005	2	133
-For the session held on 30th March, 2005	3	279
-For the session held on 31st March, 2005	4	453
-For the session held on 1st April, 2005	5	541
AHMED SAEED, QAZI, ADVOCATE		
QUESTION regarding-		
-Installation of tubewell for water supply in Kharrak Madina Colony, Lahore *(Question No. 2930*)*	1	76